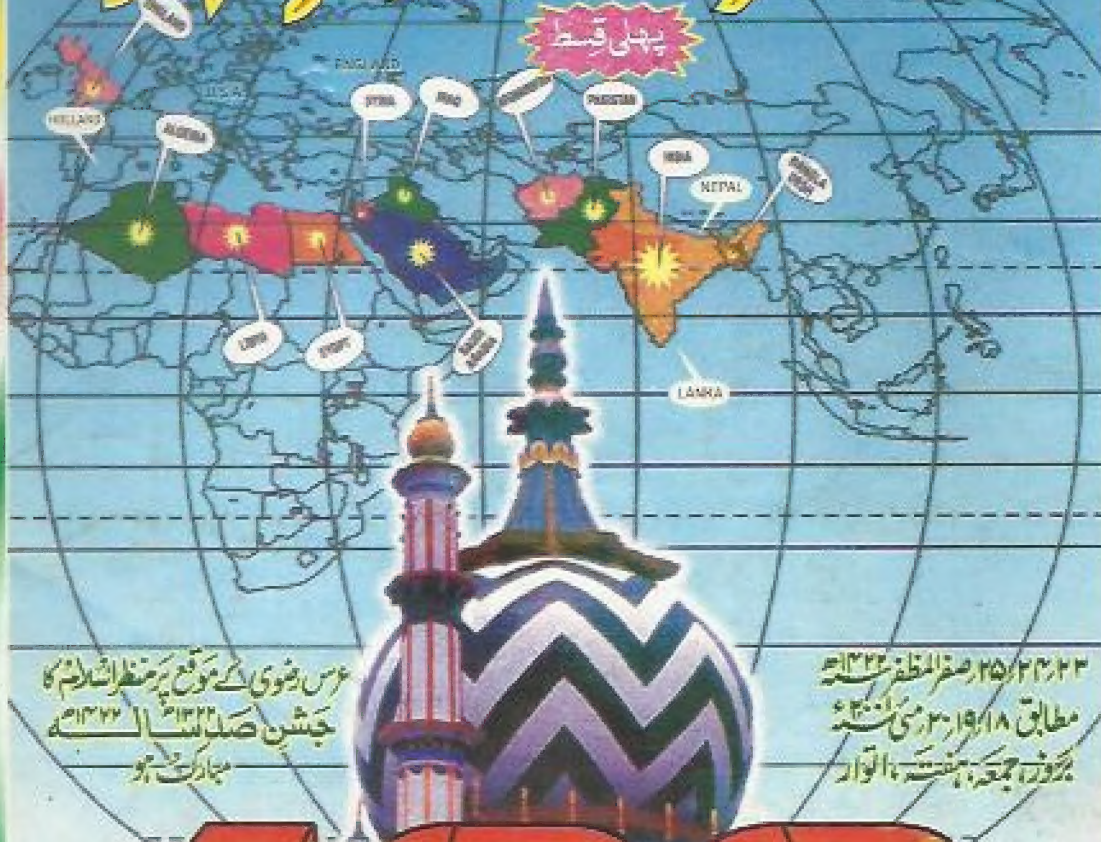


# ماہنامہ اعجاز حضرت کا مستند منظر اسلام آباد

پہلی قسط



عرس رضوی کے موقع پر منظر اسلام آباد کا  
جشن صدائے اسلام  
مبارکت ہو

۲۵/۲۲/۲۲ء صفر المظفر ۱۴۴۲ھ  
مطابق ۱۸/۱۹/۲۰۲۲ء  
بکروڑ، جمعہ، ہفت روزہ، الوار



نیر والی حضرت مولانا محمد شمس الدین صاحب دہلی  
چند اشعار و دعاؤں کے ساتھ



بیتاب و کسالت  
۱۲۸۵  
حضرت غلامرضا  
محمد رضا بن رضا خان  
مستوفی دارالخلافه

# داعیہ حضرت

ظلالِ کائنات  
مستوفی دارالخلافه  
مستوفی دارالخلافه

شماره: ۱۲۸۵ جلد: ۱۲۸۵ ماہ: مئی، جون، جولائی ۱۲۸۵

کجاری کزدا  
مفسر عظیم  
حضرت علامہ  
محمد رضا بن رضا  
مستوفی دارالخلافه

## صد سالہ منظر اسلام نہیں سے

نہیں سے  
مستوفی دارالخلافه  
مستوفی دارالخلافه

شہزادہ رحمان ملت پیر طریقت حضرت علامہ  
الکاج سبحان رضا خان سبحانی میاں  
صاحب قلم

مدیر:  
حضرت علامہ قاری  
عبد الرحمن خان صاحب  
فادری

مدیر معاون:  
حضرت مسکولانا  
ابجاء انجم لطیفی  
کشیہ قاری

مشیر و مرتب:  
مولانا  
محمد انور علی  
رضوی پھر شیخ

یافتہ ام نیر علی حضرت الحاج مولانا محمد سبحان رضا خان فادری

سجادہ نشین  
صاحب آستان علی حضور سودا گرانہ

کاتب: محمد صابر عالم راقب کیشاری سبحانی کثابت سینا درگاہ اعظمی  
ایک سو روپیہ



# فہرست

مولانا سبحان رضا خاں	(۵)	دل کی آواز
ڈاکٹر مختار الدین آرزو	(۱۰)	نوادرات
وزیراعظم ہند	(۱۹)	خراج عقیدت
ڈاکٹر مسعود احمد کراچی	(۲۰)	منظر اسلام
ڈاکٹر سید وجاہت رسول قادری (پاک)	(۲۶)	منظر اسلام بریلی
مولانا حسن علی رضوی (پاک)	(۳۳)	جامعہ منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا تقابلی جائزہ
ڈاکٹر اوشا سانیال (امریکہ)	(۵۹)	منظر اسلام
مولانا شبنم کمالی	(۶۳)	منظر اسلام میری نظر میں
مولانا شبیہ القادری	(۶۹)	منظر اسلام کی خشت اول
ڈاکٹر سرتاج حسین رضوی	(۷۴)	حافظ پیدلی بھیتی اور منظر اسلام
قاری امانت رسول	(۸۰)	تاریخی ماڈلے
ڈاکٹر مجید اللہ قادری (پاک)	(۸۶)	منظر اسلام اور شمس بریلوی
مولانا توصیف رضا خاں	(۹۶)	نوری تربیت گاہ
مولانا جلال الدین قادری (پاک)	(۹۹)	منظر اسلام اپنے دور قیام کی اہم ضرورت
ڈاکٹر حسن رضا خاں	(۱۱۳)	تعلیم کی اہمیت اور معیار تعلیم
مولانا صفی احمد رضوی	(۱۲۳)	امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم

مفسر اعظم ہند	مفتی عبد الواحد قادری	(۱۲۹)
منظر اسلام کا دینی علمی فیضان	مولانا عیسیٰ رضوی	(۱۳۶)
صفہ اسلام	مولانا عیش بستوی (افریقہ)	(۱۷۱)
حافظ ملت	ڈاکٹر جلال الدین (کراچی)	(۱۷۹)
امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم	مفتی لطف اللہ	(۲۲۶)
عمر رضا میں سالانہ جلسے	سید شاہد علی رضوی	(۲۳۰)
پیغام	مولانا بدر القادری (ہالینڈ)	(۲۵۹)
مرکز اہل سنت	مولانا تسلیم رضا خاں	(۲۶۵)
منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟	ڈاکٹر عبدالنصیم عزیزی	(۲۶۷)
علم و فن کا مخزن	قاری شریف الحق	(۲۹۵)
منظر اسلام نور اس کا اہتمام	الحاج ڈاکٹر پرویز صدیقی	(۳۰۳)
مشقی فتوے	سید شاہد علی رامپوری	(۳۰۶)
اہم مکتوب	سید ضیاء الحسن (پاک)	(۳۲۱)
الجامعۃ الرضویہ	مولانا غلام احمد ذکی	(۳۳۱)
منظر اسلام کو سلام	قاری سخاوت حسین رضوی	(۳۳۳)
منظر اسلام کا فیضان	مولانا حبیب الرحمن	(۳۳۸)
جشن صد سالہ	مولانا سلطان اشرف	(۳۴۰)
معائنہ جات	علماء کرام	(۳۴۳)
نسبت دارالعلوم سے	مولانا صادق رضوی پاکستان	(۳۵۳)
صاحب سجادہ کے نام	خطوط	(۳۵۴)



## شعراء کرام

(۳۲)	مولانا رضا حشمتی
(۶۲)	امجد رضا امجدی
(۱۲۸)	شمسیر رضوی
(۱۷۶)	نور الدین رجبی
(۱۷۷)	مفتی محمد فاروق صاحب فارق
(۲۲۳)	مشتاق احمد قادری
(۲۶۱)	مولانا بدر القادری
(۲۷۳)	سید ریاض الحسن حامدی
(۲۷۴)	مولانا علی احمد سیوانی
(۲۷۸)	مولانا محمد ظہور توری
(۲۷۹)	مولانا مسر اکیل منظری
(۲۹۳)	شریف القادری رجواپوری
(۳۲۶)	نیر
(۳۳۷)	مفتی رجب علی نانپاری
(۳۳۹)	قاری یونس

## ..... مشاورتی بورڈ.....

جناب عبدالجبار صاحب رحمانی پاکستان	حضرت علامہ مفتی عبدالواحد	بالیڈ
جناب رانا محمد ریاض صاحب پاکستان	حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صاحب داتا گنجوی	
ڈاکٹر سید محمود حسین چشتی	حضرت مولانا محمد راجہ قادری صاحب لندن	
	حضرت مولانا حکیم ہزاروی صاحب ترچہ پٹی	
	حضرت مولانا ابراہیم خواجہ	
	حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوان	
	حضرت مولانا مفتی احمد صاحب انگلینڈ	



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دل کی آواز

از قلم :- فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں نوری مستم جامعہ رضویہ منظر اسلام و خادم و سجادہ بارگاہ رضوی مدلی شریف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم تحو عباد محمد صلی علیہ وسلم

اللہ عزوجل خالق لوح و قلم علیم و خیر سمیع و بصیر کابے شمار احسان اور اس کے پیارے حبیب و محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت شیخ یوم ہدایت قاسم علم و فضیلت ہادی راہ ہدایت روحی قدادہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ و بارک و سلم کا بکراں فیضان کہ عالم کو یہ خوشگوار اور مسرت آمیز دن دکھایا آج اس عرس رضوی و نوری و ربانی کے بانی فیض موقع پر ہم اہل سنت اجتماعی طور پر قادری و برکاتی و رضوی و نوری پریم کے سایہ رحمت میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ منار ہے ہیں عاشقان اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جم غفیر اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے جشن صد سالہ کا پر نور پر سرور منظر دیکھ رہا ہے۔ میں اپنی ذہنی و فکری بنیاد پر تحریر کرتے ہوئے بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ عرس مبارک اور جشن صد سالہ کے پروقار و پر بہار منبر پر ملک و ملت کے عظیم سے عظیم تر مشائخ طریقت اور جلیل سے جلیل تر علماء شریعت جلوہ بار ہیں اور ملک و بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے فارغین فرزند ان مرکز اہل سنت منظر اسلام نیز زائرین و حاضرین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قلب و روح کو انبساط و سکون بخش رہا ہے اہل سنت کی خانقاہوں کے با عظمت سجادہ نشین بالخصوص ماہرہ مطرہ کی مسند ارشاد کے مسند نشین اور مدارس اہل سنت کے بلند کت مہتممین و صدور اپنے مرکز عقیدت مجددین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل مدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبقری بارگاہ میں خراج عقیدت اور جشن صد سالہ کے موقع پر اپنے مرکز علمی منظر اسلام کو ہدیہ تبریک پیش کر رہے ہیں۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ مجھے ناقول کے دور اہتمام میں منعقد ہے کاش یہ جشن صد سالہ فقیر کے والد گرامی آقائے نعمت حضور سبحان ملت سیدی علامہ مفتی محمد سبحان رضا خان قبلہ قدس سرہ العزیز کے اہتمام میں انعقاد پذیر ہوتا تو اسکی ان بان شان ہی کچھ اور ہوتی مگر مرضی مولیٰ ازہمہ اولیٰ۔

حضور سبحان ملت کے دور اہتمام میں دارالعلوم نے جو عظیم ترقی حاصل کی وہ عوام و خواص کسی سے پوشیدہ



نہیں انہوں نے اپنے دور میں دارالعلوم کی ترقی کیلئے ملک ویران ملک کے تبلیغی اسفار بھی کئے دارالعلوم کے ہر شعبہ علمی کو بام عروج پر پہنچانے کی جواںمخت سہی فرمائی وہ آفتاب نیم روز سے زائد تابناک ہے۔

جامعہ کا تعمیری کام ہو یا تدریسی تبلیغی کام ہو یا اشاعتی ہر کام کو حضور ریحان ملت نے نہایت فراخ دلی سے انجام دیا عرس رضوی و نوری کو حاضرین و زائرین کی سہولیات کے پیش نظر اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع میدان میں لے جانا اور جملہ تقریبات عرس وہیں منبر عرس پر کرنا پھر جملہ پروگرام ہارنوں کے ذریعہ خانقاہ رضویہ پھنچنے والی شاہ راہوں، نیز خانقاہ رضویہ پر سنا جانا اور خانقاہ رضویہ پر شامیانے اور تزئین رضا مسجد و جامعہ رضویہ نیز شاہراہیں دل نشین کرانا یہ سب حضور ریحان ملت ہی کے حوصلہ افزا دل و جگر کا کام تھا یہاں تک کہ اپنے اپنے اکابر کے ایمان سے ملکی سیاست میں حصہ لیا تو سیاست کو کم اور شریعت کو زیادہ مد نظر رکھا بلکہ اگر سیاست کو استعمال بھی کیا تو ہمیشہ شریعت کیلئے ہی استعمال کیا بریلی شریف (شہر) کا جلوس محمدی رحمۃ اللہ علیہ جو تقریباً پچیس سال سے بارہ ربیع الاول شریف کو نکلتا ہے شاید عدل ہے کہ آپ ہی کی سیاسی بالغ نظری اور کوششوں کا نتیجہ ہے حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت نے جہاں بریلی شریف اور جامعہ رضویہ کو دینی استحکام عطا فرمایا وہیں سیاسی پائیداری سے بھی ہم کنار کیا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام پر آپ کے دور اہتمام میں بڑی بڑی دشواریاں بھی آئیں ہمارے اساتذہ کرام ان دشواریوں سے بے خبر نہیں ہو گئے مگر حضور ریحان ملت نے ان دشواریوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ دشواریاں پانی پانی ہو کر رہیں اور جامعہ رضویہ بفضلہ تعالیٰ ترقیوں کی راہوں پر گامزن ہوتا رہا جامعہ کے اساتذہ کرام نے حضور ریحان ملت کے دوش بدوش رہ کر کام کیا اور سارے ملازمین و معاونین نے قدم سے قدم ملا کر جامعہ کی ترقی میں حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہے جامعہ کے جلسہ دستار میں جو عرس حامدی و جیلانی کے موقع پر ہوتا ہے فارغین کی تعداد میں سال بسال اضافہ ہی ہو رہا ہے عرض کرنا یہ بیشک کتنا اچھا ہوتا جو یہ جشن صد سالہ حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت کے باہمت ہاتھوں انعقاد پذیر ہوتا اور یہ فقیر مع برادران حقیقی حضرت کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے جشن صد سالہ و عرس رضوی نوری میں کارکنان کی حیثیت سے حصہ لیتے مگر مرستی الہی کے آگے دم خود ہیں یہ فقیر حضور والد ماجد کے چھوڑے ہوئے انہیں خطوط کو مشعل بنائے ہوئے ہے اور حضرت کے جملہ امور کو تعمیر و ترقی کی جانب لیجانے کی سعی کر رہا ہے فقیر اس امر کے اظہار میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ حضور والد ماجد کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے باقی ماندہ تعمیری و تعلیمی کاموں کو عروج و ارتقاء حاصل ہوا ہے اس میں بھی میرا اپنا کچھ نہیں بلکہ میرے آباء کرام علیہم الرضوان کی روحانیت کا فرما ہے اور وہی دیکھیری فرماتے ہیں اس فقیر کے صرف



ظاہری ہاتھ ہیں باقی واللہ العظیم ہمت و طاقت اولو العزیز و قوت سب انہیں کی رہین منت ہے۔

اے میرے برادران دینی و یقینی آپ کا جامعہ رضویہ منظر اسلام دنیائے سنیت کے دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں فرزند ان جامعہ رضویہ ہندو پیر و ناہند تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں مرکز اہل سنت ہندوستان کا وہ دینی و علمی ادارہ ہے جس پر دنیائے سنیت کو جتنا فخر ہو کم ہے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لگائے ہوئے چمن کی علمی و عملی خوشبو سے ساری دنیائے سنیت معطر ہے یہ ادارہ جہاں اسم بامسمیٰ ہونے کے اعتبار سے روشن و تابناک ہے وہیں اس نے اپنے ملک ہندوستان کا نام بھی روشن کیا ہے آج دنیائے سنیت کا ہر وہ ادارہ جو بھٹلہ تعالیٰ ہیام اہل سنت خدمت دین و مسلک میں مصروف ہے اسی منظر اسلام بریلی شریف کا مرہون منت ہے آج ہمارا وہ کونسا ادارہ ہے کہ جو سیدنا علیہ السلام حضرت یا ان کے عظیم تلامذہ کے فیضان علمی سے فیضیاب نہیں۔

حضور حجۃ الاسلام ہوں یا حضور اسناد ذمہ

حضور مفتی اعظم ہوں یا حضور محدث اعظم

حضور صدر الشریعہ ہوں یا حضور صدر الافاضل

حضور ملک العلماء ہوں یا حضور فخر الاماثل

حضور برہان ملت ہوں یا حضور اجمل العلماء

حضور صدر العلماء ہوں یا حضور سید العلماء

حضور امین شریعت ہوں یا حضور شیر پشم اہل سنت

حضور حافظ ملت ہوں یا حضور مصباح شریعت

حضور بحر العلوم ہوں یا حضور استاذ العلماء

حضور مفسر اعظم ہوں یا حضور روحان ملت و غیر ہم اساطین امت علیم الرحمہ

یہ سب کے سب ہم اہل سنت کے ائمہ ہیں اور سب کے سب اعلیٰ حضرت یا علیہ السلام کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے فیضان علم حاصل کئے ہوئے ہیں۔

حضرات آج اسی مجلس اعلیٰ حضرت (منظر اسلام) کے شگفتہ بھول اور اسکی خوش رنگ کلیاں چپاں خوشبو یز ہیں۔ آج سیدنا اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت کے عظیم تلامذہ کا فیضان چشمان سر سے دیکھنے میں آ رہا ہے مرکز



اہل سنت منظر اسلام کا جشن صد سالہ جو سرپاداشت الہی و عنایت رسالت پناہی اور کرامت اعلیٰ حضرت و اکابر اہل سنت ہے  
ذالک فضلہ علی ذالک

حضرات! اس مختصر عرضداشت سے میرا دلی مدعا یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل  
بریلوی قدس سرہ اور آپ کے جامعہ رضویہ منظر اسلام نے جو رحمتہ تعالیٰ علیہم حضرت کی علمی حیثیت کی بنیاد پر مرکز اہل سنت  
ہے اپنی علمی و قومی و ملکی خدمات سے ہمیشہ ملت و ملک کا نام روشن کیا ہے بلکہ حقانیت تو یہ ہے کہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں جن  
پر کروڑوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور انکی ترقی کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا ان یونیورسٹیوں سے ملک کو وہ فائدہ حاصل نہیں  
ہوا کہ جتنا مرکز اہل سنت منظر اسلام سے ہوا ہے آج فرزند ان منظر اسلام دنیا کے اکثر ممالک میں اپنی دینی و ملکی خدمات سے  
اپنے ملک کا سر بلند کئے ہوئے ہیں۔

ذالک فضلہ اللہ یوتیہ من یشاء

آخر میں یہ فقیر تمام مدارس و مجاہد اسلامیہ کے ذمہ داروں سے عرض گزار ہے کہ وہ اپنے اپنے طور پر اپنے مدارس میں  
”یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام“ کا جشن منعقد کریں اور امام اہل سنت ”بانی منظر اسلام“ کو اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں  
----- مرکز اہل سنت نے ”صد سالہ منظر اسلام نمبر“ پر جو مائیکل شائع کیا ہے اسکا عکس لیں اور پوسٹروں پر، مدارس کی  
”رؤنڈ اوکٹ“ پر اور دینی کتب کے مائیکل پر شائع کریں۔

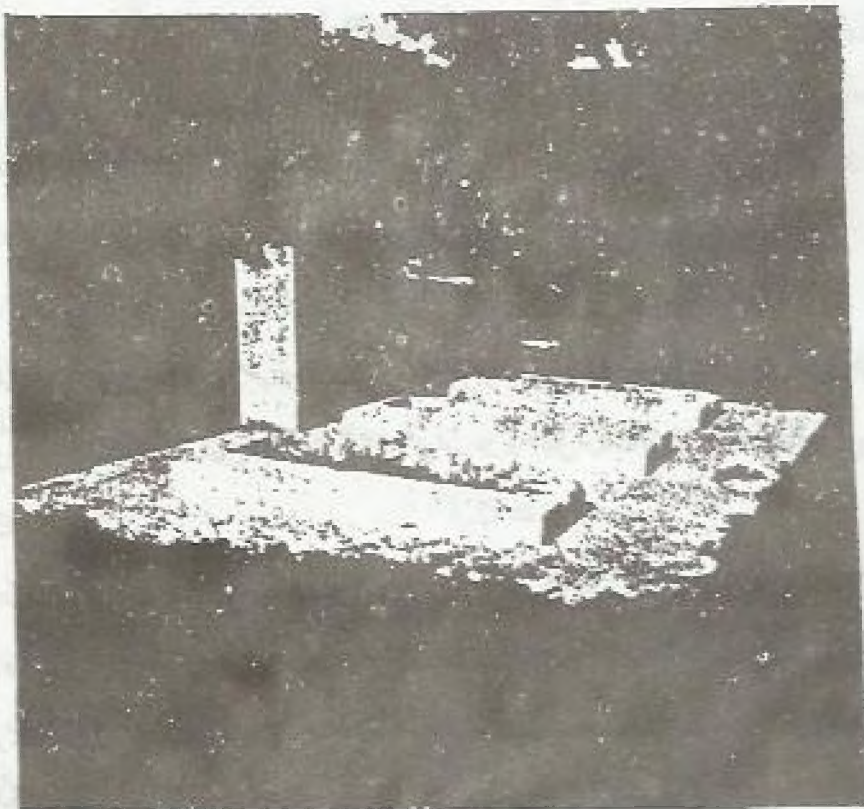
انگریزی سن کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظر اسلام کو ۱۹۰۳ء میں قائم کیا تھا۔ لہذا ۲۰۰۳ء  
تک انعقاد جشن کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا اس سال عرس رضوی ۱۴۲۲ھ کے مبارک موقع پر اس ”سلسلہ جشن  
صد سالہ منظر اسلام“ کا آغاز کیا جا رہا ہے اور اس موقع پر ”صد سالہ منظر اسلام نمبر“ کی قسط اول بھی ہدیہ ناظرین ہے۔ آئندہ  
انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم نمبر کی باقی قسطیں بھی منظر عام پر لائی جائیں گی۔ اس سال عرس رضوی کے موقع پر ”جشن صد سالہ“  
میں جامعہ منظر اسلام کے فارغین و محبین کو یہاں کے متعلقین کو ایوارڈ سے بھی نوازا جا رہا ہے۔ اور یہ پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ  
آئندہ تین سالوں تک جاری رہے گا۔ جن اکابر فارغین و محبین کے اسمائے گرامی اس بدشامل نہیں ہو سکے ہیں ان کو آئندہ  
اعزاز و نوازی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

ارادت مند اعلیٰ حضرت سے گزارش ہے کہ وہ بھی ۲۰۰۳ء تک اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنی عقیدت و  
تعلق کا بھرپور ثبوت فراہم کریں۔----- مضامین نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ جامعہ منظر اسلام سے متعلق



مضمون ادارے کو ارسال فرمائیں تاکہ وہ آئندہ قسطوں میں شامل کئے جاسکیں۔ اس بار جن حضرات کے محصلہ مضامین شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ سب فائل میں محفوظ ہیں آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور شائع کئے جائیں گے۔ نیز جملہ خیر خواہان ملت سے اپیل ہے کہ وہ اپنے مفید اور معیاری مشوروں سے نواز کر ممنون فرمائیں۔ فقیر اپنے مشائخ عظام و علماء کرام و فرزند ان منظر اسلام نیز جملہ زائرین و حاضرین کا بھیم قلب شکر گزار ہے کہ آپ حضرات نے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کو کامیاب فرمایا رب کائنات آپ حضرات کے سایہ رحمت کو دنیائے سنیت پر دراز فرمائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت و اکابر اہل سنت کے فیضان سے دالین میں مستفید و مستفیض فرمائے آمین ثم آمین۔

منظر اسلام زندہ باد ۱۴۰۱ جشن صد سالہ پاکستانہ باد



زمین علی بابا کی منظر اسلام سرکار اعلیٰ حضرت بریلی شریف  
منظر اسلام بریلی شریف

۱:- مزاج بابرگٹ حضرت مولانا شاہ عبدالغادر صاحب، شاگرد خاص حضرت مولانا شاہ ارشد حسین صاحب مدنی

۲:- مزاج بابرگٹ حضرت مولانا مفتی شاہ ابوالکلام راج الدین محمد سلامت اللہ صاحب رام پوری سابق محقق جامعہ



باسمہ و بسمہ

علی گڑھ

۵ مئی ۲۰۰۱ء

مخدوم و محترم دامت برکاتہم

السلام علیکم

افسوس ہے کہ بعض مجبور یوں اور مشغولیتوں کی بنا پر آپ کے قلم کی تعمیل جلد نہ کر سکا۔ مضمون لکھنے کا موقع تو نہ مل سکا کچھ تحریرات رسالے کیلئے حاضر ہیں قبول فرمائیے۔

آپ اور رسالے کے منتظمین، مضمون اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحریروں کا عکس جلد چھپوا سکیں اپنے رسالے میں، تو شائقین عرس شریف میں ان کی زیارت کر سکیں گے دو سطریں مضمون کی رسید بھیج کر میں انکس کریں والسلام۔

پروفیسر ڈاکٹر نثار الدین احمد و انس چائسلر مظہر الحق - عرفی وقار سی یونیورسٹی پٹنہ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے آثار و نواہر

باسمہ حامد او مصلیا

ملک العلماء، فاضل بہار حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ کے کتب خانہ سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) کی لکھی ہوئی بعض تحریرات کے عکس یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) ایک فتویٰ جو دراشت کے ایک مسئلہ کے جواب میں ہے جو کسی شجاعت سرکاری وفات پر پوچھا گیا تھا تاریخ تحریر معلوم نہیں لیکن جہان غالب <sup>۱۳۳۴ھ</sup> میں لکھا گیا ہو گا۔ جب والد ماجد ملک العلماء تکمیل تعلیم کے بعد بریلی میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور اعلیٰ حضرت کے عام خطوط اور استشارات و فتویٰ کے جوابات کی ذمہ داری ان کے سر تھی جواب کی نقل انہوں نے مستثنیٰ کو بھیج دی ہو گی اصل فتویٰ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کے ایک جلد پر انہوں نے چسپاں کر دیا تھا۔ میرے کتب خانہ میں فتویٰ رضویہ کے سارے جلدات موجود ہیں اس سے قطعی طور پر کہہ سکتا کہ شائع ہوا ہے یا نہیں جہان غالب یہ غیر مطبوعہ ہے اس فتویٰ پر بریلی کے مشہور عالم مولانا محمد سلطان احمد خاں کی تصدیق درج ہے۔

الجواب صحیح لکھ کر انہوں نے اپنی مہر اس پر لگادی ہے مگر ۱۳۰۹ھ کے بعد لو معقوش ہیں اعلیٰ حضرت کی مہر



حافظ یقین الدین صاحب کندہ کیا کرتے تھے جو بریلی کے مشہور مہر کن تھے تجب نہیں کہ مولانا محمد سلیمان احمد خاں کی مر بھی انھیں کی رہائی ہوئی ہو۔

(۲) اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ از کسی الاہلال یا بطلان ما احدث الناس فی امر الہلال کے اخیر میں تین صفحات کے عکس پیش کئے جا رہے ہیں یہ رسالہ مرزا غلام قادر بیگ (کلکتہ) کے استفسار کے جواب میں ۱۳۰۵ھ میں تصنیف کیا گیا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ دربارہٴ بطلان جو دو خط و اخبار و افواہ بازار شرعاً معتبر نہیں اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے نسخے سے ملک العلماء نے قیام بریلی کے زمانے میں طباعت کیلئے اپنے ہاتھ سے پریس کاپی تیار کی تھی اسی تیار کردہ نقل سے یہ رسالہ کئی بار مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خاں کے زیر اہتمام مطبع اہل سنت و جماعت بریلی سے شائع ہوا اسکے ایک ہزار نسخے چھپے تھے ہزارہ صفحوں کی کتاب کی قیمت ۳ روپے تھی سالہ طباعت درج نہیں لیکن ہمارے کتب خانہ کے نسخے پر ملک العلماء کے دستخط کیساتھ تاریخ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ درج ہے۔

اس رسالے کے آخر میں بریلی، بدایوں، کلکتہ، حیدرآباد، دہلی، رامپور، کے ۳۱ علماء کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات درج ہیں اور اکثر لوگوں کی مر میں ثبت ہیں علماء بریلی میں جیسے الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد لائق علی خٹک محمد قائم علی۔ مولانا محمد یعقوب علی خاں، مولانا محمد سلطان احمد خاں کی، علماء بدایوں میں محبت الرسول مولانا محمد عبدالقادر ۱۳۵۱ھ، مطبع الرسول مولانا عبدالمتکبر ۱۳۸۹ھ وغیرہ کی، علماء حیدرآباد میں مولانا انوار اللہ کی، علماء دہلی میں مولانا سید محمد عبدالسلام ۱۲۹۹ھ کی، علماء رامپور میں مولانا محمد ارشد حسین احمدی ۱۲۸۳ھ، مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸ھ اور اعجاز حسین مجددی ۱۲۹۹ھ کی تصدیقات قابل ذکر ہیں۔

تقریباً دو سو برس پہلے ہجری کے فتویٰ پر علماء کی تصدیقات اور ان کی ضرورت ہے کہ علماء کرام و مفتیان عظام کی شخصیتوں پر گمانی کاویز پر دستخط کرے کی کتابوں میں ان کے قبول کا کیا کر اب ان کے جانتے والے بھی موجود نہیں ممکن الحصول مطبوع و غیر مطبوع خطوط فتویٰ کے مطالعہ کے بعد ان تصدیق کرنے والے علماء کا نصف باقی ترتیب سے ایک جامع تذکرہ مفتیان مرحب کرنا چاہیے ان فتویٰ کی تاریخ تحریر بھی درج ہو جس سے معلوم ہو سکے کہ کس مفتی اور کس عالم کم از کم کس سال تک زندہ تھا عام طور پر ضروری ہے کہ ہر شخص نے اپنی شہریت بھی محفوظ ہوتی ہیں ان کا اندراج بھی ضروری ہے اس کام کی اہمیت کا اندازہ ہوں ہو گا ہے کہ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے کچھ اہم علماء و اساتذہ سے واقف ہوں کچھ کے نام میرے حافضے میں محفوظ ہیں لیکن اس رسالے پر مولانا محمد عید اللہ



مدرسہ اول پکٹاشن دار مولانا احمد مدرسہ اول حسن و اکو ساکن بروان مولانا محمد الدلو مدرسہ دوم پکٹاشن دار مولانا سید الرحیم مدرسہ دوم کے نام میرے لئے ملے ہیں صرف مولانا سعادت حسین مدرسہ چہارم مدرسہ عالیہ سے ایک گونہ واقف ہوں جو میرے رشتہ داروں میں تھے میرے بچوں موضع رسول پور منجرا کے قریب موضع گہنا کے رہنے والے تھے انکی بیانی ہوئی مسجد میں نے دیکھی ہے کچھ وقت اسمیں گزارا بھی ہے۔

مہروں کے مطالعے کا ایک اور پہلو دلچسپ ہے بعض کی مہربانی فتنہ مسیح کا خوبصورت نمونہ ہوتی ہیں حکیم مظفر حسین حیدر آباد کن کے ایک صاحب ذوق رئیس تھے جنہیں غلطیات و نوادر جمع کرنے کا شوق تھا ان کے کتب خانے کی متعدد کتابیں میں نے مختلف مقامات پر دیکھی ہیں جو ان کی مر سے مزین ہیں مظفر حسین کی مر پر بھی موقوف تھا "براہ راست دس شد مظفر حسین"

رسالہ مبارکہ از کمی الہلال کے اخیر میں مر تصدیقات میں دو مہریں دیکھنے میں آئیں جو بیچ کا نمونہ ہے دہلی کے مولانا عبدالحکیم بانی مدرسہ نعمانیہ دہلی کی مر پر یہ بیچ لکھا ہوا ہے "علم شد از فیض قاسم قسمت عبدالحکیم" دوسری قابل ذکر مر دہلی کے مولانا محمد یعقوب کی ہے جنگی مر پر یہ بیچ لکھا ہوا ہے "دارد امید شفاعت از محمد یعقوب"

(۳) رویت ہلال بنی کے موضوعات پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ایک اور قلمی رسالہ میرے کتب خانہ میں محفوظ ہے جس کا نام طریق اثبات الہلال ہے جو ۱۳۲۰ھ میں تصنیف ہوا رسالے کا نام ملک العلماء کے قلم سے لکھا ہوا ہے مسئلہ مستفسرہ یہ ہے رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے ۱۰۰ تصدیق کرنے والے نواب سید معین الدین حسن خاں بہادر بڑا نواب صاحب ہودہ گجرات ہیں تاریخ استخراج ۲۵ / حرم الحرام ۱۳۲۰ھ ہے رسالے کے صفحات کی تعداد ۲۲ ہے۔

اخیر میں ترقیمہ درج نہیں رسالے کا خط اعلیٰ حضرت کے خط سے کچھ مشابہ تو ہے لیکن میرا خیال ہے یہ مفتی اعظم مولانا مفتی رضا خاں رحمہ اللہ علیہ کے خط سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اعلیٰ حضرت اکثر نقل یا تصنیف تصانیف کا کام مفتی اعظم سے لیا کرتے تھے یہ رسالہ اس لائق ہے کہ اسکا عکسی ایڈیشن شائع کیا جائے۔











[illegible]







طریق اثبات البطلان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسد

از پرودہ گرات بارہ نواب صاحب مرسلہ نواب مسیح الدین حسن خان  
بہادر۔ صاحب محرم الحرام سنہ ۱۲۸۵  
کی فرمائے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت  
ہوتی ہے بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو بلینوا و احرروا  
الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله جعل الشمس ضياء والنور اضاء والصلاة والسلام على من لا نبي بعده  
وعلى آله وصحبه الطيبين الطاهرين من نور اول المسككين تنوير ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات  
طریقے ہیں طریق اول خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلال  
رمضان مبارک کے لیے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے  
کہ یعنی اس رمضان شریف کا ہلال فلان دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کثیر ہو اگرچہ مستور الحال ہو  
جبکہ عدالت باطلی معلوم نہیں تھا حال پابند شرع ہے اگرچہ اوسکی رہبان خدشہ ہے  
اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے نزدیکی کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا اگرچہ کو تھا



کتنا ادنی تھا و نیز ملک ریاض مہرت میں ہی کہ وہ شعبان کو مطلع صاف ہو چاند کی جگہ ابر یا بلبلا ہو  
 اور بجال صفائی مطلع اگر دوسرا ایک شخص جو کل یا چند دن پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان  
 کافی ہو جائیگا ورنہ دیکھنے کے کرنے کے مسلمان چاند دیکھتے ہیں کوشش کرتے ہیں  
 کثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کابل میں دیکھنے کی پروا نہیں یہ پروا ہی کی صورت میں  
 کم سے کم دو درکار ہونگے اگرچہ دستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی  
 آنکھ سے چاند دیکھتا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے  
 کہ ضرور چاند سورج کا ایک قطب یا ایک فراق ہوں اور اگر کثرت حد تو اس کو بھیج جائے کہ متصل  
 آتیے شخصوں کا غلط خبر برافاق محال جائے تو ایسی خبر مسلم و کافر سبکی مقبول ہے  
**باقی** گیارہ بلا ہوں کے واسطے مطلقاً ہر طالع میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل یا ایک مرد و  
 عورتین عادل آزاد جبکہ ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں قاضی شرع  
 حضور بلفظ اشہد گوہی دین یعنی میں گوہی دنیا ہوں کہ میں نے اس جہنم کا بلال  
 فلان دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اور مسکا قائم مقام ہے  
 جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اور اسکے حضور گوہی دین اور اگر کہیں قاضی مفتی  
 کوئی نہ ہو تو مجبوری کو مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کا  
 بیان بے لفظ اشہد بھی کافی سمجھا جائیگا ان گیارہ بلا ہوں میں ہمیشہ حکم ہو  
 عین میں اگر مطلع اگر مسلمان رویت بلال میں کابل نہ کرتے ہوں اور وہ دو  
 جو کل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے اسی طرح



# وزیراعظم ہند کا: بارگاہ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت

प्रधान मंत्री  
PRIME MINISTER

## MESSAGE

I am pleased to know that Urs-e-Razvi is being held in Bareilly from June 9-11, 1999. I pay my pious obeisance to the revered Sufi saint and savant Ala Hazarat Imam Ahmed Raza Khan Fazil-e-Bareilly, in whose memory the Urs Sharif is being held each year for the past 80 years.

Ala Hazarat was not only a scholar who wrote more than 1000 books and treatises on 50 different areas of knowledge, but also a great social reformer. He spread the message of love and unity in society, guiding it to rise above the divisions created by caste, creed and other barriers. Islam's universal message of peace and brotherhood was carried far and wide by Sufi saints like him. This message mingled with the culture and ethos of this land to produce a unique spiritual heritage that is India's gift to the world. No wonder, the tradition of Urs has struck deep roots in most parts of the country and attracts devotees from all communities, including many people from abroad.

India is facing many difficult challenges today. One of the most pressing challenges is to consolidate and render permanent the atmosphere of communal peace and amity that has been building up in the country for the past few years. Another challenge is to rapidly promote the economic, social and educational development of the minorities – especially the Muslim community – so that they can make their fullest contribution to national development. The Government and the various organisations of the minority and majority communities have to work together in a spirit of trust and cooperation for the success of this mission. In this context, I heartily compliment the various developmental initiatives undertaken by the Bareilly Dargah and assure the Government's support to them.

I send my sincere greetings for the successful completion of the Urs Sharief and seek the blessings of Ala Hazarat for all my countrymen and myself.

*Atish Chavhan*



# دارالعلوم منظر اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: جو کچھ اتارا گیا ہے وہ دوسروں تک پہنچا دیں۔ پس جو کچھ اتارا گیا تھا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اس میں معقولات بھی ہیں، اس میں معقولات بھی ہیں۔ تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ تقریر بھی ہے، تحریر بھی ہے، دونوں سنت ہیں، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کو اپنا مؤثر ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، انکی شان کیا بیان کی جائے معقولات میں عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے خوب داد دی اور معقولات میں دور جدید کے سائنسدانوں نے خوب سراہا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تدریس کو بھی ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، وہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے یہ دارالعلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے سنی مسلمانوں کیلئے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ایک مثالی دینی مدرسہ کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص ہو، وہ فکر صحیح کا مالک ہو، تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں جب ہم امام احمد رضا کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں انکے یہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارہ کا بانی ہو تو ایسا ہو۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عہد میں غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں بعض مقررین اور داعیین آپ سے تہمتیں ظاہر کر کے تقریروں کے معاوضے لیتے تھے اور چندے مانگتے تھے، جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فوراً اپنے دستخط خاص سے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اشاعت دین متین کیلئے اپنے موقف و مسلک کی یوں وضاحت فرمائی۔ :-  
”یہاں محمد ﷺ کبھی خدمت دینی کو کسب محشیت کا ذریعہ بنایا گیا نہ احباب علماء شریعت یاہر اور ان طریقہ کو ایسی ہدایت کی گئی بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنتیں طلبِ منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ انکی خدمت خالصاً وجہ اللہ ہو“



(ماہنامہ رضاءیلوی ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بیکر اخلاص و ایثار تھے لہذا تو دور کنار مالی منفعت کا خیال بھی گوارہ نہ تھا۔ جمالی فکر صحیح کا تعلق ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے افکار حق کا معیار تھے انہوں نے اپنے مریدوں اور تلمیذوں کو فکر پریشاں کے حامل افراد سے چنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اپنے فرمان طریقت کو اپنے دستخط سے جو شجرہ شریف جاری فرمایا اس میں ضروری ہدایت کے تحت تحریر فرماتے ہیں :-

”مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علما نے حرمین شریفین ہیں (یہ زمانہ ۱۳۳۳ھ تا ۱۹۱۲ء) سنیوں کے جتنے مخالف (مثلاً وہابی، رافضی، ہندو، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم میں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو محاذ اللہ و سوسہ ڈالتے کوئی دیر نہیں لگتی، آدمی کو جہاں مال یا گھر کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائیگا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں۔ ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض۔ مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہے دین و ایمان سے بھٹکی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے“

مندرجہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ فہم صحیح کے مالک تھے، مالک ہی نہیں بلکہ محافظ اور داعی تھے۔ دور جدید کے دانشور شاید اس بیان کو روشن خیالی کے متانی اور تنگ نظری پر محمول فرمائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جن فرقوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب کے سب نصاریٰ کے ہماروں سے بچنے ہیں اور چسپا رہے ہیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء نے اہل سنت و جماعت کی کمر توڑ دی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے نہ کسی دشمن اسلام سے مدد چاہی اور نہ کسی دشمن اسلام نے ان کو مدد دی جبکہ ان فرقوں نے نصاریٰ کی پوری پوری مدد کی انہی کی اندرون خانہ مدد سے منظمی بھر نصاریٰ ہندوستان کی وسیع و عریض زمین پر قابض ہوئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو بیان نہیں کیا جاتا ہے بلکہ چھپایا جاتا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ چونکہ یہودی و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہزار تھے اس لئے وہ ہر اس فرد یا جماعت سے بیزار تھے جس نے کسی نہ کسی طرح یہود و ہنود اور نصاریٰ کی مدد کی تھی اور جو سلف صالحین کے راستے سے دور جا رہا تھا اور دور لے جا رہا تھا۔ انہوں نے جو ہزار تھے اس کو تاریخ میں نصاریٰ کا محبوب بنا کر دکھایا اور جو نصاریٰ کا محبوب تھا اس کو نصاریٰ سے ہزار بار کر

دکھایا گیا تاکہ عیب چھپا رہے اور وہ علامتِ خلق سے محفوظ رہے۔ راقم نے یہ سارے حقائق اپنی کتاب ”گناہ بے گناہی“ میں بیان کئے ہیں جسکے کئی اردو انگریزی ایڈیشن ہندوستان، پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کسی بھی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اخلاص و فخرِ صحیح کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔ اس پہلو سے جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تعلیمی نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک بے مثال ماہرِ تعلیم نظر آتے ہیں۔ یہاں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں:-

(۱) تعلیم کا محور و ملکہ اسلام ہونا چاہیئے

(۲) دنیاوی مقصد خدائی اور رسول شناسی ہونا چاہیئے

(۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئتِ اشیاء سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقشِ دل پر شادایا جائے اسی کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و صلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جمہوری باتیں انسانی فطرت پر بہ اثر و اتنی ہیں۔

(۶) ان علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں، غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔

(۷) اساتذہ کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۸) طلبہ میں خود شناسی اور خود داری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دستِ سوال دراز نہ کریں۔

(۹) طلبہ میں تعلیم اور تعلقاتِ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۱۰) بری صحبت سے طلبہ کو چھلایا جائے، مفید کھیل اور سیر و تفریح اس حد تک ضروری ہے کہ طالبِ علم میں دھماکا و انبساط پیدا ہو۔

(۱۱) تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور پروقار ہو تاکہ طالبِ علم کے دل میں وحشت اور انتشار نہ ہو۔

مندرجہ بالا نکات سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے۔ ان نکات کی روشنی میں جب ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں کے نصاب و تعلیمی ماحول اور طالبِ علم کی نفسیات دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ترقی کے دعوے و اردوں نے کیا کیا اور خلیتِ نقشب ایک بزرگ نے کیا کیا اور کیا کیا؟ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے حقیقت میں وہی سب کچھ ہیں۔ ذاکرِ سر ضیاء الدین مرحوم جب ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھے



تویرو فی سید سلیمان اشرف بیماری نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اس الجھن کو سلجھانے کیلئے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے رجوع کریں تو ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے ایک گوشہ نشین عالم کیا بتائے گا لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور وہ مسئلہ سامنے رکھا گیا امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند لمحوں میں حل کر کے رکھ دیا اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو حیران کر دیا اور چلتے وقت سید سلیمان اشرف بیماری سے فرمایا: کہ ”یہ شخص فوہل پر امر کا مستحق ہے۔ یہ کسی علم نہیں ہے یہ وہی علم ہے۔“ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے وہی سب کچھ ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جیسے ماہر تعلیم نے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں قائم کیا اور شانِ اخلاص یہ کہ پہلے سال کے تمام اخراجات اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ تیرہ برس دس مہینے چار دن میں درس سے فارغ ہوئے (یعنی تقریباً ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء) ”اور چند سال طلبہ کو پڑھایا۔“ (الکملہ الملمہ، دہلی ۱۹۷۶ء ص ۶)

جید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”اعلیٰ حضرت نے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا“ (سلامت اللہ لابی السنہ ۱۳۳۲ھ / بریلی ص ۵۴)۔ ان دونوں بیاتوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ۱۸۷۰ء میں فارغ ہونے کے بعد گھر ہی پر چند سال طلبہ کو پڑھایا کیونکہ منظر اسلام تو بہت بعد میں ۱۹۰۴ء میں قائم ہوا پھر کچھ عرصہ منظر اسلام میں بھی پڑھایا ہو بعد میں گونا گوں علمی مصروفیات کی وجہ سے گھر پر صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم و فنون کا درس دیتے رہے۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ منظر اسلام کے بانی امام احمد رضا علیہ الرحمہ تھے، مستم حضرت جید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور منتظم امام احمد رضا کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ (مذکرہ جمیل بریلی، ص ۱۴۹) جید الاسلام مستم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی، مقتولات اور مقتولات کی علی و درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے عربی میں آپ کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ ”الدولۃ النکیہ“ (۱۹۰۵ء) اور الاجازۃ التیجید (۱۹۰۶ء) کے اردو ترجمے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے۔ جید الاسلام نے منظر اسلام کو خوب ترقی دی۔ چنانچہ جب سلامت اللہ نقشبندی مجددی م (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) نے مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا:۔

”میں نے نظیر اقلیم حند میں نہیں“ (مذکرہ جمیل، ص ۱۷۹) امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جب شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ دسمبر ۱۹۱۹ء میں جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں عماد الدین ہند کے علاوہ درگاہ جمیر شریف کے دیوان سید آل

مرسول علی علیہ الرحمہ اور علی پور سیدائیں (پنجاب - پاکستان) کے مشہور و معروف شیخ وقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری خصوصی مسلمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

تعلیم کے جزوی طور پر ایک ہدف نہیں مگر کئی اہداف ہو سکتے ہیں مگر مجموعی طور پر ایک ہدف ہونا چاہئے تاکہ ملت کے فکر و عمل کی تعمیر ہو۔ الحمد للہ ادارہ العلوم منظر اسلام کو قائم ہوئے آج ایک صدی گزر چکی ہے لیکن روزِ اول جس فکر کی داغ بیل ڈالی گئی تھی آج وہی فکر بھل بھول کر سارے عالم میں بھیل رہی ہے جس کا خاص امتیاز رسول اللہ ﷺ سے تھی محبت و دشمنانِ اسلام اور گستاخانِ رسول سے شدید نفرت و عداوت ہے۔ اور اس میں شک نہیں کوئی دشمن رسول اور کوئی گستاخ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم۔ محبت و احترام کے لائق نہیں، ہاں ہدایت و نصیحت کی نیت سے شفقت و مہربانی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ علمائے حق اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس سنت کو نہیں چھوڑا۔ لاکھوں گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

کسی بھی دارالعلوم کی تعمیر و تشکیل کیلئے توکل بھی ضروری ہے، استاد بھی ضروری ہے، طالب علم بھی ضروری ہے، نصاب بھی ضروری ہے، عمارت بھی ضروری ہے، فرنیچر اور فرش و فرش بھی ضروری ہے، اور فنڈز بھی ضروری ہے۔

دو برجیدہ کے مدارس میں ان ضرورتوں کو ملحوظ کر دیا گیا ہے۔ توکل کا نام و نشان نہ رہا، استاد کی قدر قیمت گھٹ رہی ہے، طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پروا نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پروا ہے۔ سارا زور فنڈز کی فراہمی اور اسراف و تبذیر پر ہے۔ اس میں شک نہیں دارالعلوم کی روح استاد ہے، استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے۔ نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ میں ایک سے ایک اعلیٰ استاد نظر آیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے طلبہ کو بے پناہ شفقت دی، حوصلہ دیا، ہمت دی، مرہٹے کا جذبہ عطا فرمایا، احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے نہ دیا، طلبہ پر وہ مہربانیاں کہ باید و شاید۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے طلبہ کو وہ کچھ دیا جو ایک نصیحت و مشفق و مہربان باپ اپنی اولاد کو دیا کرتا ہے۔

انہوں نے طلبہ کی تربیت فرمائی۔ انھنے ٹٹھنے، کھانے پینے، پہننے اور ہننے، رہنے سہنے دیکھنے پالنے اور لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا، منہ بے و شائستہ طلبہ وہ برجیدہ میں اکثر جدید و قدیم مدارس میں تربیت مفقود ہے، حرص و آرزو، حاضر و موجود، تربیت ہو تو کیونکر ہو، تعلیم ہو تو کیونکر ہو؟۔۔۔۔۔ تعلیم و تربیت خلوص کے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں دارالعلوم منظر اسلام نے طلبہ کو علم دیا، اخلاق دیا، امن دیا، خلوص دیا سب کچھ دیا۔ طالب علم و استاد کیلئے سب سے بڑی بات وقت کی قدر و منزلت کی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا اور ایک عجب سبق سکھایا۔ ہم وقت بھی ضائع کرتے



ہیں اور وہ پیہ پیہ بھی ضائع کرتے ہیں اسلئے محتاط رہتے ہیں، فکر بھی مانتے کار و پے پیہ بھی مانگتے کے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے شریعت کی پابندی اور وقت کی قدر و منزلت کا جو سبق سکھایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو حکومتیں بن جائیں اور سلطنتیں سنور جائیں۔ دور جدید کا مزاج اسراف پسند ہے بلکہ تیز برپسند، اسکو شاندار عمارتیں اچھی لگتی ہیں۔ جالطور پر فخر ہے چراغ کی روشنی۔ فرش پر بیٹھی ہے، فرش کو عالی نسبتیں حاصل ہیں۔ راقم نے ہمیشہ فرش ہی کو باعثِ فخر جانا اور اسی پر تمام علمی کام کئے اور کر رہا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام شاندار عمارت نہ سہی، قرینچر، شاندار فرش و فروشن نہ سہی، مگر جو کام ہو رہا ہے وہ شاندار ضرور ہے، اسکا ایک مزاج ہے۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد وہ مزاج خیمیں بدل اس سے استقامت کا اندازہ ہوتا ہے، وہ ایمان دے رہا ہے، وہ محبت رسول کے تختے تقسیم کر رہا ہے۔ یہ بانی کی کرامت ہے، یہ ہمتیں اور منتظمین کی مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ جید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ، مفسر قرآن حضرت محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں علیہ الرحمہ کی ارواح پاک پر ہزاروں لاکھوں سلام ہوں۔ مولائے کریم حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں وامت برکاتہم العالیہ کا قتل حمایتی قائم و دائم رکھے ان کا علمی اور روحانی فیض جاری و ساری رہے اور دارالعلوم منظر اسلام شب و روز آپ کی سرپرستی میں ترقی کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

ہر لحظہ نیا طور غنی برقی تجلی

اللہ کبرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

آمین ثم آمین بجاہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و ازواجہ وصحبہ اجمعین۔

## ضروری اعلان

تعمیر رضا مسجد خانقاہ عالیہ بنو ہدیہ پور  
منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے منتظمین  
مقام آگاہ ہیں جیسا چاہیں تو کسی کے نام میں  
نہ کیے نام "دور رس منظر اسلام" و "ماہنامہ  
اعلیٰ حضرت" اور خانقاہ و مدینہ مسجد کی تعمیر  
سبحان رضا خاں "ہی کا فنڈ میں ہونا چاہیے  
میں آگاہ اس سال کریں تاکہ وہ مسجد  
مصارف میں آسکے۔ غور و دراز کر کے  
انتہائی مہم دہیہ سے ضرور ہونا چاہیے۔  
خط و کتابت ذیل پتہ پر کرنا ہے۔

حضرت مولانا

محمد سبحان رضا خاں

سبحانی میکان

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بنو ہدیہ

محمد سوداگران، بریلی شریف

# دارالعلوم منظر اسلام بریلی

(جنوبی ایشیا میں اسلام کی ترقی کا حامیہ کے علمبردار کی حیثیت سے)

از: ----- سید و جاہل رسول قادری، صدر دارالافتاء تحقیقات امام احمد رضا (عمر نقیض پاکستان)

یہ آن گز وہ کہ از ساغر وفا مست اند سلام عاجز سائید کہ بر کجاہستند

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کی صبح طلوع ہونے والے نیا اسلامی سال دارالعلوم بریلی "منظر اسلام" کی تاسیس کا پانچویں سال ہو گا اسلئے کہ اس دن اس کے قیام کے سو برس پورے ہو چاکیں گئے۔ ہر صغیر پاک و ہند بظاہر دیش کی غالب مسلم اکثریت (اہل سنت و جماعت) ۱۴۲۲ھ کے پورے سال کو "صد سالہ جشن تاسیس دارالعلوم بریلی" کے طور پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اگر دارالعلوم بریلی، "منظر اسلام" تکی صد سالہ علمی و دینی خدمات اور مسلمانان برصغیر کے مذہبی مقصد و افکار نیز ان کی تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس ماندگی پر اس کے مثبت اثرات کا جائزہ لیا جائے تو سواد اعظم کا یہ فیصد غلط نہیں ہے۔ بلکہ جدید اسلامی نظام تعلیم، اسلامی شخصوں، مسلمانوں کیلئے ملت واحدہ کا تصور و نظریہ اور سر زمین ہند میں ایک ایسی آزاد اسلامی مملکت کے قیام کے واقعی و محرک کی حیثیت سے کہ جس میں شریعت اسلامی کے آئین و قوانین مکمل طور پر نافذ العمل ہوں، یہ تمام خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ پاکستان میں حکومت کی سطح پر بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس دارالعلوم کے یوم جاسیس پر خوبصورت اور خاطر خواہ پروگرام نشر ہوں تاکہ اہل پاکستان کو "منظر اسلام" کی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کا اندازہ ہو سکے۔ قبل اس کے کہ دارالعلوم بریلی کی صد سالہ خدمات اور مسلمانان برصغیر کے دینی، ملی، سیاسی اور معاشی افکار و نظریات پر اس کے مثبت اثرات کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس وقت کے حالات، مذہبی، تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس منظر کو بھی دیکھا جائے کہ جن کی وجہ سے اس مرکزی دارالعلوم کا قیام ناگزیر تھا۔

برصغیر کی جنگ آزادی سے قبل اگرچہ مسلمانان ہند کا معاشرہ انضباط پذیر تھا لیکن اس کے باوجود ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہر خصوصاً دہلی (دارالسلطنت)، مراد آباد، خیر آباد، رامپور، لکھنؤ، جوینور، کانپور، پٹنہ، فرید پور، دھاکہ، چٹاگانگ، رنگون، ممبئی، حیدر آباد و کٹن، سیالکوٹ وغیرہ اسلامی علوم و فنون کے بڑے مراکز تھیں جہاں علم و ادب کی ترقی کے بعد جہاں ظالم و غیور انگریزوں نے دلی



اور دیگر مراکز اسلامی علوم کو خصماً صابھال جہاں سے جہاد کیلئے انگریزوں کے خلاف فتوے دیئے گئے تھے۔ سخت و تاراج کیا، مدارس اسلامیہ کو ہزاروں کی تعداد میں جبراً بند کیا گیا اور مسلمانوں پر شدید ظلم توڑے، وہیں ان مراکز سے دلہندہ وقت کے جید اساتذہ، علماء، فقہاء اور مشائخ کرام کو بھرتے دار پر کھینچا گیا اور جو چاہے وہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں عزت و آبرو اور جان کی پناہ گوشہ عافیت اور وسیلہ معاش کی تلاش میں ”قیمتی منہ گم گشتہ“ کی صورت روپوش ہو گئے۔ بعد و باقی ماندہ علمی مراکز یا تو انگریزوں نے جبراً بند کر دیئے یا معدودے چند جو ان کی دوستی و سے چارہ دہ سالوں کی کمیابی یا نااہلی کی وجہ سے خود بخود بند ہوتے چلے گئے یا پھر حالات اور معاشی و سیاسی ماحول کی بنا پر ان کی کارکردگی کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی (۱)۔

ایسے ہمت شکن اور پر خطر حالات میں علماء شریعت، پیران طریقت اور زعمائے ملت نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ اسلامی علوم و فنون کے مراکز کے فقدان کے اس دور میں انگریز اور ہندو دونوں ملی کر مسلمان نوجوانوں کے ذہن و دماغ کو مفلوج کر رہے ہیں قبل اس کے کہ باقیات الصالحات علماء و اساتذہ فہم اٹھ جائیں جن کے ساتھ ہی سر زمین ہند سے علم بھی رخصت ہو جائے یہاں اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کی دینی اور علمی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ان کی کردار سازی بھی کر سکے ان کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا با اعتماد فرد بھی بنا سکے۔ چنانچہ ان مقاصد کے حصول کیلئے ایک درو مند صوفی منشی عالم اہل سنت حضرت مولانا حاجی سید عابد حسین علیہ الرحمہ نے مخلص زعمائے اہل سنت کے تعاون سے سہارنپور کے ایک قصبہ دیوبند میں ”اسلامی مدرستہ عربی“ کے نام سے ایک مدرسہ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء میں قائم کیا جو آگے چل کر دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا (۲)۔

حضرت حاجی سید عابد حسین قبلہ خوش عقیدہ مسلمان تھے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت سراج شاہ قادری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ان کے مازوں و خلیفہ بھی تھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو سلسلہ پشتیہ صابریہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا، اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری اور نذر و نیاز ان کا روز کا معمول تھا۔ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس سے والماندہ عشق تھا۔ ہر ہفتہ پابندی کے ساتھ میاں و فافتہ کرمان کی زندگی کا معمول تھا۔ (۳)۔

بعد میں جب دہائی فکر سے متاثر انگریز نواز اور ان کے و خلیفہ خواہ علماء و زعماء سید صاحب کی سادگی اور درویشانہ مزاج کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے انتظامی امور میں دخل ہوتے گئے اور آخر کار پوری انتظامیہ پر قابض ہو کر سقیدہ سیاح کے مالک بن گئے تو وہاں خالصتاً دین حق کے موافق معدوم ہو گئے اور غلبہ ختم ہو گئی چنانچہ ایسے حالات میں دارالعلوم

کے اصل بانی مولانا حاجی سید محمد عابد حسین علیہ الرحمہ نے ۳۰ سالہ خدمت کے بعد نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کر لی۔ ان کی رخصت کے بعد قابض علماء نے اسی طرح دارالعلوم کو چلایا جیسا انگریز ہوتے تھے۔ (۴)

جب دیوبند کے ارباب ہمت و کشادہ دہی اور علماء کی جانب سے فکر اسلامی کے خلاف اور تنقیص شان الوجہیت و رسالت پر مبنی لڑچکر کی اشاعت شروع ہوئی اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقائد و معمولات اہل سنت کے رد میں کثرت سے کفر و شرک اور بدعت کے فتوے دارالافتاء دیوبند سے جاری ہونے لگے تو غیر منقسم ہند کے طال و عرض کے علمائے اہل سنت میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اگرچہ علمائے اہل سنت نے جن کے سرخیل امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ تھے، دیوبندیوں کے باطل عقائد و نظریات کا کھل کر رد کیا اور اس رد و قدح کے عمل میں خود حضرت حاجی احمد اود اللہ مبارک دہلی علیہ الرحمہ، جن کو دیوبندی سید الطائفہ، شیخ العرب والعجم اور اچانہ تہی اور روحانی پیشوا کہتے ہیں اور ان کے دیگر جید خلفاء مثلاً مولانا عبدالسمیع رامپوری وغیرہ بھی شامل ہیں (۵) لیکن اس کے باوجود یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ اگر فوری طور پر دارالعلوم "دیوبند" کے مقابلے میں اہل سنت کا کوئی مرکزی دارالعلوم نہ قائم کیا گیا تو اس کا قوی خدشہ موجود ہے کہ ۲۵/۲۵ برس بعد دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء مدارس اہل سنت پر قابض ہو جائیں گے اس طرح نہ صرف "اہل سنت" کے عقائد و نظریات کا دفاع مشکل ہو جائے گا بلکہ سرزمین ہند سے مسلمانان اہل سنت کا استیصال شروع ہو جائے گا۔

اسی دوران تیرہویں صدی ہجری کے اختتام تک امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ و الرضوان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور تجدیدی کارناموں کا شہرہ برصغیر پاک و ہند، گھلے دیش اور برہما کی سرحدوں سے نکل کر بلاد عرب، حرمین شریفین، افریقہ و امریکہ، سری لنکا اور افغانستان تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت کے مشوروں اور حقیقی اسلامی علوم و افکار کی تشریح و اشاعت اور اسلام کی اصلاح ثانیہ کے خواہاں بزرگان ملت کی تجویز پر سرزمین بریلی میں جو اس وقت تک امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی عبقری شخصیت کی وجہ سے اسلامیات ہند کا مرجع بن چکی تھی ایک ایسے دارالعلوم کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا کہ جہاں سے علوم اسلام کی درس و تدریس کے علاوہ سوا اعمام اہل سنت و جماعت کے ہزار سال سے زیادہ پرانے نظریات و عقائد کا جدید انداز پر ابلاغ اور ان کے دفاع کا بھی اہتمام کیا جاسکے۔ چنانچہ غالباً شعبان ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو امام العصر مجدد دین و ملت علامہ مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی نور اللہ مرحومہ کے دارالافتاء کے جوار میں انیس کی سرپرستی میں دارالعلوم بریلی "منظر اسلام" کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ چند سال تک اس دارالعلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکے بعد میں فتویٰ نویسی، تصنیف و تالیف اور دوسرے علمی اور تبلیغی مشاغل کی بنا



پر یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور دارالعلوم کا سارا انتظام اپنے بڑے صاحبزادے حیدر علی صاحب مولانا مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیا۔ (۶)

اس دارالعلوم کا نصاب امام احمد رضا نے اہل علماء کی معاونت و مشوروں سے خود ترتیب دیا تھا، تعلیمی معیار کا اندازہ ان کتب تفسیر، احادیث و فقہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دارالعلوم منظر اسلام کی اس سند حدیث میں مذکور ہیں جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات میں جاری ہوئی تھیں۔ راقم کے سامنے وہ سند فراغت ہے جو حضرت علامہ عبد الوہاب درضوی اہل مولانا غازی الدین ساکن گڑھی کپورہ (پشاور، پاکستان) کو ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء کو امام احمد رضا کی حیات میں جاری ہوئی تھی۔ اس پر علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب نے بحیثیت مدیر اور علامہ مولانا رحمہ اللہ، اور علامہ مولانا ظہور الدین الغاروقی نقشبندی مجددی نے بطور مدرس و منتظر فرمائے ہیں۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ”صحاح ستہ“ کے علاوہ دیگر تمام مشہور کتب حدیث، مسانید معاجم اور شروح کا ذکر ہے جو دارالعلوم میں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ علامہ کے غلاب سے متعلق بھی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ مجموعی طور پر ۳۰ علوم کا ذکر ہے جو اس دارالعلوم میں پڑھائے جاتے تھے اور جس کی سند علامہ عبد الوہاب درضوی صاحب کو بعد فراغت جاری کی گئی تھی۔ (۷)

مذکورہ علوم اسلامی اور عقلیہ و فکریہ کی درس و تدریس کے علاوہ طالب علم کی فکری اخلاقی اور روحانی تربیت کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا۔ امام احمد رضا جامع العلوم تھے۔ وہ ۵۵ برس سے زیادہ علوم و فنون قدیمہ و جدیدہ پر دسترس رکھتے تھے (۸)

اگر ان علوم و فنون کی جدید دور کے اعتبار سے گروپ بندی کی جائے تو انکی تعداد ۷۰ سے بھی متجاوز ہو جائے (۹)۔ امام احمد رضا دل سے چاہتے تھے کہ یہ علوم آئندہ نسلوں کو منتقل ہو جائیں۔ وہ انگریزوں کے مرتجہ نصاب کے مخالف تھے وہ مذہبی کے ہر پہلو کی طرح تعلیم اور نصاب کو بھی اسلام کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔ وہ جدید سائنسی افکار سے استفادہ کے قائل تھے لیکن ان کا مصلح نظریہ تھا کہ ”جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ ان مسائل سائنس کو مرہوم و پامال کر دیا جائے۔ چنانچہ سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال ہو۔“ (۱۰)

انہی خصوصیات کی بنا پر یہاں سکھوں کی تعداد میں طلبہ بنگال، بہار، بونہ، پنجاب، سرحد و جہانگیر سے علم کی ترقی کے لئے آتے۔

بعض طلباء دیوبند اور گنگوہ کے مدارس چھوڑ کر برقی کے دارالعلوم میں آئے کیوں کہ اختلاف مسلک کے باوجود ان مدارس کی غلطیوں میں امام احمد رضا کی علمیت کے چرچے تھے (۱۱)۔

فارغ التحصیل طلباء ملک کے طویل و عرض میں پھیل جاتے اور وارث علوم نبوی (علی صاحبہا التحیۃ والفاء) کی حیثیت سے علم حقیقی کے ابلاغ کے مراکز قائم کر کے تشکیلات علم و عرفان کو سیراب کرتے اور ان کے افکار و عقائد کی اصلاح اور کردار کی تعمیر و تربیت کا فریضہ بھی انجام دیتے یہ دارالعلوم بریلی منظر اسلام کا فیضان تھا کہ اس کے قیام کے ۲۵-۳۰ سال کے اندر اندر غیر منقسم ہند کے شرق و غرب میں بیگزوں کی تعداد میں علوم اسلامی کے مراکز قائم ہو گئے اور پہلے سے قائم مدارس اہل سنت ایک نئے جذبے کے ساتھ ایک مربوہ اور جدید انصافی و امنہانی نظام سے وابستہ ہو گئے جہاں سے اسلامیان ہند کی دینی اور سیاسی قیادت کیلئے نور روزگار افروز پیدا ہوئے جن کی طویل فہرست اور ان کا نام اس دور کی کتب تاریخ و سیر اور رسائل و جرائد میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے (۱۲)۔

حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام“ کی صد سالہ تاریخ اپنے دامن میں علوم اسلامی کے حامل محققین اور اہل قلم حضرات کیلئے وسیع اور متنوع موضوعات کی دولت گرانیوں اور تاریخ اسلامیان ہند کے انمول ہیرے سینے ہوئے ہے جن کو وہ اپنی تحقیق اور نگارشات کا عنوان بنا کر پودھوں صدی بھری میں اسلامی علوم کے مراکز کی حیثیت سے اس کی گرفت و خدمات اور مسلم ہندوستان کے سوا اعلیٰ کے افکار و نظریات اور ان کی جدوجہد آزادی کی تحریکوں پر ای کے اثرات کا محققانہ جائزہ پیش کر سکتے۔

”منظر اسلام“ محض کسی عبارت کا نام نہیں بلکہ یہ اس فکر اور نظریہ کا نام ہے جس نے مسلمانوں کے دور ابتلاء و خلائی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد کو قوت و تقویت بخشی۔ سچ تو یہ ہے کہ دارالعلوم بریلی جن نظریات و عقائد کا امین ہے وہ ”قرآنی فکر“ اور ”محمدی نظریات و عقائد“ ہیں، وہ ”دانش نورانی“ کا مبلغ اور تاریخ کے قوت میں سیدنا ابو بکر صدیق، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، احمد کرمان امت اور اولیائے ملت کے فکر و نظریات کا امین ہے۔ دیکھا جاوے تو دارالعلوم بریلی کا قیام ”احیائے سنت کی تحریک“ کا بھٹے آغاز تھا۔ تاریخ گو کہ ہے کہ مسند رشد و ہدایت ہو یا جہن زار ظلم و حکمت، رزم و یزم سیاست و معشیت ہو یا میدان نگارشات و صحافت و سرپرستان و لاسمگان اور ابنائے دارالعلوم بریلی نے ہر محاذ پر عظیم کارنامے انجام دیے ہیں۔

سیاست کے میدان میں و اسمگان ”دارالعلوم بریلی“ کا عظیم کارنامہ ”جماعت رضا کے متعلق“ اور ”کل ہند سنی



کا نفرنس کا قیام ہے جن کا دینی، علمی سیاسی اور معاشی پروگرام ایک طویل مدت تک سر زمین ہند پر اور گرمین کر مسلمانوں کو فیضیاب کر رہا "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی تاریخ کا یہ ای رقت انگریز اور عظیم الشان باب "شدھی تحریک" (یعنی مسلمانوں کو زبردستی ہندو (مرتد) بنانے کی تحریک کا انسداد ہے۔

یہ فرزند ان امام احمد رضا اور اسحاق دارالعلوم بریلی ہی تھے جنہوں نے ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں عرقی محاذ پر بلند علمی طور پر گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جاکر بنطس نفس اس فتنہ اترداؤ کا انسداد کیا، لاکھوں مشرکین و مرتدین کو مسلمان کیا اور لاکھوں مسلمانوں کا ایمان چھایا۔ اس محم کے قلمی اور علمی جہاد میں بریلی مستحبہ فکرست و اہستہ سیکڑوں علماء و مشائخ اور ہزاروں طلباء نے حسب استطاعت حصہ لیا، ان میں چند شخصیات کے کارنامے بہت نمایاں رہے، مثلاً حیدر الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا سید دیدار علی، مولانا محمد عمر نعیمی، پیر طریقت سید جماعت علی شاہ، مولانا قطب الدین برہنپوری، مولانا محمود جان جوہی پوری، مولانا سید محمد حسین علی پوری، مولانا محمد علی حامد ی آٹو لوی، مولانا عبدالحامد، سید محمد محدث بدایونی، کچھو چھوی وغیرہمہم اللہ تعالیٰ۔ صرف علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا (۱۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ انگریزوں نے جماعتی نظم کیلئے اپنے احباب کے مشوروں سے "کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں ڈالی۔ اس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل تھے۔

(۱) سید عالم احمد بھتہی محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و عظمت کا تحفظ۔

(۲) "متحدہ قومیت" کا نعرہ بلند کرنے والے "فرقہ گاندھویہ" (کانگریس اور اس کی ہنسواؤ دیگر جماعتوں) کا تحریری اور تقریری رد۔

(۳) "ہندو ہوں" کی چیرہ دستیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

(۴) آریہ اور نصاریٰ کے دین اسلام پر اعتراضات کے تحریری جوابات اور ان کے خلاف مناظروں کا اہتمام، اس سلسلے میں سب وقت میسر شدہ وسائل (اخبارات و رسائل جملے جلوں) کا بھرپور استعمال۔

امام احمد رضا محدث بریلوی اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت (۱۴)

غیر اسلامی نظریہ "متحدہ قومیت" کے بیجانی دور میں اسلامی تشخص کے امتیاز و تحفظ فتنہ اترداؤ کے انسداد اور مسلم عوام میں عقیدہ و توحید و رسالت کے حوالے سے رائج الاعتقادی پیدا کرنے میں انہائے "دارالعلوم" بریلی اور اسکے

والستحان علماء فضلاء نے مثالی اور مؤثر خدمات انجام دی ہیں جس کا پتہ اندازہ اس دور (۱۹۰۵-۱۹۰۶) کے اخبارات و جرائد اور رسائل کے مطالعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ (۱۵)

جب ”تحریک خلافت“ اور ”تحریک ترک موالات“ کے ہنگامہ خیز دنوں میں مسلم زعماء اور علماء کی ایک بہت بڑی تعداد ”گاندھی کی آمد“ اور ”گاندھیس کی فسوں سازی“ کا شکار ہو کر مسلمانوں کو ”ایک قوم ایک وطن“ کے پر فریب لہرے کے تحت ”سوراج“ (یعنی انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے) کی خاطر بعض شیعہ اسلام ترک کرنے اور ہندو مت و تہذیب و تمدن کے بعض مشرکانہ رسوم و معمولات کو اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے تھے اور اسے اسلام کی رواد ارق سے تعبیر کر رہے تھے (گاندھی، گاندھیس اور علمائے دیوبند نے تحریک خلافت کے زمانے میں سیاسی پلیٹ فارم سے ہندوؤں کی خاطر گاندھی کی قربانی ترک کرنے کا مطالبہ کیا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود مسلم لیگ کے اس وقت کے صدر حکیم اجمل خان سے بھی اس قسم کے مطالبات کئے) (۱۶)

یہ بقی دارالعلوم بریلی حضرت امام احمد رضا اور ان کے مقتدین اور واستحان علماء میں تھے جنہوں نے سب سے پہلے ”متحدہ قومیت“ کے دامن فریب اور گاندھی کی عیار یوں سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا اور بانٹ دھل اعلان کیا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلم اور غیر مسلم سمجھی ایک نہیں ہو سکتے، حق و باطل کا امتزاج کبھی نہیں ہو سکتا، مسلمان ملت واحدہ ہیں، ہندو اور تمام دیگر (یہودی نصاریٰ وغیرہ) غیر مسلم علیحدہ قوم ہیں (۱۷)

اس پر اشوب دور میں مسلمانان ہند کو گاندھی کی حمایت اور گاندھیس میں شرکت سے روکنے کیسے ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کے پلیٹ فارم (اس کے دارالافتاء) سے فتوے بھی جاری ہوئے۔ ایک فتویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

جس وقت سے مسٹر گاندھی کی تحریک آزادی نے ہندوستان کی فضا کو مسموم بنا رکھا ہے اس وقت سے لیکر اس وقت تک براہ ملک کے طول و عرض سے دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ میں استفتاء آرہے ہیں کہ :- مسلمان گاندھیس میں شرکت کریں یا نہ کریں؟ اور مسٹر گاندھی کی انھائی ہوئی تحریک میں حصہ لیں یا نہ لیں؟ اور مسلمانوں کے حق میں اس تحریک میں شرکت مضرب یا مفید؟ دفتر جماعت مبارکہ میں اس وقت تک جس قدر سوالات آئے ان کا جواب براہ لکھا گیا اور پھر بھی سوالات کا سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم ایک اعلان چھاپ کر مسلمانان ہند کو مطلع کر دیں کہ شریعت ظاہرہ مسلمانوں کو



کانگریس میں شرکت کرنے اور ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کر کے مسٹر گاندھی کی انھائی ہوئی تحریک آزادی میں انھیں حصہ لینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ مسلمان کان کھول کر سن لیں کہ ان کانگریس میں شرکت کرنا اور مسٹر گاندھی کی موجودہ تحریک آزادی میں جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں ”رام راج“ قائم کرنے کیلئے انھی ہے، اس میں حصہ لینا مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی زندگی کے لیے نہایت خطرناک ہے“ (۱۸)

اسی دور میں ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کی ایک ذیلی تنظیم ”جماعت انصار الاسلام“ کے نام سے قائم کی گئی جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ اور مظلوم ترک مسلمانوں کی حمایت و مدد و نیز مسلمانان ہند کو ان کی اخلاقی معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف رہنمائی تھا (۱۹)

دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام“ کے قیام نے غیر منقسم ہندوستان کے جید علماء و مشائخ کو ایک ایسا فورم مہیا کر دیا تھا جہاں ہر سال دارالعلوم کی تقریب دستار بندی اور تقسیم اسناد کے موقع پر جمع ہو کر مسلمانان ہند کے دینی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، معاشی احوال پر جدولہ خیال کرتے اور ان کی فلاح و اصلاح کے لئے تجاویز مرتب کرتے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد یہ روح پرور اجتماع اور تقریب تقسیم سند فراغت ان کے یوم وصال پر منتقل ہو گئی، جس میں اس دور کے جید علماء و مشائخ ہندوستان کے طول و عرض سے شریک ہوتے تھے۔

قیام منظر اسلام نے علماء و دانشوران اہل سنت کو وسائل ابلاغ کی اہمیت کا احساس بھی دلایا۔ چنانچہ اس کے قیام کے بعد سے بریلی شریف سے ماہنامہ ”الرضا“ اور ”یادگار رضا“ کا اجراء ہوا، ایک ماہنامہ ”رد مرزائیت“ کے نام سے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ اس کی تقلید میں ہندوستان کے دیگر شرواں سے بھی اہل سنت کے رسائل و جرائد کا اجراء شروع ہوا۔ اس کے علاوہ کانگریس، مسٹر گاندھی اور ”متحدہ قومیت“ کے علمبردار مسلم زعماء اور علماء کے رد اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت پر قرار رکھنے کے حق میں ہجرت کتابچے اور پوسٹر شائع کئے گئے۔ اسی دور میں ہندوستان کے اخبارات، رسائل و جرائد میں اہل سنت کے مذہبی اور سیاسی عقائد کے خلاف شائع ہونے والے مگر اہل کن مضامین کا بھرپور تعاقب بھی کیا گیا۔ نظریاتی کشمکش، سیاسی چیلنجز اور علمی اختلافی مباحث کے اس دور میں اہتمام سرپرستان اور وابستگان دارالعلوم بریلی کی کاوشوں سے طلباء و علمائے اہل سنت میں مطالعہ کتب، رسائل و جرائد بینہی، تصنیف و تالیف اور تحریر و تحقیق کا ذوق پیدا ہوا۔ ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ اور ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے پلیٹ فارم سے عوام و خواص اہل سنت میں سیاسی و معاشرتی شعور پیدا ہوا۔ اور ان کی از سر نو تنظیم سازی اور صف بندی ہوئی۔ نتیجہ کی باصلاحیت مصنف، محقق، مدبر اور

صحافی تربیت پا کر میدان میں آئے جنہوں نے آگے چل کر بہت مفید علمی، مسلکی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۰ء کے دور میں اہل سنت کی بارہ منظم سیاسی قوت کے طور پر ابھرے اور دوسری نشر و اشاعت اور

صحافتی صلاحیتوں سے مزین ہو کر اپنے مخالفین کے مقابل صف آرہوئے۔ (۲۰)

اس میں ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کے فورم سے علمائے اہل سنت کی کتب سیکڑوں کی تعداد میں شائع

ہوئیں۔ بریلی شریف سے مشائخ ہونے والی ایک کتب خانہ نے ”سیرت جماعت رضائے مصطفیٰ“ میں ۲۳۲ کتب کی

فہرست دی ہے جو اس دور میں شائع کی گئیں ان میں سے تقریباً نصف تعداد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی ہے

(۲۱)

۱۹۳۰ء میں تحریک پاکستان کا مرحلہ آیا تو دارالعلوم بریلی کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ نے قوم

کی رہنمائی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور آزادی کی منزل حصول اور اسلامی مملکت کے قیام کیلئے تین منہ دھن کی بازی لگا

دی۔ جب مسلم لیگ قائم ہوئی۔ تو اس کے متعلق عام تاثر یہ تھا کہ نواب اور دوسری تنظیم ہے، عوام میں اس کی پذیرائی نہیں

تھی۔ یہ دارالعلوم بریلی کے سرپرست اعلیٰ اور قافلہ اہل سنت کے امیر و امام، حضرت احمد رضا خان قادری ہی تھے کہ جنہوں

نے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی شرعی بنیاد پر مخالفت کی، انہوں نے کفر و اسلام کے ملاپ کو ناممکن قرار دیتے ہوئے

گاندھی کی سیاسی تحریکوں کی حمایت اور کانگریس میں شمولیت کے خلاف فتوے صادر فرمائے (۲۲)

یہ وہ دور تھا کہ جب مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر قرار دیا گیا تھا۔ اور ڈاکٹر اقبال

ہندوستانی قومیت کے ترانے بنا رہے تھے (۲۳)

دو قومی نظریہ کی حفاظت میں خاتماور ضویہ بریلی کی ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ نے اہم کردار ادا کیا۔ امام احمد رضا کے

ایک مخلص مولانا عبد القدیر بدایونی علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے ۱۹۲۵ء میں مملکت خداداد پاکستان کا تحریری خاکہ

”ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مساتما گاندھی کے نام“ کے عنوان سے پیش کیا جو مطبع مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے دسمبر ۱۹۲۵ء

میں کتابی صورت میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر ملک بھر میں تقسیم ہوا (۲۴) بعد میں ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے ار

آباد کے اجلاس میں اپنے خطبہ صدارت میں تقسیم ہند کی اس تجویز کی حمایت کی تو علماء ہند میں سب سے پہلے امام احمد رضا کے

خلیفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے اس کی تائید و توثیق

فرمائی۔ (۲۵)



آگے چل کر اس بنیاد پر محمد علی جناح نے مسلمانوں کیلئے علیحدہ اسلامی مملکت ”پاکستان“ کا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مطالبہ کیا اور اس کیلئے تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ نے اس کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ اس تحریک میں ہر جوش طریقے سے عملی حصہ بھی لیا۔

یہ ایک روشن تاریخی حقیقت ہے اور اس سے صرف ایک متعصب اور بے بصیرت شخص ہی انکار کر سکتا ہے کہ اگر ”المستحکم“ ”دارالعلوم بریلی“ اپنی سیاسی اور مذہبی جماعت ”جماعت رخصائے مصطفیٰ“ اور ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے ذریعہ مسلم لیگ کی تائید نہ کرتے اور مسلمانوں کے سواد اعظم کو جو علماء و مشائخ اہل سنت کے ارادہ مند ہیں اور نام لیاؤں پر مشتمل تھے، الگ ریاست کے حصول کی جدوجہد کیلئے آمادہ نہ کرتے تو شاید ”پاکستان“ کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ یہ علماء بریلی ہی تھے کہ جنہوں نے مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کیا اور قوم مسلم کو منزل تک پہنچانے کی خواہش میں اخلاص کے اس مقام پر تک پہنچ گئے کہ جہاں سے یہ نعرہ ”مستانہ ساری دنیائے سنا کہ“ ”مگر کسی مرحلے پر محمد علی جناح یا مسلم لیگ مطالبہ پاکستان سے دستبردار یا بدل بھی گئے تو ہم اپنی جدوجہد کو ترک نہیں کریں گے اور پاکستان حاصل کر کے دم لیں گے۔“ (۲۶)

الغرض دارالعلوم بریلی ”منظر اسلام“ کا قیام اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ یہاں سے ہر باطل نظریہ کے خلاف جہاد کی تحریک چلی، اس تحریک نے نہ صرف مسلمانوں کے سواد اعظم کے ایمان و عقیدہ کی حمایت کی بلکہ ان کو وہ بالغ نظری اور سیاسی شعور اور اتحاد و اتفاق کی ”قوت و یقوت“ بخشی کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ خطہ ارضی پاک و امن ”پاکستان“ کا حصول ممکن ہو سکا۔ یہ ”دارالعلوم بریلی“ ہی کی تحریک تھی کہ جس نے ”قادیانیت“ اور اس سے زیادہ ضرر رساں فتنہ ”قادیانیت“ اور جو صحیح معنوں میں ”ام القادیانیت“ ہے کا قلع قمع کیا۔ یہ عالم رسول مکرم و معظم ﷺ کے مقام و عظمت اور تائید رسالت کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ گستاخان رسول کے خلاف میں لگام دی، ان کی زبان و قلم کو فرنگی سوچ اور مشرکانہ فکر کے اثر اور دیومالائی خواب پریشان سے نکال کر ”حق“ کی ”تقریریں“ اور ”سیرت مبارکہ“ کے معطر عنوانات سے لذت آشنا کیا۔ یہ دارالعلوم کی مصطفائی قوت کی ہی کرامت و برکت ہے کہ کل تک ”گستاخان رسول“ کی ہفوات کا دفاع کرنے والے بھی آج ”ہز عم خویش“ مقام مصطفیٰ ﷺ، عظمت و برکت اور عقیدہ شتم نبوت کے تحفظ کیلئے گفتار کے غازی بننے کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دارالعلوم بریلی (منظر اسلام) نے نہ صرف منظر دکھایا کہ جس سے ہر صغیر ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے جدوجہد اور قہمی اور عملی جہاد کی سنت

متعین ہو چکی۔ اب یہ کام عالم اسلام اور اس کے سوا اعظم کا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے، علم تحقیقی و منہجی کے حصول میں کوشش کرے اسے تباب موتی سمجھ کر جہاں سے بھی ہو جن لے اپنی فکر اور سوچ کی بیانی کو ”سرمہ افریغ“ سے مزین کرنے کی بجائے، خاک و در رسول ﷺ سے زینت دے، دانش و حافی کی بجائے دانش نورانی سے اپنے قلب و نگاہ کو جوڑ دے، عشق رسول ﷺ کے نور سے اپنے جسم و جان کو منور اور اتباع رسول ﷺ کی دلاویز خوشبوؤں سے اپنی مشام جان و روح کو معطر کرے، اس طرح اپنی چارخ خود رقم کر چکی کوشش کرے وہ دنیا میں بھی سرخرو ہو اور آخرت بھی سنور جائے۔

در العلوم بریلی منظر اسلام کا قیام مسلمانوں کیلئے جہد مسلسل اور عمل جہیم کا ایک پیغام ہے اس پیغام پر عمل کر کے ہی ہم قومی اور ناقابل شکست قوت بن سکتے ہیں ”رضائے مصطفیٰ“ کے خطوط پر ہم ایک جماعت، ”جماعت اہل سنت“ کے پرچم تلے خود کو منظم و منضبط کر کے ہی باطل کے مقابل ایک متحدہ طاقت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ آج امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی روح پکار پکار کر ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے کی بھولی بھالی بھیدو!

بھیدو! تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بسبکاد دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ اگر آج تم نے علم و عمل اور صدق و صفائی ان منور راہوں سے قوت و توانائی نہ حاصل کی تو کل ”مرگ مفاجات“ کے ظلمت کدوں سے تمہیں نکالنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ (۲۷)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اے احمد رضا! تم کو سلام کہ تم نے ”منظر اسلام“ کی راہ دکھا کر ہم پریشان حال بے یار و مددگار مسلمانوں پر بڑا احسان کیا۔ تم پر اللہ رحمن و رحیم اور اس کے رسول کریم رؤف و رحیم کی بارگاہ عالی سے رحمت و رضوان کی بارش ابد الابد تک ہوتی رہے۔ تم نے جس طرح ہمارے دلوں میں چراغ عشق مصطفیٰ ﷺ کی لو کو مدھم نہ بولنے دیا بعد تیز سے تیز تر کر دیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس تمہاری مرقہ انور کو ”چراغ رخ شہ“ سے منور سے منور تر، اور تمہارے ”جذبہ عشق صادق“ کے صدقے میں ”تن سلطان زمن“ کی خوشبوؤں سے معطر سے معطر تر رکھے۔ تمہارے گھرانے میں علم نورانی اور فراست ایمانی کی میراث کو برقرار رکھے اور ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو تاقیام قیامت تمہارے نقش قدم پر گامزن اور تمہارے فیوض و برکات سے مستفاد رکھے۔

اور اے دارالعلوم بریلی! اے ”منظر اسلام“! اللہ عزہ و جل تمہیں تاصبح قیامت شاد آباد اور پھولتا، پھلنا رکھے کہ تم



نے ”علم حقیقی“ کے پیاسوں کو سیراب کیا، اہل ایمان اور ان کی نسلیں کو ”مشق حقیقی“ کی حلاوت سے لذت آشنا کیا، بے دینیوں، گمراہوں کو راہ راست تک رہنمائی کی، بد مذہبیوں اور گستاخوں کی سرکوبی کی، سود و نصاریٰ، مشرکوں اور کافروں کی شیخی کی، اسلام کی تبلیغ اور احکام شریعت و طریقت کی نشر و اشاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی،

ہر جگہ ”منظر اسلام“ نظر آتا ہے

ہند تو ہند عرب میں ہوا چہ چاتیرا (خوشتر)

اے امام علم و فن کے نشان!

اے مرکز علم و عرفان! اے دارالعلوم بریلی! اے ”منظر اسلام“ تجھے کو سلام! مدد و سہارا کے سلام! صبح و شام سلام! تو چرخ مصطفوی پھر تاجیح قیامت روشن و تاباں رہ، شاہد آباد رہ! السلام والسلام والسلام!

تو سلامت رہے ہزار برس تک ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

اے اعجاز من و جملہ جہاں آمین باد!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد و علی الدواحبہ و اولیائے امتنا جمعین و بارک و سلم۔

### حوالہ جات

۱۔ سلام بخانی انجم ذوالآخر: دارالعلوم دیوبند کا بانی کون؟ ناشر الدار السیۃ ناگپاڑہ، ممبئی، ایڈیا ص ۳ اور ۷۷

۲۔ ایضاً ص ۱۵۴۱۲

۳۔ ایضاً ص ۵۶، ۶۷، ۸۲

(تلف) حاجی سید عابد حسین صاحب اس مدرسہ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت و صداقت کی نشر و اشاعت کا جو اہم

کوشش انجام دینا چاہتے تھے اس مدرسہ کے دوسرے ارکان متعلق نہ تھے، ان حضرات کا نقطہ نظر بالکل مختلف تھا وہ اس مدرسہ کی حکومت کی رضا و منشا کے مطابق چلنا چاہتے تھے کیوں کہ مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی محمد علی حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بھی خواہ تھے مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی مملوک علی حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بھی خواہ تھے مدرسہ کی صدر مدرسہ قبول کرنے سے قبل وہ کئی شہروں میں انگریزوں کی خدمت میں (دولت خور ملازم کی حیثیت سے) اپنی انسپکٹر آف اسکول کے فرائض انجام دے کر اپنی حسن کارکردگی سے





(۱) ”مولانا احسن خان قوی“ (۲) ”فیضانِ امام ربانی“ اور (۳) ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ کے ماہنامہ ”الوہی“ میں ڈاکٹر سلمان شاہچھا پوری کا قسط وار مضمون جنوری ۱۹۹۱ء تا اگست ۱۹۹۲ء بعنوان ”عبید اللہ شہدھی کا دارالعلوم دیوبند سے اخراج“۔

۵:- تلام بھی انہم، ڈاکٹر: دارالعلوم دیوبند کابانی کون؟ مطبوعہ ممبئی ص ۶۷

۶:- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ مطبوعہ ممبئی (۱۳۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۱۱۹

۷:- ایضاً ص ۷۲

۸:- الاجازۃ الرضویہ مجلہ منہ المصحف (مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲) ص ۳۱۵ تا ۳۰۱

۹:- مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: ”قرآن سائنس اور امام احمد رضا“ مطبوعہ المختار پبلشرز (اشاعت سوم) ۱۹۹۷ء / ۱۳۱۷ھ کراچی ص ۱۷

نوٹ:- شیخ الحدیث والتفسیر علامہ ابو الفتح نصر اللہ خاں نصرۃ اللہ تعالیٰ و نصرہ، سابق رئیس دارالافتاء، ممبرہ محکمہ (preme court) حکومت اسلامیہ افغانستان، حال مقیم کراچی، فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علوم و فنون کی کوئی انتہا نہیں ہے، دراصل سید عالم علیہ السلام سے سچی محبت کا ان پر یہ فیضان تھا کہ اللہ جل جلالہ نے ان کو وہ علم لدنی عطا فرمایا تھا کہ جن کی قسموں کو شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں لہذا ان کے علم و فن کو ۵۰ یا ۱۰۰ قسموں میں مقید کرنا ان کی شخصیت کے ساتھ انصاف نہیں۔ (وجاہت قادری)

۱۰:- ”نزول آیات فرقان لمسلمین زمین و آسمان“ مصنفہ امام احمد رضا مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۳

۱۱:- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ مطبوعہ ممبئی (۱۳۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۱۱۸ اور حاشیہ ص

۱۲:- مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب قابل مطالعہ ہیں:-

۱۳:- ”تذکرۃ علمائے اہل سنت“ (مصنفہ مولانا محمود احمد قادری)

۱۴:- ”تذکرۃ علمائے اہل سنت“ (مصنفہ محمد صادق قصوری گجرات پاکستان)

۱۵:- ”تذکرۃ علمائے اہل سنت“ (مصنفہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور)

۱۶:- ”مولانا عظیم اور آزادی ہند“ (مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور)





(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

۶۔ الطاری الداری ٹھٹھوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب در مسائل و جزائد کا مطالعہ بھی مفید ہوگا :-

(۱) ماہنامہ ”الرضا“ بریلی، شمار ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

(۲) ماہنامہ یادگار رضا، بریلی، بذات ذی قعدہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

(۳) ”الرشاد“ مصنفہ سید محمد سلمان اشرف بہاری

(۴) ”طریق الہدی“ مصنفہ علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلی

(۵) ”فاضل بریلوی اور تحریک ترک موالات“ مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور۔

۱۸۔ ”ماہنامہ یادگار رضا“ بریلی (۱) بذات ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ ج ۳، ش ۹، ص ۷۳۵ (۲) بذات ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص ۳، ۳

۱۹۔ ”تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ مصنفہ سید سلیمان، ص ۳۱۸ اور ۳۲۹

۱۰۔ (الف) ہفت روزہ دہ بدینہ سکندری ”۲۸ مئی ۱۹۲۱ء ص ۲۹۸

۱۱۔ ”روزنامہ پیہ اخبار“ لاہور، بذات ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء حوالہ ”تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ مصنفہ سید سلیمان

ص ۲۹۹

۱۲۔ ”تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ“ ص ۹۹

۱۳۔ ایضاً ص ۱۰۳ تا ۱۱۰

۱۴۔ محمد عبدالکیم قاضی، ایم۔ اے ”تحریک پاکستان اور اس کے عوامل“ مطبوعہ لاہور، ص ۷۵، حوالہ قائد اعظم کا

”مطبوعہ لاہور، مصنفہ سید صابر حسین بخاری، ص ۲۸۲

۱۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ ص ۱۷۱، ص ۲۰۵ تا ۲۰۳

۱۶۔ (الف) ایضاً ”تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم“ مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۷۵ تا ۷۶۔

۱۷۔ ”بیت“ تصویر پاکستان ایک تحقیقی جائزہ ”مطبوعہ ادارہ ”منظر اسلام“ لاہور اگست ۱۹۹۹

۱۸۔ (الف) ایضاً ”حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی“ ص ۲۰۵ تا ۲۰۳ اور حاشیہ نمبر ۲ ص ۲۰۵

(ب) ایضاً ”تحریک آزادی ہند اور السوا اعظم“ مطبوعہ ۱۹۷۹ء ص ۶۷-۲۔

## مدح جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

از: مولانا مومن رضا حشمتی پبلی بیضیتی

خوب پھولے پھلے جامعہ رضویہ  
 سنیوں کیلئے جامعہ رضویہ  
 یادگار رضا یادگار رضا  
 جامعہ رضویہ جامعہ رضویہ  
 حامد مصطفیٰ اور ربیعہ رضا  
 سب کی چشم سنا جامعہ رضویہ  
 جس کے موجودہ ناظم ہیں سچا رضا  
 دین کا ہے قلعہ جامعہ رضویہ  
 جس سے فارغ ہوئے ہیں محدث بہت  
 لہر جوہر و سچا جامعہ رضویہ  
 ہوں کہ بدکاتی یا ہوں نصیبی بھی  
 تجھ سے خوش ہیں سدا جامعہ رضویہ  
 رضوی و حشمتی امجدی اشرفی  
 سب کا تجھ سے کھلا جامعہ رضویہ  
 شرم عشق احمد پلاتا ہے تو  
 شہو لے ساقیا جامعہ رضویہ  
 مرکز لیل سنت ہے لاریب تو  
 نور رہے گا سدا جامعہ رضویہ  
 سن تو مومن لب منظری ہو گیا  
 جب تجھے مل گیا جامعہ رضویہ



دارالعلوم مظہر اسلام لاہور مدرسہ دیوبند کا

## تقابلی جائزہ

”جامعہ مظہر اسلام“ کا عالمگیر علمی فیضان

از قلم: ----- علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مجلسی پاکستان  
مرکز اہل سنت یاوگار اعلیٰ حضرت دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام محلہ سوداگراں بریلی شریف یوپی ہند اہل سنت  
کا وہ قابل فخر مرکزی ادارہ جس نے ہزاروں جلیل القدر عظیم المرتبت علماء و فضلاء و فقہاء و عبقری مدد سین و محدثین استاذ  
سائنس و استاذ العلماء، شیخ الحدیث مبلغ و مفتی و مناظر اور شیوخ طریقت تیار فرمائے جس کا علمی روحانی تدریسی فیضان آج نہ  
صرف ہندوپاک و جگہ دیش ممالک اسلامیہ و بلاد غریبہ بلکہ بالواسطہ بلاد وسطہ مغربی یورپی افریقی و ایشیائی ممالک تک میں  
نظر آتا ہے۔

برقش فرنگی تسلط اور غلبہ کے بعد تحت دہلی سے تمام مدارس و بیچہ عربیہ کو یکسر ختم کر دیا گیا لاٹوی میکالے نے ہند پالیسی  
کے جو اصول وضع کئے (۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے (۲)  
ہندوستان میں لاندہیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں (۳) مسلمانوں میں  
ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور دہباطن گورنمنٹ انگلیش کی وفادار ہو جو (انگریز) حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام  
کے۔ (روشن مستقبل و سیف حقانی ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

پہلی ہرنگش طامس نے اپنے رسالے (ہندوستان میں گزشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں لاٹوی میکالے کے مذکورہ  
تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیا ہے انہی تین بنیادی اصولوں اور مرکزی نکات کی بنیاد پر انگریز بھارت نے ۱۸۶۰ء  
۱۸۶۳ء میں ضلع سہارنپور یوپی و یوپی و یوٹاؤں کے مین دیوی کنڈویوین (موجود دیوبند) میں اپنے مذکورہ بالا منافی مقاصد کی  
تعمیل و ترویج کیلئے مدرسہ دیوبند قائم کرایا یہ حقائق ہم روشن خواہد کے ساتھ اپنی کتاب مدہان صداقت بر دہجہ دی بطلان اور  
کتاب دیوبندیت میں اب مطالعہ دیوبندیت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ نقل کر چکے ہیں اکابر دیوبند کو خود تسلیم ہے کہ  
مدرسہ دیوبند کے ملازمین و مدرسین و اراکین کی اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ انگلیش کے قدیم ملازم و پیشتر تھے۔

(سوانح قاضی جلد دوم ص ۷۲۳ حاشیہ)

ایسے حالات میں جبکہ مسلمانان ہند کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے اپنے قدیم ملازم و پیغمبر دیوبند کی جانوں کے ذریعہ مسلمانوں کا دین ایمان لوٹنے اور ان کے قلوب و ایمان و افکار سے عشق رسول ﷺ کی شمع گل کرنے کیلئے اور انکو اعتقادی و بد مذہبی کے گہرے غار میں دھکیلنے کیلئے میکالے کے تین بیادوی اصولوں کا ہر گز زمین جال بھٹا دیا گیا تھا مولانا فضل حق خیر آبادی مفتی عنایت احمد کا کوروی مولانا کفایت اللہ کافی وغیرہم قدس سرہم ایسے مقتدر علماء اہل سنت کو مختلف انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔ تدریس و تبلیغ دین کے نام تو ہیں و تحقیق کا پرچار کیا جا رہا تھا کہ مسلمان عیسائی نہ ہوں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں اور ایسے نام نہاد بناسبتی برائہ علماء اور نام کے مسلمان تیار کئے جائیں جو بظاہر دیکھنے میں مسلمان بہاؤن گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و جانثار ہوں اور حاکم انگریز اور رعایا میں ترجاہ کا کام دے سکیں دیوبند انگریز کی اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف تھے تھا کچھ عرصہ بعد ایام طفولیت ہی سے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام الہدی علامہ عبدالصطفی مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دین حق دین اسلام مذہب حق مذہب اہل سنت کی نصرت و اعانت اور عظمت شان الوہیت و عظمت شان رسالت کے تحفظ و دفاع کیلئے کھڑا فرمایا امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت فارق نور و حکمت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لازم حق و باطل میں ہر پہیکار تھے ابطال باطل کے پرچے اڑا رہے تھے انگریزی پالیسی کے موید ترجمان اکابر دیوبند کی گستاخانہ جلسہ بازیوں قریب کاریوں کا راز طشت از باہم کر رہے تھے لوائل عمری میں شر بریلی شریف میں اہل حق اہل سنت کے علمی و دینی مرکز کے قیام کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ پہلے جس طرح بھی بد مذہبیت و لادینیت کا پیوری طرح استیصال کر دیں بے دینی کے بادل چھٹ جائیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے تو دارالعلوم قائم کریں۔

**دارالعلوم منظر اسلام کا قیام:-** علماء و احباب مخلصین اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ انگریز کی خدمت اقدس باہرکت میں دارالعلوم کے قیام کی اہمیت و ضرورت کی درخواستیں پیش کرتے مگر اپنے علمی تحقیقی تعلیمی جہاد بالقلم کے باعث وقتی طور پر عذر پیش کرتے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مزاج شناس حضرات نے ایک محترم محبت مخلص ایک قریبی رفیق و صدیق سید امیر احمد صاحب کی وکالت میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت مخصوص اندازہ برداری میں فخر و تاز کے انداز میں سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الخیرۃ سے عرض کیا اور کمال بے تکلفی سے کہنے لگے ”حضور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ بریلی میں دیوبندیت و ہدایت کیسے پھیلی تو میں کہہ دوں گا اور بارگاہ شفیق المنین علیہ السلام میں آپ کے خلاف تلاش کروں گا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کی وجہ سے وہاں ہدایت پھیلی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ کیسے



حضرت سید صاحب نے کہا کہ آپ نے مدرسہ قائم نہیں فرمایا سنی علماء تیار نہیں ہوئے وہابیت کی تبلیغی گئی مخلصانہ یہ واقعہ مختلف قدیمی کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ مرقوم و موجود ہے مگر مفہوم قریب قریب باہم متفق ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت کے دل پر چوتھی گلی قلب انور پر زور پڑی احساس پیدا ہوا مختصر یہ کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے دارالعلوم کے قیام و اجراء کی منظوری دی اور ابتدائی ایک ماہ کے مصارف اپنے ذمہ لئے واقف کار حضرات اور مادر علمی جامعہ منظر اسلام کے واسطے سبھی حضرات جانتے ہیں اس طرح منظر اسلام ۱۲۲۲ھ کی بنیاد پڑی۔

### دارالعلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا تقابلی جائزہ :-

قبل اس کے کہ ہم دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے ابتدائی متقدمین اساتذہ مہکین کرام کی استعداد و قابلیت اور منظر اسلام کی تعلیمی تدریسی خدمات پر تبصرہ کریں مناسب ہو گا کہ دارالعلوم بریلی شریف مدرسہ دیوبند کا ایک تقابلی جائزہ پیش کریں اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کی دنیا میں بعض ظاہر بین لوگ کہا کرتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند کی عمارت ڈھکی ہے اور وہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے حضرات اور دوسرے ناواقف لوگوں کو معلوم ہو چاہئے کہ کسی بھی تعلیم گاہ کی برتری محض عمارت کی وسعت اور طلباء کی کثرت پر ہی موقوف نہیں اور نہ ہی یہ قابلیت و حقانیت کا معیار ہے اصل چیز طالبان علوم و دینیہ میں ایک دینی جذبہ اور مذہبی روح بھونکنے کا ہے ایک دینی تڑپ اور مذہبی ولولہ اور جذبہ اور قومی مسلم تشخص پیدا کرنا ہے وہ دارالعلوم بریلی میں موجود اور مدرسہ دیوبند میں ہمیشہ منظور رہا اس کی وضاحت ہم تھوڑا آگے چل کر کریں گے دیکھنا یہ ہے کہ انگریز ہند پر غیور قبضہ پانے کے بعد ایک طرف تو نہ صرف تخت دہلی بھلا دیوبند کے قدیمی حقیقی مدارس و مراکز دینیہ کو نیست و نابود کر دیا تھا تو وہ اسی دوران ۱۸۶۰ء میں اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو دیوبند میں مدرسہ بنانے کو کیسے گوارہ کر سکتا تھا جیسا کہ انگریزوں کے قدیمی وفادار آج کے دیوبندی وہابی مولوی غلط تاثر دیتے ہیں کہ انگریزوں سے جوا کرنے والے علماء نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا۔ ہم کیا کوئی بھی ذی فہم و شعور عقل انصاف کی دنیا میں ہرگز تسلیم نہیں کرے گا کہ انگریز بہادر خود اپنے دشمنوں کی از سر نو خوار نگار رہا تھا اگر قرار واقعی طور پر دیوبندی مولوی انگریزوں کے دشمن اور اکابر دیوبند انگریزوں کے خلاف ابجدین کا ہر اول دستہ ہوتے اور مدرسہ دیوبند کے قیام کا مقصد انگریزوں کے خلاف جذبہ جہاد پیدا کرنا جو تا تو مدرسہ دیوبند کے قیام کے اولین دور میں انگریز لکھنؤ گورنر سر جان ڈکلس لائوش لکھنؤ گورنر ممالک متحدہ آگرہ لودھیہ اور انگریز لکھنؤ گورنر کے خلیفہ مقتصد انگریز مسیحی مسلمان اور خود انگریز گورنر سر جیمز سٹن باربار مدرسہ دیوبند کا معائنہ کر کے اس کی

تعمین نہ کرتے۔ دوسری طرف دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف ایک مرد با خدا عارف باللہ قانی فی رسول اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ توفیق خداوندی مصطفیٰ جل جلالہ و علیہ السلام کے توکل و نظر رحمت پر یقین کے ساتھ قائم فرمایا تھا۔ بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام کو کسی انگریز گورنریا لٹیننٹ گورنریا سرکار برطانیہ کی اجازت و نصرت و معاونت حاصل نہ تھی جیسا کہ ان کی اپنی معتبر و مستند کتب میں ان کے معتمد علماء اقرار و اعتراف کرتے ہیں۔ (دیکھو رد مکمل مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ و ماہنامہ فیض اسلام ستمبر ۱۹۶۰ء و کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی و تاج دارالعلوم دیوبند وغیرہ)

مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند نے حصول زور و حصول منفعت کیلئے بین الاقوامی گڈاگری اختیار کی ہر دین ہر دھرم ہر مذہب اور ہر ملک اور ہر سیاست دان کے مال پر نظر رکھی اپنے دلائل و شواہد چھانکنے کے ساتھ یہ ایک مستقل عنوان اور مستقل موضوع ہے اور اکابر دیوبند کی اپنی مستند کتب و رسائل منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ سب کچھ اگل رہی ہیں مگر اس کے مقابلہ میں بریلی کے دارالعلوم اور اس کے بانی اس کے سرپرستوں اس کے اساتذہ اس کے مدرسین نے بین الاقوامی اور بین السیاسی گڈاگری اختیار نہ کی علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے سنی مسلمانوں ہی کی موافقت پر قناعت و انحصار کیا۔ یہاں یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم داخل اور ناقابل تردید ہے کہ مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند نے مدت العمر انگریز کے عہد اقتدار میں انگریز سے بے دریغ مالی منفعت حاصل کی تو دوسری طرف مشرکین ہند کے چندوں اور عطیوں سے پروان چڑھے اور ان کے سیاسی اقلہ کا رتے سوار قائمی میں بخیرت حوالہ جات ہندوؤں کے عطیات اور چندوں کے موجود ہیں اور ۱۹۵۷ء جولائی میں صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ پر بحیثیت وزیراعظم اندرا گاندھی جی کی تشریف اور شری بنجے گاندھی کی پیاس کھانوں کے ٹیکٹ کھانا تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے لیکن اس کے برعکس کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ دارالعلوم بریلی نے مدرسہ دیوبند کی طرح کسی بھی دور میں انگریزوں اور ہندوؤں سے مالی منفعت حاصل کی ہو ہمیشہ سنی مسلمانوں کے عطیات پر ہی انحصار کیا اندریں حالات غارت کے اعتبار سے دارالعلوم منظر اسلام کا مختصر ہو نامور وطن و الزام نہیں ہو سکتا کیونکہ دارالعلوم بریلی شریف ہمیشہ دینی مذہبی مسئلہ حدود و قیود میں رہا اور غیر شرعی حرکات سے مطلقاً اجتناب کیا اور کسی مصلحت کو آنے نہ آنے دیا جبکہ دیوبند کا طرز عمل ہمیشہ انہوں نے قول رہا ہر طاقت و مفاد کے دامن میں پناہ تلاش کی گئی۔

### علمی حیثیت اور تعلیمی معیار:-

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ دیوبند کے بانیوں اور مدرسین و اساتذہ کے تعلیمی معیار اور استعداد قابلیت میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے اس کی ایک اجمالی جھلک ملاحظہ ہو۔



درا العلوم منظر اسلام کے حقیقی بانی سیدنا محمد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ اعزیز ہیں ان کی جلالت علمی اور فقیہی بھیرت کا اعتراف کاغذیہ موافقین سب نے کیا ہے یہ ایک مستقل عنوان ہے اور اس پر بحث شواہد ہیں ارباب علم و تحقیق نے اواکل میں آپ کو پچاس علوم کا جامع اور ماہر تسلیم کیا تھا مگر جوں جوں آپ کی تاثیر سے طبع ہونے والی تصانیف منظر عام پر آنے لگیں تو اب عصر حاضر کے محققین باہم متفق الراء ہیں کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلی اسی علوم کے ماہر بلکہ بہت سے فنون کچھ وجد پائی ہیں۔ عصری تقاضوں اور دینی ضرورتوں کے تحت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا قلم حق و قہر زم گاہ حق و باطل نشانی کروا کر تار پا کلک رضا ابطال باطل کا سر قلم کرتا دین حق دین اسلام مذہب مذہب اہل سنت اور عظمت شان الوہیت و عظمت و رفعت شان رسالت کے خلاف کو نفاق تھا جس کا سر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلم کر کے نہ رکھ دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت کا رضوی دارالافتاء عالم اسلام کا ایک مرکزی دارالافتاء جو مسلمان عالم کے شرعی فیصلے کر رہا تھا۔ اسلئے حضور امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو باقاعدگی و مربوط طریقہ پر مستقل مدرس بن کر مدرس کا موقع نہ ملا مختلف ادارہ میں بمقتضائے ضرورت تدریس کے فرائض انجام دیئے بانی منظر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ اعزیز کی شان تدریس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اجل خلفاء و ارشد تلامذہ میں سے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بیہاری قدس سرہ کہتے ہیں، علم بیات و نجوم اور علم توقیت میں استعداد و کمال کا یہ عالم تھا کہ اگر ان علوم کا آپ کو موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا علماء نے جہت جہت ان علوم کو مختلف مقامات پر لکھا ہے لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب اس فن میں نہ تھی جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد بیہاری مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث بریلوی مولوی سید محمود جان حضرت قیۃ الاسلام صاحبزادہ الامام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو اس میں کہ با شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی جس کو ہم لوگ پڑھتے تھے اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود ہی اس کے قواعد و بانی ارشاد فرماتے اس کو ہم لوگ لکھ لیتے۔۔۔۔۔ (ملخص احیاء العظمیٰ حضرت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ بانی منظر اسلام کے اجلہ تلامذہ میں قیۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا صاحب بریلوی صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بیہاری استاد و سن مولانا سید نبوی محدث اعظم ہند ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ حاجی سید نور احمد چانگامی حضرت مولانا شاہ احمد صاحب کچھوچھوی مولانا سید شاہ غلام محمد بیہاری مولانا سید عبدالکریم محلہ ذخیرہ بریلی مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی مولانا

عبد الاحد بیلی بحیثیت مولانا حکیم عزیز غوث بریلوی مولانا نواب مرزا بریلی مولانا متور حسین بریلوی مولانا داغظ الدین صاحب قدس سرہ اہم جیسے اساطین علم شامل ہیں اس موقع پر مجھے حضرت علامہ شاہد صنی احمد محدث سورتی قدس سرہ کا یہ ارشاد بر محل یاد آتا ہے کہ ان کے آخری دور کے تلمیذ حضرت علامہ ابوالمہدی محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں نے اپنے استاد فن حدیث کے امام مولانا شاہد صنی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا وہ (اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی) علم حدیث میں آپ کے برابر ہیں؟ تو حضرت محدث سورتی نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں اور پھر خود ہی فرمایا شاہزادہ صاحب اس نہیں ہرگز نہیں کا مطلب آپ سمجھے فرمایا صرف اس ایک فن میں ہر سادہ س تلمذ کر دے تو ان کا پاستنگ نہ ٹھہروں اعلیٰ حضرت تو اس فیض امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں یہاں سے اعلیٰ حضرت کی جلالت علمی اور فن حدیث و علوم حدیث میں شان تدریس کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کسی مرید و شاگرد کی شہادت نہیں ہے اب دوسری طرف مدرس دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی اگر فی الواقع وہ بانی تھے تو ان کی طرف آئیے ان کی علمی تدریس بے مانگی پر لکھ دیوبند کی کتب حوالوں کا طوفان لاسکتی ہیں مگر چونکہ اختصار مانع ہے چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے لکھا ہے ”مولانا محمد قاسم (نانوتوی) نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔

(قصص الاکابر صفحہ ۱۳/۲۹ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۳۹)

بانی مدرسہ دیوبند کی استعداد و قابلیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے لکھا ہے ”جب امتحان کے دن ہوئے تو مولوی صاحب (قاسم نانوتوی) امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ (مولوی مملوک اعلیٰ کا گھر) چھوڑ دیا“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۲۲، ۲۲۳) اور لکھا ہے ”دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۷۳) اور تدریسی عدم مہارت اور علمی بے بسا معنی ہی کا نتیجہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب ”مطبع احمدی میرٹھ میں مزدور کرنے گئے۔“ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۶۱) دارالروح ثلاثہ والا فاضل الیومیہ و قصص الاکابر وغیرہ) حدیث کہ بانی مدرسہ دیوبند کو فقہ افتاء کا مطلقاً کوئی تجربہ نہ تھا سوانح قاسمی میں خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ غلط مسئلے بتا دیا کرتے تھے اور پھر اس سے بچہ پاچھ کر لوگوں کے گھر جا کر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتا دیا تھا کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس خط ہے۔ (سوانح قاسمی ص ۳۸۸ جلد اول) میر حال کچھ بھی ہو بانی مدرسہ دیوبند فن تدریس سے مطلقاً جاہل تھے جبکہ بانی العلوم منظر اسلام جس طرح تصنیف تالیف کے تاجدار تھے اسی طرح فن تدریس کے مسئلہ امام تھے اور بمقام مدرس جامع



مقبول و منقول و استاذ الاساتذہ تھے ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری صدر الصدور صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت استاذ العلماء مولانا محمد امجد علی صاحب جید الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قدس دست امیر اہم جیسے انتہائی ذی استعداد محقق مدرسین آپ کے دروے مدرسین کا حسن شاہکار تھے۔

اسی طرح دیوبند مدرسہ کے بانی ثانی اور بانی مدرسہ دیوبند کے رفیق جانی مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی قاسم نانوتوی کے ہم سبق و ہم درس رہے علمی یتیم اور فقہی بصیرت سے گورے تھے مدرسین تو بہت دور کی بات ہے ان کی علمی فقہی استعداد کا نظارہ کرنا ہو تو ان کا فتاویٰ رشیدیہ لیکر بیٹھ جائیں فقیر نے اپنی کتاب آئینہ صداقت اہل سنت اور محاسبہ دیوبندیت پر اب مطالعہ بریلویت میں فتاویٰ رشیدیہ سے مسوں سے زیادہ ایسے حوالہ جات نقل کئے ہیں جہاں مولوی گنگوہی صاحب استغناء کے جواب میں بے بسی اور بے کسی کے عالم لکھتے ہیں بندہ کو معلوم نہیں بندہ کو معلوم نہیں، حقیقت معلوم نہیں، بندہ کو معلوم نہیں، حال معلوم نہیں حال معلوم نہیں کیا یہ سلسلہ فتاویٰ رشیدیہ میں اول سے آخر تک پھیلا ہوا جبکہ فتاویٰ رضویہ شریف جو فتاویٰ رشیدیہ سے کم از کم بارہ گنا بڑا اور طویل و ضخیم ہے حمدہ تعالیٰ اس میں یہ علمی بے بسی نظر نہیں آتی۔ وہ امام اہل سنت سیدنا مہدی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علم و تحقیق اور فقہی بصیرت کی گرد و لو کو بھی نہیں پہنچ سکتے مولوی محمد علی صاحب نے سیدنا مہدی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت زاغ معروضہ کی سنت و حرمت کے مسئلہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی سے خط و کتابت بھی فرمائی و فتح و زغ و زاغ مقلب بقلب تباہ کنی را می زانیاں در سائل و رضویہ جلد اول لاہور میں فاضل بریلوی اور جاہل گنگوہی کے یہ خطوط چھپ کر شائع ہو چکے ہیں ۲۰۰ تا ۳۰۰ گنگوہی صاحب امام اہل سنت فاضل بریلوی کے سامنے خط و کتابت نظر آتے ہیں قصہ مختصر یہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی مدرسہ دیوبند میں چھٹا مدرسہ نہیں کرنا دیوبند کی کتب سے ثابت نہیں نہ وہ ان کا تہی کے ہیں تھے اگر واقعی وہ ذی استعداد مدرسہ جو تھے وہ مدرسہ دیوبند میں ضرور چڑھاتے۔ یہی حال دیوبند کی حکیم الامت تھا فتاویٰ صاحب کا ہے نہ انہوں نے دیوبند میں نہایت کوشش کی کہ اس کے پس کار و گتھاسیوں کو مخالفہ دینے کیلئے خاتمی احمد از مزاج اختیار کر لیا تھا اپنی نشست گاہ تھا فتاویٰ کو لے کر تھے کچھ پانچور میں رہے تو سنسان مدرسہ میں مدرسے اور میلاد و سلام کو اختیار کر کے سنیوں کو مخالفہ دیا انہوں نے اس کے بعد سے کہنا شروع کر دیا تھا کہ ”میں تو اب اس کام (مدرسہ) کا رہا ہوں نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا تھا اب اس سے وہ کام لینا چاہیے جس کو میں کر رہا ہوں“ (الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص ۶۱) مقصد واضح ہے کہ پڑھنے والے مولوی صاحب کو بھی کوئی سرور کار نہ تھا تھا فتاویٰ صاحب دیوبندیوں و ہابیوں کے ہاں حکیم الامت اور مجدد ملت

کھلاتے یا کہتے جاتے ہیں لیکن وہ دیوبند مدرسہ کے سرپرست اور فاضل دیوبند ہونے کے باوجود امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی کے صاحبزادہ اور دارالعلوم منظر اسلام کے سابق مستم خلیفہ الحدیث مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی کے سامنے لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ میں آئے ملکیت نہیں رکھتے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام کے صدر المدبر سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ و تلمیذ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے مبینی عجیب آباد وغیرہ کے واقعات اس پر شاہد ہیں قارئین کرام دیوبندی حکیم الامت مجدد دیوبندیت مولوی اشرف علی تھانوی کی صلیق چورن چٹنیوں والی کتاب ”بہشتی زیور اور سیدنا امام اہل سنت فاضل بریلوی کے خلیفہ و تلمیذ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کی سستہ طویل و ضخیم مہملات پر مشتمل کتاب بہار شریعت ہی کو سامنے رکھ کر تحقیقی تجزیہ کر لیں حدیث و فقہ میں صدر الشریعہ کے مقابلہ میں تھانوی حکیم الامت شیر خوار بچے نظر آتے ہیں۔ یہی حال مدریس میں صدر الشریعہ کی شان مدریس کاؤنکا چارہ انگ عالم میں مگر باوجود دارالعلوم منظر اسلام دارالعلوم حنفیہ پٹنہ جامعہ معینہ عثمانیہ اجیر شریف جامعہ حافلہ سعید یہ داؤوں علی گڑھ کے مرکزی جامعات میں علوم و معارف کے دریا بہائے سیکڑوں جید علماء محققین و مدرسین تیار فرمائے ان کا ہر شاگرد صدر المدبر سیدنا، شیخ الحدیث استاذ العلماء ہوا یا حاصل یہ کہ تھانوی صاحب کو بھی مدرسہ دیوبند میں مدریس سے کوئی تعلق نہ رہا۔

یہ بات حقیقت واقعی اور مسلمی تعصب سے بالاتر ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے قائم فرمودہ دارالعلوم کے تمام اکابر اساتذہ شیوخ و مدرسین جامع معقول و منقول فن مدریس کے ماہر و تاجدار تھے مثلاً استاذ الاساتذہ مولانا علامہ رحمہ اللہ صاحبہ صدر الصدور صدر الشریعہ فقیہ الاعظم مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی۔ شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری، محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب گورداسپوری ثم لاکھنوی۔ استاذ العلماء مولانا عبد العزیز خاں صاحب بھٹوری محدث بریلی۔ حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث فیض پوری مولانا علامہ سردار ولی خاں رضوی عرف عزومیال بریلوی۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب رضوی مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں، مولانا مولوی ظہور انیس صاحب رامپوری مولانا علامہ نور الحسن رامپوری۔ شیر رضا شیرین اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی ثم جلی بھیت قدامت امرارہم وقتی طور پر ان چند اکابر اساتذہ مدرسین منظر اسلام کے اسماء مبارکہ ذہن میں آئے بتانا یہ ہے کہ ان سب ناموں اساتذہ میں کوئی درسیات نظامیہ کے فن میں مایہ نہیں تھا بلکہ حضرات درسیات کے بہرین و شائق اساتذہ تھے یہاں



یہ بات بھی واضح کر دیں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب فاضل بیماری منظر اسلام بریلی شریف کے مدرس تھے اور مولوی مرتضیٰ حسن در بھٹی چاند پوری تھانوی کے وکیل اور اکابر دیوبند کے ترجمان اور مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات تھے اکابر دیوبند میں خود توجرات و حوصلہ نہ تھا کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے مرد میدان بھر مناظرہ کریں یا آپ کی کسی کتاب کا جواب دیں اور آپ کے دلائل کا توڑ کریں مگر جیسے نقیض اتارنے اور جھجک کرنے کیلئے مولوی مرتضیٰ حسن در بھٹی یا در پردہ بھٹی چاند پوری کو رکھا ہوا تھا سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت گنگوہی تھانوی انصاری کو چیلنج کریں وہ لوگ گوشہ عافیت میں بیٹھ جائیں دماغ خفس اور زبانی گنگ ہو جائیں مناظرہ و مقابلہ کتاب نہ لائیں اور اعلیٰ حضرت کے چیلنج کے انداز میں یہ در بھٹی در پردہ بھٹی صاحب نقیض اتارنا منہ چڑانا شروع کر دیں اس کا مدلل و مسترد ہونا ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضویہ علیہ الرحمۃ فرماتے۔

قارئین دیوبند یوں وہابیوں کی کتاب رسائل چاند پوری میں اسکاٹ السعدی ملاحظہ فرمائیں جس میں مولوی در بھٹی اور فاضل بیماری کے خطوط چھپے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دارالعلوم منظر اسلام کا مدرس مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات پر کتنا بھاری ہے اور ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند منظر اسلام کے مدرس کے سامنے کس طرح عاجز رہے ہیں یہ یہی حال دارالعلوم منظر اسلام کے ایک مدرس حضرت علامہ مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب کے سامنے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان مولوی عبدالغفور کاکوروی ابوالقاسم اجماع پوری اور نور محمد ٹانڈوی کار ہا دارالعلوم منظر اسلام کے ایک سابقہ صدر المدر سین اور ناظم تعلیمات محدث اعظم مولانا محمد سرور احمد صاحب کے سامنے یہی حال مولوی منظور سنبھلی مرتضیٰ در بھٹی مولوی سلطان حسن سنبھلی مولوی شفاء اللہ امرتسری مولوی سلطان محمود دہلوی قاری طیب مستم دیوبند وغیرہ کا رہا جاتا ہے کہ استعداد و قابلیت کہاں ہے اور جہالت و غلاظت کہاں ہے اور پھر یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی مستم، صدر المدر سین، شیخ الحدیث، مفتی، مدرسین کرام میں یا انتظامیہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا تنخواہ یا عینہ خوار ایک بھی نہیں تھا کسی بھی دور کا کوئی مدرسہ و مستم شیخ الحدیث گورنمنٹ انگلشیہ کا ملازم و محترم نہ تھا جبکہ مدرسہ دیوبند کے بانی سے لیکر مدرسین و صدر المدر سین و شیخ الحدیث اور کارکنوں تک سب کے سب گورنمنٹ انگلشیہ کے سابقہ تنخواہ دار ملازم اور پیشتر تھے ثبوت ملاحظہ ہو:- ”مدرسہ دیوبند کے کارکنوں مدرسین و ملازمین کی اکثریت (ایسے روز گوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پیشتر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ تھی“ (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۷۴۳ حاشیہ)

جنازہ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کے استاد مولوی مملوک اعلیٰ ہانو قوی کے متعلق مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی یہ لکھتے ہیں انکشاف کرتے ہیں (ترجمہ فارسی) ”مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (عرنی) کو پڑھانے کیلئے مقرر تھے“ (تاریخ فتوح از نواب صدیق حسن ص ۱۰۰)

جنازہ مدرسہ دیوبند کے اولین صدر مدرس و شیخ الحدیث اور مولوی اثر فاضل تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب ہانو قوی کے متعلق یہ بات ریکارڈ ہے جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری) سے سبکدوش ہو چکے تھے ”(کتاب مولانا محمد احسن ہانو قوی ص ۱۸۹)

اس قسم کے حوالہ جات اکابر و اصغر مدرسین و ملازمین و اراکین مدرسہ دیوبند کے متعلق دیوبندی کتب میں عام ملتے ہیں مگر اختصار مانع ہے۔ محمد و تعالیٰ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے متعلق ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملتا اور نہ مل سکتا ہے کہ اس کے مدرسین و ملازمین و اراکین سرکار انگریزی کے ملازم یا عین مشرور ہے ہوں۔ میں ان واضح حقائق اور روشنی شواہد مدرسہ دیوبند اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی حقیقتوں اور معیار کا پتہ چل سکتا ہے سطحی نظر سے دیکھتے اور پرکھتے والے جو ظاہر بین یہ کہہ دیا کرتے ہیں وہ مدرسہ عمارتی کور طلباء کے عددی اعتبار سے بڑا ہے وہ خود غور کر لیں کہ کیوں بڑا ہے اسلئے بڑا ہے کہ ہندو و مسود و انگریز کی کاسہ نیسی اور دریوڈ گری کا فن اس طبقہ کو خوب آتا ہے اور بین الاقوامی گداگری بھی ان کے حصہ میں آئی ہے مگر معیار تعلیم بفضلہ تعالیٰ ہر دور میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کا نمایاں اور منفرد معیار رہا اور یہ گوارہ نہ جھکنے والا نہ بچنے والا اور حمدہ تعالیٰ یہاں کا فارغ التحصیل رہنمائی بریلوی عالم و بین استعداد و قابضیت کے اعتبار سے پچاس پچاس دیوبندی فارغین پر بھاری ہے جس کا مشاہدہ گزشتہ ایک صدی سے ہر صغیر کے غوام و خواص کر رہے ہیں ویسے بھی کتنا چھ سات چوں کو حتم و جی ہے اور بکری ایک دو کو جھم و جی ہے اور بکری ہر روز ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہوتے قربانی میں کام آتے ہیں اور کتوں کو کوئی نہیں کھاتا کوئی بھی ذبح نہیں کرتا لیکن حلال چیز میں بکرت ہے بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ شہر و مضافات و دیہات میں عام پائے جاتے ہیں کسی نے کتوں کے ریوڑ نہ دیکھے ہوں گے یہی منظر اسلام اور دیگر مدارس اہل سنت سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء و فضلاء کا ہے کہ شر و مضافات کے اکثر مدارس و مساجد میں فضلاء اہل سنت کا غلبہ و قبضہ نظر آئے گا اور وہاں کے فارغین کوئی ماسٹر و ٹیچر بتا ہے کوئی اونا پونا پڑ کر نیم ملا خطرہ ایمان بتا ہے تو کوئی ڈاکیر بتاتا ہے کوئی سیاست کے مزے لوٹتا ہے حد یہ کہ اکثر فارغین دیوبند اپنی شکل و صورت و کردار بھی صحیح اسلامی اور سنت و شریعت



کے مطابق نہیں بناتے اور ان پر مغربی فرنگی تہذیب کا قالب نظر آتا ہے۔

یہاں یہ بات بتانا بھی ضروری کہ کتنے ہی فضلاء دیوبند نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کرنے ڈھانچل و فرنگی محل و سہارنپور و دیوبند و دہلی کے مدارس دہلیہ میں پڑھنے کے باوجود متعدد حضرات نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی، مولانا علامہ رحمہ اللہ، سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی۔ محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ رحمہ کے لیاقت میں بریلی شریف حاضر ہو کر تعلیم حاصل کی دورہ حدیث شریف پڑھا اور سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی اختصار کے پیش نظر ان حضرات کی کھل فہرست پیش کرنے سے قاصر ہیں یہ ایک علیحدہ مفصل عنوان اور مستقل موضوع ہے۔

### منظر اسلام کا عالمگیر علمی فیضان

دارالعلوم منظر اسلام کی بنیاد تقویٰ اور غموس نیت اور بے لوث خدمت دین و تعلیم دین کے فروغ کے جذبہ پر رکھی گئی تھی اور یقیناً منظر اسلام کے عالمگیر علمی روحانی فیضان میں امام اہل سنت مجدد دین و ملت قدس سرہ سیدنا خلیفۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا استاذ مین مولانا حسن رضا۔ صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مولانا رحمہ اللہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد۔ منظر اعظم جیلانی میاں قائد اہل سنت رحمانی میاں قدس سرہ رحمہ کی روحانیت کی جلوہ گری ہے۔ دور منت جاییہ بر صغیر پاک و ہند کے مدارس دہلیہ عربیہ مراکز اہل سنت پر ہی سرسری نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ دارالخیر دارالامین اجیر شریف کے جامعہ معینیہ عثمانیہ میں جب بیمار آئی جب سیدنا خلیفۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی اجازت سے صدر الصدور صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی صدر المدر سین و شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف وہاں کی مشہد صدارت پر فائز ہوئے۔ دارالعلوم منظر اسلام مسجد فی فی جی صاحب مرحومہ کی عظیم و جلیل خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں یہ دارالعلوم جامعہ منظر اسلام ہی کے ایک نامور فارغ التحصیل عالم و جلیل القدر محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے قائم فرمایا محدث اعظم پاکستان کے ذریعہ منظر اسلام کا علمی فیضان منظر اسلام سے فروغ پایا۔ مبارک پورہ عظیم گنجی عظیم عربی یونیورسٹی حافظ ملت جلالہ العلم مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نے قائم فرمائی جہاں سے ہزاروں علماء و فضلاء مدرسین و مناظرین و اہل قلم فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے ہر خطہ میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں حضور حافظ ملت قدس سرہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ التحصیل و سند یافتہ تھے منظر اسلام ہی کے نامور استاذ صدر المدر سین علامہ امجد علی اعظمی کے شاگرد و شہید تھے اور سیدنا خلیفۃ الاسلام قدس سرہ کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی تھی۔ یادگار

رضایا پاکستان جامعہ رضویہ منظر اسلام لاکل پور فیصل آباد تاجدار مسند تدریس محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ کی کرامات و جلالت علمی کی روشن یادگار ہے حضرت اقدس محدث علیہ الرحمۃ منظر اسلام کے سہم اعلیٰ سیدنا امام جتہ الاسلام علیہ الرحمۃ کا جمال افروز چہرہ انور و کجہ کر کالج کو چھوڑ کر جتہ الاسلام کے ہمراہ لاہور سے بریلی شریف تحصیل علم کیلئے تشریف لائے تھے ان کی دینی تعلیم کی ابتداء بھی منظر اسلام سے ہوئی اور انتہائی منظر اسلام سے ہوئی منظر اسلام ہی سے سیدنا جتہ الاسلام و سیدنا صدر الشریعہ قدس سرہما کے ہاتھوں مسند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی اور منظر اسلام ہی میں قائم تعلیمات و صدر المدرسین رہے پھر منظر اسلام بریلی شریف قائم فرمایا اور تقسیم ہند کے بعد لاکھنؤ کو مرکز اہل سنت و مرکز علم عرفان بنایا اور جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد سے ہزاروں علماء کو فارغ التحصیل فرمایا اور سیکڑوں مدارس اہل سنت قائم فرمائے در حقیقت یہ منظر اسلام بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ محدث اعظم نے مدرسین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار فرمائی۔ آپ کے تلامذہ بالخصوص تلامذہ تعالیٰ نہ صرف برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش بلکہ متعدد ممالک عربیہ افریقیہ مغربی اور یورپی ممالک تک میں تبلیغ دین اشاعت اہل سنت تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کئے ہوئے نگار افرنگ میں آپ کے تلامذہ نے بھارت مدینہ دینیہ اور قادری رضوی خانقاہ میں قائم کیں در حقیقت یہ منظر اسلام اور سیدنا اعلیٰ حضرت، سیدنا حجۃ الاسلام سیدنا صدر الشریعہ قدس سرہما اور بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ دارالعلوم فیض الرسول برائون شریف شیخ المشائخ سیدنا شاہ الحاج یار علی قدس سرہ کی عظیم علمی یادگار ہے جہاں سے عظیم علمی دینی تدریسی و تبلیغی خدمت ہو رہی ہے الحمد للہ یہاں بھی منظر اسلام کے فیض یافتہ و فارغ التحصیل اکابر علماء شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی امجدی اور سلطان خواجہ عظیم علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی قدس سرہما جیسے اکابر مدرسین تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دیں۔ دارالعلوم حشمت الرحمن منظر اسلام بریلی شریف کے عظیم المرتبت محقق فاضل منظر اعلیٰ حضرت شیرین علیہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی قدس سرہ کی عظیم علمی روحانی یادگار ہے۔ دارالعلوم امجدیہ ٹاچنور ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضور حافظ ملت قدس سرہ کے نامور تلامذہ علمی دینی مسلکی بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں یہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کا فیضان ہے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی صدر الشریعہ قدس سرہ کے حکم سے حضور حافظ ملت کے نامور شاگرد اور سیدنا صدر الشریعہ مرید باحق مولانا مفتی ظفر علی نعمانی رضوی نے قائم کیا جہاں صدر الشریعہ اور سیدی محدث اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ دارالعلوم علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رضوی قدس سرہ اور علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی، اور حضرت علامہ قادری محمد مصطفیٰ الدین صدیقی قادری رضوی اور محدث اعظم پاکستان کے



تلمیذ رشید حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی اندوڑی علیہ الرحمۃ تدریسی خدمات دیتے رہے۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گو جرنوالہ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد قدس سرہ کے خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد حکیم الامت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی سرپرست اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گو جرنوالہ نے قائم فرمایا جہاں مولانا مفتی عبد اللطیف دیال گڑھی قادری رضوی مولانا مفتی حاکم علی رضوی علامہ ابو داؤد صاحب رضوی جیسے علماء سے سیکڑوں نامور فضلاء نے فیض حال کیا یہ سب محدث اعظم پاکستان کے شاگرد ہیں اس طرح یہ سب فیض منظر اسلام کا ہے حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب جامعہ رضوی منظر اسلام میں تقسیم ہند سے قبل زیر تعلیم رہے ہیں جب آپ کے والد گرامی برقی چھاؤنی میں فوجی ملازمت پر تھے۔

دارالعلوم شاہ عالم گجرات اہل سنت کا ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضرت علامہ مفتی شاہور طاقت حسین صاحب اور سلطان الوداعین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اس طرح یہاں سے بھی منظر اسلام کا علمی تدریسی فیضان جاری رہا۔

جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد لاہور میں محدث اعظم پاکستان کے نامور خلفاء و تلامذہ حضرت علامہ ابو الشاہ محمد عبد القادر قادری رضوی احمد آبادی۔ حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب قادری رضوی شافعی علیہ الرحمۃ نے قائم فرمایا یہ دارالعلوم بھی حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے دارالعلوم منظر اسلام ہی کا فیض ہے۔

**مدرسہ محمدیہ حنفیہ امرتسر:** حضرت علامہ سید شاہ محمد طویل اکاظمی علیہ الرحمۃ کی علمی یادگار جس میں منظر اسلام تربیت یافتہ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی اور حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ جیسے نامور امجدی رضوی علماء نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد علامہ مولانا حسین الدین صاحب مدظلہ نے قائم فرمایا جہاں سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ اہل سنت کا عظیم علمی ادارہ ہے یہاں مدظلہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فاضل و محقق شاگرد غزالی وقت علامہ سید محمد نمبر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تدریسی خدمات انجام دیں سیکڑوں علماء ان سے فیضیاب ہوئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان میں ایک عظیم علمی ادارہ ہے جو امام اہل سنت حضور محدث اعظم پاکستان کے جلیل القدر شاگرد رشید اور محترم دہاو شیخ المعقول شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری و مصنف تفسیر

رضوی نے قائم فرمایا جو آجکل محدث اعظم قدس سرہ کے نامور شاگرد و خلیفہ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی کی زیر نگرانی بام عروج پر ہے ہزاروں طلباء زیر تعلیم ہیں اور ہزاروں علماء و فارغ التحصیل ہو چکے ہیں حضور محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ سب جامعہ رضویہ منظر اسلام کا علمی روحانی فیضان ہے۔

**جامعہ نوریہ رضویہ بنکس گجرات :-** گجرات پنجاب میں اہل سنت کا قدیمی مرکزی ادارہ جیسے حضور محدث اعظم پاکستان کے بحر العلوم شاگرد نامور محدث نامور مدرس حافظ العلوم حافظ الحدیث علامہ سید محمد جلال الدین قدس سرہ نے قائم فرمایا جہاں ہزاروں فاضل و محقق مدرس و مناظر علماء فارغ التحصیل ہوئے حضور محدث اعظم پاکستان جب بریلی شریف سے ہجرت فرما کر پاکستان آئے تو ابتداً یہیں قیام فرمایا تھا۔ حضور حافظ العلوم علامہ جلال الدین بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں جامعہ النورینہ رضویہ یہاں پر۔ حضور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد رشید شیخ التفسیر مولانا علامہ فیض احمد لویسی رضوی نے قائم فرمایا جس سے ہزاروں علماء فیض یاب ہوئے مدرس و مناظر و تفسیر تالیف علامہ لویسی رضوی نے ایک اہم کردار ادا کیا حضرت مولانا موصوف چھوٹی بوی مولہ سوسے زائد کتابوں کے عظیم مصنف ہیں فقیر راقم الحروف کی گزارش پر حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ نے مولانا لویسی مدظلہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔

جامعہ قطیفہ رضویہ جھنگ۔ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کے عظیم و جلیل فاضل محقق شاگرد رشید ہیں استفادہ الہامیہ تمام مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں زبردست مناظر ہیں حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ اور آجکل کے صلح کلی لیدر طاہر القادری کے استاد ہیں ہزاروں علماء نے آپ سے علمی روحانی فیض حاصل کیا مولانا بہت ذہین طالب علم تھے دورہ حدیث شریف کیلئے دیوبند جانا چاہتے تھے آپ کے والد ماجد علامہ قطب الدین چھٹوی اور امیر ملت پیر سید جماعت علی صاحب علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین قادری رضوی مراکو آبادی کی خدمت میں بھیجا دیا حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے دارالعلوم بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تحصیل علم و دورہ حدیث شریف کیلئے بھیج دیا آجکل محدث اعظم کی عظیم سنی رضوی مسجد میں خطیب جن یہ فیض بھی دور حقیقت منظر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ سلجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محترم والدہ اور توبہ و شیعہ قائم فرمایا آپ ایک عظیم مہتری مدرس عظیم معقولی عظیم محدث اپنے عہد کے سب سے بڑے استاد العلماء ہیں



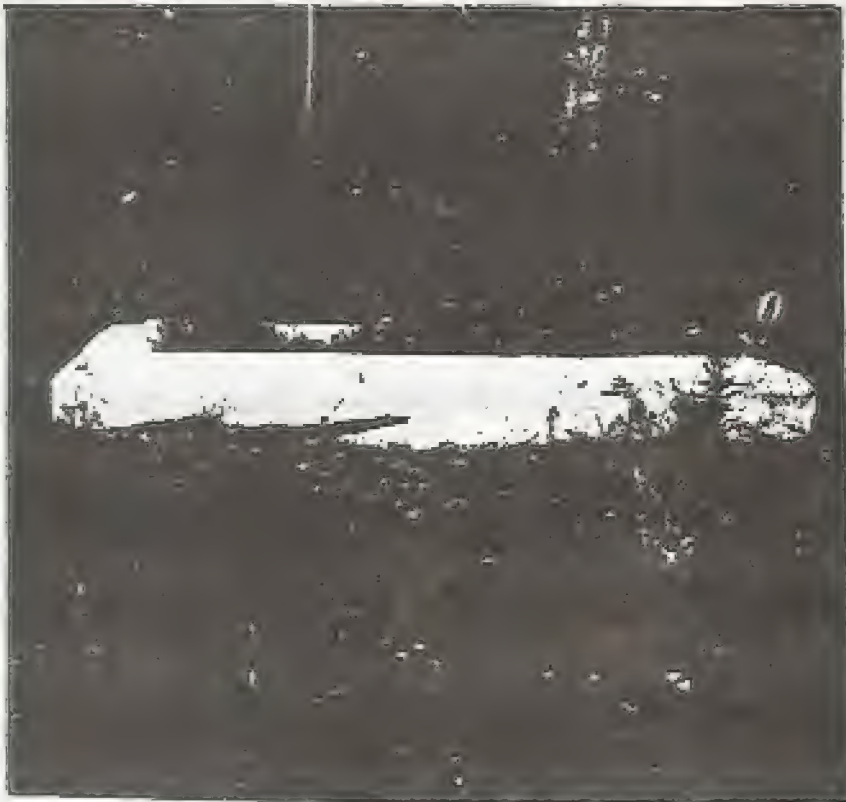
قرآن عظیم کی تفسیر رضوی اور بخاری شریف کی عظیم شرح تفہیم البخاری تحریر فرمائی ہے ۳۶ سال جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہور فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف پڑھایا۔ آپ کا علمی تدریسی فیض بھی منظر اسلام کے بحر کی ایک لہر ہے مرکزی دارالعلوم انجمن حزب الاحناف لاہور۔ جامعہ میاں شیر محمد شرق پور شریف اور مدرسہ حنفیہ فریدیہ بھیر پور میں صدر المدرسین کے فرائض انجام دے چکے ہیں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے بانی ہیں۔

شمس العلوم جامعہ رضویہ نواں جہانوالہ میانوالی۔ استاذ العلماء استاذ الاساتذہ علامہ منظور احمد صاحب نے قائم فرمایا جہاں سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے مولانا کے اکثر تلامذہ اعلیٰ درجہ کے مدرّس و استاذ العلماء ہیں مولانا محمد منظور احمد نے نامور دیوبندی مدرّسین سے پڑھا اور پھر تاجدار مسند تدریس حضور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرمد دار احمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ہی کے ہو کر رہ گئے تمام اشکال دور ہو گئے خانوالہ کمر و پکا اوکاڑہ کے مرکزی مدرّس میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ فیض بھی منظر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد لاہور۔ یہ جامعہ حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے سیدی محدث اعظم پاکستان کے حکم پر محمد پورہ لاہور میں قائم فرمایا تھا حضرت علامہ مفتی امین صاحب مدظلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے نامور شاگرد اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد لاہور کے مفتی تھے آجکل یہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد میں عظیم دارالعلوم کی شکل میں بے مثالی تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے مشہور مناظر اہل سنت مولانا سعید احمد اسعد آپ کے نامور فرزند ہیں۔ علامہ پیر زادہ سید مراتب علی شاہ صاحب نے جامعہ رضویہ قمر المدارس لاہور روڈ کوجرانوالہ میں اور علامہ مولانا شمس الزماں قادری رضوی نے سمن آباد لاہور میں جامعہ رضویہ غوث العلوم اور حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی نے سکھر سندھ میں جامعہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا جن سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ سب محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے منظر اسلام کا علمی روحانی فیض ہے سیکڑوں پاکستانی مدرّس اہل سنت میں چند مرکزی مدرّس کا اجمالی تعارف کر لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ سری لنکا میں مولانا عبدالقادر قادری رضوی احمد آباد لاہور پورٹ لوئس ماریشس اور مانچسٹر، انگلینڈ، ڈربن افریقہ و فرانس میں مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی نے حضرت صاحبزادہ محمد فضل رسول رضوی نے نیو جرزی امریکہ میں مولانا غلام حسین رضوی کشمیری اور مولانا حافظ نعمت علی چشتی سیالوی فاضل جامعہ رضویہ نے آندرا کشمیر میں مولانا محمد حبیب الرحمن رضوی نے افغانستان علامہ محمد نصر اللہ خان افغانی اور مولانا عبدالوہاب رضوی نے جو مدرّس اہل سنت قائم فرمائے ان کی تفصیلات وہ

خود فراہم کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ لگے دلچسپی میں مولانا علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی مولانا محمد ادریس قادری رضوی عظیم دینی تعلیمی رضوی دارالعلوم قائم فرمائے یہ سب درحقیقت محدث اعظم پاکستان کے توسط سے دارالعلوم منظر اسلام کا فیض ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فیض یافتہ و فارغ التحصیل ایک عالم دین محدث اعظم علامہ محمد سرور احمد قدس سرہ فیض کی ایک جھلک ہے منظر اسلام کے فارغ التحصیل اکابر علماء میں جلالیہ العلم حافظہ طہ علامہ عبدالعزیز مبارکپور مجاہد طہ علامہ حبیب الرحمن آبادی۔ علای غلام جیلانی اعظمی غلامہ غلام جیلانی میر نعیمی غلامہ مفتی رفاقت حسین غلام شمس الدین جوپوری کے کثیر علائقہ کی خدمات بہت ہی زیادہ ہیں۔



مزار مبارک حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ظہور احسن صاحب مجددی رامپوری

سابقہ صدر مدرس جامعہ منظر اسلام بریلی شریف



## Manzare-Islam

Excerpt from Devotional Islam & Politics in British India——By Dr. Mrs. Usha Sanyal, Columbia  
(U.S.A.)

Ahmad Riza had founded a school in 1904, called the Madarsa Manzar-al-Islam, though known more often as the Madarsa Ahle-Sunnat Wa Jama'at.

When Zafarud-Din Bihari First Came to Bareilly in 1904-5 desiring to become Ahmad Riz's student,. the latter advised him to study at an existing Madarsa, the Madarsa Dar al- I sha' at, and help out in his spare time in the work of the Darul- Ifta. When the Madarsa Dar al-Isha'at turned out some time later, to be under deobandi influence, Zafarud-Din Bihari took the initiative in establishing the Madarsa Manzaral-Islam, with help from Ahmad Raza's brother Hasan Riza (1859-1908), and elder son Hamid Riza (1875-1943). Ahmad Riza's consent to the creation of the madarsa was obtained by asking a sayyid to recommend the idea to him. A local ra'is donated space for the new school in his house.

In subsequent years, it was Hamid Riza who was most closely associated with the madarsa in his capacity of muhtamim, or manager and chief administrator.

Ahmad Riza was the Sarparast, rector or Patron, helping the Madarsa financially to some extent (no figures are indicated). Once a year, he addressed the gathering of Ulama, Pirs, and wealthy residents of the town at the madarsa's dastarbandi ceremonies. Zafarud-Din, the first student to graduate, also taught at the madarsa for sometime.

For the period for which I consulted newspaper reports (1908-17), the number of students graduating at any one time was usually between four and ten. Ahle Sunnat Ulama, Sufi, Shaikhs and local ruasa were invited to attend, to give sermons (Waz), to read na'its (Poetry in praise of the Prophet) and to participate in the milad that some times followed at the end. space permitting, local residents also came to listen and participate. The venue was a mosque near Ahmad Riza's house, known as Masjid Bibi ji.

Lists of the names of the participants in some of the early dastarbandi ceremonies tells us something of the School's range of influence during these years.

In 1908, those attending included Ulama from Haidrabad, Pilibhit, Muradabad, Badaun, Allahabad and Rampur.

In 1922 the madarsa's annual dastar-bandi ceremonies were held in the khanqahe Aliyya Rizwiyya.





یہ جلسہ امام احمد رضا کے دولت کدے سے تھوڑی دور پر واقع مسجد فی ثیابی میں منعقد ہوا تھا۔

جلسہ دستار بندی کے ابتدائی سالوں میں شرکت کرنے والے معززین علماء پیران طریقت اور مشائخ سے مدرسہ کے اشراف اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۹۰۸ء میں اس مدرسہ کے جلسہ دستار بندی میں حیدر آباد، پبلی بحیثیت، عمر اکبر، بدایوں، الہ آباد، اور رام پور وغیرہ کے علماء و مشائخ نے شرکت کی ۱۹۲۲ء (امام احمد رضا کے وصال ۱۹۲۱ء کے بعد) مدرسہ کا جلسہ دستار فضیلت خانہ عالیہ رضویہ میں منعقد ہونے لگا۔

### منقبت

یار گاہ حضور مضر اعظم ہند جیلانی میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان مستم ثانی و رابع علوم منظر اسلام

از: محمد امجد رضا خاں بھڑل سکریٹری تحریک اسلامی ہند پٹنہ

منظر اوصاف خوباں شاہ جیلانی میاں  
منظر انوار رحماں شاہ جیلانی میاں  
لائق صد رشک ترے جملہ اوصاف جمیل  
ہر صفت رخشاں درخشاں شاہ جیلانی میاں  
محو حیرت بزم ہستی کے ہیں جملہ خوب رو  
کتا دلکش روئے تاباں شاہ جیلانی میاں  
تم گلستان رضا کے وہ گلشنہ پھول ہو  
تم پہ نازاں نمود گلستان شاہ جیلانی میاں  
اہل گلشن کی زباں پر ہے سدا تمرا ہی دم  
چار ہ ساز درد مندی شاہ جیلانی میاں  
یہ رضا کا باغ ہے نور تم ہو اسکے باغیں  
ہم ہیں طوطی نقد سنباں شاہ جیلانی میاں  
رحم کن بر حال امجد تاکہ ماند تابد  
خداں خداں زیر احساں شاہ جیلانی میاں



# منظر اسلام میری نظر میں

حضرت مولانا شمیم کمالی صاحب دارالعلوم فداویہ خانقاہ سرقدیہ رحمہ اللہ (بیمار)

اعلیٰ حضرت عظیم المیرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادگاریں تو بہت سی ہیں۔ امام اہل سنت کی جملہ تصانیف چاہے وہ قرآن حکیم کا ترجمہ ہو یا کلام کا مجموعہ، ان کے فتاویٰ ہوں یا عنوانات پر ان کی تحریر کردہ کتابیں، ان کے ملفوظات ہوں یا ان کی پیش قیمت ہدایات سبھی ان کی یادگار ہیں۔ ان تمام کی اہمیت اور افادیت تسلیم شدہ ہے لیکن آج میں ان کی اس یادگار جمیل کا ذکر جمیل کرنے چلا ہوں جس نے پوری دنیا کو ہزاروں علماء، فضلاء، متقیان کرام، محدثین عظام، خطباء ذوی اثر و احترام اور اساتذہ عالی مقام عطا کئے ہیں۔ جس کی عظمت و رفعت کا سکہ عالم اسلام کے قلوب پر پہلے بھی قائم تھا اور آج بھی تاجانیوں اور درخشانوں کے ساتھ قائم ہے میری مراد جامعۃ الرضویہ بریلی شریف سے ہے۔

امام اہل سنت نے دارالعلوم اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد خاص کی خاطر رکھی وہ مسلک حق و صداقت کا فروغ تھا۔ اس کی اشاعت و استحکام میں بنیادی عنصر عظمت حبیب کبریٰ اور محبت سید الانبیاء علیہ السلام ہی کا عنصر تھا۔ کیونکہ جب تک دلوں میں عظمت و محبت مصطفیٰ علیہ السلام کا چراغ پوری قوت و توانائی کے ساتھ روشن نہ ہو۔ اللہ عزوجل کا صحیح معنوں میں عرفان ممکن نہیں بلکہ عبادت الہی و اخلاعت شریعت کا مفہوم ہی ناقص رہتا ہے۔ نہ خالق کائنات سے رابطہ مستحکم ہوتا ہے نہ اولیاء اللہ سے تعلق استوار ہوتا ہے اور نہ فرائض و احکام سے واسطہ مضبوط ہوتا ہے اعلیٰ حضرت سے فرماتے ہیں۔

ثابت ہو کہ جملہ فرائض فروغ میں مبراصل الاصول بددی کی اس تاجور کی ہے

اسی بنیادی عقیدہ اور محکم نظریہ کے پیش نظر منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی جس کا ظاہری سبب اپنے اس عزیز ترین شاگرد کی تعلیم تھی جسے امام اہل سنت نے اپنے خطوط میں اولاد الغز کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور جسے ملک العلماء کا لقب عطا فرمایا تھا یعنی ملک العلماء فاضل زیار حضرت مولانا ظفر الدین صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ہی کے دارالعلوم منظر اسلام کے قیام اولیٰ قرار پایا ہے۔ پھر یہ سلسلہ موج مارتے ہوئے سندہ کی طرح چل پڑا ملک اور ہر ون ملک سے ہزاروں تشنگان علوم آتے رہے۔ ان لوگوں نے صرف یہی نہیں کہ اپنی اپنی تحقیقی ٹھکانی اور سیراب ہو گئے۔ بلکہ ان میں کثرت و بیشتر فارغین خود بھی علم کے دریائے گئے اور اکتاف و اطراف عالم میں ہزاروں طالبان علم کو بہرہ ور کرتے رہے بلکہ

یوں کہتے کہ انکو بھی علم و عمل کا دریابنا تے رہے۔ اس وقت سے آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر اپنا فضل خاص فرمائے اور اس کی فیض رسانی ابد تک باقی رہے آمین۔

## مساجد سے تعلق :- لوگ کہتے ہیں کہ شر بریلی مسجدوں کا شر ہے۔ واقعی دوسرے شروں کی بنسبت یہاں

مسجد میں بہت زیادہ ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کیجئے اور چشم تصور سے اس حسین منظر کا مشاہدہ کیجئے جب شر بریلی کی اکثر مساجد کی منظر اسلام کے طلباء امامت کی ذمہ داری انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ اسی مسجد میں ان کا قیام بھی ہو جاتا تھا، منظر اسلام میں درس کے وقت پوری پابندی کے ساتھ حاضری و دیگر حصول علم کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے تھے ان میں سے بہت سی مسجدوں میں دو تین طلباء بھی رہتے تھے اور یہ سبھی مل کر مسجد کے متعلق امور کو انجام دیا کرتے تھے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا تھا کہ جہاں طلباء کی روزمرہ کی ضرورتیں پوری ہو جاتی تھیں وہیں نمازیوں اور محلہ کے لوگوں سے ان کے چل رہا تھا بھی ہوتے تھے۔ اس طرح ہر محلہ کے تمام مسلمان حسن عقیدہ اور حسن عمل کی دوست کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزارتے تھے۔ یہ سلسلہ منظر اسلام کی بنیاد اور قیام کے وقت سے شروع ہوا اور گرج تک جاری ہے مگر پہلے اور اب میں فرق یہ دیکھ پہلے شر بریلی میں منظر اسلام اہل سنت کا واحد ادارہ تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوسرے ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ پھر اس کے طویل عرصہ کے بعد تیسرے ادارہ کا وجود مسعود ہوا۔ اور ہر ادارہ کے طلباء نے جب مسجد میں جگہ حاصل کرنا شروع کیں۔ تو منظر اسلام کے موجودہ مستم حضرت مولانا سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی نے دارالعلوم کی طرف سے طلباء کے طعام و قیام کا بلا ضابطہ نظم فرمادیا۔ تاکہ مسجدوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو محرومی کا سامنا کرنا پڑے۔ مجھے اچھی طرح علم یہ ہے اس کام میں کافی قوم کا صرفہ ہوتا ہے مگر حضرت سبحانی میاں مدظلہ العالی کے جذبات صادقہ اور ہمت عالیہ کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے یہ کام حسن و خوبی و خلوص و محبت کے ساتھ جاری ہے۔

مرکز اہل سنت منظر اسلام کے سابق طلباء جو دستار فضیلت اور سند فراغت یا گریڈ مت دین میں مصروف ہوئے ان کی تعداد کثیر در کثیر ہے، ان میں بہت سے حضرات اپنے وقت کے جید عالم، عظیم مدرس، بہترین مفتی اور شاندار خطیب ہوئے مجھے ان کا شمار کرنا مقصد نہیں صرف یہ کہنا ہے کہ ان حضرات نے غیر منقسم ہندوستان میں تحریروں، تقریروں اور درس و تدریس سے سنییت کا علم بلند کیا۔ مسلک حق کی بھرپور اشاعت کی، بہ عقیدگی، گرم دہانیت اور عجزیت کا قلعہ قمع کرنے کیلئے ہزاروں علماء کی مضبوط اور مستحکم فوج تیار کی۔ پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ سنی مدارس



دیوبند کا پورے ہندوستان میں بول بالا ہو گیا۔ سیکڑوں مدارس قائم ہوئے۔ سنی انجمنیں اور تنظیمیں مختلف ناموں کے ساتھ وجود میں آئیں۔ ملک اور ہر دوں ملک میں حق و صداقت کا آفتاب روشن ہو تا گیا۔ یہ مثل بیست مشہور ہے کہ چراغ سے چراغ روشن ہو تا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے منظر اسلام کے نام سے جو علم دین کا چراغ روشن کیا تھا اسی چراغ سے پہلے تو کسی واسطہ کے بغیر سیکڑوں چراغ روشن ہوئے پھر واسطہ در واسطہ لاکھوں چراغ جل کر اپنی روشنی پھیلاتے رہے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ ان بان کے ساتھ جاری ہے۔ اس لئے یہ کہنا بجا اور حق ہے کہ منظر اسلام کو جس طرح مرکز ہونے کا حق پہلے سے حاصل تھا آج بھی حاصل ہے۔ اس کی مرکزیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ ایک باپ کے چند بیٹے ہوں پھر ان بیٹوں کے بہت سے بیٹے ہوں۔ اگر بیٹے اور پوتے علم و فضل۔ شان و شوکت اور جاہ جلال میں بہتر سے بہتر اور بلند سے بلند درجے حاصل کر لیں تو یہ انتہائی خوشی کی بات ہے لیکن ایسا تو نہیں ہو تا کہ جو باپ ہے وہ بیٹا یعنی اپنے بیٹوں کا بیٹا ہو جائے۔ باپ بہر حال باپ ہی رہے گا۔ اور اس کی عظمت و رفعت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس حقیقت و صداقت کی روشنی میں منظر اسلام آج بھی اہل سنت و جماعت کا تعلیمی مرکز ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اس کی مرکزیت برقرار رہے گی۔

قدیم اساتذہ کرام: جس طرح میں نے منظر اسلام کے کچھ قدیم فارغین کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے اسی طرح بعض قدیم مدرسین حضرات کو بھی دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے دو شخصیت ایسی ہیں جن کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان سے باتیں کرنے کے مواقع بھی مجھے حاصل ہوئے ہیں۔ میری مراد حضرت مولانا محمد احمد جاناگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے مولود مسکن موضع پوکھریرہ ضلع بیتا مڑھی بہار سے متصل باپ کا اصلی کے ایک محلہ فیض پور کے رہنے والے تھے۔ ان کا پوکھریرہ سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ ان سے بار بار ملاقات ہوئی، انکی زبان سے علمی نکات سننے کے مواقع بھی ملے۔ ان کے تبحر علمی اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب ان کی آنکھوں کی بینائی تقریباً ختم ہو گئی تھی تو خطاری شریف اور دیگر کتبوں کا درس اپنے حافظہ کی بنیاد پر دیتے تھے اور ہزاروں احادیث کریمہ ان کے ذہن و دماغ میں اچھی طرح محفوظ تھیں۔ پھر مولانا کا آپریشن کرانے کے بعد جب آنکھوں کی روشنی حال ہو گئی تو درس کا سلسلہ آٹھ عمر تک جاری رہا۔ میری تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ابتدا سے گزرتک ہر دور میں یہاں کے اساتذہ کرام ذی استعداد، صاحب صلاحیت اور لائق و فائق رہے۔

موجودہ اساتذہ: سوور موجودہ میں بھی جو اساتذہ یہاں خدمت درس میں مصروف ہیں وہ بہر حال منتخب ہیں، کبھی حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تو ہیں ہی اس کے علاوہ دیگر فنون پر انہیں پوری طرح دسترس حاصل ہے یہاں کا شعبہ افتاء

عالم اسلام میں اپنا ایک انفرادی اور ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اس کیلئے مقتیان کرام کی ایک تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً ہر مدرس افتاء، تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اور ان میں بعض حضرات ادب، صحافت، شاعری، مناظرہ، اور تنقید کے فنون میں صاحب کمال ہیں۔ آپ یوں کہہ لیتے کہ یہاں کا ہر ذرا اپنی اپنی جگہ پر مستاب و آفتاب ہے۔

**شعبہ اہتمام :-** اس معاملے میں اپنے کو میں خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ”منظر اسلام“ کے پہلے مستم اور باظم ہونے سے آج تک کے تمام مستم حضرات کو دیکھنے کی سعادت مجھے حاصل ہے۔ حضور جید الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت منظر اعظم مولانا الہیام رضا خان صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ریحان ملت مولانا ریحان رحمۃ اللہ علیہ۔ خان صاحب رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، میرے موضوع پوچھ کر یہ ضلع سیٹاڑھی (ہماچل) میں بار بار تشریف لے گئے۔ حضرت جید الاسلام نے اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری ہی میں اعلیٰ حضرت کے قلم سے ان کی نیابت کے طور پر جو پہلا سفر کیا تھا۔ میرے موضوع پوچھ کر یہی کا سفر تھا۔ اسی طرح تینوں مذکورہ بالا حضرات نے ازراہ کرام پوچھ کر یہ میں جانے کا سلسلہ تاحیات باقی رکھا۔ ان تینوں بزرگوں کے اہتمام و انصرام کے واقعات یا تو علماء کرام کی زبانی سننے کو ملے یا پھر کتابوں میں دیکھ لیتے۔ موجودہ مستم صاحب قبلہ حضرت مولانا سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی حجابہ نقشبندی کے اہتمام و انصرام کو زیادہ قریب سے بار بار دیکھنے کے مواقع میسر ہوئے۔ تعمیر اور تنظیم کے اعتبار سے یقیناً یہ ایک دریں دور ہے۔ موجودہ مستم صاحب قبلہ نے اپنی سجادگی اور اہتمام کی مختصر مدت میں اسلامیہ انٹر کالج کے ایک دروازے پر باب مفتی اعظم ہند تعمیر، مزار اعلیٰ حضرت کے اندرونی اور بالائی حصے کی تزئین و تسمین و توسیع، درخشا مسجد و خانقاہ کی عمارت میں سنگ کاری، ازسر نو تزئین و تسمین، اور اسی طرح کے دوسرے امور کو انجام دینے کے ساتھ منظر اسلام پر خصوصی توجہ دہانی پہلے عمارت دو منزلہ تھی اسے صرف کثیر کے بعد سے منزلہ بنا دیا۔ تیسری منزل کی تعمیر بھی قابل دید اور لائق صد تحسین ہے۔ منظر اسلام کا محل وقوع ایسی جگہ ہے جس کے متصل، خانقاہ عالیہ، مزار شریف اعلیٰ حضرت، اور افریقی دارالافتاء۔ اس چاروں طرف کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں منظر اسلام کیلئے قریب میں الگ سے عمارت بنائی جاسکے اس عمارت کی توسیع ہو۔ اس لئے تیسری منزل کی تعمیر عمل میں آئی۔ پھر اسے مزار اعلیٰ حضرت اور درخشا مسجد سے قرب کی وجہ سے جو خصوصیات سعادت نصیب ہے۔ پھر فیضان روحانی کا جو نزول ہادی ہے اس سے دور رہ کر وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ اپنی جگہ یا طرح درست ہے۔

خوشا مسجد و درخشا خانقاہ ہے، جہاں کہ دور ہے وہ قتل و قتل محمد ﷺ

**دستار فراغت :-** اتر پردیش کے اکثر مدارس الہ آباد و دیگر ذکیہات تھیں ملحق ہیں لیکن ان میں



اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات نے اپنی امتیازی حیثیت کا سودا نہیں کیا ہے۔ منظر اسلام کے مستم اور مجلس منتظمہ نے بھی امتیازی غور و فکر کے بعد کچھ خاص مصلحتوں کے پیش نظر اس ادارہ کو بھی یونیورسٹی بورڈ سے ملحق کر دیا ہے مگر اپنی خصوصیات اور اصل مقصد کی بنا کو ہر حال میں مقدم رکھا ہے طلباء ہر سال تمام درجوں کے امتحانات میں پوری تیاری کے ساتھ شریک ہو کر کامیابی حاصل کرتے ہیں اس کے علاوہ جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات میں شامل ہو کر امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھی بات ہے۔ طلباء اپنی اصل تعلیم میں فروغ و استحکام کیلئے کچھ دوسرے تعلیمی اداروں کی بھی استاد حاصل کر لیں، اس سے جہاں عمدہ حاضر میں کسب معاش کی دنیاوی سوسائٹیں مل جاتی ہیں وہیں طرح طرح کی انصافی کتابوں کے مطالعہ سے علمی لیاقت و استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے معلومات بھی بڑھتی رہتی ہے ہر صاحب فکر و نظر اسے ایک مستحسن فعل سمجھے گا اور سمجھتا ہے۔

ہر سال عرس حامدی کے موقع سے جمادی الاولیٰ کی ۷ اور تاریخ کو یہاں کے فارغین طلباء دستار فضیلت جبہ اور سند فراغت حاصل کرتے ہیں اس حسین اور دلکش منظر کو دیکھنے کا شرف مجھے بھی دو مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ ختم بخاری شریف کی تقریب سعید میں بھی شرکت کی سعادت میسر ہوئی۔ میں نے بعض طلباء کی تعلیمی استعداد اور فکری صلاحیت کا جائزہ بھی لیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ واقعی یہ اساتذہ کرام کی شفقت و محبت اور اپنی محنت اور ذوق و شوق کے نتیجے میں ستائش کے مستحق ہیں۔

### تکمیل مقصد :- ہندوستان میں اہل سنت کے مدارس ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں ہر مدرسہ اعلیٰ

حضرت امام اہل سنت کی تعلیمات کی روشنی میں عقائد و نظریات صالحہ پر مستحکم ہے کوئی مدرسہ ان میں ایسا نہیں جس میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان مرکز اہل سنت بریلی شریف اور دارالعلوم اہل سنت منظر اسلام کا ہمیشہ ذکر خیر نہ ہوتا ہو یا اچھے انداز میں ان کا چرچا نہ ہوتا ہو ان مدارس و چیمبر میں بہت سے مدارس میں امتیاز تک تعلیم ہوتی ہے ان مدارس کے برکت سے طلباء بعد فراغت یا اپنے فراغت کے سال ہی یہ چاہتے ہیں کہ حصول برکت کیلئے منظر اسلام سے بھی دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کریں تاکہ اس مرکز سے انکی نسبت اور تعلق مستحکم ہو جائے اور فیضان اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوتے رہیں ان حضرات کی خواہشات اور جذبات کا خیال کرتے ہوئے اراکین مجلس منتظمہ اور مستم صاحب قبلہ نے ایک خصوصی انتظام کیا ہے جس کے تحت پہلے انہیں داخلہ لینا پڑتا ہے پھر رابطہ تحریری اور تقریری طور پر امتحانات کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے جب امیدوار حضرات دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں بھی دستار اور سند عطا کی جاتی ہے

اس طرح ان مدارس کی حیثیت منظر اسلام سے ماحقہ شاخ جیسی ہوتی ہے جن کا منظر اسلام سے رابطہ مضبوط اور استوار ہوتا ہے ان باتوں پر غور کرنے سے یہ نظریہ صحیح اور درست معلوم ہو گا کہ منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد کی خاطر رکھی گئی تھی وہ مقصد پچھلے سو برسوں سے پورا ہوتا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اس کا علمی و روحانی فیضان اپنا اثر دکھاتا رہے گا۔

**حرف آخر:** موجودہ مستم حضرت سجادہ النین مدظلہ العالی نے اپنی قلبی و علمی اور جدوجہد سے تھوڑے عرصہ میں منظر اسلام کو نیا رنگ و روپ عطا کیا ہے۔ عمارت میں اضافہ طلباء کے طعام و قیام کا بہترین نظم و نفاذ کیا اساتذہ کی تقرری و ترسیل پر خصوصی توجہ اور منظر اسلام کے دستور و ضوابط پر سختی کے ساتھ عمل میں اس کے مقام کو اور بھی ارفع و اعلیٰ کر دیا ہے اللہ عزوجل انکے سایہ عاطفت کو عرصہ طویل تک قائم رکھے منظر اسلام جو ایک ستارہ درخت کی حیثیت رکھتا ہے انکی گیارہویں سے بیسویں صدی و شاداب اور پھولنا پھلتا رہے اور اس کی خوشبو سارے عالم کے مسلمانوں کے دل و دماغ کو منظر کرتی رہے آمین عجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم وجمعین۔

تو شہر ہر ملی کی کس قدر تابندہ شہرت



ماہنامہ اعلیٰ حضرت

کہ تجلیں جلوہ فرما نا جلال اہل سنت ہے

انجمن اعلیٰ حضرت دارالافتاء دارالعلوم دہلی



# منظر اسلام کی خشت اول

از :- (معمار ملت حضرت علامہ مولانا) شبیبہ القادری پوکھر بروہی، بانی پیامبرِ نبوت الوری، سیوان بہار

بکاوید گراں جالہ و زباں دانے

غریب شہر تنہا ہے گفتنی وارد

بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا نشست گاہی جامعہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ جمال تنہا  
اگر اعلیٰ حضرت نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام غزالی کے مشرب اور مسلک کے تربیان اور شارح بنا کر  
بزاروں ذروں کو شہ پارہ علوم و فنون میں تبدیل کر کے آفتاب عالم تاب بنا دیا جیسے مولانا سلطان احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کا محلہ بہار پیور، مولانا سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیروزہ بریلی شریف، جناب تاج الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب  
خلف اکبر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا یقین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملوک پور، مولانا عبدالکریم ذخیرو، جناب  
مولانا منور حسین صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا سید غلام محمد صاحب بہاری، جناب مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب  
کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، غیر ہم جب ایسے ایسے علمی اور فنی جواہر پارے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے اپنی نشست گاہ سے پیدا  
فرمادیے اس لئے کسی دارالعلوم کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔

رند جو طرف اٹھالے وہی پیانہ بنے

جس جگہ بٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

فیضانِ علوم محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے تھیں علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ  
علیہ مزید سیر اعلیٰ علم کیلئے اعلیٰ حضرت کے حضور تشریف لائے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت کی دہلیز پر علم کا سمندر ٹھاٹھیں  
مار رہا ہے۔

یک حرف بیش نیست سراسر حدیث شوق

اس طرف ترکہ بچ بہ پایاں نئی رسمد

اس وقت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن کا یہ واروہ کتنا حسین ہو گا کہ اے

کاش اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک بے مثال ادارہ دینی تمام دارالعلوم کا جو بریلی شریف میں ہو جاتا جہاں سے سارے عالم پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا فیضان علم ہر ستارہ بتا۔

خافظا اتنا روز آخر شکریاں نعت گزار  
تکمل صنم از روز اول وارو و در مان ماست

ملک العلماء کے تصور دارالعلوم کے اس واروہ کو حضرت خلیفۃ الاسلام خلف اکبر اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی سب سے سنی کراوی اور جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں گزارش کی کہ حضرت اگر آپ نے مدرسہ کا قیام نہیں فرمایا تو یہ عقیدہ لوگوں، دیوبندیوں، وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہو تا رہے گا اور میں قیامت کے دن شقیعہ اللہ میں سے کی بارگاہ میں آپ کے خلاف تالش کروں گا ایک آل رسول کی زبان سے یہ سنتے ہی امام احمد رضا لرزیدہ اندام ہو گئے اور یہ فرمایا کہ سید صاحب آپ کا حکم ہر دو چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے پہلے ماہ کے سارے اخراجات میں خود ادا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری لیں (تذکرہ جمیل ۷/۷۱) یہ تھا اعلیٰ حضرت کا مقام عشق محبوب علیہ السلام۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سلمان دوست  
بخود برد رگوںش دلہان دوست

چونکہ قیام دارالعلوم کیلئے سب سے پہلے ملک العلماء کے ذہن میں بات چٹکی تھی اور اس واروہ ذہن ملک العلماء کو ہر ذیہ وار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت تک پہنچایا گیا جس کی منظوری اعلیٰ حضرت نے سید زائدہ کیواسطے سے عطا فرمادی پھر مدرسہ منظر اسلام کی بنیاد پڑ گئی اس طرح مدرسہ منظر اسلام کے بانیوں میں ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بھاری خلیفۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

یک منعم یک منت یک نعت یک شکر  
صد شکر کہ تقدیر چنین رائدہ قلم را

اس لئے اب تو کہا جاسکتا ہے کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ منظر اسلام کی تحشت اول ہیں



اس وجہ سے کہ سب سے پہلے مدرسہ کے وجود کا تصور ملک العلماء کے ذہن پر ہی اوروہ اتحاد بقول حضور مفتی اعظم ہند اعظم حضرت مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی سے مدرسہ کا آغاز فرمایا تھا جو اعلیٰ حضرت کی کتاب الاستمداد مفتی اعظم ہند کے تھیں اور اس شعر کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے

اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

مزید آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری منظر اسلام کے بانیوں میں تھے۔ سبحان اللہ الحمد للہ! جب حضور مفتی اعظم ہند نے اس کی سند فرمادی تو دوسرے سارے لوگوں کی سندوں پر مفتی اعظم ہند کی سند بھاری دھمکم پڑے گی۔

سارے عالم پر ہیں یہ چھائے ہوئے

مستند ہیں ان کے فرمائے ہوئے

”تذکرہ جمیل“ کے مؤلف ہمارے دیرینہ کرم فرماؤ شفیق علامہ مولانا الحاج محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی مدظلہ العالی جو (۱۹۵۱-۵۲ء) میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھے اور میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھا فرق صرف یہ تھا کہ وہ ہمارے پیش رو اور مقتدا تھے اور میں ان کا پس رو اور مقتدی تھا۔ ان کی باتیں ضرور میرے چشم لہو پر رہیں گی بلکہ میں انکی باتوں کو اپنی بیٹائی پر جگہ دیتا ہوں وہ اپنی تالیف ”تذکرہ جمیل“ کے صفحہ نمبر ۷۷ پر فرماتے ہیں کہ (لہام احمد رضا کے مزاج شناس احباب اور خدام نے ایک سید صاحب کو اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت تک رسائی کا واسطہ بنایا) اب یہ دریافت غالب ہے کہ وہ مزاج شناس احباب اور خدام کون تھے ”اوتی حضرت تو تھے جن کو زمانہ حیدر الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کہتا ہے۔“

حضور مفتی اعظم ہند اپنے تھیں کے وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء اعظم حضرت امام اہل سنت کے سچے رفیق کار اور چاشنین تھے الحمد للہ!

حدیث عشق زحاف شہوت از وا غظ

اگر صفت بسیار در عبادت کرد

لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ملک العلماء منظر اسلام کی خشت اول ہیں :-

کچھ اس اداسے یار نے پوچھا میرا مزاج

کہنا پڑا کہ شکر ہے رب قدر کا

غرض ملک العلماء بیماری رحمۃ اللہ علیہ مذہب رضویت میں (مذہب بسحنی دین نہیں بندھ میں نے راہ مراد لی ہے) ہر جگہ خشت اول ہی کی حیثیت رکھتے ہیں بقول کوثر نیازی پاکستان کی مملکت کے سابق وزیر تعلیم فتاویٰ رضویہ عالمگیری پر بھاری ہے اور میں اپنے کو سمجھتا تھا کہ علم کا سمندر پار کر گیا ہوں لیکن فتاویٰ رضویہ جب پڑھنے لگا تو ایسا محسوس ہوا کہ در حقیقت علم کے سمندر تو اعلیٰ حضرت ہی ہیں اس کے ساحل پر کھڑا ہو کر میں ابھی سپہیاں چن رہا ہوں اے ماشاء اللہ۔

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہر بات

عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

اس فتاویٰ رضویہ کا پہلا سوال پانی کے سلسلے میں ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت سے کیا تھا اور اسی پر فتاویٰ رضویہ کی بنیاد پڑ گئی اور آج پوری دنیا اپنے دارالافتاء کو فتاویٰ رضویہ سے سجا کر اپنے افتاء کے قرطاس و قلم کو رونق بخش رہی ہے اس لئے ملک العلماء ہی فتاویٰ رضویہ کی اساسی حیثیت اور خشت اول ہوئے

خوش بختی است عارضت کا حصہ در بہار حسن

حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرائے تو

اعلیٰ حضرت کی کوہ ہمالیہ جتنی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن سب سے پہلے ملک العلماء ہی نے حیات اعلیٰ حضرت نکلے کر سارے عالم میں اعلیٰ حضرت کی دھوم مچادی اور حق یہی رہا اسی حیات اعلیٰ حضرت سے خوشا چینی کر کے اب سارا عالم اعلیٰ حضرت کے علم کی آہری حد کو جاننا اور چھونا چاہتا ہے اور جو بھی اعلیٰ حضرت پر کچھ نکتے کیلئے قلم لیکر بیٹھتا ہے تو آئینہ کی طرح حیات اعلیٰ حضرت کو ضرور سامنے رکھتا ہے ورنہ اس کے قلم کی سانس ٹوٹ جائیگی اور جان نکل جائے گی اس لئے اعلیٰ حضرت کی تشہیر عالمگیری میں ملک العلماء خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں ملک العلماء اپنے عاشق امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جو اٹھتے بیٹھتے اعلیٰ حضرت کا نام جیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت سے عقیدت رکھنا ایمان پر خاتمہ کی دلیل ہے۔

میں کوا زجرس ہوں پے پے فریاد کرتا ہوں

جگادے کارواں کو خوب سے شاہد فغاں میری



اعلیٰ حضرت بھی ملک العلماء پر کچھ کم کرم نہیں فرماتے تھے ولدی ابنی قرة عینی سے مخاطب کرتے اور خط لکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے ایک خط میں اپنی شفقت کانیوں العلماء فرماتے ہیں :-

مولانا مکرم تاج الدین صاحب ----- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلباء سے ہیں اور میرے خیال عزیز ابتدائی کتب کے بعد میں تحصیل علوم کی عام درسیات میں بخللہ تعالیٰ عاجز نہیں علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تہہ آگاہ ہیں مفتی ہیں، واعظ ہیں، مناظر ہیں، میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب نصف و نہار ہر روز اور تاریخ کیلئے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کیلئے بھی بتاتے ہیں فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کیلئے پیش کرتا ہے۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت اور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رضی اللہ عنہما کا مقام فضیلت :-

حیف در چشم زدن صحبت یاد آخر شد

روئے گل میر بند یدیم بہار آخر شد

چمنستانِ رضا (رحمۃ اللہ علیہ)

یادگار اعلیٰ حضرت درساؤ علم و فن  
بے قید ہے یہ وہی مرکز جہان علم کا  
علم حق کے جھنگلے ہیں اسی نے وہ چراغ  
اعلیٰ حضرت تاب غوث الوری کے فیض سے  
اعلیٰ حضرت جو کہ ہیں سر چشمہ علم و کمال  
ہو الاسلام جن کے چہرہ پر نور میں  
نور ششم اعلیٰ حضرت صاحب دل حسنین  
حضرت صدر الشریعہ سیدی احمد علی  
فکھ کے تفسیر قرآن ہے نظیر و ہے مثال  
خود مطہر جن سے لیتا ہے دین نبی کا سبق  
حسن زہرہ مشتری سرخ عطارہ اور قر  
کہتے ہیں جن کو محدث اعظم ہند اہل حق  
قر پاک و ہند حب پروردہ حامد رضا  
دے دیا بیٹھ شیخ مجاہد کو بھی آپ نے

تہہ جیلانی میاں ہیں اعلیٰ حضرت کی نہیں  
ان کے اسلوب سخن میں تھا نزالہ باغین

## حافظ پیلی بھیتی اور منظر اسلام

از: ڈاکٹر محمد سر تاج حسین رضوی ایڈووکیٹ بریلی

قاضی حاجی حافظ مولانا محمد خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی کا تعلق خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باخترت اور باوقار خاندان سے تھا جس کا ذکر ”بیاض نعت“ میں اس طرح موجود ہے۔

(بیاض نعت۔ حافظ پیلی بھیتی دیوان شہر)

جو میرا جد امجد ہے وہی صدیق اکبر ہے

وہ جسکی افضلیت پر ہے شاہد نص قرآنی

حافظ موصوف ۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء میں پیلی بھیت کے انتہائی معزز و محترم علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے

(تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۶۸ سورتی ایڈیٹری کراچی ۱۹۵۱ء از سید آفاق نعیمی ص ۵۳ ردینٹ پرنٹ کراچی ۱۹۵۸ء)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی اشیر الدین حسن تھا۔ آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور ماموں اپنے وقت کے (ممتاز محقق) قاضی محمد ممتاز حسین ممتاز پیلی بھیتی سے حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کیا مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بریلی تشریف لے گئے۔

(عرب معانی از سید آفاق نعیمی ص ۵۳ ردینٹ پرنٹ پرنٹ کراچی ۱۹۵۸ء)

موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ کے فاضل کامل و عارف اکمل بزرگ مولانا شاہ فضل الرحمن تنج مراد آبادی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حافظ کے ہر دیوان میں آپکے مناقب ملتے ہیں جس سے انکی ولایت و انس کی کاپہ چلتا ہے۔ ۱۹۴۹ء مطابق ۱۷ رجب المرجب ۱۳۶۸ھ کو پیلی بھیت میں آپکا وصال ہوا آپکا مزار حضرت کلیم اللہ شاہ میاں کے قبرستان میں تھا جو ۱۹۶۱ء میں دیوان کے سیلاب کی نذر ہو گیا۔ آپ کی نماز جنازہ قبلہ جہ الاسلام محمد حیدر رضا خاں نے پڑھائی۔

(تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۶۹ سورتی ایڈیٹری کراچی ۱۹۵۱ء)

حافظ قاضی خلیل الدین حسن دیوان کے مشہور و معروف وکیل تھے آپ کی مرتبہ پیلی بھیت کے صدر بھی

منتخب ہوئے اس کے علاوہ آفریدی محسرت و واگس چیرمین میونسپلٹیورڈ پیلی بھیت کے صدر بھی قانز ہوئے۔

اردو نعتیہ شاعری میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے ۱۹ نعتیہ دیوان تھے نعتیہ شاعری کے علاوہ کچھ ن

کما آپ کے آٹھ شائع شدہ دیوان اس طرح ہیں۔





ع ۱۶۹) علم و عمل احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۵) ایضاً ۱۷۰ (۱) اوج کو کیا سفر بست و پنجم صفر (۱۳۴۰ھ) (۶) ایضاً ۱۷۰ (۱) کہہ دیا ”مومن حق نما“ چار بار (۱۳۴۰) (۷) ایضاً ۱۷۳ (۱) پینچے احمد رضا روف کے پاس (۱۳۴۰ھ) (۸) ایضاً ۱۷۴ (۱) تہجد والا مزار احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۹) ایضاً ۱۷۳ (۱)

اسلام دشمن عناصر کے خلاف ان کا موقف شمشیر برہنہ کی طرح عیاں تھا۔ وہ ایک رباعی میں اسکو اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔ ع

جو منکر توحید رہے وہ کافر۔ بس ہوتے جو منکر کی سے وہ کافر  
منکر کو جو منکر نہ کہے منکر ہے۔ کافر کو جو کافر نہ کہے وہ کافر

حافظ بیلی بیہقی جماعت اہل سنت کی ایک عظیم متحرک شخصیت تھی آپ نے ملت اسلامیہ میں اتحاد قائم کرنے کیلئے بھرپور جدوجہد کی۔ اسلسلے میں آپ نے انجمن اتحاد کے نام سے ایک جماعت کی بھی داغ بیل ڈالی جس کا مقصد اصلاح قوم و اتحاد قوم و فروغ تعلیم تھا۔ چودہ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ میں مطابق ۲۴ فروری ۱۹۱۲ء کے سالانہ اجلاس میں آپ نے ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے

حق نے وہ حق کو شی اور اصلاح کیشی کی عطا  
جس سے ہو بطلان باطل جس سے ہو فاسد فساد  
ایسی دو تعلیم جو ہو دین و دنیا میں مفید  
جس سے دونوں کا بھلا ہو کیا معیشت کیا معا

وہ باعمل انسان تھے اسلئے وہ ہر منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے بے قرار رہتے تھے۔ اس کا اظہار وہ اسی غزل میں اس طرح کرتے ہیں۔

کوئی تو پورا ہو مقصد انجمن کا یہ نہیں۔ کر کے جلسہ چھاپ دی سالانہ خوشخط رویداد انجمن اتحاد کے علاوہ ان کے اندرون ملک و بیرون ملک کی اہم تنظیموں سے گہرے رابطے واسطے تھے۔ جن میں انجمن نعمانیہ لاہور، انجمن راضیین، مدرسہ سولتیہ (کراچی) انجمن خدام الصوفیہ علی پور اور منظر اسلام بریلی شریف وغیرہ خاص ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں قدس سرہ العزیز نے ۱۹۰۹ء میں معیار التہذیب کے نام سے مدبری دروازہ بریلی شریف میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین قادری بکڑ پوٹو محلہ



بریلی شریف ص ۲۱۱) لب اس کا نام مصباح العلوم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فارغ ہو کر تدریس و افتاء و تصنیف کی طرف خاص توجہ فرمائی اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک کوئی مدرسہ قائم نہیں کیا تھا اور نہ ہی باضابطہ کسی مدرسہ میں بطور مدرس پڑھایا فقط اعلیٰ حضرت کی ذات واحد مرجع طلباء و علماء تھی جن کو علمی چشمہ سے فیضیاب ہونا ہو تا وہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہو کر جاتے (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین ص ۲۱۱ قادری بکڈ پوٹو محلہ بریلی) قبلہ سید امیر احمد صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے انکی خصوصیت توجہ کے باعث ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۳ء میں دارالعلوم منظر اسلام قائم ہوا جس کے پہلے منظم قبلہ سیدنا مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ ہوئے۔

۱۳۲۶ھ میں آپ کی رحلت کے بعد حضرت جید الاسلام سیدنا مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس دارالعلوم کے مشتم ہوئے آپ کے وصال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کے مشتم کا دور و اسماء اس طرح ہیں۔

حافظ پبلی بیہتی نے دارالعلوم منظر اسلام کے جلسہ دستار بندی میں ۱۳۲۹ھ و ۱۳۳۰ھ میں شرکت کی تھی اور اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا تھا (کنیت تنخیر از حافظ پبلی بیہتی ص ۱۸۹ تا ۱۹۵ انظامی پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ) موصوف نے ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ کے جلسہ میں اکاؤن اشعار پر مشتمل ایک تاریخی غزل قلم بند فرمائی ہے اس غزل کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے اس طرح کیا گیا ہے۔

سرشار ہر حمد ہے رب عزت ہے صدائق ہر مدح ختم رسالت

حمد باری تعالیٰ کے بعد نعت اقدس کے اشعار ہیں جس میں رسالت مآب نور مجسم ﷺ کی انجلیت شافع محشر ہونے اور علم غیب کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

وہ کول کہ ممکن نہیں جس کا ثانی۔ وہ ثانی کے ہمسر نہیں تحت قدرت

وہ رحمت خدا کی وہ محشر کا دولہا۔ پنجاور ہو اس پردرد اور رحمت

وہ حاضر کہ غائب نہیں کوئی اس کا۔ وہ نکاہر ہے کہ ہر غیب اس کو شہادت

نعت شریف کے اشعار کے بعد خلفاء راشدین کی عظمت اور چاروں اصحاب کو حق پر ہونا قرار دیا ہے۔

وہ چاروں ہیں محبوب محبوب رب کے۔ محبت کونہ کیونکر ہو ان سے محبت

مناقب خلفاء راشدین کے بعد وہ ان کے امام و علماء کو ائم مقام و مرتبے کو آشکار کرتے ہیں۔

ائمہ نے پھر دین حق کو سنوا رہا۔ خدا کی ہولان پر رضا اور رحمت  
ائمہ نے پاتے جو عالم تھارے۔ فن فقہ کی سہ سپردان کو خدا مت  
اس تمہید کے بعد موصوف امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف و تعریف بڑے حسین پیرائے میں  
کرتے ہیں۔ (آئینہ تجلیغیر از حافظ پبلی بھیتی ص ۹۰ انکسای پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ)

زمانے کو ہے اس زمانے میں روشن۔ کہ یہ فتح و نصرت ہے کس کی بدولت  
وہ عالم وہ فاضل وہ احمد رضا خاں۔ وہ سرخیل و سرنگھڑ اہل سنت  
وہ محسن تھارے وہ مفتی وہ معطلی۔ وہ شان کریچی وہ جان سخاوت  
دارالعلوم منظر اسلام کو قبلہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے قائم فرمایا اور وہاں بلا کس عوض کے علم کے دریائے اسکو  
قبلہ حافظ صاحب نے اس طرح قلمبند فرمایا ہے۔ (ایضاح ۱۹۰)

کیا مدرسہ دین کا جس نے قائم۔ ہوئی علم دین پڑھنے والوں کی کثرت  
دیا دین حق مفت ہم ناکسوں کو۔ یہ احسان اس کا یہ اسکی ہے منت  
کسی ادارے کو چاری ساری رکھنے کیلئے زر کی ہمیشہ ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ ضرورت دارالعلوم منظر اسلام  
کے ابتدائی دور میں کچھ زیادہ ہی شدت سے محسوس کی گئی اسی لئے ۱۳۲۹ھ کے اجلاس میں حافظ پبلی بھیتس نے عوام سے  
بہر پور تعاون کرنیکی اپیل کی جس کے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں۔

حمایت کا ہے وقت کچھ خرچ کرو۔ وہ شمس جس کی پاتے ہو دل میں محبت  
ملے ذرہ ذرہ تو ہوہر اعظم۔ جڑے قطرہ قطرہ تو ہو بحر رحمت  
رضائے خدا لو نجی کے مقابل۔ یہ کیا مال ہے جس کو کہتے ہو دولت  
کریں گے اگر ہم حمایت میں سستی۔ قیامت کے دن اور ہوگی قیامت  
اس اجلاس مقدس کی تاریخ میں وہ اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔  
یونہی جلے دستار بندی کے دیکھیں۔ نظر آئے ہر سال جاہ فضیلت  
پڑھی جائے ہر سال تاریخ گوئی۔ ہے اس سن کی تاریخ جاہ فضیلت

اس دارالعلوم کی جشن و ستارہ بندی کی شان و شوکت کا بیان موصوف نے بڑے ہی دلچسپ انداز میں فرمایا



کہ دستار بندی گو ہے سیدھی سادی۔ مگر اس میں طرہ ہے ایک شان و شوکت  
فضیلت کی دستار کا ہے جو گنبد۔ صد اس میں گوئی مبارک سلامت  
فضیلت کی دستار باندھی یہ سر پر۔ کہ دستار نے سر سے پائی فضیلت  
علمائے کرام کے اس لشکر مبارک پر اعلیٰ حضرت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس مقدس قافلے کی حوصلہ افزائی کچھ  
اس طرح کر کے قلمبند کرتے ہیں۔

سفیمان عالم کے ہو کر مقابلے۔ پیا پے بڑھا لشکر اہل سنت  
ملا مصرع سال حافظ کو پورا۔ پیا پے بڑھا لشکر اہل سنت  
حضرت حافظ نے دارالعلوم منظر اسلام ۱۳۲۹ھ کے اجلاس دستار فضیلت میں سن تاریخ چارہ فضیلت قلمبند فرمائی تھی اور  
۱۳۳۰ھ کے اجلاس میں آپ انہیں معمولی تبدیلی کر کے اوج فضیلت بیان فرمائی اس کے کچھ اشعار اس طرح ہیں۔  
تم کو مبارک اور سلامت۔ اہل سنت اوج فضیلت  
آج بندھی ہیں وہ دستاریں۔ جسکی رفعت اوج فضیلت  
حافظ نے یہ ساختہ نکلا۔ سال فضیلت اوج فضیلت (آئینہ تعمیر از حافظ جلی بحیثی ص ۹۴ انقلابی پریس ہدایوں ۱۳۳۰ھ)  
اس کے علاوہ آپ نے اور دو سن تاریخ بھی اس اجلاس میں پڑھے تھے جن میں علمائے کرام کی سر بلندی اور ان کی  
سلامتی اور ترقی کی دعا نہایت ہی پر اثر انداز میں فرمائی ہے۔

رہے دستار بندی یا حافظ۔ ہے تاریخ عدو دستار دستار (ایضاً ص ۹۴)

مدرسہ علم اہل سنت کا۔ ہے مقام ترقی علماء

سجائے ترقی اسلام۔ ہیں تمام ترقی علماء

دکھے اس مدرسے کے دم سے خدا۔ زبدہ نام ترقی علماء

لوح محفوظ تک پہنچ کے رہے۔ اوج بام ترقی علماء

رہے اس سے میں سال بصال۔ التزام ترقی علماء

مصرع سال حال ہے حافظ۔ التزام ترقی علماء

(ایضاً ص ۹۴، ۱۹۵) یہ غزل سن تاریخ پندرہ اشعار پر مشتمل ہے

# لوح تاریخی جلوہ گاہ جشن سو سالہ کے سو ماڈرے ۱۴۰۰ھ

مستخرجہ:- خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول رضوی فوری پبلی بھیت

کلام شرف بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۶۲ھ سایہ عاطفت بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۶۲ھ

آداب اسلام اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک وسلم ۱۴۶۲ھ

عطاء الہی جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

یاد سبحان جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

حبت مولیٰ جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جمال نبی جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

باب سلام جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

میر کامل جشن صد سالہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

حامی علم و دانش جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

زینت چمن جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

حبیب علی جامعہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جمال رسول مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

دور مکتون مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

شاہ نواز مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

رجنائے دین مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ

جائے رونق مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ



نسب شان مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ  
 کوکب کاسرانی مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ  
 عروج کامل مدرسہ منظر اسلام ۱۴۰۰ھ  
 منبع فیض چشمہ پاکیزہ جشن صد سالہ ۱۴۰۰ھ

موجب رضا قدر افزا جشن صد سالہ ۱۴۰۰ھ  
 چشمہ عزایت جشن صد سالہ ۱۴۰۰ھ  
 گلدرتہ نشاط جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ  
 حسن سرشار جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ  
 باوضع جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ  
 نور چراغ جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ  
 مشفق قدر دال جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ  
 عظمت تولیہ جشن صد سالہ ۱۴۰۲ھ

حقائق آگاہ یادگار اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ  
 جلوہ آرا یادگار اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ  
 ناصر عالم اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ  
 گل افشان اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ

شفائے کامل اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ  
 تاج محل اعلیٰ حضرت ۱۴۰۰ھ

تاجدار	مرکز	اہل	سنت	۱۴۲۲ھ	
راحت	مرکز	اہل	سنت	۱۴۲۲ھ	
والہ	صفات	مرکز	اہل	سنت	۱۴۲۲ھ
زرق	برق	مرکز	اہل	سنت	۱۴۲۴ھ
حیات	قرآن	مرکز	اہل	سنت	۲۰۰۴ء
والا	نظر	مرکز	اہل	سنت	۲۰۰۴ء

صنعت	پروردگار	چند	الاسلام	۱۴۲۲ھ
طلب	خشیش	چند	الاسلام	۱۴۲۲ھ

نشان	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء		
عرفان	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء		
حاصل	الامر	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء	
کاشف	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء		
کوکب	جمال	افروز	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء
لمعہ	نور	مشتی	اعظم	ہند	۲۰۰۱ء	

پناہ	الہ	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
باکمال	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء	
ہم	بزم	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء
عطیہ	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء	
کوسے	پناہ	شہزادگان	اعلیٰ	حضرت	۲۰۰۱ء



جمال زینا شہزادگان اعلیٰ حضرت ۱۳۰۰ھ  
دل و جان شہزادگان اعلیٰ حضرت ۱۳۰۰ھ

چشم جمال شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
اصحاب فکر شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
طلعت یوسف الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
گلشن شاداب سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
فکر ایمان شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ  
عقیدت آئین الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۳۲۲ھ

معدن حیا حضرت رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
الٰہی جمال حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
اوج فلک حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
محب ملک حضرت الحاج رحمانی میاں ۱۳۰۰ھ  
مقبول شہر ریحان ملت ۱۳۲۲ھ  
کارشناسی ریحان ملت ۱۳۲۲ھ  
مثل سیماب ریحان ملت ۱۳۲۲ھ

مدد الٰہ حضور ازہری میاں ۱۳۲۲ھ  
حمد ایزدی حضور ازہری میاں ۱۳۲۲ھ  
عالم آگاہ حضرت ازہری میاں صاحب ۱۳۰۰ھ  
احل قلب حضرت ازہری میاں صاحب ۱۳۰۰ھ

---

میر	میراں	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ
امیر	مکرم	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ
مشہور	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ	
سودائے	عشق	مفسر	اعظم	ہند	۱۳۰۰ھ

---

بکرم قدم مرشدان مادرہ جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 بکرم معنی مرشدان مادرہ جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 بکرم مسلک مرشدان مادرہ جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 بکرم والائے مرشدان مادرہ جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 اجماع بقیض مادرہ جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ

---

بقیض تاج اولیا کاپی جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 بقیض کاپی مدحت جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ

---

بقیض اصحاب بیخام بلگرام جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ  
 بقیض بلگرام اصحاب صفا جشن صد سالہ ۱۳۰۰ھ

---

گنبد عرس رضوی ۱۳۲۲ھ  
 طاووس عرس رضوی ۱۳۲۲ھ  
 چمن رسول عرس رضوی توری ۱۳۰۰ھ  
 والا شان عرس - رضوی توری ۱۳۰۰ھ



نور مجلس عرس رضوی توری ۱۳۰۰ء  
 نجم منور عرس رضوی توری ۱۳۰۰ء  
 زیب کمال عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 زیب کلام عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 زیب کمال عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 ماہ دین عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 حق عرس رضوی توری ریحانی ۱۳۰۰ء  
 بزمائش نایاب مولوی محمد احسن رضا ۱۳۰۰ء  
 مساعی جمیل قاری الامت رسول برکاتی ۱۳۰۰ء

### شان تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

(از عالمی مبلغ اسلام تربتان مسلک انصرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی ماہنامہ یو کے)

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا  
 نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا  
 کار تجدید ہوا کرتا تھا خامہ تیرا  
 کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا  
 تیرے اچھوں نے کیا ہے اچھا تیرا  
 نسبت آل رسولی بھی مجب نسبت ہے  
 دین حق کا تو مجدد ہے زمانے کا امام  
 تجھ پہ ہے اک تن بے سایہ کا ایسا سایہ  
 اس زمانے میں کوئی تجھ ساتھ دیکھا نہ سنا  
 ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے  
 مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا

ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا  
 کام دہلی ہے تیرا اے شہدہ والا تیرا  
 سر پہ باطل کے اٹھا کرتا تھا جتنا تیرا  
 غوث اعظم کو کیا آقا و مولیٰ تیرا  
 بحر بھلا کیا کوئی بدخولہ کرے گا تیرا  
 نوٹ تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا  
 دل حق چلتے ہیں بس یہ وہ ہے رستہ تیرا  
 پھیلا جاتا ہے ہر سمت اجالا تیرا  
 غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا  
 تیرا گھر کوٹ و بازار محلہ تیرا  
 شان تحقیق ہوا کر گیا خار تیرا

مسلک کا ترے خادم ترے حامد کا غلام  
 خوشتر مدد دہند ہے تیرا تیرا

دارالعلوم

# منظر اسلام اور علامہ شمس بریلوی

(ستار امتیاز)

۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء کے زمانے کے چند واقعات بزبان شمس بریلوی

از: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی (م ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء) جن مولوی ماسٹر ابو الحسن صدیقی عاصمی بریلوی (م ۱۹۹۳ء) جن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۰۳ھ / ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی ۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان دراصل امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد مولانا مولوی مفتی محمد رضا علی خاں نقشبندی بریلوی (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کا تھا جس کو بعد میں حضرت شمس بریلوی کے والد ماجد نے خرید لیا تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی کے والد ماجد اپنے زمانے کے قابل قدر استاد بے مثل شاعر اور بریلی کی مشہور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ کی سگی خالہ امام احمد رضا بریلوی کے جد امجد مفتی محمد رضا علی خاں کی دوسری زوجہ تھیں اس طرح علامہ شمس بریلوی کا خاندان رضا سے قریبی تعلق تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی رسم بسم اللہ شریف کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے اس وقت مولوی احسان علی صاحب مونگیری شیخ الحدیث تھے۔ ابتداء میں مولوی حافظ عبد الکریم چٹوڑ گڑھی صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت سے قرآن پاک کے پانچ ابتدائی پارے حفظ کئے اور پھر اس وقت کے جید و ممتاز علماء سے دینی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی، مولانا رحمہ اللہ خلیفہ اعلیٰ حضرت کے ہم قابل ذکر ہیں البتہ شاعری میں مولوی سید قاسم علی خواہان بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے بیٹے سید شایان بریلوی کی اصلاح فرمائی۔ علامہ شمس



بریلوی نے دورِ باحدیث کے علاوہ تمام درسی کتب منظر اسلام کے مدرسے میں پڑھیں اس کے علاوہ الہ آباد، رڈ فارسی زبان میں مثنوی، مثنوی کامل اور ادیب کامل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے دورانِ طالب علمی اپنے ہم عصر طلباء میں شعر گوئی، مضمون نگاری، انشاپر وازی اور علمی مباحث میں ہمیشہ ممتاز رہے۔

حضرت علامہ شمس بریلوی نے ۱۹۳۵ء میں عمر ۱۶ سال اپنی قابلیت، مادی صلاحیت بالخصوص فارسی زبان و ادب میں مہارت کے سبب دارالعلوم منظر اسلام میں شعبہ فارسی میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دینا شروع کیں اس وقت حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی (م ۱۹۳۵ء) منظر اسلام کی مسند حدیث پر شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ جب کہ مولوی سردار احمد لاکھ پوری (م ۱۹۶۲ء) مفتی وقار الدین قادری (م ۱۹۹۳ء) اور مولانا عبدالصطفیٰ ملازہری اسی دارالعلوم میں درس نظامی کی تکمیل فرما رہے تھے جو بعد میں دنیائے علم کے تلامذہ تارے اور جہانِ رضویت کے درخشندہ ماہتاب آفتاب بن کر چمکے اور آج وہ علاقے ان سے چمک رہے ہیں۔

علامہ شمس بریلوی نے دارالعلوم منظر اسلام میں شعبہ فارسی میں ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۵ء خدمت انجام دی آخر میں آپ شعبہ فارسی کے صدر مدرس بھی بن گئے تھے مگر معاشی حالات کے باعث آپ مدرسہ منظر اسلام چھوڑ کر بریلی کے اسلامیہ کالج میں استاذ کی حیثیت سے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۳ء خدمت انجام دیتے رہے جبکہ آپ ۱۹۵۳ء ہی میں پاکستان تشریف لے آئے اور گورنمنٹ اسکول نزد کراچی ایئرپورٹ میں ملازمت اختیار کی اور ۱۹۵۷ء میں ریٹائرڈ ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں سید ریاست علی قادری (م ۱۹۹۱ء) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ساتھ مل کر ”ادارۃ تحقیقات امام احمد رضا انجمنیہ“ کی بنیاد ڈالی اور پھر امام احمد رضا کی شخصیت اور مختلف پہلوؤں پر ۸۰ سے زیادہ ضخیم مقالات تحریر کئے اور سب سے زیادہ کام امام احمد رضا کی شاعری پر تحقیقی و ادبی جائزہ لکھ کر ادبی دنیا سے زبردست خراج عقیدت حاصل کیا جو شہرت کا باعث بنی، جبکہ مقالہ سرور کوئین علیہ السلام لکھ کر حکومت پاکستان سے صدارتی ایوارڈ ۱۹۸۶ء میں حاصل کیا اور ۱۹۹۵ء میں حکومت پاکستان نے آپ کی قلمی علمی و ادبی خدمت کے باعث ستارہ امتیاز کا ایوارڈ عطا کیا آپ کا وصال کراچی میں ۱۲ مارچ ۱۹۹۹ء ۳/ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ بروز بدھ رات نو بجے ہوا اور کراچی کے نئی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے حسب وصیت نماز جنازہ دارالعلوم امجدیہ میں بروز جمعہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت فرمائی۔

علامہ شمس بریلوی کی علمی و ادبی خدمات پر یہاں تفصیلی تبصرہ مقصود نہیں بلکہ یہاں صرف ان کی دارالعلوم منظر

اسلام سے وابستگی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہا ہوں جو ملفوظات کی صورت میں احقر نے جمع کی ہیں۔ راقم السطور کا تعلق علامہ صاحب سے ۱۹۸۳ء سے ہے اور وصال تک ان سے متعدد بار ملاقاتیں ہوئیں اس دوران احقر کو آپ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا آپ کی شخصیت پر تفصیلی گفتگو کسی اور تحریر میں کروں گا یہاں صرف اتنا بتاتا چلوں کہ علامہ سچے سچے بچے حنفی بریلوی مسلمان تھے۔ رواداری کے پابند، سچے کھرے، مخلص اور وفادار تھے ساتھ ہی وقت اور وعدہ کے انتہائی پابند۔ زبان و قلم میں محتاط انتہائی حساس طبیعت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی آپ کی امتیازی شان تھی دوستوں سے ہمیشہ اچھی توقعات رکھتے تھے ان سب خوبیوں کے باوجود گوشہ نشین تھے۔

راقم السطور نے علامہ بریلوی کیہ آخری چند سالوں کی نشستوں کو قلم بند کر لیا جو جلد ہی ”ملفوظات شمس“ کے نام سے شائع کی جائیں گی یہاں صرف ان ملفوظات کو پیش کر رہا ہوں جو دارالعلوم مظہر اسلام کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ واقعات احقر نے خود ان سے سن کر قلمبند کئے تھے ممکن ہے ان واقعات کو اور بھی افراد چاہتے ہوں اور ان واقعات میں کہیں کہیں فرق بھی معلوم ہو لہذا اس کو حث و مباحثہ کی شکل نہ دی جانے بلکہ اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ تاریخی واقعات میں عموماً ایک سے زیادہ ایک واقعہ کی روایت ہوتی ہے جو جس راوی کو بہتر جانے اس کی روایت کو صحیح جانے آئے اب چند واقعات بذبان حضرت شمس ملاحظہ کریں۔

راقم السطور یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو ہندوستان سے آئے ہوئے نوجوان عالم دین مولوی عبدالحمید شافعی مباری کو لے کر حضرت شمس بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی عبدالحمید نے اس نشست میں حضرت علامہ بریلوی سے ان کے اہل اہل زندگی اور دارالعلوم مظہر اسلام کی بابت کچھ معلومات چاہیں تو حضرت شمس بریلوی نے فرمایا:-

”احقر رحمۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں (م ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۳ء) کا شاگرد ہے حضرت اس بچہ ان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو (عبدالحمید) یہ بتا رہا ہوں کہ حضور چچہ الاسلام قدس سرہ کے وصال پر میں اپنے والد مرحومہ مغفور کے انتقال سے زیادہ رو دیا تھا۔ احقر حضرت حامد میاں کی جناب میں بہت منہ لگا ہوا تھا اور بلا تکلف ان کے پاس پہنچ جاتا جبکہ بڑے بڑے علماء ان کی آمد کے منتظر رہا کرتے تھے دراصل حضرت علیہ الرحمۃ نے اس احقر کے ساتھ ہمیشہ شفقت فرمائی اسی وجہ سے ایسی جسارت کر لیتا تھا۔ آپ کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں (۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) اور مولانا ہمدان رضا عرف نعمانی میاں سے اس احقر کے بے تکلفہ تعلقات تھے۔ مولانا نعمانی میاں کو تو اس احقر نے پڑھایا بھی ہے۔“



ہمارے تدریسی زمانے میں مولوی انداز حسن صدیقی تھریہ "نور الانوار" پڑھایا کرتے تھے جو اس کتاب کے بہت ہی ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جتنے عرصے تک احقر منظر اسلام میں مدرس رہا اور بعد میں صدر شعبہ فارسی بھی رہا اتنے عرصہ میں (۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۳ء) میرے سامنے دارالعلوم کے پانچ صدر مدرس تبدیل ہوئے۔ ان میں ایک مولانا حکیم امجد علی اعظمی بھی تھے جو پہلے اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بھی رہے اور ۱۹۲۵ء میں بعد وصال اعلیٰ حضرت آپ دارالعلوم منظر اسلام چھوڑ کر چلے گئے اور پھر دوبارہ ۱۹۳۳ء میں صدر مدرس بن کر تشریف لائے دوران گفتگو حضرت شمس صاحب نے بہار شریعت کی اول اشاعت کا واقعہ بھی بیان فرمایا:-

"ایک دن حسب معمول مدرسہ (منظر اسلام) پہنچا تو مدرسہ کے خادم نے بتایا کہ مولوی (شمس الحسن) صاحب ایک صاحب لاہور سے آپ سے ملنے کیلئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں جب مہمان خانے پہنچا تو اندر ایک صاحب حسن دین (منجبر شمس غلام علی ایڈیٹر) بیٹھے ہوئے تھے سلام مضافہ اور خیریت طلبی کے بعد انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے مالک پبلشرز (جو کہ شیخ ہے) کو حضور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" چھاپنے کیلئے راضی کر لیا ہے مگر شرط یہ لگادی ہے کہ تم پہلے مولوی امجد علی صاحب کی "بہار شریعت" لاؤ اس کی بہت مانگ ہے پہلے ہم اس کو شائع کریں گے لہذا اس کام کیلئے لاہور سے یہاں آیا ہوں۔ اس نے مزید بتایا کہ اس نے مولانا امجد علی صاحب سے اس موضوع پر بات کی ہے مگر پبلشرز کی طرف سے پیش کی گئی خدمت پر وہ تیار نہیں ہیں آپ کے چونکہ ان سے بہت گہرے مراسم ہیں لہذا اس معاملے میں آپ ہماری ان سے سفارش کر دیں تاکہ وہ تیار ہو جائیں ہم آپ کے بہت ممنون ہوں گے۔

اس واقعہ پر حضرت شمس دہلوی نے راقم السطور کی طرف خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میاں مجید اللہ ایہ وہ زمانہ تھا جب ۵ روپے من دودھ اور ۵ روپے من سرچھنے لینی بھرے کا گوشت ملتا تھا۔ البتہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اتنی سنگائی ہو گئی تھی کہ ۳ روپے من گیہوں ۲۳ روپے من ہو چکا تھا اس وقت تنخواہیں ۲۰ روپے سے ۶۰ روپے کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔ مولانا امجد علی صاحب کو بحیثیت شیخ الحدیث ۶۰ روپے ماہوار ملتے تھے جب کہ احقر کو ۲۲ روپے اور مولوی اعجاز ولی خاں (م ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۷ء) کو ۳۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔

بہر کیف میں جوش میں آر حسن دین صاحب کو مولانا امجد علی صاحب قبلہ کے کمرے میں لے گیا اس وقت وہ دار الحدیث میں "قراءة التلخیص علی شیخ" میں مصروف تھے۔ سبق ختم ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ لاہور سے صاحب بہار شریعت کے سلسلے میں آئے ہیں میں نے دوران گفتگو زور لگانے کیلئے یہ بات بھی کہہ دی کہ ان دنوں "بہشتی

زیورہؒ کو آنے کی ٹل رہی ہے اور آپ کی کتاب کی اب سخت ضرورت ہے کہ جلد از جلد بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت ہو لہذا آپ اس کی اشاعت کی اجازت دے دیں مگر حضرت اس وقت تیار نہ ہوئے اور میں ہراس ہو کر باہر آگیا اور حسن دین سے معذرت کر لی کہ حضرت ابھی اشاعت کیلئے تیار نہیں۔ اس واقعہ کے کچھ عرصے کے بعد مولانا امجد علیؒ عظمیٰ صاحب مدرسہ منظر اسلام دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے پھر انتقال سے قبل عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کیلئے بریلی تشریف لائے تو مجھے دیکھتے ہی گلے لگالیا اور فرمایا مولوی شمس الحسن تم اب تک ہراس ہو۔ بات آئی گئی ہو گئی حضرت نے کچھ دیر بعد مجھ کو پھر بلوایا اور کہا تم اس مینیجر حسن دین سے کہو کہ اس کو شائع کر دے میں نے دوبارہ کوشش کی معاہدہ ہو گیا اور ”مہار شریعت“ کی پہلی دفعہ ۱۰ ہجور سے شائع ہوئی مگر غضب یہ ہوا کہ اس نے پہلا ایڈیشن ردی کاغذ پر چھاپا جس کا مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنی خوبصورت کتاب کتنی بے دردی سے اور ردی کاغذ پر شائع ہوئی کاش اس وقت ہمارے پاس رقم ہوتی تو اس کو شایان عین شائع کرتے۔

حضرت شمس صاحب نے اسی مجلس میں مزید خانقاہ و منظر اسلام سے متعلق بتایا کہ :-

”میرے زمانہ مدرسہ میں اعلیٰ حضرت کے مزار کا گنبد تیار ہو گیا تھا اور ۱۹۳۴ء تک مدرسہ منظر اسلام صرف ایک منزل پر قائم رہا۔“

آپ نے مزید حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

”مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیدانی میاں کے صاحبزادے مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں (م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۸۵ء) میرے شاگرد تھے۔ حضرت جیدانی میاں مجھ سے اپنے بیٹوں کی پڑھائی کی بابت اکثر پوچھا کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچے گھر پر پڑھنے جائیں تو ان سے کام بھی لیا کریں تاکہ انہیں کام کی عادت پڑے اور احساس ہو کہ کام کرنا کس کو کہتے ہیں اور یہ سیکھیں کہ بزرگوں اور بڑوں کی خدمت ہی سے عزت ملتی ہے۔“

مجلس ۲۳ جولائی ۱۹۹۶ء :-

آپ نے اس مجلس میں فرمایا کہ مجید اللہ افسوس ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقاریر کو قلمبند نہیں کیا گیا اس زمانے میں کیسٹ ٹیپ تو موجود نہ تھے مگر اس سے قلم بھی لوگ اپنے اسلاف کی پوری تقاریر نوٹ کر لیتے

تھے مگر اعلیٰ حضرت کی صرف ایک تقریر محفوظ کی جاسکی اور یہ رسالہ کی صورت میں شائع بھی ہوئی جس کا عنوان ”النبیۃ فی النہبۃ فی الفاظ الرضویہ“ ہے غالباً یہ تقریر مولوی سید ایوب علی رضوی مرحوم (م ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) نے



قلبند کی تھی جو بعد میں اعلیٰ حضرت کو دکھا کر ان کے زمانے میں شائع بھی ہو گئی تھی کاش کہ اعلیٰ حضرت کی اکثر نظائر قلبند کر لی جاتیں تو ایک اور علمی ذخیرہ ہمارے درمیان موجود ہوتا۔

اس مجلس میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق کچھ معلومات فراہم کیں آپ نے فرمایا :-

”ہم دارالعلوم منظر اسلام کے کئی مدرسین اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے کئی افراد اکثر بعد نماز ظہر جمع ہوتے اور دوپہر کا کھانا یا تو غزو میاں کے یہاں اکتھا ہو کر کھاتے یا پھر جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ کے دفتر میں یا کبھی کبھی پرہس میں بھی کھایا کرتے تھے۔ ہمارے اس گروہ میں مولانا حکیم حسین رضا مولوی سردار دہلی خاں (م ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء) غزو میاں، مولوی تقدس علی (م ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء) جیلانی میاں کے علاوہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے عشق اور روح رواں مولوی خدایار خاں بھی شامل ہوتے تھے۔ ہم لوگ مختلف معاملات پر گفتگو کرتے تھے مگر افسوس! کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی طرف ہر پور توجہ نہیں دی گئی کہ ان کی جلد از جلد اشاعت کر دی جاتی وقت گزر تا گیا اور پھر تقریباً ۵۰ برس کے بعد مجید اللہ صاحب آپ کے ”ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل“ کے تخلص کا کام ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کتب کی نہ صرف اشاعت کا سلسلہ شروع کیا بلکہ اعلیٰ حضرت کے مقام کو صحیح سمت کے ساتھ دنیا کے سامنے متعارف کرایا خداوند تعالیٰ آپ تمام مخلصین اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کاش اول وقت میں اس نوعیت کا کام ہو گیا ہوتا تو آج دنیا کے سامنے اہل سنت کا نقشہ بھی کچھ اور ہوتا پھر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے اسے یہ کام آپ لوگوں سے لینا تھا خاص کر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے غیر رضوی ہوتے ہوئے وہ کام کیا جو کئی ادارے مل کر انجام نہیں دے سکتے تھے افسوس کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات امام احمد رضا کے اس فروغ کے باوجود پروفیسر صاحب اور آپ لوگوں کے خلاف بھی تو اڑاٹھائی جاتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مجید اللہ آپ لوگ کام کرتے رہیں نہ کسی کی آواز پر بد دل ہوں اور نہ کام کرنے سے پیچھے نہیں اٹھیں اللہ تعالیٰ سب کی نیوٹوں سے واقف ہے آپ سب کی منتیں پاک صاف ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ادارہ کو مزید ترقی عطا کرے۔ (آمین)

اسی نشست میں آپ نے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے متعلق بتایا کہ وہ آپ سے بہت پیار فرماتے تھے ان کے تعلق فرمایا کہ ان کی کئی صاحبزادیاں تھیں بڑی صاحبزادی مولانا تقدس علی خاں کے نکاح میں تھیں اور ان سے دو چھوٹی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے مولانا شاہد علی خاں سے منسوب ہوئیں اور بقیہ دو چھوٹی صاحبزادیاں حضرت کے پھوپھا کے دو صاحبزادوں جناب شمسود میاں اور جناب مشاہد میاں سے منسوب ہوئیں تھیں۔

مجلس جولائی ۱۹۹۳ء:-

احقر سالانہ امام احمد رضا کا تقریریں ۱۹۹۳ء کو دعوتِ نامہ لے کر حاضر خدمت ہو ابہت دعا کیں وہیں اور فرمایا کہ اگر صحت نے اجازت دی تو ضرور حاضر ہوں گا ورنہ معذرت چاہوں گا۔ باتوں باتوں میں تذکرہ چھڑ گیا کہ اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقع پر بریلی شریف میں نعتیہ مشاعرہ بھی ہوا کرتا تھا اسی بات فرمایا کہ جب میں دارالعلوم منظر اسلام (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ) بریلی شریف میں مدرس تھا تو عرس ۱۹۳۳ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ کی بیاد ڈالی گئی اور جب تک (۱۹۴۵ء) تک میں دارالعلوم سے وابستہ رہا تو اس مشاعرہ کی ذمہ داری اور بندوبست میں ہی کرتا رہا یہ مشاعرہ بریلی ٹاؤن میں منعقد کیا جاتا تھا۔

حضرت شمس بریلوی صاحب نے نعتیہ مشاعرہ کے حوالے سے ایک واقعہ بھی سنایا ملاحظہ کیجئے :-

”آپ نے فرمایا کہ سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا نظم یہ فقیر ہی ہوا کرتا تھا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری (م ۱۳۰۲ھ ۱۹۸۱ء) عموماً مشاعرہ کی صدارت فرماتے تھے مشاعرہ کے دوران شاعر کے سامنے ایک سرخ رنگ کا بلب رکھا ہوتا تھا جس کا ٹن حضرت مفتی اعظم کے پاس ہوتا اگر کوئی شاعر کسی

طرح بھی کوئی غلطی کرتا یا لکھو کلام میں اگر کسی طرح شرعی گرفت ہوتی تو مفتی اعظم ٹن کے ذریعہ بلب روشن فرما دیتے شاعر کلام پڑھتے ہوئے خود رک جاتا اور مفتی اعظم اس شاعر کی چاہے وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو کلام میں اصلاح فرماتے۔

اسی دوران حضرت شمس بریلوی کو ۱۹۳۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں اپنی پڑھی ہوئی نعت کے چند اشعار یاد آگئے جو انہوں نے سنائے ملاحظہ کیجئے :-

بٹھنا ہوں دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے  
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے  
رضواں کے پاس چند بیماریاں ہیں خلد کی  
طیبہ کی ہر بیماری ہے جنت لئے ہوئے

حضرت شمس بریلوی نے ۱۹۳۴ء کے عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نعتیہ مشاعرے کا ایک اور واقعہ بھی بتایا۔ مشاعرہ اس وقت اعلیٰ حضرت کے مزار کی چھت پر منعقد ہوا تھا جس میں ہزار سے زیادہ لوگ موجود تھے اور مفتی اعظم ہند



اس کی صدارت فرما رہے تھے اس نعتیہ مشاعرہ کا ”مصرعہ طرح“ اس طرح تھا۔

نذر ساقی آج ہم نے زہد و تقویٰ کر دیا

آپ نے بتایا کہ اس مشاعرے میں حسن اتفاق سے کئی شعراء نے غلطیاں کیں اور اس واقعہ لال پلپ بار بار روشن ہوا مگر جب میری باری آئی اور میں نے نعتیہ غزل پیش کی تو ایک دفعہ بھی پلپ روشن نہ ہوا اور مفتی اعظم ہند نے بھی بہت دلدوری اور میرے اس شعر پر گلے میں گجرا بھی ڈالا۔

ہر خلش تجہید ایمان ہر چمک تمہید دیں

نذر یوں ایمان اے دردِ تمنا کر دیا

عرس رضوی کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ سے متعلق علامہ شمس بریلوی صاحب نے مزید بتایا کہ :-

”کئی سال عرس رضوی کا مشاعرہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں ہوا، اسی مشاعرہ سے متاثر ہو کر شہر میں اور نعتیہ مشاعرے ہونے لگے۔“

آپ نے منظر اسلام کے متعلق اس نشست میں مزید معلومات فراہم کیں :-

”آپ نے فرمایا! (ڈاکٹر صاحب) فقیر کو دارالعلوم منظر اسلام میں ۲۲ روپے ماہوار ملتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے سبب منگائی بہت بڑھ گئی تھی اسنے پیسوں میں گزرا مشکل ہو گیا تھا لہذا فقیر نے منظر اسلام چھوڑ کر اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ فارسی میں ملازمت اختیار کر لی“

آپ نے منظر اسلام کی مالی حالت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ :-

”مالی اعتبار سے اس کی حالت ان دنوں (۱۹۳۵ء) اچھی نہیں تھی۔ صرف دو سو روپے ماہوار حیدر آباد کن سے امداد ملتی تھی اور کبھی کبھی جو ناگزیر اور کاٹھیاوار، ہجرات کے علاقوں سے امداد آجاتی تھی۔ غشی فاضل کے طلبہ کو یونی گورنمنٹ سے ۲۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ (آپ نے مزید بتایا کہ) اس زمانے میں دارالعلوم منظر اسلام کے شیخ الحدیث کو ۱۰۰ روپے ماہوار پیش کئے جاتے تھے۔ مولوی اعجاز دلی خاں کو ۳۰ روپے اور مولوی تقدس علی خاں کو ۴۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔“

حضرت نے مزید ارشاد فرمایا کہ :-

”انہوں نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء منظر اسلام میں پڑھایا اور آخر میں شعبہ فارسی کا صدر بھی بنایا گیا تھا میرے آخری

زمانے میں مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث تھے اور اس زمانے میں مولانا سردار احمد، مفتی وقار الدین اور علامہ عبدالصمد علی الاذہری درس نظامی کی تکمیل کر رہے تھے۔

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی علیہ الرحمہ دارالعلوم منظر اسلام کے تلمیذ بھی ہیں اور مدرس بھی آپ کے کارناموں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابتداء میں دارالعلوم منظر اسلام میں تعلیم کا کتنا اعلیٰ معیار تھا جس کے باعث علامہ ایک بہترین مدرس بننے کے ساتھ ساتھ ایک بہت مستند قلم کار بھی بنے جس کا تین ثبوت آپ کے ۵۰ سے زیادہ تصانیف و تالیفات و تراجم کتب ہیں جبکہ آپ کا غزلیہ دیوان ہجرت کے دوران تلف ہو گیا اس کے باوجود شہر کراچی کے تمام شعراء آپ کو استاذ الاما ساتھ ہی کہتے تھے۔

حضرت شمس بریلوی نے قلمی دنیا میں مقدمہ نگاری کی حیثیت سے ایک منفرد مقام حاصل کیا آپ نے تصوف کی اکثر و بیشتر کتب کا نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ ہر کتاب پر ایک ضخیم مقدمہ لکھ کر اس کتاب کی اہمیت کو اور بلندی عطا فرمائی آپ نے جن کتبوں پر مقدمہ لکھا ان میں چند نام ملاحظہ کریں :-

۱۔ کشف المحجوب ۲۔ مکاشفۃ القلوب ۳۔ مدارج النبوة ۴۔ فوائد الفوائد ۵۔ خصائص کبریٰ ۶۔ کلیات جامی ۷۔ غنیۃ الطالبین ۸۔ تاریخ الخلفاء ۹۔ عوارف المعارف ۱۰۔ نفحات الانس وغیرہ وغیرہ۔

علامہ شمس بریلوی صاحب نے ”انوار تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے وابستگی کے دوران بحیثیت سرپرست اعلیٰ جہاں مفید مشوروں سے نوازا وہاں انتہائی مفید مقالات تقلید کر کے اہل علم سے بالعموم اور محبان رضویہ سے بالخصوص خارج عقیدت حاصل کیا اب ملاحظہ کیجئے تلمیذ مدرس منظر اسلام کی امام احمد رضا پر تحقیقی مقالات و کتب :-

۱۔ کلام رضا (حدائق بخشش) کا تحقیقی وادنی جائزہ مع مقدمہ

۲۔ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری مع مقدمہ، جلد اول و دوم

۳۔ فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام ”معارف رضا“ شمارہ ۱۹۸۱ء

۴۔ امام احمد رضا کے حواشی کا تحقیقی جائزہ شمارہ ۱۹۸۶ء

۵۔ شرح قصیدہ رضایہ اصطلاح نجوم و فلکیات (حدائق بخشش حصہ سوم) معارف رضا ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء

۶۔ محدث بریلوی اور مولوی میاں نذیر حسین دہلوی معارف رضا ۱۹۹۱ء

۷۔ مقدمہ ترتیب کلام ذوق نعت از مولانا حسن رضا بریلوی



بہار فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیریہ (ذریعہ طبع)

جنہ آفتاب افکار رضا "مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون پر ۱۵ ہزار اشعار میں تعارف و تبصرہ (ذریعہ طبع) چند سو اشعار قسطوار ماہنامہ معارف رضا میں شائع ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ شمس الدین دہلوی کی پہلی تصنیف انشاء اللہ الفضل ہے جو ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی آپ نے یہ شرح دوران طالب علمی لکھی تھی جو انور بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی آپ کی آخری تصنیف "آفتاب افکار رضا" ہے جو ۱۹۹۶ء میں مکمل ہوئی اور جو ذریعہ طبع ہے اس طرح آپ نے ۶۰ سال مسلسل تصنیف و تالیف و تراجم کا سلسلہ جاری رکھا جو منظر اسلام کیسے ایک اعزاز کی بات ہے۔ ایسی ہی شخصیات کو اس موقع پر خراج عقیدت پیش کرنے کی ضرورت ہے اور کیا ہی اچھا ہو کہ ایک تذکرہ تیار کیا جائے جس میں منظر اسلام کے علاوہ کے احوال جمع کئے جائیں جنہوں نے اپنے پیچھے شجاعت قلم کے ثمرانے چھوڑے ہیں اس قسم کے تذکرے دنیا کے سامنے پیش کر کے منظر اسلام کی اہمیت کو اجاگر کر لیا جاسکتا ہے کہ اس دارالعلوم نے کیسے کیسے اہل قلم پیدا کئے ہیں مجھے امید ہے کہ منظر اسلام کے اس صد سالہ جشن کے موقع پر اس قسم کے کام کا بیڑا ضرور اٹھایا جائے گا اس مضمون کو حضرت شمس کی اس رہائی پر ختم کروں گا جو انہوں نے آخری ملاقات میں ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء کو انتقال سے چند روز پہلے احقر کو سنائی تھی۔

در راو با باغ و صحرا بیداشت  
تکلی و خوشی و دشت و زیبا بیداشت  
زیست زیست کہ دشت و صحرا بیداشت  
بے طاعت ایزد تعالیٰ بیداشت

(بقیہ معائنہ جات صفحہ ۳۵۲ کا)

۹۶، ۹۷ء:- فضیل لا و فضلی علیہ، سید الدکک بدیع، فقیر کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ سال درجہ تہذیب میں اگلا ایس طلبہ شامل ہیں مولیٰ تعالیٰ اس سید منظر اسلام کو دن و دو دن رات جو کئی ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین الملکین علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر ابوالوہاب عبد الصیاد محمد و جمید الدین قادری رضوی غفرلہ مولیٰ القوی، ۲۵ صفر ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء یوم پنجشنبہ۔

# نوری تربیت گاہ منظر اسلام

از :- مولانا محمد توصیف رضا خان صاحب بریلی شریف

منظر اسلام کے قیام سے تقریباً ایک دہائی قبل مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق دس نکات پیش فرمائے تھے۔ اس تعلیمی منصوبہ کا سب سے اہم نکتہ ۱۳ ہے جو عشق رسول ﷺ پر مبنی ہے۔ بلاشبہ زندگی اور زندگی ہر ایک میں اسی عشق کی بدولت نکھار ہے، یہی ایمان کی جان ہے۔ اور اس عشق کے بغیر علم کو جلا نہیں مل سکتی۔ حضرت امام احمد رضا کے نکات میں حصول علم کیلئے خلوص و تقییت اور علماء و اولیاء، اساتذہ والدین غرضیکہ ہر مسلمان کا احترام و محبت بھی شامل ہے۔ ان تمام امور کو دھیان میں رکھ کر جب طلبہ کی تعلیم و تربیت نجانے گی تو یقیناً ان میں کا ہر فرد ایک نمونہ بن کر نکلے گا۔ جو پورے معاشرہ کو حقیقی معنی میں ایک صالح و مستند مسلم معاشرہ بنانے میں خود وقف کر دے گا۔ اور قوم کی صلاح و فلاح میں اسے ہر حال کامیابی ملے گی۔

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۳ء میں جب حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک اور حجتہ الاسلام اور حضرت استاذ دین رحمۃ اللہ علیہما کے مشوروں نیز سید امیر احمد قدس سرہ کی سفارش پر ”منظر اسلام“ کا قیام فرمایا تو ظاہر ہے کہ خود ان کے اپنے تعلیمی نکات ان کے پیش نظر رہے ہوں گے۔

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اس دارالعلوم کے فارغ ہونے والے علماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر امام احمد رضا کے تعلیمی و تربیتی نظریات کا پورا پورا انور اور پوری پوری خوشیورچی ایسی تھی وہ ایک وقت چید عالم دین، مدبر و مفکر، دانش ور، خطیب و مقرر، ادیب و مصنف، استاذ و مدرس، اور دینی علوم کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ بالخصوص تفسیر، توحید، شہادت، حیات وغیرہ میں ماہر تھے۔ حیات اعلیٰ حضرت سے نیکر اب تک جو علماء اس دارالعلوم سے فارغ ہوئے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت جس انداز میں ہوئی ہے وہ حضرت امام احمد رضا کی کے نظریات میں جوئی ہے۔ اور فارغین نمونہ بن کر نکلے ہیں۔

منظر اسلام کے اساتذہ اور ممتحن بھی اپنے اپنے زمانے کے ماہرین تعلیم اور علم و فضل اور آسمان کے آفتاب، ماہتاب تھے اور الحمد للہ تا ظہیر منظر اسلام خانوادہ رضا کے شہزادگان سے ظاہر ہے نوری ماحول، نوری و کچھ بحال، اور اہتمام



میں تعلیم و تربیت کی نورانیت اور فارغ ہونے والے علماء، قراء، حفاظ کی چمک دکھ کا کیا عالم ہوگا؟

ہاں! مظہر اسلام کے ناظمین، اساتذہ اور فارغین سب کے سب ہر اعتبار سے اسلاف کا نمونہ دین کے سپاہی۔

آج دنیائے سنیت کو جن علماء، فضلاء، اور چرانِ طریقت پر فخر و ناز ہے۔ انہیں جن کا شمار مشاہیر عالم میں ہوتا ہے۔

وہ سب کے سب اسی دارالعلوم مظہر اسلام سے متعلق تھے۔ مثلاً ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب، صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب، حضرت مولانا حامد علی فاروقی صاحب، شیر پشہر اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب، حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، حضرت مفتی تقدس علی خان صاحب، حضرت مفتی وقار الدین صاحب وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم!

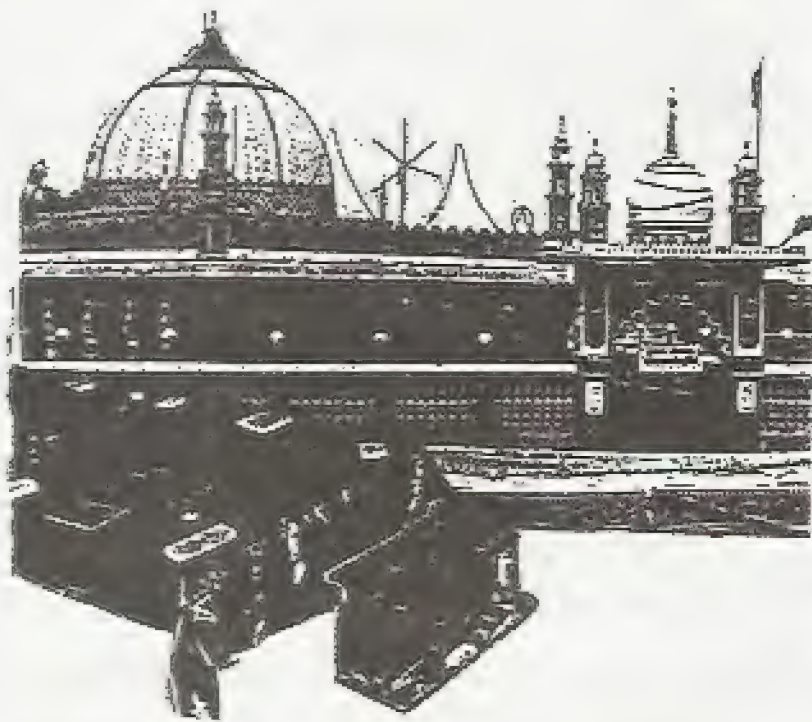
اساتذہ کرام میں مندرجہ بالا اساتذہ مظہر اسلام و فارغین مظہر اسلام کے علاوہ حضرت مولانا رحمہ الہی منظوری، حضرت مولانا ظہور الحسنین رامپوری، حضرت مولانا نور الحسنین رامپوری، حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب، حضرت محدث احسان علی صاحب، حضرت مفتی جاتگیر صاحب وغیرہم علیہم الرحمہ اللہ اکبر کی وہ ہستیاں ہیں جن کے مریدین، خلفاء اور تلامذہ سے ہر صغیر سے لیکر مشرق و مغرب امریکہ و افریقہ میں دین اور علم دین کا پرچم بلند ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ناظمین مظہر اسلام میں سب کے سب خانوادہ رضا کے چشم و چراغ ہی تھے۔ تو سبحان اللہ! ماشاء اللہ یہ حضرات نامور ان عالم میں تو ہیں ہی۔ ان میں کا ہر ایک بیک وقت مرشد ہادی، استاذ، خطیب وادیب، مہتمم و منتظم سب کچھ تھا۔ ان حضرات کے اسماء منکر بنی عقیدت کی جبین جھلک جاتی ہے۔ استاذ زامن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی، جلیل الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں، داماد جلیل الاسلام حضرت مفتی تقدس علی خان، مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان، روحان ملت حضرت علامہ رحمان رضا خان قدس سرہم۔

ان ناظمین مظہر اسلام کے خلفاء، مریدین اور تلامذہ کی ایک کثیر تعداد بھارت، نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان، اور دیگر ممالک سے لیکر ہالینڈ، بھارت، امریکہ، مغربی افریقہ، سوڈان، اسرائیل اور متحدہ ریاستہائے امریکہ تک پھیلی ہوئی ”مظہر اسلام“ کا حسین مظہر دکھا کر ایمان و احوال کی دورنگی سے لیکر سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کی دورنگی اور چٹنگی میں مصروف ہے۔

یوں تو اعلیٰ حضرت کی حیات نگاہی ہی میں سارا زمانہ ان سے واقف تھا اور انہیں کے حوالے سے منظر اسلام سے بھی متعارف تھا لیکن باقاعدہ غیر ممالک اور عالم اسلام و انسانیت کی قدیم و عظیم یونیورسٹی جامعہ اذہر سے رابطہ میرے جد امجد سرکار منظر اعظم ہند نے کرایا۔ اذہر سے عربی زبان و ادب کے عالم۔ مولانا عبدالنواب علیہ الرحمہ کو منظر اسلام میں لائے اور شعبہ عربی ادب کا انہیں صدر بنایا بعد میں میرے والد ماجد حضرت ریحان ملت قدس سرہ العزیز نے اسے خصوصیت کے ساتھ افریقی و امریکی ممالک میں متعارف کرایا۔ افریقہ اور موریشس کے طلبہ یہاں سے چڑھ کر اور فارغ ہو کر گئے۔ تعمیری امور میں بھی تیزی آئی۔ عصری تعلیم سے اسے جوڑ کر اس کا حلقہ۔ حلقہ دانش تک پہنچایا اور ایک طرح سے اسے ایک یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

آج چارے بر اور اکبر مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کے دورِ اہتمام میں جامعہ منظر اسلام نے اپنا سو سالہ منظر خوش اسلوبی سے منے کر لیا۔ اللہ عزوجل اسے مزید ترقی اور اونچائی کے راستے پر گامزن کرے آمین۔



الذہر جامعہ اعلیٰ حضرت یونیورسٹی، دہلی

شہنشاہِ دو عالم کے فضلاء مولیٰ کی یہ عظمت ہے

کوئی ہے مفتی اعظم ہمارے کو کوئی اعلیٰ حضرت ہے

مزار مبارک: علامہ ابراہیم ترک بابا راجکوت۔ خلیفہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ



# منظر اسلام

## اپنے دور قیام کی اہم ضرورت

نور قلم :- محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ضلع کجرات پاکستان

منظر اسلام بریلی کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کو جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے دور قیام کے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالات کا جائزہ مد نظر ہو۔ اس کیلئے درج ذیل سطور کا مطالعہ انشاء اللہ معاون ہو گا۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ خیزی میں ہندوستانیوں کو بالعموم اور اسلامیان ہند کو بالخصوص عظیم شکست و رنفت سے دوچار ہونا پڑا۔ برصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت اور اقتدار ختم ہوا۔ سفید فام اور سیاہ دل انگریزوں نے یہاں کے باشندوں پر جو مظالم کئے ان کا اصل نشانہ مسلمان تھے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی گئی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر انہیں ہی قلم و ستم کا نشانہ بننا تھا۔ سوا یہاں ہی ہوا۔ جہاد آزادی میں علماء کرام اور مشائخ نظام نے بھرپور حصہ لیا تھا فتویٰ جہاد کی اشاعت کے ساتھ میدان کارزار میں بھی وہ عملاً شریک ہوئے۔ انگریزوں کے غاصبانہ تسلط کے بعد علماء کا وجود ان کیلئے سب سے بڑا کاٹنا تھا سو علماء اسلام میں سے اکثر کو تختہ دار پر چڑھا کر شہید کیا گیا۔ بعض کو عبور دریا کے شور کی سزا ہوئی اور وہیں مصائب و آلام برداشت کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے ان کے املاک ضبط ہوئے۔ مدارس، مساجد، اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے۔ علمی ذخائر کتابوں کو لوٹ لیا گیا، بعض علمی ذخائر جلا دیئے گئے۔ نوادرات علمیہ کو بے تقسیم سے باہر منتقل کر دیا گیا۔ اس طرح علمائے اسلام کو مالی، معاشی، معاشرتی، اور علمی طور پر بے دست و پا اور محروم الحال کر دینے کی ہر تدبیر موم کو شش کی گئی۔

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :-

(۱) کہنہ کی حکومت، مصنفہ باری، مطبوعہ مکتبہ اردو، لاہور، ۱۳۳۳ھ بار سوم

(ب) کاغذی ہندوستان، مولفہ مولانا محمد فضل حق شیر آبادی، مترجم عبدالرشید خاں مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور بار دوم ۱۳۶۹ھ

(ج) ۱۸۵۷ء جہاد آزادی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی، بار اول

(د) تاریخ و سیرت مکتبہ مدنی، مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی مطبوعہ مہراں اکیڈمی کراچی

جہاں آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد علمائے حق پر ایک اور وار ہوا۔ یہ وار پہلے وار سے شدید تھا۔ ہوا یوں کہ علمائے سونے مشکل حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بجائے حالات سے صلح کر لی اور مصلحت کو شی کا راستہ اختیار کیا جا کر ان وقت چاہر، غاصب انگریز سے وفاداری کا رویہ اپنا لیا۔ خود شاہ کا وہ رویہ اختیار کیا جسے تاریخ عالم کا المناک باب اور حیرت انگیز باب قرار دیا جائے تو مباغض نہ ہو گا۔ غاصب حکمرانوں کی وفاداری، وفا شعاری اور اطاعت گزاری کے لئے ان علماء سونے (العیاذ باللہ) قرآن مجید کی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ کی ایسی تاویلات کیں جو گمراہی، بے دینی، اور کفر سے کم نہ تھیں۔ انگریزوں کی حمایت و نصرت کے ثبوت کیلئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آیات و احادیث کی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں۔

(۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :-

(۱) تفسیر القرآن از سر سید احمد خاں مطبوعہ ۱۲۹۶ھ ۱۳۰۹ھ

(ب) رسالہ طعام اہل کتاب از سر سید احمد خاں مرتبہ ۱۲۸۵ھ

(ج) حیات جاوید از الطاف حسین حالی شائع کردہ انجم ترقی ادب ہند دہلی ۱۹۳۹ء

خالصوں کیلئے قصائد پڑھے جانے لگے

(۳) الف :- ستارہ قیسری مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ قادیان

(ب) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ

کچھ نہیں لکھی گئیں مضامین کا انبار لگ گیا خوشامدی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دھن میں اپنے ناپاک کارنامے گنوانے لگے۔

(۴) الف :- تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق علی میر خٹمی مطبوعہ کراچی

(ب) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ دہلی

انگریز کی ناپاک جوتیوں کو چاٹنے کو فخر دین و ایمان بنایا جانے لگا اس سے اسلامی غیرت ملی کا جتارہ نکل گیا (۵) مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (۱) مخزن احمدی مصنفہ سید محمد علی مطبوعہ مفید عام آگرہ (ب) سرگزشت حجاز مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۵ھ (ج)

حیات شبلی مصنفہ سلیمان منصور پوری مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۳ء (د) خطبات سلیمانی شائع کردہ مسلمان کہنی سوہدردہ (نصاب)

گوچر افلاک ۱۹۷۲ء (ح) شبلی نامہ مصنفہ محمد اکرام (و) مقالات سر سید حصہ نہم مجلس ترقی ادب مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

ایک خوشامدی کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کس طرح حقائق کو مسخ کیا گیا ہے "یہ بات سچ ہے کہ ہم نے





تھا اور تھا جو کچھ کہا جانے لگا غرض اس کے سوا کچھ اور تھی ان اداروں کے بانیوں نے اتنا شور مچایا کہ حقیقت کا معلوم کر لینا آسان نہ رہا بالخصوص پر یہ الزام یہ تھا کہ یہ لوگ علم کے فروغ کے نہ صرف دشمن ہیں بلکہ خود جاہل ہیں طبقہ ہمدرد کی نمائندگی کر رہے ہیں (۷) ملاحظہ ہو۔ فاضل بریلوی کا حافظہ مولفہ انوار احمد شائع کردہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۳۰۳۱ء آئیے ہم اس اجمال کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تاکہ صورت حال واضح ہو اور مغالطوں کے دبیز پردے چھٹ کر حقیقت سامنے آئے۔

مولانا سید محمد عابد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی (۸) الف :- تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۱۵۵ (ب) ماہنامہ الرشید، ساہی والہ - بھر یہ فردری مارچ ۱۹۶۶ء ص ۷۱۳ (ج) تذکرۃ العابدین، مصنفہ نذیر احمد دیوبند، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء جلد اول ص ۷۱ بعد نوالہ ماہنامہ جمان رضالاہور مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء۔

مولوی ملا محمود کا تقرر بحیثیت مدرس جو تاریخ ذیل حضرات مجلس مشاورت کے اراکین نامزد ہوئے ان کا تقرر ان کے شیخ طریقت میاں راج شاہ قادری سے اظہار تعلق کی خاطر عمل میں لایا گیا۔ (۹) صوفیائے میوات، مولفہ محمد حبیب الرحمن میواتی ص ۵۲۱

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی فضل الرحمن

مولوی ذوالفقار علی

مولوی مستاب علی

منشی فضل حق

مولانا حاجی سید محمد عابد حسین اہل شوری کے سرپرست اور مستم مدرسہ مقرر ہوئے۔

حاجی محمد عابد حسین کی شخصیت دیوبند کے علاقے میں بڑی مقتدر تھی نہ ہی اور روحانی اعتبار سے ان کا پایا بہت بلند تھا باشندگان دیوبند ان کا بڑا احترام کرتے تھے اس لئے مدرسہ کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آئی حاجی محمد عابد حسین کی خوبیوں کا اعتراف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے ان الفاظ سے کیا۔

مدرسہ دیوبند کو سلطان روم بھی بغیر حاجی محمد عابد صاحب کی مدد کے نہیں چلا سکتا تھا (۱۰) سوانح قاسمی، مصنفہ





ہوئے سے پہلے چند سطور میں اس کا اجمال پڑھ لیں۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۹۰۳) ایک غرضہ تنگ انگریز کی ملازمت بطور مدرس بریلی کالج میں کرتے رہے پھر ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنائے گئے۔ اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔  
مولوی شیر احمد عثمانی دیوبندی کے والد مولوی فضل الرحمن دیوبندی (م ۱۸۹۱ء) بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

مدرسہ دیوبند کے پہلے صدر مدرس مولوی یعقوب علی بھی انگریزی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ یہ مولوی مملوک علی کے صاحبزادے تھے، مدارس، بریلی، سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر رہے۔ اجیر کالج میں بھی پڑھاتے رہے۔  
(۱۳) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، مطلوبہ جلیوید پریس، کراچی۔ بار اول ۱۹۶۶ء  
ص ۱۹۲۳۸۔

مولوی یعقوب علی دیوبندی کی انگریزی حکومت سے وفاداری اور اطاعت شعاری کو اہل حدیث عالم مولوی عبدالحق قدوسی نے بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا۔

”قیام مدرسہ (دیوبند) کے بعد سب سے پہلے صدر مدرس کی حیثیت سے جس شخص کا تقرر ہوا وہ مولانا مملوک علی کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب نانوتوی تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ بزرگ بھی ۱۸۵۷ء کے وقت اس عہدہ (ڈپٹی انسپکٹر) پر فائز تھے (۱۵) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، ص ۲۱۷

یہ حضرات انگریز کے بھی خواہ تھے۔ اپنی وفاداری کے باعث انگریزی حکام کی نظروں میں محبوب بن چکے تھے۔ اپنے اس کامیاب تجربہ کی روشنی میں اس مدرسہ کو اسی روش پر لیجانا چاہتے تھے جو انگریز حکومت کی زمین منشا کے مطابق تھا  
(۱۶) دارالعلوم کا اصل بانی کون تھا؟ از ڈاکٹر غلام سگی انجم، جلد دیوبند رٹلی دہلی، جہان رضا لاہور بحریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۵۸

انگریزی حکومت نے اپنے وظیفہ خوار مولویوں کی کارکردگی خفیہ طور پر معائنہ کی جس سے انہیں اطمینان ہو گیا کہ جس مقصد کیلئے ہمارے یہ وفادار، وظیفہ خوار مولوی مدرسہ چلا رہے ہیں اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمارا مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں، دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم دانشور پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی یہ کہانی سنئے،

”اس مدرسہ نے یونائیٹڈ مارتی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر جان اسٹریٹنگ کے ایک



خفیہ معتقد مسٹر جان پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو قنایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند مطبوعہ رچ ذیل ہیں۔  
 ”جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پر نسل  
 ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔“

یہ مدرسہ خلاف سرکار شملہ بھی موافق سرکار مدد و معاون سرکار ہے ”(۱۷) اخبار انجمن پنجاب، لاہور بحریہ ۱۹ فروری  
 ۱۸۸۵ء / حوالہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم (حصہ اول) از مولانا ذوالصابری مطبوعہ دہلی سال طباعت ندارد  
 حوالہ۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۲۱۷

اس رپورٹ پر ڈاکٹر غلام محی النعم، دہلی بڑے محتاط انداز میں تبصرہ کرتے ہیں ”یہ واضح رہے کہ مدرسہ دیوبند (دیوبند) سے  
 ولایت علمائے کرام کا مقصد اگر خالص اشاعت دین حق ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے زیر اہتمام اس کے خفیہ معائنے کی کوئی وجہ  
 سمجھ میں نہیں آتی۔ اس معائنہ سے تو اس رچی ہوئی سازش کا پتہ چلتا ہے جو ان علماء کرام اور برٹش گورنمنٹ کے باہم  
 سمجھوتے سے عمل میں آئی تھی۔ (۱۸) ماہنامہ جہان رضا لاہور۔ بحریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۶۰ نوٹ :- اس سلسلہ  
 میں مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری کا تبصرہ پڑھنے کیلئے ”فیضان الہام ربانی“ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۷۸ کا مطالعہ کریں  
 اور حقیقت حال سے واقفیت حاصل کریں۔ جب انگریز فکر و نظر کے حامل علماء نے مدرسہ دیوبند میں قدم جمائے تو  
 مدرسہ دیوبند کے بانی حاجی سید محمد خالد حسین مدرسہ سے کنارہ کش ہو گئے۔ ان کے مستغنی ہوتے ہی مدرسہ کی ہاگ ڈور پوری  
 طرح مولوی قاسم نانوتوی ان کے رفقاء کے ہاتھ میں آگئی۔ اس طرح نظریاتی جنگ میں انگریز نواز علماء کی مخالفت کا خدشہ  
 دور ہو گیا اب وہ پوری طرح اپنے مقصد میں آزاد تھے۔۔۔۔۔ اور انگریز کا مقصد ظاہر ہے اسلام دشمنی ہے وہ تعلیم کے  
 بہانے اپنا مقصد پورا کر رہا تھا اس نظریاتی جنگ کی ”عکس“ علامہ سید انظر شاہ استاد دارالعلوم دیوبند نے ان الفاظ میں کی ہے۔

”میرے نزدیک اس کی واقعیت صرف اتنی نہیں کہ عمارت کے مختصر یا وسیع کرنے پر دونوں بزرگوں کا اختلاف  
 تھا، جیسا کہ میں اپنے بزرگوں سے ہر بار سنتا رہا ہوں۔ مجھے عرض کرنے دیجئے کہ یہ تو بڑی ش خالص ”نظریاتی جنگ“ تھی میں  
 تفصیلات میں تو ہرگز نہیں جاؤنگا اس لئے کہ وہ ایک دلخراش تاریخ کا باب ہے لیکن اپنے علم و مطالعہ کی بنیاد پر اتنا ضرور عرض  
 کرونگا کہ جو دیوبند حضرت حاجی عابد حسین المتقور رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت بن رہا تھا وہ یقیناً اس دیوبند سے مختلف ہوتا جس  
 کا تعارف اور شہرت عالم اسلامی سے گزر کر اقتضائے عالم میں پہنچ چکی ہے“ (۱۹) ماہنامہ البلاغ کراچی بحریہ ذی الحجہ

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے اولین برسوں کی داستان ذرا لمبی ہو گئی ہے مگر اس طوالت میں ہم معذور ہیں۔ اس اجمالی طوالت کے ذریعے ہی قابضان دارالعلوم کے عزائم کھلتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات نے ایک انگریزی مضامین کا تحفظ کیا ہے۔ انتہائی دکھ کے ساتھ اس تاریخی حقیقت کو بیان کرنا ضروری ہے کہ براعظم پاک و ہند میں فرقہ بندی کی لہر اندام دارالعلوم سے وابستہ علماء نے کی ہے۔ تاریخ کا طالب علم اسے غلطی جانتا ہے۔ دارالعلوم سے وابستہ حضرات کی پالیسی کا تسلسل ابھی تک قائم ہے۔ ہندو مسلم متحدہ قومیت کا نعرہ داعشی حضرات کی ایجاد کاغذ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں متعصب وزیراعظم اندرا گاندھی کو صدارت کیلئے دعوت دے کر اسی پالیسی کا اعادہ کیا ہے۔

اس المناک داستان کو سب سے چھوڑ کر ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں انگریز مخالف علماء کے ہاتھوں سر زمین بریلی میں قائم ہونے والی ایک دینی درسگاہ کا انجام دیکھتے ہیں۔

حضرت مولانا تقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) قدس سرہما نے بریلی کے اکابر و عمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخ ”مصباح التہذیب“ ۱۲۹۹ھ تا ۱۳۰۲ھ میں قائم کیا۔ باشندگان شہر کہنہ (بریلی) نے اس مدرسہ کے قیام میں خاص طور سے حصہ لیا (۴۰) الف :- حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مصنفہ مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ کراچی بار اول ص ۲۱۱ (ب) تاریخ رد ہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ عبد العزیز خاں (تقدیر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی) مطبوعہ مہران اکیڈمی کراچی بار اول ۱۹۶۳ء ص ۲۵۷

(ج) مولانا محمد احسن نانوتوی مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ جاوید پریس کراچی بار اول ۱۹۶۶ء ص ۸۲ نوٹ :- پروفیسر محمد ایوب قادری نے ”مصباح التہذیب“ کے بانی کے طور پر بلاوجہ مولانا تقی علی خاں کا انکار کیا ہے۔ ”مصباح التہذیب“ کے سب سے پہلے مہتمم مولانا محمد امجد علی قادری تھے (۲۱) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۸۲، نوٹ :- مولانا محمد امجد علی قادری تھے۔ عالم دین تھے۔ عمر بھر درس و تدریس میں بسر کی۔ امام احمد رضا دہلوی نے درسیات کی ابتدائی کتابیں آپ سے پڑھیں۔

مدرسہ مصباح التہذیب میں اہل سنت و جماعت کے مسلک پر تعلیم جاری تھی کہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے عقائد اہل سنت کے خلاف امکان نظیر کے مسئلہ کو ہواوی جس سے علماء میں زبردست اختلاف پیدا ہوا (۲۲) امکان نظیر اور اشتقاق نظیر کے مسئلہ کو جاننے اور اس کو فتنہ کی آگاہی کیلئے ملاحظہ ہو :- (۱) تنبیہ الجبال بالاسام الباسط المتحال (۱۲۹۱/۱۲۹۲ء) مطبوعہ بیمارستان کھنشہ۔ (ب) اشتقاق النظیر مصنفہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی (ج) تحقیقات محمد یہ



حل اوہام مجید یہ، مصنفہ مولانا فضل مجید بدایونی (د) قول الفصح مصنفہ فصیح الدین بدایونی (ح) قادی بے نظیر و نفی آنحضرت  
بشیر و وزیر (و) تمطاس فی موازین اثران عباس۔ مولفہ شیخ محمد قنوتی، نوٹ :- سنی اور دیوبندی اختلاف کی ابتداء کو پروفیسر  
محمد ایوب قادری کی زبانی سنئے ”یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثران عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور  
بدایوں نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس مجاہد کی قیادت مولوی نقی علی خاں کر رہے  
تھے اور بدایوں میں مولوی عبد القادر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت  
کا نقطہ آغاز تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری  
ص ۹۴۔

مولوی احسن نانوتوی انگریز گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ علمائے اہل سنت اور دیوبندی علماء کے درمیان اختلافات کی  
بجائز رکھتے ہیں۔ انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہی کے ایما پر ”تحدیر الناس“ ایسی کتاب لکھی گئی جس میں سید المرسلین خاتم  
النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی نفی کی گئی۔ (۲۳) پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس دور کے  
اختلاف اور واقعات کو اپنی تالیف مولانا محمد احسن نانوتوی، مطبوعہ کراچی (ص ۸۱ و بعد میں) بیان کر دیا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے مسلک کے مدرسہ مصباح التہذیب میں تحدیر الناسی عقائد مسلط کر کے مولانا نقی علی خاں  
علیہ الرحمہ اور ان کے رفقاء کو مدرسہ سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان حضرات کے پیش نظر خلوص و تلمیذیت سے اسلامی  
علوم کی ترویج و تدریس تھی۔ کوئی ذاتی غرض اور نمود و نمائش نہ تھی۔ اس لئے اہل سنت کے یہ علماء مدرسہ مصباح التہذیب  
سے الگ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مدرسہ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں ختم ہو گیا (۲۴) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ  
پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۸۶

مدرسہ مصباح التہذیب تحدیر الناسی عقائد کی بحیثیت چڑھا۔ مولوی احسن نانوتوی باوجود کوشش کے اس کو جاری  
نہ رکھ سکے۔ اور اپنی بات پالنے کیلئے ایک نیا مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا اس کا افتتاح اپنے ہم عقیدہ اور ہم وطن مولوی محمد  
قاسم نانوتوی (مصنف تحدیر الناس) سے کرایا۔ (۴۵) (۱) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری  
ص ۸۳ (ب) تاریخ رہ اہل کھنڈ مصنفہ مولوی عبد العزیز خاں بریلی ص ۲۵ (ج) حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ  
مولانا ظفر الدین بیہاری ص ۲۱۱

یاد رہے عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس پر عظیم میں اس عقیدہ کا انکار انگریز نوآزماء نے کیا اور تحدیر

الناس میں امکان اجراءے نبوت کا دعویٰ کیا اور انگریز کے خود کاشتہ پود امر زانغلام احمد قادیانی نے اس امکان کو وقوع میں بدل ڈالا۔ یہ سب کچھ انگریزی گورنمنٹ کی حمایت میں ہوا تاریخ کی اس دلخراش حقیقت سے انکار ممکن نہیں (۲۶) اجراءے نبوت کے امکان کے دعویٰ اور پھر امکان کو وقوع میں بدلنے کی داستان اگرچہ بڑی طویل ہے مگر اس کے تمام آثار و نشان موجود ہیں۔ محققین نے ان آثار و نشانات کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس فتنہ نے دیوبندیت اور قادیانیت کو جنم دیا ہے۔ علمی سطح پر اس کی گرفت ہوتی رہی ہے۔ سیاسی طور پر اسلام پر جمہوریہ پاکستان کے سب سے اعلیٰ ادارہ پارلیمنٹ نے ۳۱ مارچ ۱۹۷۹ء میں اس پر ضرب کاری لگا دی ہے یہ فیصلہ بڑی محنت و تحقیق اور غور و خوض کے بعد ہوا جس میں امکان اجراءے نبوت اور وقوع نبوت کے دعویداروں کو کافر خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند اور مصباح العلوم بریلی کا حالی اپنے پڑھ لیا اب ذرا دیگر مدارس انیسویہ، سہارنپور اور گنگوہ وغیرہ کا حال بھی پڑھ لیجئے تاکہ آپ جان سکیں کہ یہ مدارس بھی انگریز نوازیسی کا تسلسل ہیں سر سید احمد خان نے لکھا۔

ہمارے مدرسہ انیسویہ اور ضلع کے کل مدارس دیوبند سہارنپور اور گنگوہ کو بڑی تسلی دینے سب مدرسے اس مدرسہ العلوم مسلمانان (علی گڑھ) سے جس کے قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مستفیض ہوئے گویا علی گڑھ ہمارے مدرسوں کے طلباء کا قصر امید ہے (۲۷) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ دوم ص ۵۳

انند عیان علم نے انگریز کی رضا جوئی کیلئے بڑے جتن کئے ذرا ایک جھٹک ملاحظہ ہو۔

۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو کہنگ (وکنوریہ) کی سال گرہ کا دن تھا مدرسہ (علی گڑھ) کالج کے افتتاح کی تاریخ قرار پائی تاریخ مذکورہ پر سر سید بھی مدارس سے علی گڑھ آئے اور ایک جلسہ میں جس کے صدر انجمن مولوی کریم مرحوم ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ تھے رسم افتتاح عمل میں آئی اور یکم جون ۱۸۷۵ء سے جماعت ہدی ہو کر تعلیم شروع ہو گئی (۲۸) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ اول ص ۱۶۸، ۱۶۹۔

”تجدیر الناس“ عقائد کے علماء نے مدارس اہل سنت و جماعت پر جس طرح قبضہ کیا اسی طرح بعض مساجد اہل سنت و جماعت بھی ان کی یلغار سے محفوظ نہ رہیں تاریخ کا طالب علم اگر اس پہلو پر تحقیق کا آغاز کرے تو اسے حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے۔ (۲۹) نوٹ :- لورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کی قائم کردہ بادشاہی مسجد، لاہور میں ہمیشہ علماء اہل سنت ہی امام و خطیب رہے ہیں چند برسوں سے دیوبندی علماء نے محکمہ اوقاف کی ملی بھگت سے اس پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس طرح کثیر مساجد اور مدارس دیوبندیوں کے زیر تسلط آچکے ہیں۔ منڈی بہاء الدین کی بڑے مینار والی مسجد اور



مکوال میں مسجد بزم توحید امیر حزب اللہ حضرت پیر سید فضل شاہ جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہیں۔ اب ان پر قبضہ دیوبندی گروپ کا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

اسی دور میں فروغ تعلیم کی ایک اور تحریک چلی اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ قدیم اسلامی تعلیم کا نصاب حالات کے تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے اس کی اصلاح کے ساتھ جدید تعلیم کو اس میں جگہ دی جائے تاکہ دینی اور دنیاوی تعلیم ایک ہو جائے یہ مقصد کسی حد تک قابل تعریف تھا لیکن اندرون خانہ کچھ اور ہی طوطا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدا میں اس کے خوشنامہ نعرہ کے پیش نظر بہت سے جدید علماء کرام اس میں شامل ہو گئے مگر جب ان پر اندرونی حالات مختلف ہوتے گئے یہ حضرات اس سے الگ ہوتے گئے نوبت بایں چار سید کہ سوائے چند ایک کے اس کے باقی ارکان بھی اس سے جدا ہو گئے یہ تحریک ندوۃ العلماء کے نام سے ۱۳۰ھ ۱۸۹۳ء میں قائم ہوئی اس مذہبی و تعلیمی تنظیم کا مرکز مدرسہ فیض عام کانپور تھا۔ ندوہ کا قیام بظاہر تو بواخوش آئند تھا لیکن درون خانہ یہ جلد ہی مختلف النوع مذہبی اختلاف کا گڑھ بن گیا ندوہ کے اجلاسوں میں غیر مقلدوں، رافضیوں اور نیچریوں نے نہ صرف بڑی تعداد میں شرکت کی بلکہ اتحاد بین المسلمین کے نعرے کا سارا لہجہ ندوہ پر قبضہ کر لیا اور ندوہ کے پلیٹ فارم کو اپنے عقائد کے پرچار کیلئے استعمال کرنا شروع کیا اس سے مذہبی اختلاف بڑھا اور تفرقہ بازی کو بوالہلی (۳۰) ندوہ کی حمایت اور مخالفت میں بڑی تعداد میں کتابیں لکھی گئیں، رسالے شائع ہوئے، اشتہار تقسیم ہوئے، مراسلت ہوئی، جلسے ہوئے، تقریریں ہوئیں، ندوۃ العلماء کی حمایت اور مخالفت کا جائزہ ایک بسیط مقالہ کا مستقاضی ہے سرسری جائزہ کیلئے ملاحظہ ہو (۱) یادگار شبلی، مولفہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۳۵۷ھ (ب) ندوۃ العلماء کی بین الاقوامی کانفرنس، مضمون نگار سید حسن شفیعی ندوی مطبوعہ روزنامہ حریت کراچی ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء (ج) حیات شبلی، مولفہ سید سلیمان ندوی مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۳ء (د) سیوف العنود علی دامنہ الندوہ، مولفہ سید امیر احمد مجددی فضل رحمانی مطبوعہ بریلی ۱۳۱۵ھ (۵) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ (۶) مکتوب علماء و کلام اہل صفاء، مرتبہ سید محمد عبدالکریم قادری مطبوعہ بریلی ۱۳۱۲ھ (ز) ہمارے سچ گراں مایہ از پروفیسر انصار حسین کانپوری مطبوعہ ماہنامہ پیام حق کراچی جولائی ۱۹۵۸ء (ح) تذکرہ محدث سورتی مولفہ خواجہ رضی حیدر مطبوعہ سورتی اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء

مذہبی اختلافات کو ہوا دینے اور ان کی سرپرستی کرنے کے ساتھ غاصب انگریز حکمرانوں کی مدد سرائی ندوہ کے مقاصد میں شامل تھا اس پر پوری طرح عمل ہوا حکمرانوں کے قصائد پڑھے جانے لگے ایک جھٹک ملاحظہ ہو۔





تجربہ اس تھا اپنے متنوع علوم کو خدمت دین اور محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا خادم سمجھتا تھا جو اپنی علمی توانائیاں عظمت مصطفیٰ ﷺ کیلئے وقف کر چکا تھا جس کا مطمح نظر دین حق کی سر بلندی تھا جو انگریزی تسلط کا سب سے زیادہ دشمن تھا جس کی تعلیم و تربیت کا اثر یہ تھا کہ اس کی بارگاہ کے حاضری دینے والے بھی صحیح العقیدہ و من چکے تھے جس کو دیکھنے سننے والے سچے عاشق مصطفیٰ ﷺ بن چکے تھے جس کی تعلیم و تربیت سے تلاذامت مرحومہ کے امام بنے محدث بنے، فقیہ بنے، مصنف بنے، مثال بنے، سلطان الواعظین بنے، صدر الافاضل بنے، صدر الشریعہ، جتہ الاسلام بنے، مفتی اعظم بنے غرض کے وہ تعلیم و تربیت کا امام تھا اسی کے مقدس ہاتھوں عالم اسلام کے ممتاز جامعہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی یہ اس کے اخلاص و تقویٰ کی برکت ہے کہ یہ جامعہ آج اپنا صد سالہ جشن منارہا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ و کرمہ ﷺ منظر اسلام کی تقریب بنیادیوں ہوئی کہ مولوی غلام یحییٰ خاں سرانی دیوبندی نے اہلسنت کے روپ میں مصباح العلوم بریلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس مدرسے میں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری بطور طالب علم زیر تعلیم تھے وہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے انہیں کے دلایہ یہ بات کھلی کہ مولوی غلام یحییٰ خاں دیوبندی ہے مولانا ظفر الدین نے امام احمد رضا کے برادر خرد مولانا حسن رضا اور خلیف اکبر مولانا حامد رضا کو ہم خیال کر کے حضرت حکیم سید محمد امیر بریلی کو ان کی سیادت کے پیش نظر منتخب کیا کہ امام احمد رضا سید ہونے کی وجہ سے انکی بات نہ تالیں گے حضرت حکیم موصوف نے سب کی طرف سے امام احمد رضا سے قائل قائم کرنے کی درخواست پیش کی امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی گونا گوں تصنیفی مصروفیات اور تحریر فتاویٰ کی وجہ سے مضرت کرنی اس پر حکیم موصوف نے کہا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا گیا کہ بریلی میں دیوبندیت کو کس نے فروغ دیا تو میں آپ کا نام لوں گا امام احمد رضا نے دریافت فرمایا وہ کیونکر؟ حکیم موصوف نے فرمایا کہ آپ اہل سنت کا مدرسہ قائم نہیں کرتے اس لئے امام احمد رضا نے فرمایا کہ میں اپنی بے پناہ تصنیفی مصروفیات کی بناء پر چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم موصوف نے فوراً عرض کیا ہم لوگ مدرسہ قائم کرتے ہیں آپ تاکید فرمادیں امام احمد رضا نے اپنی تاکید کا اظہار فرمادیا جناب رحیم یار خاں کے مکان پر مولانا ظفر الدین اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ۱۳۲۲ھ میں ہوا امام احمد رضا قدس سرہ نے بخاری شریف کے درس سے مدرسہ کا افتتاح کیا منظر اسلام مدرسہ کا تاریخ بنی نام ۱۳۲۲ھ مولانا حسن رضا نے تجویز فرمایا (۳۵) ملاحظہ ہو۔ (۱) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری، مطبوعہ اسلام آباد (بہار، انڈیا) ص ۱۱۰، ۱۱۱ (ب) حیات اعلیٰ حضرت، مؤلفہ مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۱ (ج)





## عہد رضا میں

# دینی تعلیم کی اہمیت اور معیار تعلیم

از۔۔۔۔۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

ہندوستان کی تاریخ کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات یقین کے اجالے میں آجاتی ہے کہ ہندوستان کی علمی تاریخ اس قدر روشن ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے تعلیم اور توسیع و اشاعت کے متعلق اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا حق بجانب ہو گا کہ مسلمان جس ملک میں گئے ان کے ایک ہاتھ میں فتح و نصرت کی تلوار اور دوسرے ہاتھ میں علم و فن کا چراغ ہوتا تھا جو ملک ان کے زیر نگیں آیا فضل و کمال، علم و ہنر کی بزم چرخ افلاک پر پا کر دی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مسلمان جب جزیرۃ العرب سے باہر نکلے تو ان کے ایک ہاتھ میں فتح و نصرت کا علم تھا اور دوسرے ہاتھ میں قلم۔ جس ملک کو فتح کیا وہاں ہساطر رزم پلٹ کر بزم علم و فن آراستہ کر دی جہاں گئے وہاں کی دنیا بدل دی انہیں کی بدولت ایران سرچشمہ علم و فن بن گیا، ان کی توجہ سے مصر طرابلس، الجزائر کے وحشی دنیا کے معلم بن گئے اندلس میں ایسی شمع روشن کی کہ جس سے پورا یورپ روشن ہو گیا اور دنیا کے سامنے ہم فخر سے کہنے لگے۔

قصص کی تیلیوں سے لیکے شاخ آشیاں تک ہے

مری دنیا یہاں سے ہے میری دنیا وہاں تک ہے

مسلمانوں نے عالم کو متاویا کہ علم صحرائیں ہمارا رفیق ہے تھائی میں ہمارا مونس، علم خوشی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور مصیبت میں ہمت قائم رکھتا ہے۔ دوستوں میں علم ہماری زینت کا باعث ہے اور دشمنوں کے خلاف ڈھال کا کام دیتا ہے علم ہی انسان کو مینارِ نور بنا دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے دیگر اقوام سے بھی علوم حاصل کئے ہیں لیکن مسلمانوں کا کمال یہ ہے کہ ان کی خامیوں کو دور کیا۔ پھر اپنی تحقیق سے مفید اضافے کئے اور انہیں رتبہ کمال تک پہنچا دیا ارسطو و افلاطون سے فلسفہ و حکمت

حاصل کئے لیکن ان علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ خود استاد بن گئے لہٰذا سینا لکھن رشید امام غزالی، فارابی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے حکماء پیدا ہوئے جنہوں نے ان سارے علوم کو دین اسلام کا خادم بنادیا اور انہیں علوم کے ذریعہ اسلام کی برتری اور حقانیت سارے عالم پر ثابت کر دی۔

### ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی تاریخی حیثیت :-

یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ مسلمانوں کیلئے حصول علم دین زندگی کو باوقار بنانے کیلئے لازمی جز ہے تعلیم و تعلم کو ایک مسلمان باعث برکت اور موجب فلاح دارین سمجھتا ہے اس کار خیر میں سعی پیہم اسلامی تشخص کیلئے انتہائی ضروری ہے اسی جذبہ خیر کے تحت شباب الدین غوری نے ۷۵۷ھ میں امیر شریف میں متعدد مدرسے قائم کئے (جامع الماثر حسن نظامی ٹیٹا پوری) محمد تغلق کے زمانہ کی ایک عصری تصنیف میں ہندوستان کے سیاحوں کی زبانی منقول یہ صرف ہندوستان کے پائے تخت دہلی میں اس وقت ایک ہزار مدرسے تھے جن میں ایک شافعیوں کا تھا اور باقی سب حنفیوں کے (صحیح الاعشی قلندی جلد ۵ ص ۶۹) یہ تو آغاز کا حال تھا انجام تو حیرت ناک ہے اور نگزیب عالمگیر کے زمانے کا ایک یورپین سیاح چکستان بالگوٹر ہاشن سندھ کے ایک شہر ٹھٹھہ کے متعلق لکھتا ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں مختلف علم و فن کے چار سو مدرسے ہیں (ہندوستان عہد عالمگیری میں۔ مرزا سیاح اللہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی مذاہب کی بنا پر ہمیشہ تعلیم و تعلم کو کار خیر خیال کرتے رہے ہیں اس لئے ہندوستان میں مسلمانوں نے مدارس اسلامیہ کے قیام میں نمایاں حصہ لیا۔

چند مشہور مدارس کا تذکرہ پیش ہے جس سے مسلمانوں کی ہندوستان میں علمی کارگزاریوں کا اندازہ آسانی سے ہو جاتا ہے اور عمدہ رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت کا جائزہ آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔

### سندھ کے مدرسے :-

- (۱) مدرسہ فیروزیدہ۔ ناصر الدین قباچہ نے ۶۲۴ھ میں قائم کیا منہاج الدین ابو عمرو عثمان بن محمد بن عثمان جو زانی صدر تھے۔
  - (۲) مدرسہ مٹان۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا مٹانی کی خانقاہ میں مدرسہ قائم ہوا۔ شیخ موسیٰ درس دیتے۔
  - (۳) مدرسہ سیوستان۔ ۷۳۴ھ میں ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں ذکر کیا ہے میں اس شہر کے بڑے مدرسہ میں اتر اور اس کی چھت پر سوتا تھا۔
  - (۴) مدرسہ بھٹو۔ نجم الدین محمد رفیع سندھی (م ۶۹۰ھ) نے اپنے شیخ معین الدین کی حیات میں بنوایا تھا۔
- کشمیر کے مدرسے :-



(۵) مدرسہ قطب الدین پورہ۔ سلطان قطب الدین کشمیری م ۹۶ھ نے بنایا۔

(۶) مدرسہ سلطان زین العابدین۔ تاریخ کشمیر۔

(۷) مدرسہ سری نگر۔ مرزا بابا الدین تونی نے ۱۱۰ھ اور ۱۱۳ھ کے درمیان بنایا۔

**پنجاب کی درسگاہیں:-**

(۸) مدرسہ لاہور۔ علامہ محمد قاضی بد قش نے ۱۰۴۳ھ میں بنوایا (ماثر الاکرام)

(۹) مدرسہ سیالکوٹ۔ علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی نے قائم کیا۔

(۱۰) مدرسہ تھانیہ۔ شیخ عبدالحکیم نے تعمیر کیا۔

(۱۱) مدرسہ نارنول۔ شیخ نظام الدین نے نارنول کی خانقاہ (م ۷۹۳ھ) میں بنوایا

**دہلی کی دانش گاہیں:-**

(۱۲) مدرسہ معزیہ۔ قطب الدین ایبک نے اسکی بنیاد ڈالی۔

(۱۳) مدرسہ ناصرہ۔ سلطان شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۱۴) مدرسہ فیروزہ۔ فیروز شاہ دہلی نے ۷۵۵ھ میں بنایا۔

(۱۵) مدرسہ علامہ تلمیسی۔ (مختار التواریخ)

(۱۶) مدرسہ مولانا ساء الدین۔ ۹۰۱ھ میں قائم ہوا۔

(۱۷) مدرسہ شیخ فرید شکر خج۔ شیخ علاء الدین نے بنوایا۔

(۱۸) مدرسہ ماہم تنگم۔ اکبری دہلی ماہم تنگم نے بنوایا تھا۔

(۱۹) مدرسہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ جماعتگیر نے بنوایا

(۲۰) مدرسہ شاہجہاں۔ شاہجہاں نے ۶۰ھ اور ۶۶ھ کے درمیان بنوایا تھا۔

(۲۱) مدرسہ فتح پوری تنگم۔ شاہجہاں کی بیوی فتح پوری تنگم نے ۶۰ھ میں بنوایا۔

(۲۲) مدرسہ اکبری آبادی تنگم۔ شاہجہاں کی دوسری زوجہ نے ۴۰ھ میں بنوایا۔

(۲۳) مدرسہ میر جملہ۔ میر جملہ نے بنوایا۔

(۲۴) مدرسہ عنایت اللہ خان۔

(۲۵) مدرسہ غازی الدین خان۔ وزیر غازی الدین خان نے ۱۱۶۵ھ میں بنوایا۔

(۲۶) مدرسہ والدہ غازی الدین خان۔ غازی الدین خان کی والدہ نے بنوایا۔

(۲۷) مدرسہ حضرت شاہ ولی اللہ۔

(۲۸) مدرسہ بازار دربیہ۔ نواب روشن الدولہ نے ۱۱۳۳ھ میں بنوایا۔

(۲۹) مدرسہ اراد احمد خان۔ ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہوا۔

(۳۰) مدرسہ شاہ حسین ۱۱۳۸ھ میں تعمیر ہوا۔

**آگرہ کی تعلیم گاہیں :-**

(۳۱) مدرسہ شیخ رفیع الدین۔ یہ مدرسہ آگرہ میں شیخ رفیع الدین حسینی شیرازی محدث سے منسوب ہے۔

(۳۲) مدرسہ زبید۔ شیخ زین الدین خوانی (م ۹۴۱ھ) نے بنوایا۔

(۳۳) مدرسہ مفتی ابوالفتح۔ مفتی ابوالفتح ابن عبدالغفور تھانی نے ۹۸۶ھ میں بنوایا۔

(۳۴) مدرسہ اکبر آباد۔ شہنشاہ اکبر نے بنوایا۔

(۳۵) مدرسہ خس۔ مولانا علاء الدین لاری نے ۹۶۹ھ میں پھونس سے بنایا۔

(۳۶) مدرسہ جامع مسجد۔ شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم نے بنوایا۔

(۳۷) مدرسہ اکبر۔ شہنشاہ اکبر نے بنایا۔

(۳۸) مدرسہ ابوالفضل۔ علامہ ابوالفضل کی طرف منسوب ہے۔

(۳۹) مدرسہ البنات۔ یہ مدرسہ فتح پور کے محلوں کے قریب ہے۔

(۴۰) مدرسہ گوالیار۔ امیر رحیم داؤد نے بنایا۔

(۴۱) مدرسہ قنوج۔ شیخ علی اصغر قنوجی نے بنوایا۔

(۴۲) مدرسہ فرخ آباد۔ نواب محمد خان بخش نے بنوایا۔

**جونپور، بھار اور بنگال کے مدرسے :-**

(۴۳) مدرسہ قاضی شاہ الدین۔ لہ اہم شرعی نے بنوایا۔

(۴۴) مدرسہ راجی سنگم۔ شاہ محمود کی زوجہ راجی سنگم نے بنوایا۔



(۳۵) مدرسہ عزیز اللہ، جنید برلاس نے بنوایا۔

(۳۶) مدرسہ شیخ محمد افضل، شیخ محمد افضل عثمانی کا مدرسہ ہے صاحب خمس یازندہ اور صاحب منظرہ رشیدیہ جیسے نایضہ روزگار یہاں سے نکلے۔

(۳۷) مدرسہ شیخ رشید۔

(۳۸) مدرسہ بنارس، شیخ نظام نے بنا قائم کی۔

(۳۹) مدرسہ پٹنہ، نواب صیف الدین خاں نے ۱۷۰۷ھ میں بنوایا۔

(۵۰) مدرسہ اسلامیہ شمس اللہ دی پٹنہ، الحاج نور الہدی نے بنایا۔

(۵۱) مدرسہ نور الہدی پوکھریہ، مولانا محی نے اس کی بنیادی۔

(۵۲) مدرسہ دان پور، نواب آصف نے بنیادی۔

(۵۳) مدرسہ مجیبہ خانقاہ پھلواری شریف۔

(۵۴) مدرسہ شاہ آباد۔

(۵۵) مدرسہ اورنگ آباد۔

(۵۶) مدارس رنگ پور، مختیار خلیفی۔

مالوہ اور خاندیش کی تعلیم گاہیں :-

(۵۷) مدرسہ مندو، ہوشنگ، شاہ غوری نے بنایا۔

(۵۸) مدرسہ محمودیہ، محمود شاہ خلیفی نے مندو میں ۸۳۹ھ میں بنایا۔

(۵۹) مدرسہ غیاثیہ، غیاث الدین بن محمود کبیر خلیفی نے بنایا۔

(۶۰) مدرسہ ظفر آباد، سلطان غیاث الدین خلیفی نے بنایا۔

(۶۱) مدرسہ اجین، محمود شاہ خلیفی نے بنایا۔

(۶۲) مدرسہ سارنگ، محمود شاہ خلیفی نے بنایا۔

(۶۳) مدرسہ راکسن، خانم الملک مالوہ کے شہر راکسن میں ۸۹۰ھ میں بنوایا۔

(۶۴) مدرسہ عادل پور، عادل شاہ بہان پور نے بنایا۔

(۶۵) مدرسہ برہان پور۔ جس میں شیخ طاہر بن یوسف سندھی درس دیتے تھے۔

گجرات میں مدرسے :-

(۶۶) مدرسہ عثمانپور۔ شیخ عثمان نے بنایا۔

(۶۷) مدرسہ نیر الدہ۔ مولانا قاسم بن محمد نیر درس دیتے تھے۔

(۶۸) مدرسہ احمد آباد۔ سرکھیز میں بنایا گیا۔

(۶۹) مدرسہ محمد طاہر پٹنی۔

(۷۰) مدرسہ علامہ وجہ الدین۔

(۷۱) مدرسہ احمد آباد۔ سیف خاں جماعتگیری نے ۱۰۳۲ھ میں بنوایا۔

(۷۲) مدرسہ شیخ الاسلام خاں۔ مولانا اکرام الدین نے ۱۱۵۹ھ میں بنوایا۔

(۷۳) مدرسہ زاہد بیگ سورت میں حاجی زاہد بیگ نے ۱۰۴۰ھ میں بنوایا۔

(۷۴) مدرسہ ظفر یاب خاں۔ ظفر یاب نے سورت میں بنایا۔

اوڈھ کے تعلیمی ادارے :-

(۷۵) مدرسہ لکھنؤ۔ شیخ محمد بن ابی البقاء محمد اعظم نے بنایا۔

(۷۶) مدرسہ امینٹی۔ حسن سارنگپوری نے قائم کیا۔

(۷۷) مدرسہ ملا چیون۔ عبدالقادر بن احمد امینٹی نے بنایا۔

(۷۸) مدرسہ شاہ پیر۔

(۷۹) مدرسہ فرنگی محل۔ استاذ العلماء ملا نظام الدین عالمگیر نے فرنگی تاجر سے خرید کر دیا۔

(۸۰) مدرسہ منصورہ۔ ملا احمد اللہ بن شکر اللہ نے ۱۱۳۶ھ میں بنایا۔

(۸۱) مدرسہ بلتھرام۔ علامہ عبدالجلیل بلتھرامی نے بنایا۔

(۸۲) مدرسہ قاضی قطب الدین۔

(۸۳) مدرسہ سلطانہ۔

(۸۴) مدرسہ امجد علی شاہ، ثواب امجد علی شاہ نے لکھنؤ میں قائم کیا۔



(۸۵) مدرسہ سلون۔ ضلع راجہ بریلی کا ایک قصبہ ہے۔

بھیل کہنے کے تعلیمی مراکز:-

(۸۶) مدرسہ معزیہ۔ ۱۳۰ھ میں بدایوں میں قطب الدین ایبک نے بنایا۔

(۸۷) مدرسہ فتح خان۔ فتح خاں نے آٹوہ میں بنایا۔

(۸۸) مدرسہ ضابطہ خاں۔ نواب ضابطہ خاں نے مراد آباد میں بنایا۔

(۸۹) مدرسہ حافظ رحمت خاں۔ شاہجہاں پور شہر کے کنارے بنایا۔

(۹۰) مدرسہ بریلی۔ حافظ رحمت خاں نے بریلی میں بنایا۔

(۹۱) مدرسہ اہل سنت۔ حضرت علامہ نقی علی خاں نے بریلی میں قائم کیا۔

(۹۲) مدرسہ جلی بھیت۔ حافظ رحمت خاں نے ۱۱۸۱ھ میں قائم کیا۔

نہ کن کے تعلیمی مراکز:-

(۹۳) مدرسہ ایلچپور۔ ۱۷۵۰ھ میں صدر خان نے بنایا۔

(۹۴) مدرسہ محمود گادان۔ وزیر عماد الدین محمود گیلانی نے بنایا۔

(۹۵) مدرسہ طاہریہ۔ یہ مدرسہ احمد نگر میں قلعہ کے اندر ہے۔

(۹۶) مدرسہ برہانیہ۔ احمد نگر میں برہان نظام شاہ نے ۱۲۹ھ میں بنوایا۔

(۹۷) مدرسہ عالیہ بجاپور۔ علی عادل شاہ نے بنایا۔

(۹۸) مدرسہ علویہ۔ علی محمد نے بجاپور میں بنوایا۔

(۹۹) مدرسہ حیدر آباد۔ محمد قلی صاحب شاہ نے ۱۲۰۶ھ میں بنوایا۔

(۱۰۰) مدرسہ حیات نگر۔ حیات النساء عید اللہ قطب شاہ کی والدہ نے بنوایا۔

(۱۰۱) مدرسہ گوگندہ۔ محمد بن خاتون عامل نے بنوایا۔

(۱۰۲) مدرسہ اورنگ آباد۔ محمد غیاث الدین خاں نے ۱۱۳۸ھ میں بنایا۔

(۱۰۳) مدرسہ بدواس۔ نواب محمد علی خاں نے بنوایا۔

(۱۰۴) مدرسہ نظامیہ۔ عثمان خاں نے بنایا۔

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انگریزوں کے قدم پورے طور سے جم گئے مسلم مفکرین علماء و دانشوروں نے بد وقت کا بل ستائش اہم قدم اٹھایا ہمارے نگاہ نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے سبب اب انگریز اور مسلم دشمنی بھر ماند ذہنیت رکھنے والے، مسلمانوں کی مذہبی زندگی کی تاریکی کیلئے نت نئے فتنے برپا کریں گے اور مفتوحہ قوم اپنے ہی قوی اور مذہبی خصائص و روایات کو کیسے چائے گی ہمارے مفکرین نے دور بینی کا بھرپور ثبوت دیا کہ سیاسی اقتدار کی محرومی کے بعد تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے اپنی قومیت کا تحفظ کیا جاسکتا تھا اس لئے ان لوگوں نے ہر علاقے میں مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا الحمد للہ اس کے اثرات آج تک قائم ہیں مدارس کے ذریعہ قوم و ملت کی بھرپور آبادی ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان اپنے اسلامی تشخص کے ساتھ زندہ ہے۔

انگریزی حکومت سیاست کی ترویج و اشاعت میں جٹ گئی اس نے انگریزی اسکولوں کے نصاب تعلیم میں بائبل کو لازمی قرار دیا جو طلباء انگریزی پڑھتے تھے آسانی سے سیاست قبول کر لیتے ہندوستان کی ہندی قوم نے انگریزی تعلیم کو قبول کر لیا کہ نوکری حاصل کرنے کا یہی آسان ذریعہ ہے اور انگریزی حکومت کی خوشنودی بھی اس سے حاصل ہو جائیگی جس سے خوب سے خوب فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ اونچے کلاس کے ہندو اور آدی واسی کی بڑی آبادی آسانی سے عیسائی ہو گئی۔ اس وقت علماء کرام نے اپنی فکری بصیرت کا ثبوت دیا کہ انگریزی تعلیم کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا جس کا مسلم قوم نے بھرپور استقبال کیا ڈاکٹر نذیر احمد نے لکھا ہے کہ ان کے والد سے پرنسپل نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے لڑکے کو انگریزی بھی پڑھائی جائے تو انہوں نے فرمایا مجھے اپنے لڑکے کا مرجانا منظور ہے لیکن انگریزی پڑھانا منظور نہیں ہے اس کے باوجود اس زمانہ میں ایسے کچھ دانشور آگئے جنہوں نے سوچا کہ قوم کی جہاں ذہنی سطح بلند رہے وہیں اقتصادی حالات بھی بہتر رہیں ان لوگوں نے ایسے ادارے قائم کئے جہاں عصری تعلیم یافتہ جدید تعلیم کے حصول کیلئے انگریزی زبان کی حیثیت سے پڑھیں گے مگر نصاب تعلیم دینیات بھی لازمی ہوگی اس نظریہ کی تکمیل کیلئے دو بڑے ادارے وجود میں آئے ایک مسلم علی گڑھ یونیورسٹی دوسرا عثمانیہ یونیورسٹی۔

سر سید احمد کے نزدیک تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ قوم کی ذہنی سطح بلند ہو اور معاشرتی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے امرتسر میں ۱۸۸۳ء میں انہوں نے تقریر کی کہ اگر تم آسمان کے تارے ہو گئے۔

تو کیا۔ جب تم علم اور اسلام کے نمونہ ہو گے جب ہی ہماری قوم کی عزت ہوگی مسلمانوں کو لازم ہے کہ عربی فارسی کی تحصیل کو نہ چھوڑیں۔ یہ ہمارے باپ دادا کی مقدس زبان ہے اور ہمارے قدیم ملک کی زبان ہے جو فصاحت و بلاغت میں



لاگائی ہے۔ مگر افراد و تفریط نہ ہو اس زبان میں ہمارے مذہب کی ہدایتیں ہیں لیکن جب کہ ہماری معاش، ہماری بہتری، ہماری زندگی بہ آرام سر ہونے کے ذرائع انگریزی زبان سیکھنے میں ہیں تو ہم کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اس نظریے کے تحت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم مرتب ہوا اور موجودہ شعبے قائم ہو گئے۔

عثمانیہ یونیورسٹی ایک ایسی یونیورسٹی قائم ہوئی جس میں علوم و فنون کے طور طریقے، رنگ و ڈھنگ، مشرقیت کے اجزائے عناصر شریک کئے گئے۔ دینیات کی تعلیم کے ساتھ جدید جتنے شعبے تعلیم گاہوں کے تھے اس کو شامل کیا دوسری زبانوں میں جو علمی شاہکار تھے ان کو اردو زبان میں منتقل کیا عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں مسلم الہیات، ہدایہ، حجازی ری اور ترمذی شامل ہے اس نصاب تعلیم سے اس ادارہ کا معیار تعلیم سمجھ میں آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا دور تعلیمی عروج کا دور تھا اس عہد میں جدید و قدیم دونوں علوم کے بے شمار ماہرین اپنا علمی جوہر پیش کر رہے تھے۔ اور علم کی آڑ میں باطل تحریکوں اور گمراہ کن نظریات کو زور و شور سے پیش کرنے کیلئے حکومت کی سرپرستی بھی حاصل تھی اسلامی تشخص کو پامال کرنے کیلئے بے دریغ پریس پر خرچہ ہو رہا تھا ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت کے اسلامی عقائد اور تعلیم کی احیائی ایک مستحسن کوشش جامعہ منظر اسلام کی شکل میں ایک جامع یونیورسٹی قائم ہو گئی جہاں سے بے شمار علمی و روحانی شخصیتیں وجود میں آئیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کے فیض رسانی کا کمال تھا کہ صدر الافاضل، صدر الشریعہ، ملک العلماء، مولانا عبد العظیم صدیقی، قیصر الاسلام، عید السلام، مولانا عبد السلام، مولانا عبد الرحیم، حضور مفتی اعظم ہند اور برہان ملت جیسے بے شمار نامور روزگار کو علم اور دین روشن کا منار بنادیا۔ جنہوں نے دنیا کے ایک بڑے خطے کو اپنی فیض رسانی سے بہتے نور بنادیا اور اس دور کے ملحدانہ نظریات کا مقابلہ کرنے کا سامان فراہم کر دیا اور نوع انسانی کو اسلام کے چشمہ صافی سے روشناس کر دیا۔ جو اعلیٰ حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے آپ نے اپنی علمی تحریروں سے مغرب زدہ ذہنوں کی صفائی اور سائنس ہی کے ذریعہ سائنس کے مارے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی روشنی عطا کر دی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت کے عہد میں ہندوستان کے مراکز کی حیثیت دہلی، اجیر، بدایوں، ٹونک، لکھنؤ، بریلی، جو پور، اور خیر آباد کو حاصل تھی جہاں علماء کی عظیم ترین شخصیتیں ہر وقت تعلیم و تربیت میں لگی ہوئی تھیں۔ اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے ہمہ جہت ترقی کے منازل روز و شب طے فرما رہی تھیں وہیں اسی عہد میں مدارس کے قیام کی ایسی تحریک چل پڑی تھی کہ اکثر بستیاں اور ہر شہر میں تعلیمی ادارے قائم ہو گئے جہاں باضابطہ طور پر دینی تعلیم کے حصول کی آسائیاں ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جگہ علماء وجود میں آ گئے جو علمی تفکری رکھنے والے کسی شخص کیلئے حصول

فیض کا ذریعہ بن سکیں۔

اعلیٰ حضرت کے عہد میں نصاب تعلیم کو دیکھنے کے بعد ہندوستان کے معیار تعلیم کی بلندی کا پتہ چلتا ہے اس عہد کا نصاب تعلیم مندرجہ ذیل ہے پڑھے اور اپنی تعلیمی معیار پر فخر کیجئے۔

(۱) صرف، میزان، مشعب، پنج گنج، زبدہ، دستور المبتدی، صرف میر، علم الصبیغہ، فصول اکبری، شافیہ۔

(۲) نحو۔ نحو میر، مائتہ عامل، شرح مائتہ عامل، ہدایہ النحو، کافیه، شرح جای۔

(۳) بلاغت۔ مختصر المعانی، مطول تامانہ قلت۔

(۴) ادب۔ نکتہ الیمین، سببہ مطلقہ، دیوان منتقی، مقامات حریری، حماسہ۔

(۵) فقہ۔ شرح وقایہ اولین، ہدایہ آخرین۔

(۶) اصول فقہ۔ نور الانوار، توضیح کوکب، مسلم الثبوت۔

(۷) منطق۔ صفری، کبری، ایبا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، ملا حسن، حمد اللہ

، قاضی مبارک، میرزا ہد رسالہ، حاشیہ غلام یگی میرزا ہد، ملا جلال، اور کین یحییٰ، بحر العلوم، شرح مسلم، حاشیہ عبد العلی، میرزا ہد رسالہ اور شرح ملا یحییٰ بھی داخل نصاب تھیں۔

(۸) حکمت۔ بیذی، صدر، شمس بازغہ۔

(۹) کلام۔ شرح عقائد نسفی، خیالی میرزا ہد امور عامہ۔

(۱۰) ریاضی۔ تحریر اقلیدس مقالہ اولی، خلاصۃ الحساب، تفسیر، شرح تشریح، شرح چمنی۔

(۱۱) فرائض۔ شریفیہ۔

(۱۲) مناظرہ۔ رشیدیہ۔

(۱۳) تفسیر۔ جلالین، بیضاوی۔

(۱۴) اصول حدیث۔ شرح بحیۃ الفکر۔

(۱۵) حدیث۔ بخاری، مسلم، مؤطا ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

مذکورہ شواہد سے ہم یقین کے اجالے میں آگئے ہیں کہ عہد رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت ساری دنیاوی تعلیم سے زیادہ تھی اور معیار تعلیم اتنا اونچا کہ اکثر طلباء درسی تعلیم سے فراغت کے بعد علم کا قطب مینار سمجھے جاتے تھے تو ان کے اساتذہ کا کیا کہنا۔



## بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظر یئہ تعلیم و تربیت

تخریر :- صفی احمد رضوی، سابق مدرس منظر اسلام مال مقیم انگلینڈ

### ایک ہمہ جہت شخصیت :-

اگر ہم کسی ایسے بڑے انسان کے بارے میں سوچیں جو کشور و فن کا تاجدار، میدان تصنیف و تالیف کا شہسوار، کمال و مہارت میں یکمائے روزگار ہو جو حاکمی کتاب و سنت ماحی، عدالت و بدعت اور قاطع و ہدایت ہو جو نہ صرف قرآن مجید کا حافظ بلکہ کتب دینیہ قدیمہ و جدیدہ کا بھی حافظ اور عقائد اہل سنت کا محافظ ہو جو نہایت ذہین فطن پر خلوص مبلغ دین اور عاشق سید انبیاء و مرسلین ہو جو محسن اہل اسلام نائب رسول انام اور بانی منظر اسلام ہو تو بلاشبہ ہمارے سامنے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی ذات عالی صفات جلوہ گر ہو جائیگی۔ یہ تک امام موصوف یکمائے زمانہ اور علم و فن میں یگانہ تھے ملک سخن کے شاہ حق پرست حق گو اور حق آگاہ تھے اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی شخصیت چلتی پھرتی دارالعلوم تھی تو بالکل درست ہو گا کیونکہ طالبان علوم دور دور سے آکر دارالعلوم میں علم و حکمت کے موتی چننا کرتے ہیں امام موصوف صرف بریلی میں مسند نشین تھے، اور طالبان علم و دانش اور متلاشیان حق و صداقت اطراف عالم سے آکر آپ کے چشمہ علم و دانش سے سیراب ہوا کرتے تھے آپ نے اسلام کے کھلے دشمنوں اور گندم نما جو فرودشیوں کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کا ایسا کارنامہ سر انجام دیا جس کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی نیز دین حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنے فرزند ان زیشان اہل خاندان اور دیگر صاحبان علم و عرفان کی ایسی ٹیم تیار کی جو آپ کے نقش قدم پر چلتی رہی۔ کارواں بیتارباب حق کا آفتاب ضو فشاں ہو جا رہا اور باطل کے بادل چھٹتے رہے اور اب عالم یہ ہے کہ پوری دنیا میں امام احمد رضا کی دینی و علمی خدمات کو سراہا جا رہا ہے اور آپ کا نام عزت و احترام کے ساتھ لیا جا رہا ہے۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ منک تیری

گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام مبارک تیرا

### جامع شریعت و طریقت :-

حضور غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک

مشائخ شریعت دوسرے مشائخ طریقت حصول فضل و شرف کے یہی دو دروازے ہیں اور ان دونوں دروازوں پر حاضری ضروری ہے (حوالہ فتح ربانی مجلس ۴۴)

مگر کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں جو شریعت و طریقت دونوں کا عظم ہوا کرتی ہیں جن پر خدا کا خاص فضل ہوا کرتا ہے جیسو خدا علم شریعت و طریقت کی اشاعت و تبلیغ کیلئے قائم کرتا ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ عند اللہ عالم وہ ہے جو علم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہو تا ہے ان العالم عند اللہ من علم علم الظاہر و الباطن (فتوحات مکیہ باب ۳۵۴)۔

آئے دیکھیں کہ امام احمد رضا جنہوں نے اپنی کتابوں میں شیخ اکبر کو وارث مصطفیٰ اور سید الرکاشین کے القاب سے یاد کیا ہے اس معیار پر کتنے پورے اترتے ہیں امام احمد رضا کے اقوال و ارشاد پڑھئے اور ان کے سلسلہ تصوف پر نظر ڈالئے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے جامع تھے آپ شیخ شریعت بھی تھے اور شیخ طریقت بھی مگر آپ پر شریعت ظاہر و باطن کیونکہ آپ کا عمد خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے کا متقاضی تھا۔

## امام احمد رضا اور وحدت الوجود :-

سلسلہ تصوف کے تمام اکابر جس مسلک خدا رسی پر گامزن رہے ہیں وہ وحدت الوجود ہے قدیم ترین صوفی حضرت ذوالنون مصری م ۲۴۵ھ نے اس مسلک کو حوالہ کل سے تعبیر فرمایا ہے۔ (فتوحات الانس ج ۱) ہمہ اوست اسی کا ترجمہ ہے حضرت ابن عربی نے اس کو وحدت الوجود کا نام دیکر آسان تر کر دیا ہے امام احمد رضا بھی اسی مسلک کے قائل تھے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ اسماء مظہر صفات ہے اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بد اسطریا یا سائکا (ملفوظات) کو جو ہستہستی بذات واجب تعالیٰ کیلئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب اسی کی غل و پر تو ہیں تو حقیقہ وجود ایک ہی تھرا (ایضاً)

امام احمد رضا کا یہ قول سورہ حدید کی تیسری آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے وہی اول آخر ظاہر باطن ہے۔

## حضور غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ :-

”اللہ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے اور ذات کے ساتھ باطن ہے ذات کو صفات سے اور صفات کو افعال سے چھپایا

ہے ظہر بصفات و بطن بذاتہ جب الذات بالصفات و تجب الصفات بالافعال“ (فتوح الغیب مقالہ ۷۲)

امام احمد رضا حضور غوث اعظم کے صرف عاشق صادق ہی نہیں تھے بلکہ ان کے رموز معرفت سے آشنا بھی تھے



امام احمد رضا کے قول کو غوث اعظم کے قول کے آئینے میں دیکھئے اور پھر ارشاد لکن عربی کی تصدیق کیجئے کہ عند اللہ  
اسلام ہے جو علم شریعت اور علم طریقت کا جامع ہو۔

## علم باطن کا ادنیٰ درجہ:-

امام احمد رضا سے یہ سوال کیا گیا کہ علم باطن کا کوئی درجہ کیا ہے؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن  
نے فرمایا ہے کہ کوئی درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز  
حدیث میں فرمایا ہے کہ صحیح کراس حالت میں تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا کوئی درجہ یہ کہ عالم سے  
بابت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائیگا۔ (ملفوظ ج اول)

امام احمد رضا کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اولیاء کرام صوفیاء اسلام اور ارباب فقر و معرفت کے مسلک حق رسی  
سے واقف تھے جیسا کہ ان کی تصدیق کی ان سے محبت کی اور محبت کرنے کا درس دیا امام موصوف کے کتب و رسائل ان کے  
اند فکر کے صحیح ترجمان ہیں آپ کے دور پر فتن میں اولیاء و ششی اور بد عقیدگی کی آندھیاں چل رہی تھیں مگر یہ امام احمد رضا  
تھے جنہوں نے علوم شریعت و طریقت کا چراغ جلایا رکھا انہوں نے طریقت اور علماء طریقت کی حمایت کیوں فرمائی؟ اس  
لئے کہ وہ خود بھی عالم طریقت تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ میں خدا وحدت الوجود پر ایمان رکھتا ہوں وحدت الوجود کی  
حقیقت میرے نزدیک اس طرح روشن ہے جس طرح سورج نصف نما میں روشن ہوتا ہے۔ انا باللہ موئن بوحادث  
الوجود و حقیقتہا جلیۃ عندی کالشمس علی رابعۃ النهار۔

## مستند معتد حاشیہ معتقد حلول و اتحاد کا ابطال:-

اس وضاحت کے باوجود امام نے قائلین حلول و اتحاد کا رد و ابطال بھی فرمایا ہے یقیناً جو لوگ حلول و اتحاد کے قائل  
ہیں وہ اسلامی صوفی نہیں ہیں بلکہ وہ غیر موحد اور زندقہ ہیں مکی الدین لکن عربی نے فتوحات مکہ میں جاہا فرمایا ہے کہ  
انہیں حلول و اتحاد جاہل اور غیر موحد ہیں۔ انا الحق کہنے کی توجیہ لولیا اسلام اور ان کے مسلک و مشرب کے مخالفین خوش  
عقیدہ مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حسین بن منصور حلاج نے انا الحق کہا ہے کیا وہ راستہ؟  
امام احمد رضا نے یہاں نہایت مقبول بات فرمائی ہے جو ہمارے لئے مشعل رہو ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرات  
منصور و حمزہ و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدا کی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کمال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گئے

جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان عمرو نے دعویٰ کیا تو محمد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے فرمایا کہ:

ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود کہا اس نے کہا جسے کناشایاں ہے آواز بھی مسحور ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنائی انا اللہ میں اللہ ہی ہوں رب سارے جہاں کا کیا درخت نے کہا تھا شاہد ہے انا نے یوں ہی یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ (احکام شریعت)

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری م ۷۴۲ھ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرمایا ہے مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ درخت سے انا اللہ کی صدا کو تو جائز قرار دیتے ہیں اور اگر یہی جملہ حسین بن منصور کی زبان سے نکل گیا تو خلاف شرع بتاتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے جس طرح حضرت عمر کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اسی طرح آپ کی زبان سے بھی کلام کیا اور یہی جواب حلول و اتحاد کے غلط تصورات کو بھی دور کر سکتا ہے۔

مولوی معنوی صاحب الکھنوی حضرت جلال الدین رومی نے فرمایا ہے کہ جب درخت سے انا اللہ کی آواز مسلم ہے تو فانی فی اللہ باقی باللہ کی زبان سے انا الحق کی آواز غیر مسلم اور قابل گرفت کیونکر ہو سکتی ہے

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کہے و انبؤ کہ گوید نیک خست

## شاہ عبد الرحمن لکھنوی موحّد کا ارشاد:-

حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی نے فرمایا ہے کہ حضرت حسین بن منصور حلاج سے انا اللہ کہنا جہت نہیں بلکہ آپ سے انا الحق کہنا جہت ہے اور حق کا نام ذات الہی کیلئے مخصوص نہیں بلکہ دوسروں پر بھی بدلا جاسکتا ہے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اس لئے حسین ابن منصور حلاج کا انا الحق قابل مواخذہ نہیں تھا عداوہ ازیں یہ جملہ ان کی زبان سے بخودی میں نکلا کرتا تھا۔ (انوار الرحمن)

حضرت موحّد لکھنوی کا یہ کلام خوب ہے بخاری شریف میں ہے کہ جنت حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے اسماء غیر مخصوصہ کا اطلاق ماسوا اللہ پر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صاحبان نبوت و نبوت اللہ کی صدا لگاتے پھر میں اور اکابر طریقت کے اقوال کو اپنی سند بنا لیں ایسے مخلوگوں کی ایام احمد رضا نے خوب



گرفت فرمائی ہے۔

امام احمد رضا کے اقوال و ارشادات مثلاً، مجاہدہ، قلب جاری، صلاح و فلاح، تقویٰ و طہارت، دل کے کبیرہ گناہ فلاح باطن اور ان جیسے دیگر مسائل تصوف کو اگر تفصیل سے لکھا جائے تو امام احمد رضا کی روحانی حیات پر مشتمل ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اخیر میں ہم ان کا ایک قیمتی بیان پیش کر کے بات ختم کرتے ہیں۔

## فلاح باطن کا مفہوم :-

امام احمد رضا نے فلاح باطن کے سلسلے میں نہایت قیمتی بات لکھی ہے جس کی قدر و قیمت وہ لوگ جانتے ہیں جو اہل دل ہیں، راہ سلوک کے مسافر ہیں، فرماتے ہیں کہ قلب و قالب رزائل سے متخلی اور فضا کل سے متجلی کر کے بتایائے شرک فحی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لا مقصود الا اللہ، پھر لا مشہود الا اللہ، پھر لا موجود الا اللہ، متخلی ہو، یعنی لولا ارادۃ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال و پر تو یہ فہمائے فلاح و فلاح احسان ہے فلاح تقویٰ میں عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز جو جہنم سے چاکر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ اور غم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون قتلائی افریقہ

## ارشادات غوث اعظم :-

امام احمد رضا نے تین اہم باتیں ارشاد فرمائیں (۱) اولاً ارادۃ غیر سے خالی ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ جب تو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ خلوت کا ارادہ کرے تو اپنے وجود سے خالی ہو جاؤ اور دلت ان مخلوق مع المولیٰ فاخل عن وجودک (فتح ربانی مجلس ۲۰)

(۲) غیر نظر سے معدوم ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ مردان حق نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں نہ غیر اللہ سے سنتے ہیں القوم لا یبصرون غیر اللہ ولا یسمعون من غیرہ (ایضاً مجلس ۱۲)

(۳) پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں، میں اور ہم، بالکل نہیں رہتا تو ہی تو ہے، کیونکہ وہی اول اثر ظاہر باطن ہے، ما فی ہذا الطریق انا ولا نحن الا انت انت (ایضاً ملفوظات) امام احمد رضا کے اقوال تصوف کو حضور غوث اعظم کے اقوال عارفانہ کے آئینہ میں دیکھئے کہ کیسی مطابقت و موافقت

پائی جاتی ہے سچ فرمایا شیخ اکبر نے کہ عالم ربانی وہ ہوتا ہے جو علم ظاہر و علم باطن کا جاننے والا ہوتا ہے بیشک امام احمد رضا مجمع البحرین تھے۔

امام نے کج سے ایک صدی پیشتر دارالعلوم منظر اسلام قائم فرمایا جو کج تک دینی و علمی خدمات سر انجام دیتا آ رہا ہے کج ضرورت ہے کہ منظر اسلام کے نصاب میں کتب تصوف کو بھی شامل کر لیا جائے تاکہ اس مرکز سے فارغ ہونے والے جامع شریعت و طریقت ہوں۔

## ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا

از: ----- شبیر رضوی کھیروی

دیکھ کر چارا نظارہ منظر اسلام کا  
دل ہوا عاشق ہمارا منظر اسلام کا  
غوث اعظم کے تصدق اعلیٰ حضرت کے طفیل  
سلسلہ جاری رہے گا منظر اسلام کا  
مفتی اعظم کے صدقہ علیت کی شکل میں  
مجھ کو بھی تحفہ ملے گا منظر اسلام کا  
شاہ والا حضرت سبحان رضا کی فکر نے  
حسن اور زیادہ نکھلا را منظر اسلام کا  
اک بریلی میں ہی بس ہوتا نہیں ہے تذکرہ  
ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا  
سارا عالم اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا  
گلستاں کچھ ایسا تمکا منظر اسلام کا  
انشاء اللہ سنوں کی بزم میں یوں ہی شبیر  
تذکرہ ہوتا رہے گا منظر اسلام کا



# منظر اسلام اور مفسر اعظم ہند

از قلم: ----- (مفتی) عبد الواحد قادری، ادارہ القرآن اسلامک فونڈیشن نیدر لینڈ

منظر اسلام کا پس منظر :- ہندوستان کی سر زمین پر جس وقت مسلمانوں کا کوئی باضابطہ دینی اور تعلیمی مرکز نہیں تھا، اس وقت دہلی، لکھنؤ (فرنگی محل) خیر آباد اور بدایوں کی محدود درسگاہوں میں طالبان علوم دینیہ اپنی دینی و علمی پیاس بجھانے کو حاضر ہوتے، اور علوم تقاسیر و احادیث نیز فقہ اسلامی سے سیراب ہو کر ملک کے مختلف گوشوں کو علمی فیاضیوں سے مالا مال کرتے تھے، اور جب مذکورہ درسگاہوں کی نومدھم ہونے لگی تو اسلامی علوم و فنون کے شائقین اور باذوق حضرات کو گریہناک و شواہیوں سے دوچار ہونا پڑا، انہیں ایام میں ہندوستان کے معتبر عالم علوم ربانی جتہ السلف سند الخلف مفتی دوراں حضرت علامہ مولانا تقی علی خان صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے شگاف دل میں یہ جذبہ دھراں پیدا ہوا کہ ایک ایسے باضابطہ دینی ادارہ کی بنیاد رکھی جائے جس سے مذہب حق اہل سنت و جماعت کو ماحولیاتی مسموم فضاؤں سے بچایا جاسکے اور اسکے ذریعہ صالح مبلغین کو علوم و فنون دینیہ سے آراستہ کر کے اسلامیان ہند کے بنیادی عقائد و اعمال کو کفر و بدعت کی آلودگی سے محفوظ رکھا جاسکے۔ چنانچہ اسی جذبہ صادق کے سہارے حضرت موصوف نے ”مصابح التہذیب“ کے نام سے ایک دینی و ملی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نہ دارالعلوم دیوبند کا وجود تھا، نہ مدرسہ اہل حدیث امرتسر و دہلی کا نشان تھا اور نہ ہی ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نام لوگوں کے حاشیہ خیال میں آیا تھا، لیکن بریلی کی سر زمین پر اسلامی تہذیب کا چراغ جل رہا تھا جس سے شر اور شر کا قرب و جوار روشن تھا حضرت موصوف کے علاوہ علامہ علمی اور دوسرے مقامی بزرگ اساتذہ کرام علوم و فنون کے گوہر شمار ہے تھے۔ مگر ”مصابح التہذیب“ کا فیضان زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا جس کی ایک خاص وجہ یہ ہوئی کہ بانی ”مصابح التہذیب“ علیہ الرحمہ کو تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی اور درس و تدریس وغیرہ سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی تھی کہ وہ ”مصابح التہذیب“ کے شعبہ مالیات کی طرف توجہ دیتے ہاں ذاتی طور پر جس قدر ممکن تھا مالی تعاون فرماتے رہے۔ بیرونی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا پھر بھی مصباح التہذیب اور اس کے بانی مہمانی نے عالم اسلام کو ایسی نادروہ اشمول شخصیتیں عطا کیں جن کے احسانات سے آج بھی اہل سنت کے سر جھکے ہوئے ہیں ان نادور شخصیتوں میں امام اہل سنت

مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا اسم گرامی تسبیح کے دانوں میں لٹام کی طرح نمایاں ہے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فراغت علمی ۱۲۸۶ھ میں ہو چکی تھی مگر آپ ہی کے ارشاد گرامی کے مطابق ”فراغت علمی کے بعد اوقات میں مہارت کاملہ حاصل کرنے کیلئے ایک راسخ العلم بھر مفتی کی ضرورت میں سات سال تک مزید دانوں نے لوب تہ کرنا پڑا“ ”دور اسخ العلم مفتی و فقیہ النفس اور طیب حافظ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ والرضوان ہی کی ذات گرامی تھی جو ان دنوں اپنے علم و فضل سے ”مصباح التہذیب“ کو مصباح التہذیب بنا رہے تھے۔

**صاحب خطبہ علمی :-** مجدد اعظم کے علاوہ حضرت علامہ علمی علیہ الرحمہ کے علمی فیضان سے کون

مسلمان واقف نہیں ہے جنہوں نے خطبہ علمی لکھ کر تمام فحشی مسلمانوں بلکہ عالموں پر احسان فرمایا ہے۔ آپ بھی اگرچہ مصباح التہذیب کے قیام سے پہلے ہی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے جد امجد اعرف العرفاء حضرت مولانا شاہ رضا علیہاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے فیض صحبت سے مستفیض و مستفید ہو کر فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ مگر مدرسہ مذکورہ میں درس و تدریس کے دوران آپ نے بارہ مہینوں کے جمعرات و اعیاد کے خطبوں کو نہایت رواں اور سہل عربی میں جمع فرمایا اور پھر ان خطبوں کو حفظ و نصائح پر مشتمل اردو اشعار سے مزین کیا تاکہ سامعین خطبہ کو قہل خطبہ سنا دیا جالیا کرے۔ آج خطبہ علمی (جو دراصل ”مصباح التہذیب“ کی دہن ہے) نہ صرف ہر صغیر ہندوپاک و بنگلہ دیش میں بے امتیاز مسلک مقبول عام ہے بلکہ یورپ و امریکہ اور افریقہ تک کی مساجد میں عموماً خطبہ علمی کے خطبات گونج رہے ہیں۔ اسی طرح مصباح التہذیب نے کئی دوسرے رہنمایان مذہب و ملت سے بھی مسلمانوں کو سرفراز کیا جو ماضی کے مؤثر عقین کی ستم نظریہ قبول کے نذر ہو گئے۔

**:-** مصباح التہذیب کے بعد بریلی کی سر زمین پر کوئی باقاعدہ دارالعلوم یا دینی جامعہ نہیں

تھا جبکہ ملک کے مختلف شہروں اور بڑی آبادیوں میں بد مذہبوں کے بڑے بڑے مدارس قائم ہو چکے تھے اور اس کے مسموم اثرات سے اسلامیان ہند متاثر بھی ہونے لگے تھے۔ ہاں بد مذہبوں کے مقابلہ میں بعض دینی ذوق رکھنے والے سنی مخیر حضرات نے بعض علاقوں میں مدارس و مکاتب قائم کیا لیکن بد مذہبیت کے تباہ کن سیلابی یلغار کو کما حقہ روک نہیں پائے اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ بد مذہبوں کے مدارس کے استحکام و وسعت کے پس پردہ سامراجی طاقت و تعاون کا عمل دخل تھا۔ جس کے اثرات کو ذرا اعلیٰ کر دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ پھر بھی صحیح العقیدہ حضرات اپنے اپنے طور پر بد مذہبوں سے ہر پرکار رہے۔ لیکن کوئی ایسی اجتماعی دینی قوت یکجا نہیں کر سکے جس کے ذریعہ بد مذہبوں اور اس کے معاونین فرنگ کو منہ توڑ



علی جواب دیا جاسکے۔ اور اس بات کا شدید احساس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے احباب و مخلصین اور متوسلین حضرات کو تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس اہم دینی ضرورت کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن عظیم البرکت اعلیٰ حضرت کو قدرت جل شانہ نے جس عظیم الشان کام کیلئے پیدا فرمایا تھا آپ اس میں شب و روز ہمہ تن مصروف عمل تھے ایک طرف کتاب و سنت کی اسلامی و ایمانی تشریحات و توضیحات سے اسلامیان ہند کے مشام ایمان کو محط اور جان ایمان کے عشق و محبت کا متوالا مارا ہے تھے تو دوسری طرف ہندو بیوں کی توہین آمیز تحریروں، ان کی دسیسہ کاریوں کا مسکت و منہ توڑ جواب لکھ رہے تھے جو ان کی لمبی زبانوں کو ہمیشہ کیلئے انھیں کے تالوؤں سے چپکا دے۔ تیسری جانب فقہ اسلامی کے ظاہری اختلافات کو توافقی و یکساں کا وہ زرین و ہرنگ لباس پہنا رہے تھے جس میں فقہ حنفی اپنے تمام تردلائل و براہین کے ساتھ فقہ اربعہ میں ممتاز و بے مثال نظر آئے اور یہ کام کسی فرد واحد یا کسی ایک شخصیت کا نہیں بلکہ اس کیلئے علماء و ائمہ کی پوری تنظیم یا کمیٹی چاہئے تھی لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تنہا اس سنگلاخ زمین میں وہ نمایاں کردار ادا کیا جو اصحاب ترجیح اور مجتہدین فی المسائل کی جماعت کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مصروفیات ہمیں پر ختم نہیں ہوتیں بلکہ چوتھی طرف پورے صغیر، وسطا و شہداء اور افریقی ممالک سے آئے ہوئے بی شمار فقہی و غیر فقہ سوالات کے جوابات اس سرعت کے ساتھ دے رہے تھے کہ آج اس کا معتدب مجموعہ بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل جہاں طور پر، ”اسلامی انسائیکلو پیڈیا“ کہلاتا ہے گویا اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ چوتھی لڑائی میں مصروف جہاں تھے اور ہر محاذ پر نہایت کامیابی کے ساتھ پیش قدمی فرما رہے تھے۔ ایسے حالات و مصروفیات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن کا مبذول ہونا عادی و مستبعد ہی ہوتا ہے۔ مگر آپ کے مخلصین احباب اور متوسلین حضرات کی جماعت اس کی کوپور کرنے کیلئے ہمہ وقت بے چین رہتی تھی۔ پر آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض مدعا کی جرأت نہیں ہوتی حالانکہ اعلیٰ حضرت کے مخلص احباب میں ایسی شخصیتیں بھی موجود تھیں جن کو چلتا پھرتا اسلامی جامعہ یا اسلامی لائبریری کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے مثلاً حضور صدر الافاضل، حضور صدر الشریعہ، شیر اسلام حضرت پیر جماعت علی شاہ، حضور محدث اعظم ہند، اور اعلیٰ حضرت کے شہر لوگان والا شان علیہم الرحمہ والرضوان، لیکن یہ سب ہی حضرات یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی ادارہ کے قیام سے قبل آپ کی صوبہ یہ معلوم کر لی جائے تاکہ آپ کی روحانی توجہات کا وہ مرکز بن جائے۔

ایک سید کی سندش :۔ بالآخر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ کے مزاج شناس احباب و متوسلین نے حضرت قبلہ سید امیر احمد صاحب کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا۔ حضرت قبلہ سید صاحب آپ کے خوش چینوں میں سے تھے۔ اکثر و

بیشتر دیگر احباب کے ساتھ خدمت میں موجود رہے۔ ایک دن موقع پا کر حضرت سید صاحب نے نہ صرف ایک دینی مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کر دیا بلکہ پر زور سفارش کرتے ہوئے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ ”حضرت! اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی ہٹاؤ اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مدرسہ قائم نہیں فرمایا اور بد مذہبیوں و ہابیوں، دیوبندیوں، مرزائیوں وغیرہم کی تعداد میں یونہی اضافہ ہوتا رہتا تو میں قیامت کے دن آپ کے آقا و مولیٰ جانِ ایمان شفیع الدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی خلاف نالاش کروں گا“ یہ سنتا تھا اور وہ بھی ایک سید زادہ کی زبان سے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ لرزہ بر اندام ہو گئے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اسی حال میں قافل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر مدرسہ ضرور قائم کیا جائے میں اسکے لئے زیادہ وقت تو نہیں دے پاؤں گا البتہ جب بھی ضرورت پڑے گی میں اس سے الگ نہیں رہوں گا ہاں اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ میں خود لو اکروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کے اخراجات کو سنبھال لیں۔

**منظر اسلام کا قیام :-** اعلیٰ حضرت عظیم المیرکت کی رائے عالی اور مدرسہ کے قیام سے متعلق آگاہی کا علم ہو جانے کے بعد آپ کے احباب و متوسلین کو بے حد خوشی حاصل ہوئی اور پھر شہر بریلی میں ”مصابح التہذیب“ کے بعد ۱۳۲۲ھ میں منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور یہ تاریخی نام آپ کے برادر عزیز حضرت علامہ استاذ من جناب حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔

**مہتمم اول :-** مدرسہ کو باضابطہ اصولی طور پر چلانے کیلئے اس کے اصول و ضوابط تیار ہوئے مجلس مشاورت و رکنگ کمیٹی کا وجود عمل میں آیا۔ اور مخصوص عمدیہ اہل علم کا انتخاب ہوا۔ نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ اکبر حضور جید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا علیہ رحمۃ السلام منظر اسلام کے پہلے سربراہ اور استاذ من علامہ حسن علیہ رحمۃ ذی المن پہلے مہتمم ہوئے، مدرسہ نے جس حسن سیرت و کامیابی کے ساتھ منزل ارتقاء کی طرف بڑھنا شروع کیا کہ حیرت معلوم ہوتی ہے۔ منظر اسلام کے صرف تین سالہ مناظر گزرے تھے کہ اس کے درس و تدریس، تربیت اخلاق و تہذیب اور حسن اہتمام نے ملک بھر کے علماء اور عوام کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ابوالفضل اولیٰ علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب مجددی رامپوری مقلقبہ سراج الدین علیہ الرحمہ (م ۱۳۳۸) نے استاذ من حضرت حسن کے دور اہتمام میں منظر اسلام کا معائنہ فرمایا۔ طلباء مدرسہ کا تحریری و تقریری امتحان لیا پھر اپنی تفصیلی رپورٹ تحریری شکل میں حضور سربراہ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی۔ اس رپورٹ کے اقتباسات سے آپ بھی اظہار اندوز ہوتے چلیں تاکہ اس اہم فی دور کے منظر اسلام کے اعلیٰ کارکردگی کا صحیح اندازہ آپ لگا سکیں۔ حضرت سراج اللہ والدین علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔





نے اپنے مشن کو جاری رکھتے ہوئے قیام مدرسہ کیلئے اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیا اور اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ بھی اپنے اوپر لے لیا۔ آپ کے احباب و تلمیذین نے حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کی سربراہی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی دعاؤں کے سایہ میں مدرسہ منظر اسلام قائم کیا جس کے بانی حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام قرار پائے اور نظامت علیا کی ذمہ داری استاذ زامن علامہ حسن علیہ الرحمہ کے تدبیر کشاہتوں میں دیدہ انگلی جنہوں نے اپنی مختصر سی مدت نظامت میں (۱۳۲۲ھ تا ۱۳۲۵ھ) منظر اسلام کو شاہرہ ترقی پر ایسا گامزن کر دیا کہ اس کے مبتدی اور متوسط طلبہ کی راسخ اعلم علماء کی بارگاہ ہوں میں بہر نفع پڑ پرائی ہونے لگی اور اس کے منتہی طلباء اپنی فراغت علمی سے قبل ہی اپنی تحریرات فتویٰ اور متداول کتب معقول و منقول کے مطالب و عبارات مختلفہ کی تفہیم و تقریر میں مثال نہیں رکھتے تھے۔

معائنہ بندہ کورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منظر اسلام نے اپنی سہ سالہ کم عمری میں ہندوستان کے مدارس عربیہ میں ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا تھا۔ جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں تھی۔ پھر ایک عالم ربانی، مجددی ولی کامل حضرت سرانج المسک والدین کی ولی قضا کی اور دعائیں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں کہ وہ مسیح تان مدرسہ اور فارغین مدرسہ ہذا کے ذریعہ نہ صرف اطراف و جوانب کی ظلمتیں اور کدورتیں کا فور ہوئیں بلکہ اس کے نور علم و عمل نے دنیا کے بیشتر براعظموں کو روشن و تابناک بنا دیا۔

**مہتمم ثانی :-** ۱۳۲۶ھ میں مدرسہ کے مہتمم اول استاذ زامن علامہ حسن بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملاں کے بعد، سربراہی کے علاوہ مدرسہ کے اہتمام کی بھی پوری ذمہ داری حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام پر آگئی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اہتمام و نظامت کے علاوہ باضابطہ درس و تدریس کا بھی سلسلہ جاری فرمایا۔ مدرسہ کے مدرس اول حضرت علامہ مولانا رحمہ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مستغنی ہو جانے کے بعد کتب معقول و منقول کے ساتھ ساتھ دورہ حدیث کی کتابیں بھی آپ کے زیر درس آجئیں اور آپ نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو نہ صرف باحسن و جوہ انجام دینا شروع کیا بلکہ مدرسہ کے ہر شعبہ کو آگے سے آگے بڑھانے کی سعی بلیغ فرماتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے زمانہ میں فارغین مدرسہ کی دستار فیضیت کے مواقع پر متحدہ ہندوستان کے مشہور و معروف اور جید علماء کرام کے علاوہ اساطین ملک و ملت اور محیر اہل ثروت حضرات اجلاس میں شریک ہوتے اور فارغین کے جبہ و دستار کے وجہ آفرین نظارہ سے محظوظ ہوتے تھے۔ ائمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ خود حجۃ الاسلام کے تلامذہ کرام کو استاد و دعاء سے نوازتے رہے لیکن وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد برصغیر کے مجاہد جلیل شیخ طریقت حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ المشائخ



سجادہ نشین حضور خواجہ غریب نواز حضرت دیوان صاحب دہلوی و دیگر عمائد و اساطین ملت تشریف لاتے رہے اور فارغ التحصیل طلباء مدرسہ کے سروں پر دستار فضیلت باندھتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام ۱۳۲۲ھ سے تا ختم حیات مدرسہ کی سرپرستی، نظامت و اہتمام اور دارالحدیث کو اپنی مسلسل جدوجہد سے چار چاند لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

**مہتمم ثالث :-** حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے اپنے دور اہتمام ہی میں اپنے ولید حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمہ کو اپنا نائب مہتمم نامزد فرمادیا تھا۔ لہذا حضرت کے وصال پر ملال کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام کے تیسرے مہتمم و قائم ہو گئے۔ آپ کے دور نظامت میں مدرسہ کے اندر کوئی قابل ذکر اضافہ تو نہیں ہوا البتہ آپ نے نہایت حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ مدرسہ کو اس معیار سے گرنے نہیں دیا۔ آپ نے بھی حسب سائق اہتمام کے علاوہ درس و تدریس کا شغل جاری رکھا، آپ کے دور نظامت میں دارالعلوم کی آمدنی نسبتاً محدود ہوتی گئی جس کا اثر اگرچہ دارالعلوم کے اخراجات پر پڑا اور بعض مدرسین مستعفی ہوئے پھر بھی دارالعلوم اپنے پرانے آبنماں کے ساتھ چلتا رہا۔ آزادی اور پھر تقسیم ہند کے بعد برصغیر میں جو افرا تفری مچی اس کی جہاں و مبادی کا کون انکار کر سکتا ہے اس کی وجہ سے نہ صرف منظر اسلام بلکہ ملک بھر کے مدارس و مجاہد متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اسی دوران حضرت مہتمم ثالث نے ترک وطن کا ارادہ فرمایا۔ اور نقل وطن کر کے مغربی پاکستان چلے گئے۔ اور نہایت عجلت میں دارالعلوم کا اہتمام اور دفتر کا چارج فیاض نامی ایک شخص کو دے گئے۔ جس نے حکومتی اہل کاروں سے مل ملا کر مدرسہ کا اہتمام باضابطہ طور پر اپنے نام رجسٹر کر لیا۔ اس کے بعد مدرسہ کی مجلس مشاورت و درکنگ کمیٹی کے افراد سے یک گوند بے نیاز و لا پرواہ ہو کر مدرسہ میں ڈائریکٹر شپ چلانا شروع کر دیا۔ فیاض صاحب کے اس طرز نظامت سے حضور حجۃ الاسلام کے مریدوں اور متوسلین رضویہ کو روحانی تکلیف پہنچی اور اپنی اپنی ناگواریوں کی شکایتیں حضور مفسر اعظم تک پہنچانے لگے۔ ادھر دارالعلوم کے محنتی اور بکری خولہ مدرسین نے یکے بعد دیگرے دارالعلوم کو خیر آباد کہنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں کثیر طلباء منتشر ہو گئے اور دارالعلوم زیوں کا شمار ہو گیا۔ ادھر مفسر اعظم تک مسلسل شکایتوں کا سلسلہ جاری جاری رہا۔ حضرت نے دارالعلوم کے بکری خواہوں کو تسلی دیتے ہوئے فیاض کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔ معاملہ قانونی چارہ جوئی تک پہنچا۔ فیاض صاحب کے خلاف قانونی کارروائی کرنے والے حامی و رضوی شخصین و معاونین نے حضور مفسر اعظم ہند کے نام کو آگے رکھا۔ گویا فیاض کے خلاف یہ مقدمہ دارالعلوم کے اصل حقدار اور دیگر آراضیات و مکانات کے جائز متولی کی طرف سے دائر ہوا، چند ہی تاریخوں کے بعد فیاض کو مدرسہ چھوڑنا پڑا۔

**مہتمم رابع :-** حضرت مفسر اعظم ہند کو عوامی حمایت اور رضوی و حامدی متوسلین کی امانت پہلے ہی حاصل ہو چکی تھی اور اب قانونی طور پر بھی دارالعلوم کا اہتمام اور دیگر اراضیات کی تولیت مل گئی۔

**مفسر اعظم ہند قدس سرہ :-** حضور مفسر اعظم ہند کی ولادت باسعادت دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو ربیلی میں ہوئی۔ چونکہ خاندان اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ میں یہ پہلی اولاد تھیں۔ تھی یعنی حامد منی انا من حامد کا وہ پہلا پودہ تھا جو آگے چل کر تیاور بار آور درخت سرسبز بننے والا تھا اسلئے آپ کی پیدائش کی بھد خوشی نہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یا آپ کے والدین کریمین کو ہوئی بلکہ جملہ متوسلین و رضویہ سرور و شادمان تھے۔ آپ کی پیدائش مبارک پر مدد سمن دارالعلوم اور طلباء کرام کی ضیافت کا نہایت پر تکلف انتظام خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا استاذ ذمّن علامہ حسن بریلوی نے اس موقع پر بڑے یادگار اشعار کہے انہیں اشعار میں ایک مصرع یہ بھی تھا۔ علم و عمر، اقبال و طالع دے خدا۔۔۔۔۔ یہ مصرع اس قدر درجست اور بر عمل تھا کہ اسی کے بعد اواجہ سے آپ کی تاریخ ولادت نکل آئی، آپ کو خاندان رخسار میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چار شنبہ آپ کی ہمم اللہ خوانی کرائی۔ اسی وقت بیعت و اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ ”میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا“ آپ کی ابتدائی تعلیم، علوم و فنون کی چہار دیواری میں والدہ کریمہ اور جدہ محترمہ کی نگرانی میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کئے گئے۔

دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ کرام اور محدثین عظام کے زیر شفقت آپ کی تعلیمی و تہذیبی تربیت ہوتی رہی اور آپ پر دان چڑھتے رہے، علوم اسلامیہ اور فنونِ مرتجہ کے حصول کے دوران ہی ۱۳۴۰ھ و ۱۹۲۱ء میں آپ کے جد کریم الخف عظیم مجدد اعظم امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کا سایہ کرم بظاہر آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ پھر تقریباً ۱۹ سال کی عمر شریف میں حضور جید الاسلام، حضور ملک العلماء بہاری، مجاہد ملت اڑیسوی، استاذ الاساتذہ مولانا رحمہ اللہ منگھوری، حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث بہاری، ابو النعالی حضرت مولانا ادرار حسین عہری عظیم الرحمۃ کی موجودگی میں ۱۳۴۳ھ و ۱۹۲۵ء کے جلسہ دستار فضیلت کے پر مسرت موقع پر آپ کے سر و دستار فضیلت رکھی گئی اور اسی مبارک ساعت میں علامہ ربیعین اور مشائخ کرام کی شہادت و موجودگی میں حضور جید الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے آپ کو خصوصی طور پر اپنی نیابت و خلافت سے سرفراز فرمایا بائیس سال کی عمر شریف میں ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ و ۱۹۲۸ء کو آپ کی باضابطہ شادی و رخصتی ہوئی۔ حالانکہ آپ کا نکاح عالم صغیر سنی ہی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنے جد سے صاحبزادہ





کی تلاش میں فریاد کرتا ہوا حضور مفسر اعظم کی شفقت بھری گود میں آگیا۔ اور حضرت اقدس نے اسے کمال محبت و شفقت سے اپنے سینے سے لگالیا۔ اب وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی انگلیاں آنکھوں سے پکا تھا اور قلیل مدت میں اپنی تلمذ کیوں سے ہندوستان کے عظم و جہل کو روشنی سے بدلتا ہوا نیا کئے سہیت کو جلا جاتا ہوا پھر زمین پر آگیا تھا۔ زبانِ رضائے اسے لوریاں سنائیں اپنی آنکھوں سے لگایا اور اس کی جدید شیرازہ دہی کیلئے اپنے شب و روز صبح و شام اور سفر و حضر ایک کر ڈالا۔ آپ چاہتے تھے کہ وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کو حضور پر نور شافع محشر علیہ السلام کے حضور ایک سید زادے کی نالائش سے چھانے والا اور انعام بخراں دلانے والا ہے وہ پھر سے اپنے سابقہ روایات کے ساتھ زندہ پا سکے۔ ہو جائے اور اس کی بنیادیں اس قدر مضبوط و مستحکم ہو جائیں کہ پھر کسی نالائش کی نااہلیت کا شکار نہ ہونے پائے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے اس کے دفتری نظام کو ٹھیک کیا اس میں دو دو تین تین نمشیوں اور کلرکوں کا تقرر کیا۔ اس کے بعد مفتی، تجربہ کار اور لائق و فائق اساتذہ کی طرف دھیان دیا۔ بعض نئے اور پرانے اساتذہ میں سے استاذ العلماء محدث بھاری حضرت مولانا احسان علی صاحب فیض پوری کو انوار العلوم دامودرپور سے دوبارہ بلا کر منصب محمد ثبوت پر فائز کیا۔ پھر جب دارالعلوم میں ان کسبت مشفق جید اساتذہ کرام کے زیر سایہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو قرب و دور اور دور و دور کے باذوق طلباء خود خود دارالعلوم کی جانب کشاں کشاں آنا شروع ہو گئے۔ جب دارالعلوم میں درس و تدریس، تعلیم و تعلم کا معاملہ اطمینان بخش ہو گیا تو آپ نے شعبہ مالیات کی طرف توجہ دینی شروع کی۔

**منظر اسلام کے ذرائع آمدنی :-** دارالعلوم کے شعبہ مالیات کو مضبوط بنانے کیلئے حضور مفسر اعظم ہند

نے کئی جتن کئے۔ مظلوم کبیر جلیفی و اصلاحی دورہ جس میں آپ نے دارالعلوم کے مقاصد قیام اور اس کی نشاۃ ثانیہ کو عالمہ مسلمین کے سامنے رکھا، اور ان کے خواہدہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے ہوئے انہیں دارالعلوم کے تعاون کیلئے آمادہ کیا۔ صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی اصلاح پر مشتمل مضامین کی اشاعت رسالوں اور کتابوں کی شکل میں کی، تاکہ اس کا کلی منافع دارالعلوم کے شعبہ مالیات میں جائے۔ اس کا طریق کاریہ تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں کتابوں کی اشاعت ہوتی جسے آپ اپنے مخیر اور متدین مریدوں اور متوسلین رضویہ میں سود و سود کی تعداد میں دیدہ سچے اور وہ حضرات کتابوں کو فروخت کر کے یا مفت تقسیم کر کے اس کی کل قیمت یا اسٹم مفسر اعظم ہند دارالعلوم کی تحویل میں جمع کر دیتے تھے۔ مسلمانوں کا یاد اور پسماندہ طبقہ جو اپنی غربت کی وجہ سے اپنے ماحول میں جلسہ جلوس کا اہتمام نہیں کر پاتے تھے وہاں ذاتی مصارف سے جلسہ دینی کا اہتمام و انتظام جس میں جائے نذرانے والے مقررین کے خود تقریر فرماتے یا اپنے شاگردوں کو تقاریر کا حکم دیدہ سچے اس طرح وہ پر



علوم جلسے نہایت کامیاب ہوتے، پھر غرباء و نادار حضرات اپنی خوشی سے جو رقم اکٹھی کرتے اسے آپ کے ذریعہ دارالعلوم کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر، درمی، اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کا خصوصی انتظام کیا کہ جن بستیوں اور آبادیوں میں کم مسلمان ہیں وہاں جا کر محافل میلاد شریف، محافل درود خوانی، محافل ذکر اور چھوٹے موٹے جلسوں کا اہتمام کریں اور انہیں لوگوں کو دین حق اور مذہب اہل سنت سے قریب کر سکیں یہ سب پروگرام اپنے نتائج کے اعتبار سے نہایت کامیاب ہوتے اور لوگ بطیب خاطر دارالعلوم کی ماہانہ اور سالانہ مہمیں قبول کرنے کیلئے خود پیش قدمی کرتے جس سے دارالعلوم کی مستقل آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔

**ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ کا اجراء :-** اس ماہنامہ کا اجراء بھی دارالعلوم کے مقاصد میں ہوا کہ اس کے ذریعہ عوام و خواص مسلمین کو دارالعلوم کے احوال و کیفیات کی مسلسل خبریں ملتی رہیں اور مذہب کی آمد و خرچ سے عامہ مسلمین آگاہ ہوتے رہیں۔

تعویذات نویسی کی طرف حضور مفسر اعظم ہند کا میلان بہت کم رہا لیکن عوامی مطالبات کے پیش نظر اس کام کیلئے آپ اپنے کسی مرید یا شاگرد کو ساتھ رکھتے مگر انہیں تاکید ہوتی تھی کہ کسی حاجتمند سے روپیہ پیسہ کا مطالبہ ہر گز نہیں کیا جائے ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے دیں تو اسے دارالعلوم کیلئے قبول کر لیا جائے۔ لہذا دعاء تعویذ کے ذریعہ جو فتوحات ہوئیں وہ بھی دارالعلوم کے شعبہ مالیات میں جمع کر دی جاتیں۔ سزاء اور محصلین چندہ کی بھی آپ نے تقرری فرمائی۔ سزاء میں زیادہ تر فارغ التحصیل علماء ہوتے جو اپنی تقریروں کے ذریعہ دین حق کی اشاعت بھی کرتے اور صنیعہ واقع دارالعلوم کیلئے آمد و رفت پر رقم بھی جمع فرماتے۔ اکثر سزاء اور محصلین کی تحفہ ہیں مقرر ہوتیں، موسم خیر کے علاوہ عام دنوں میں بھی ملک کے مختلف علاقوں اور صوبوں سے بذریعہ منی آرڈر آمد و رفت دارالعلوم کے دفتر میں آتی رہتی تھیں۔

**دارالعلوم کبھی پینڈا وار :-** حضور جہ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے وصال کے بعد کئی سالوں تک دستار فضیلت کا جلسہ نہیں ہو سکا ہاں حفاظ و قراء کی دستار بندیوں ہوتی رہیں۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کی دلی تمنا تھی کہ دارالعلوم میں ماضی کے ایام لوٹ آئیں اور دستار فضیلت کا وہی پر کیف منظر پھر اہل سنت و جماعت کو دعوت و عتادہ دینے لگے چنانچہ آپ نے دورہ حدیث کی طرف توجہ فرمائی، حضرت مولانا احسان علی علیہ الرحمہ کے علاوہ خود آپ مستقل طور پر دارالحدیث میں بیٹھنے لگے، مسلم شریف، ابن ماجہ اور ترمذی دورہ حدیث والوں کو پڑھاتے جبکہ محدث بیماری بخاری شریف، ابوداؤد شریف، نور نسائی شریف کا دورہ کراتے، نظام الاسباق میں رد و بدل بھی ہوتا لیکن جو بھی کتابیں آپ کے زیر

درس آتیں نہایت ہی خندہ پیشانی اور انشراح قلب کے ساتھ پڑھاتے۔ سال بھر کو شش کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہونے والوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ حضور رحمۃ السلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس مبارک کے موقع پر نہایت شان و شوکت سے جلسہ دستار فضیلت کا بھی انعقاد ہوا۔ اس کے بعد ہر سال علماء اور حفاظ و قراء کی دستار بندی پابندی کے ساتھ ہونے لگی، فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام کا کئی کئی دنوں تک امتحان لیا جاتا اور اچھے نمبرات حاصل کرنے پر انہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی گرفت قدر تصانیف انعام میں دی جاتیں اور اعلیٰ قسم کے جیدہ ستر سے نوازا جاتا۔ مکتبین حضرات میں کبھی حضور محدث اعظم ہند کبھی امام الخلیفہ علامہ غلام جیلانی میر تقی کبھی فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی افضل حسین سنہلی کبھی حضور مجاہد ملت اور کبھی مولانا حافظ مصلح الدین علیم الرحمۃ وغیرہم تشریف لاتے اس طرح ذرین عبد ماضی کی یادیں پھر تازہ ہونے لگیں اور بے چین دلوں کو چین آنے لگا۔ جو لوگ کل تک دارالعلوم کی شکایت کرتے تھے وہی لوگ بداحول اور معاونین میں شامل ہو گئے۔

**حضور مفسر اعظم ہند کا طریقہ اہتمام:** یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب دارالعلوم منظر اسلام کی عمارت بغیر کسی منزل کے تھی، عمارت کی پیشانی پر ”دارالعلوم منظر اسلام سو اکران بریلی“ کا قدام دور ڈالگا ہوا تھا، جسکے ذیل میں ”یادگار اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ“ لکھا ہوا تھا۔ جو اب بھی سڑک سے گزرتا ہو ڈپر اس کی نگاہ ضرور پڑتی۔ سڑک سے تین چار زینوں کی بلندی پر مدرسہ کی عمارت شروع ہوتی تھی سب سے پہلے کمرہ میں دارالعلوم کا دفتر تھا جس میں منشی طفیل، حافظ انعام اللہ، تسنیم بریلوی صاحبان بیٹھے اور دارالعلوم کی تمام تر آمدنی و خرچ کا احساب رجسٹروں میں درج کیا کرتے تھے، دفتر کے بعد دارالعلوم کا ایک بڑا سا چوبی دروازہ تھا جسکو نہ کورہ منشی حضرات ہی کھول دیا کرتے تھے۔ دروازہ کے بعد ایک وسیع و غریب صحن تھا جس کے شمالی جانب شرق و غربا ایک والان تھا جس میں مغربی جانب دارالعلوم کی تجوری رہتی اور بقیہ حصوں میں طلباء اپنے اسباق کتب کا مطالعہ یا پڑھیں میں بیٹھ کر تھرا رہا اسباق کیا کرتے تھے۔ صحن کے مغربی سمت میں ایک وسیع بال برآمدہ کے ساتھ تھا جو حضرت بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ کی درس گاہ تھی، بحر العلومی درس گاہ سے متصل جنوب کی جانب شیخ الحدیث یا مستم صاحب قبلہ کی درس گاہ تھی۔ حضور شیخ الحدیث مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جلوہ گاہ سے قریب ہی مشرقی جانب حضرت محدث بہاری استاذ العلماء حضرت مولانا احسان علی صاحب علیہ الرحمہ جلوہ بار ہوتے تھے اور کبھی اسی درس گاہ میں حضور مفسر اعظم ہند بھی درس تفسیر و حدیث دیا کرتے تھے۔ اور دونوں محدثین کی درس گاہوں کے درمیان ایک علی تھی جس کا دروازہ سڑک کی طرف کھلتا تھا۔ اور صحن سے متصل



مشرق و شمال کی جانب فاضل معقولات و معقولات علامہ مفتی جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کی درس گاہ تھی، بقیہ مدرسین مثلاً مولانا بشیر الدین احمد وغیرہم محقق دارالعلوم میں کھلی چھت کے نیچے اپنی اپنی درس گاہیں قائم کرتے تھے دیگر مدرسین و معطلین روڈ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی چھت پر کتب خانہ حامدی یا اس سے متصل حصوں میں حفظ و قرأت اور لحدائقی صرف و نحو نیز پرانے درجہات میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بس یہ تھیں دارالعلوم منظر اسلام کی درس گاہیں۔۔۔

ان دنوں میں حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا مستقل قیام خواجہ قطب میں تھا جو دارالعلوم سے تقریباً ایک فرلانگ کی دوری پر واقع ہے۔ حضرت موصوف روزانہ نماز صبح کے بعد اور اوڈو خاکف میں مصروف رہتے، چند منٹوں کے لئے اندرون خانہ تشریف لے جاتے تھے پھر واپس آکر والا ان عام میں رونق افروز ہوتے جہاں پر باہر سے آئے ہوئے مسلمان اور شہر کے خصوصی حضرات آپ سے ملاقات کرتے، حضرت انہیں لوگوں سے مصروف گفتگو رہتے اسی انگاء میں اندر حویلی سے چائے ناشتہ آجاتا پھر چائے نوشی کے بعد آپ عمامہ و عبا وغیرہ زیب تن فرماتے بائیں ہاتھ میں عصا اور دائیں ہاتھ میں قدرے بڑے دانوں کی تسبیح کے ساتھ پیدل مکان سے روانہ ہوتے۔ خواجہ قطب سے دارالعلوم تک اپنے پرانے مسلم غیر مسلم جو بھی راستے میں سامنے آجاتا وہ آپ کے قدموں کو چومتا بعض لوگ مصافحہ کے بعد دست بوسی بھی کرتے آپ سب کیلئے انکے حسب حال دعاء فرماتے اور آہستہ آہستہ درود اسم اعظم پڑھتے ہوئے سوداگری محلہ میں داخل ہوتے۔ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ نہایت اخلاص و زاری کے ساتھ فاتحہ خوانی میں مصروف رہتے۔ اندرون روڈ عالیہ آپ عموماً حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے پانچویں کھڑے ہوتے اور کبھی ایسا بھی ہو تا کہ آپ دروازہ ہی پر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھ لیتے اور حاجی کفایت اللہ کو صفائی و ستھرائی کی تاکید فرما کر دارالعلوم کی طرف روانہ ہو جاتے۔ دارالعلوم میں آنے کے بعد سب سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے دفتر میں تشریف رکھتے منشی حضرات سے یومیہ آمد و خرچ کار جسر طلب فرما کر اس کا معائنہ کرتے اور دستخط فرما کر منشی کے حوالے کر دیتے۔ کبھی کھڑکوں کو سرزنش فرماتے اور کبھی مٹھائی منگو کر فاتحہ کے بعد انہیں پیار و محبت سے کھلاتے بھی تھے پھر انہیں ضروری ہدایات دینے کے بعد دفتر میں یومیہ آمدنی کا ہتھ حصہ ان سے وصول فرما کر جسر پر دستخط کرتے اور اس رقم کو اپنے ہاتھوں سے تجوری کے حوالے فرما دیتے۔۔۔ دفتری امور سے فارغ ہو کر سیدھے حضرت بحر العلوم کی درس گاہ میں تشریف لاتے جہاں پہلے ہی سے اساتذہ طلبہ موجود ہوتے۔ آپ کے آنے ہی تمام حاضرین کھڑے ہو کر ترانہ مصححانہی میں مصروف ہو جاتے۔ بڑے ہی والمانہ انداز میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا مشہور سلام ”مصلیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھا جاتا سلام کے اختتام پر حضور مفسر اعظم

ہند علیہ الرحمہ نہایت ہی الحاج وزاری کے ساتھ دیر تک دعاء فرماتے۔ پھر کبھی ضروری ہدایات کیلئے دارالعلوم کے مدرس اول بحر العلوم کی درسگاہ میں بیٹھتے اور کبھی دعاء کے فوراً بعد اپنی درسگاہ میں تشریف لے آتے جب کبھی آپ کے پاس درس کی جتنی خالی ہوتی تو آپ دوسرے مطمئن کی درسگاہوں میں تشریف لے جاتے اور ان کے طرز و درس و افہام کو بخور ملاحظہ فرماتے۔ کبھی کبھی ان درجات کو بھی دیکھ گئے جو روضہ اعلیٰ حضرت کی چھت اور کتب خانہ حامدیہ وغیرہ میں قائم ہوا کرتے تھے۔ اسلام صحیفہ کی بعد تمام مطمئن و مستعلمین تعلیم و تعلم میں مصروف ہو جایا کرتے تھے، چونکہ دارالعلوم کے اکثر طلباء شری مسجدوں میں امامت و خطابت کے مناصب پر مامور ہوا کرتے تھے بعض بعض مسجدوں میں دو دو تین تین طلبہ رہا کرتے تھے اس طرح ہزاروں طالب علموں کی گنجائش مساجد میں ہو جایا کرتی تھی ان حضرات کی آمد میں کبھی دیر سویر ہو جایا کرتی تھی تو حضور مفسر اعظم ہند پارس فرماتے تھے۔ دارالعلوم کے درس و تدریس کا سلسلہ بارہ ایک بے دن تک رہتا، اور جمعہ کے دن عام چھٹی ہوتی۔

ہر مدرس اپنے اپنے نظام الاسباق کا پابند ہوتا اور مہیت میں ایک بار اپنی تدریسی رپورٹ حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرنی ضروری ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ کس جماعت کے طلبہ نے کتنی ترقی کی ہے اور کون کون طالب علم درس سے خیر حاضر رہتا ہے۔ پھر آپ اسی رپورٹ کے مطابق مدرسین یا طلبہ کو ہدایات دیا کرتے تھے۔۔۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ خود اپنے نظام الاسباق کی سختی سے پابندی فرماتے اگر دو چار دنوں کیلئے کسی تقریری و تبلیغی پروگرام میں جاننا گزیر ہوتا تو آپ ضرور تشریف لے جاتے لیکن واپس آنے کے بعد وقت کی پرولہ کئے بغیر تادم شدہ اسباق کو پڑھانا آپ ضروری اور اپنی ذمہ داری خیال فرماتے تھے تاکہ سال کے اختتام پر کسی جماعت کی کوئی کتاب باقی نہ رہے پائے۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان اپنے نظام الاسباق کے علاوہ فیضان عام کیلئے کبھی تفسیر جلالین، کبھی مشکوٰۃ المصابیح، کبھی الخفاء، اور کبھی کتاب التوحید (المجدی) کا عام درس دیا کرتے تھے جس کا انداز مناظرانہ اور مباحثانہ ہوا کرتا تھا اس خاص درس میں دور و حدیث کے علاوہ متوسطین و مبتدئین طلباء بھی شریک ہوا کرتے تھے بلکہ بعض اساتذہ کرام بھی شامل درس ہوا کرتے تھے۔ حالانکہ مذکورہ کتابوں کا بالاستیعاب درس دوسرے مدرسین حضرات کے پاس ہوا کرتا تھا، لیکن مفسر اعظم کے درس کی بات ہی نرالی تھی۔

اوقات درس کے بعد مدرسین و طلباء اور ملازمین دارالعلوم اپنی اپنی حاجتیں ضرورتیں حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرتے اور حضرت والا ہر ایک کے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے اور پریشانیوں کو دور کرنے کی علی الفور





**تعمیرات :-** حضور حمید الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے دورِ گرامی میں عمارت دارالعلوم یاروحۃ الامام اہل سنت علیہ الرحمہ کے بالائی حصہ میں کتب خانہ حامدی اور وسیع و عریض چھت بنوائی گئی وہی سب عمارتیں حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ کے وقت تک رہیں عمارتوں میں کوئی اضافہ یا توسیع نہیں ہوئی البتہ ۱۹۵۷ء کے لوکل میں جب مسٹر کے جامعہ اذہر سے عرفی ادب کے اساتذہ کے آنے کی باتیں مکمل ہو گئیں تو حضور والا کو ان اساتذہ کی قیام گاہ دور رس گاہ کی فکر ہوئی۔ غور و فکر کے بعد یہ طے پایا کہ روضہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی چھت بہت وسیع ہے کیوں نہ اسی پر کمرے بنائے جائیں یہ اس وقت کی بات ہے جب سوداگرانِ محکمہ میں مسجد رضا دارالعلوم، روضہ امام اہل سنت اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی قیام گاہ کے علاوہ کوئی دوسری جگہ یا دوسرا مکان کسی مسلمان کا نہیں تھا چنانچہ مذکورہ چھت کے مشرقی کنارہ پر دو پختہ خوبصورت کمرے بنائے گئے جس کے ساتھ غسل خانہ اور لیٹرین طے ہوئے تھے۔ جامعہ اذہر سے چائے دو کے صرف ایک استاذ آئے جن کا نام عبد التواب تھا ان کی قیام گاہ دور رس گاہ کی دونوں کمرے قرار پائے۔

منظر اسلام آپ کے اہتمام سے محروم ہوتا ہے :- حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے آخری دنوں میں آپ کے خلف اکبر رحمان ملت حضرت علامہ الحاج شاہ رحمان رضا خاں صاحب قبلہ عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ اکثر و بیشتر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور دارالعلوم سے متعلق گفتگو فرماتے حضرت والد نے اپنے خلف اکبر کو دارالعلوم کے مدد و جزر سے آگاہ فرمایا اور تاکید فرمائی کہ میرے بعد اس گفتگو سدا بہار پر خزاں کا کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، جس طرح مجھے اس یادگار اعلیٰ حضرت کیلئے سب کچھ قربان کر دینا پڑا اگر دارالعلوم تم سے بھی قربانی کا مطالبہ کرے تو تم کسی طرح گریز مت کرنا اور اعلیٰ حضرت کی یادگار سے بے نیاز مت ہونا پھر حضور مفسر اعظم ہند قدس اللہ سبحانہ سرور نے اپنے صاحبزادے اکبر کو خاندانی روایات کے مطابق اہتمام دارالعلوم سجادہ اعلیٰ حضرت اور دیگر اراضیات موقوفہ کا متولی قرار دیا۔ اور عرس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کو شایان شان طریق پر منانے کا حکم دیا۔

حضرت کی کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی تاہم جون کی بارش اور صفر المظفر کی گیارہ تاریخ آنی شدید کمزوری کے باوجود صبح علی الصباح بیدار ہوئے استنجہ اور وضو فرمایا اور نماز فجر سے فارغ ہو کر جائے مصطفیٰ کے بستر پر لیٹ کر نور و دو خائف میں مشغول ہو گئے اسی اثناء میں حضرت رحمانی میاں قبلہ علیہ الرحمہ اور آپ کی چھوٹی صاحبزادی آپ کی خدمت میں باریاب ہوئیں۔ حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ نے دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں سیدھے کر لئے، لمبوں پر مسکراہٹ جاری ہو گئی کے خبر تھی کہ یہ مسکراہٹ وصالِ یار کا استقبال ہے ڈاکٹر اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے :-



نشان مرد مومن با تو گویم چوں مرگ آید تبسم بر لب او

اور آپ کے صاحبزادے کا قار علوم و فنون اسلامیہ کے تاجدار حضرت علامہ الحاج شہداء اختر رضا خان صاحب زید مجدد و لطفہ جو اس وقت جامعہ اذہر مصر میں مصروف تھے وہیں سے پکارا تھے۔

مثلاً مکی ہنگام رخصت مسکراتے ہی رہے

بڑے صاحبزادے اور چھوٹی صاحبزادی نے خیریت دریافت کی تو اثبات میں صرف سر ہلادیا۔ عین اسی وقت آپ کے سر مبارک سے ڈیڑھ فٹ بلند ایک دائرہ نما سبز روشنی چمکی جس سے منور شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اسی شعاع کی ایک کرن آپ کی پیشانی پر اور دوسری کرن آپ کے نورانی چہرے پر چھا گئی اور ایسا محسوس ہوا کہ اس کے انوار آنکھوں میں اتر رہے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت رحمان ملت نے عرض کیا ”ابا! کیا بات ہے؟“ حضرت والد نے دوبارہ اثبات میں سر ہلادیا اور چہرہ کو قبلہ رخ کر لیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ طلحہ الرحمہ خیرہ اور دودھ کی پیالی لیکر حاضر ہوئیں جس کا صرف ایک چمچہ حلق سے نیچے اتر کا پھر آپ نے آنکھیں بند کر لیں البتہ لب بلتے رہے۔ آپ کے پر نور چہرے کی رحمت اور بھی زیادہ نکھر گئی پھر لبوں کا بلنا بھی موقوف ہو گیا اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔

۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۶۵ء بروز اتوار بعد نماز فجر آپ کے جنازہ کا جلوس خواجہ قطب سے نو محلہ مسجد کیلئے روانہ ہوا لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ نو محلہ مسجد کی اقامہ زمین جو کسی میدان سے کم نہیں ہے اس میں نماز جنازہ کی صف بندی دشوار ہو گئی۔ لہذا اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی پھر وہ جلوس وہاں سے محلہ سوداگران میں آیا اور آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے سلا دیا گیا۔ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ الی یوم القیمة

قصہ

ہم سے احمد رضا کے جس کے دل میں ہے جن  
ہے وہی انسان دنیا میں پر اگندہ ذہن  
کام آنے کا نہیں ہے اس کا کچھ حسن عمل  
وہ اٹھائے گا بہت ہی حشر میں رنج و محن

از  
مولانا اسد اللہ رضا  
بھارت

## منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

از مولانا محمد رفیع الرحمن، جامعہ الرضویہ منظر العلوم گورکھ پور، ضلع شجاع

علم خالق بے عدیل و شیل کی ایک عظیم امانت اور اس کا بے مثل عطیہ ہے۔ شاہکار فطرت نے انسان اول کو اس کا حامل و امین بنایا اور اس کی تحریم میں و علم آدم الاسماء کلہا فرمایا جس پر فرشتوں نے اپنی لاعلمی اور عدم معلوماتی کا اعتراف و اظہار کیا اور اس کے علم پر رشک کناں ہوئے اور اس کی عظمت و بلندی کو سجدہ کیا یہ ایسا امتیازی وصف تھا جس کے باعث صنایع عالم نے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر امانت و خلافت کا عظیم اور مبارک تاج رکھا اور امتیازی قرب عطا کیا۔ جب کہ فرشتوں نے یہ سمجھا تھا کہ ہم بھی اس کے مقرب اور اس کی طاعت و بندگی جلاتے ہیں ہمارے علاوہ کوئی بھی اس کی امانت کا امین و محافظ نہیں ہو سکتا مگر ان کے نزدیک اب و گل کی تقدیس اس وقت ظاہر ہوئی جب آدم کو مسجد ملائکہ بنایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو صفت علم سے ممتاز کیا گیا اور سکان ملکوت پر تفصیل دی گئی اور وہ نبوت سے سرفراز ہوئے انہیں انسانی مخلوق انسان اول جوئے کا بھی مقصد فخر و کمال حاصل ہے جس سے نسل انسانی کی افزائش و ترقی ہوئی اور اس کی اولاد سے کائنات کا چپہ چپہ بھر گیا جہاں آہستہ و پستہ انسان بنے وہیں پر ان کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انہیں میں سے داعی و پیغمبر بھیجے گئے اور انہیں بھی نبوت کے ساتھ اس وصف علم سے کرامت و مہر صبح کیا گیا پیغمبروں نے اپنی قوم اور قبیلے میں جہاں پر توحید کی معرفت و پہچان کرائی وہیں پر اس امانت کو بھی ان کے سامنے رکھا ان میں سے جو نیک اور صالح لوگ تھے انہوں نے اسے قبول کیا اور اپنی نجات و عافیت کا ذریعہ سمجھا اور وہ لہذا ہی سعادت سے سرشار ہوئے اور جو شقی اور بد خست لوگ تھے انہوں نے اس کی قدرت کی جس سے وہ ذلیل و خوار اور دائمی عذاب میں مبتلا ہوئے کیونکہ علم عزت و مہر کیم کا سبب ہے اور جہل ہلاکت و پستی کا خدا کی طرف سے جو داعی مامور و متعین ہوئے ان کا دستور العمل اور منشور یہی رہا کہ انہوں نے بند گان خدا کو علم و معرفت سے آگاہ و آشنا کیا۔

خلاق کائنات نے علم کا امین و حامل سب سے پہلے انبیاء کرام کو بنایا پھر ان کی امتوں میں یہ کرامت و ولایت کی اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ کو خالق حقیقی نے ہا کان و ہا یکون اور اولین و آخرین



کے علوم و معارف عطا فرمائے حکم خداوندی سے انہوں نے اپنی امت کیلئے علم و حکمت کے دروازے کھول دیئے اور انکی امت اس پر نئی سے عامل و کاربند ہوئی کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی آمد نہیں ہوگی اس لئے اس آخری پیغمبر کی امت نے تعلیم نبوی سے اپنے کو اس کا آخری حامل و محافظ سمجھا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مختلف وسائل و ذرائع کا سہارا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم و حکمت سے کراستہ کیا اور انہیں علم عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی قرآن کریم میں چالیس اور مختلف مقامات پر اس کا بیان اس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امانت کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا و علم آدم الاسماء کلہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (سورہ بقرہ آیت ۳۱)  
حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے فرمایا ولقد آتینا داؤد و سلیمان علما اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا (سورہ نمل آیت ۱۵)

اور فرماتا ہے وکلا آتینا حکما و علما اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا (سورہ انبیاء آیت ۷۹)  
حضرت داؤد علیہ السلام کے علم و اعجاز کے بارے میں فرمایا و علمناہ تصنعة لبوس لکم اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناؤ عطا کیا (سورہ انبیاء آیت ۸۰)  
حضرت نوح علیہ السلام کیلئے ارشاد ہوا ولوطا آتیناہ حکما و علما اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا (سورہ انبیاء آیت ۷۴)

حضرت خضر علیہ السلام کے علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علمناہ من لدنا علما اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا (سورہ کہف آیت ۶۵)  
اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی طرف نسبت فرمایا ولقد آتینا لقمان الحکمة اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی (سورہ لقمان آیت ۱۲)

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر رویا کا علم عطا فرمایا اس پر ارشاد ہے ”ذلکما ماما علمنی ربی“ یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا (سورہ یوسف آیت ۳۷)  
اور فرماتا ہے آتیناہ حکما و علما ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا (سورہ یوسف آیت ۲۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ و یعلّمہ الکتاب والحکمۃ اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت (سورہ آل عمران آیت ۴۹)

حضور سرور کائنات ﷺ کو جمیع ممالک کا علم عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا و علمک مالم تکن تعلم اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (سورہ نساء آیت ۱۱۳)

اور فرماتا ہے الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ الذبیان رخص فی اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ممالک دنیا کیوں کا بیان انہیں سکھایا (سورہ رخص آیت ۳۲) اور فرماتا ہے علم الانسان مالم یعلم آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علن آیت ۵)

تحقیق انسان کے بعد اس کی پہلی تربیت گاہ خالق بے عدل و قیل کی بارگاہ عظمت ہے جہاں سے حضرات انبیاء عظیم الصلوات والسلام کو علم و حکمت اور تدبیر و دانائی سے براہ راست آراستہ کیا گیا اور وہ تخلیق کی رہنمائی کیلئے منصب رشد و ہدایت پر متمکن و فائز ہوئے اس کارگاہ ہستی میں انسانی وجود کے دوام و بقا کیلئے اس علمی سلسلے کو استوار و مضبوط کیا گیا تاکہ نسل انسانی کو عروج و ارتقاء اور دائمی بلندی حاصل ہو اور فوز و کامرانی اور صلاح و فلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

مرئی مطلق نے انبیاء کرام کو علم و حکمت عطا کرنے کا انتساب اپنی ذات کی طرف کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہ عظیم و جلیل الامانت ہے جس کے عطا کئے بغیر کوئی اس کا امین و مقرر ال بذات خود نہیں ہو سکتا اور اس الامانت کو سونپنے کیلئے ایسی تربیت کی بھی ضرورت ہے جسے حق تعالیٰ از خود انجام دے اور اس کی نسبت بھی اپنی طرف کرے تاکہ انبیاء کرام کا تقدس و کمال اور ان کا مقام و مرتبہ عام انسانوں پر ظاہر و واضح ہو جائے کہ یہ انسانوں کا وہ عظیم گروہ ہے کہ اللہ عز و جل کی تعلیم گاہ کے سوا کہیں سے جس کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے بارگاہ عز و جل مجدد سے حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا علم عطا ہوا جس سے انہیں تمام اشیاء کے نام آگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم پر ایسی قدرت و مہارت دی گئی کہ وہ پرندوں کی بولی سمجھتے اور لوہے سے تیر ہیں بنتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم و حکمت کا ایسا کمال عطا فرمایا کہ پوری دنیا کو ان کے تابع فرمان اور منخر کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ایسا علم دیا گیا جس سے وہ قوم کی سرکشی پر آگاہ ہو گئے اور اس سے نجات حاصل کی حضرت خضر علیہ السلام کو ایسا علم عطا کیا جس سے اولو العزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکتساب و استفادہ کیا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کو ایسی حکمت و دانائی عطا فرمائی کہ زمانہ حیران و ششدر رہ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا ملکہ اور علم و حکمت کا ایسا خزانہ



دیا۔ جس سے پورا مصر ان کا تبعہ اور گردیدہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا علم و حکمت کا گراں بہا جوہر عطا کیا جس سے انہوں نے لاعلاج مریضوں کو صحت یاب اور مردوں کو زندہ کیا اور گھروں کی چیزوں کے نام بتا دیے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کیلئے بارگاہ عزت سے یہ اعلان ہوا کہ ہم نے سب کچھ سکھا دیا۔ جو نہ جانتے تھے ہم نے قرآن و بیان سکھایا اور ایک انسان کامل کو علم و حکمت کا پیکر مجسم بنا دیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے دور میں اپنی امت اور ہمد گان خدا کی تعلیم و ترویج اور ان کی اصلاح کیلئے تربیت گاہیں قائم فرمائیں اور انہیں پیغام خداوندی کیلئے مرکز قرار دیا جہاں سے علوم و فنون و حکمت و روایتی کے ہزاروں لاکھوں چشمے پھوٹے جن سے انسانی مخلوق سیراب ہوئی اور حتی المقبور غامدہ اٹھایا۔ پیغمبر ان عظام نے اس راہ میں جن صعوبتوں اور دشواریوں کا سامنا کیا ہے وہ سب ان کے کارناموں کے ساتھ تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں یہ کوئی قصہ پارینہ اور بے بنیاد روایت نہیں بلکہ یہ ایک امت حقیقت اور قرآن عظیم کا مستفاد فیصلہ ہے۔

انبیاء کرام کے بعد جب حضور سید الانبیاء ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم و حکمت اور حقائق و معارف سے آگاہ اور مزین فرمایا مگر ظاہری تعلیم کیلئے غار حرا کو درگاہ بنایا گیا اور جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے پہلے سبق میں فرمایا اقرء باسم الذی خلق الانسان من علق اقرء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پچھلک سے۔ بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علق آیت ۵ تا ۸) غار حرا کو مہم کی وہ تعلیم گاہ ہے جس میں خلاق عالم نے حضور سید المرسلین ﷺ کو ظاہری طور پر پڑھنے کی ترفیہ دی اور ایک انسان کامل کو تعلیم کا حکم فرمایا اور ناموس اکبر کے ذریعہ پیغام خداوندی کا سلسلہ شروع ہوا جو دیگر انبیاء عظام علیہم السلام کیلئے اس بات کا ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے سرفراز فرمایا مگر یہ حقیقت تاریخ کے پردوں میں مضمر و پناہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت ربانی کا مرکز و مقام کہاں تھا لیکن یہ فخر تاجدار کون و مکان ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کی تعلیم کے ساتھ اس مقام کو بھی ہدی ہندی بخشی گئی اور وہ تاریخی حیثیت کا حامل ہو گیا جہاں پر تعلیم ربانی کا آغاز ہوا اس اعتبار سے غار حرا اسلام کی پہلی درگاہ اور اسلامی اقدار کا ایک معزز مقام ہے جس میں جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے پیغام لانے کا فریضہ انجام دیا اور حضور سرور کونین ﷺ کی رہنمائی کی۔ گو کہ اس تعلیم گاہ کا درسی اقتضاح حضرت روح القدس نے کیا مگر حقیقی استاد خدا کے علیم و خبیر ہی ہے حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں ادینی ربی فاحسن تا دینی رب تعالیٰ

نے مجھے ادب دیا تو اچھا ادب سکھایا (کنز العمال)

اعلان نبوت کے بعد سرور کونین ﷺ کی زندگی دو ادوار پر منقسم ہوتی ہے ایک کئی زندگی اور دوسری مدنی زندگی کئی زندگی میں اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے اگرچہ پیشمرگہ اذیت ناک صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس راہ میں ہزاروں موانع حائل ہوئے اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے عملی تربیت اور درس توحید و رسالت کیلئے دارالرقم کو منتخب فرمایا جہاں پر جہاں شہر صحابہ جمع ہوتے اور رسول اللہ ﷺ انہیں خدا کا پیغام سناتے۔

جب مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو سید المرسلین ﷺ نے مسجد نبوی کو اعلیٰ کلمۃ اللہ اور صحابہ کی تعلیم و تربیت کا مرکز و مرجع قرار دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ کے پیغام حق اور عمل مستقیم نے صدیوں کے احکام پرستیوں کو توحید کی لذتوں سے آشنا کر دیا اور عرب کے بدوؤں کو لا الہ الا اللہ کی صدائے دلنواز کے ذریعہ بتوں کی پرستش سے بیزار و متنفر کر دیا اور جہاں پر ابو جہر و عمر نے نسب فیض اور نبوی تعلیم سے استفادہ کیا وہیں پر عرب کے صحرا نشین بھی توحید و رسالت کے درس اور عملی استفادہ سے سرشار و شادماں ہو گئے۔ اسلام میں مسجد نبوی کی درسگاہی اور تربیتی عظمت مسلم ہے جہاں سے تاجدار کائنات ﷺ نے وحی خداوندی کے ذریعہ خلق خدا کو ایمان و عقیدہ، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، علم و فضل، حکمت و دانائی، شعور و ادراک، فکر و آگہی، رشد و ہدایت، عبادت و ریاضت، طاعت و بندگی، اخلاق و عمل، گفتار و کردار، طہارت و پاکیزگی، زہد و بندگی، خوف و خشیت، تقویٰ و پرہیزگاری، اخوت و مساوات، مہربانگی و بھائی چارگی، ہمدردی و صلہ رحمی، حقوق والدین، حقوق اولاد، حقوق زوجین، حقوق عباد، ذکر و فکر، جلال و جمال، صلاح و فلاح، فوز و کامرانی، صنعت و حرفت، تجارت و معیشت، اخلاص و محبت، صداقت و راستبازی، امانت و دیانت، عدل و انصاف، رحم و کرم، جود و سخا، صبر و رضا، ایثار و قربانی، جوش و جذبہ، رافت و نرمی، معاشرت و حسن سلوک، لطف و کرم، عفت و عصمت، شفقت و رحمت، لطافت و معافی، تحکیم قلوب و تقابض، خلوص و اللہیت، تہذیب و تمدن، وقار و تمکنت، قناعت و خجندی، عفو و وعدہ، آداب و اصول غرض کہ تمام معاملات میں احکام مذہب و محاسن دین سے آراستہ و پیراستہ کر دیا خصوصاً صحابہ کرام کو اپنی زندگی کا کامل نمونہ اور نمونہ متوازی بنادیا اور اس تعلیم گاہ محبت اور اسکے اتفاقی فیضان کرم کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تھے تو کئی عرصے میں صرف سترہ لکھنے والے موجود تھے لیکن جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے ہاتھوں میں قلم دے چکے تھے یہ الذی علم بالقلم کا عملی مظاہرہ اور علم الانسان ما لم یعلم کا آغاز تھا۔ حیات اقدس کا یہ گوشہ بھی فراموش کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اسی درسگاہ جلیل



میں عرب کے مختلف قبائل و فوج کی شکل میں آتے اور دینی و دنیاوی حاصل کرتے، بادیہ نشین بھی آتے اور اپنی تقنی رفع کرتے، اسکے علاوہ مسجد قباء بھی حضور سرور کوئین ﷺ ہر دو شنبہ کو تشریف لے جاتے اور وہاں کے بیسے والے صحابہ کو خدا کا پیغام سناتے اور کاشانہ نبوت تو عظیم تر بیستی مرکز اور تعلیمی گوارہ تھا جس جگہ سے تشنگان علوم نبویہ سیراب و شاد کام ہوتے، بالخصوص وہاں پر مستورات و خواتین کو تعلیم و تعلم کا موقع دیا جاتا اور احکام خداوندی کے ذریعہ ان کی تربیت و اصلاح کی جاتی، یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس کی تربیتی ذمہ داری ازواج مطہرات نے سنبھالی اور احکام و فرامین کے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا، اس بات پر تاریخ شاہدینہ ازواج مطہرات کی موجودگی میں اگر کوئی مشکل و مفلک مسئلہ درپیش ہوا تو کاشانہ نبوی کی طرف بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے رجوع کیا یہاں تک کہ ابو بکر و عمر اور عثمان و علی نے زمانہ رسالت ہی میں اصحاب صفہ نے مسجد نبوی کے چبوترے کو عملی اور تجرباتی درس گاہ قرار دیا تھا جس میں ۱۵۰ صحابہ صفائی قلب، تطہیر باطن، طہارت و پاکیزگی، زہد و تقویٰ، اخلاق و عمل، تزکیہ قلوب و اذہان، اور ذکر و فکر میں مصروف تھے اور رسول اللہ ﷺ اسکے معلم و مرئی تھے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں انما انا لکم بمنزلة المرءة اعلمکم میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مثل ہوں تم سب کو علم سکھاتا ہوں (رواہ احمد و ابوداؤد و نسائی، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد دوم) اور فرماتے ہیں ﷺ لا تمم حکارم الا حلاق میں محاسن اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں (موطاء امام مالک، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد چہارم) قرن اول میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً نے بھی مسجد نبوی کو اپنی پیغام رسانی کا ذریعہ قرار دیا تھا، جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں احکام خداوندی و فرامین نبوی سنایا کرتے اور حسب ضرورت محلیہ کو جمع کر کے مسائل شرعیہ کے ذریعہ اسلامی مملکتوں میں روئے نما ہونے والے واقعات اور دیگر جنگی فتوحات کا حال بیان فرمایا کرتے (حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کریم اللہ وجہ الکریم نے بعد میں اس کام کیلئے کوفہ کو منتخب کیا تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر (اور درس و تدریس) کیلئے بیچ شنبہ کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت زید بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانش کدہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعلیم کی فرض سے چٹا بھی مشہورہ معروف اور ناقابل تردید حقیقت ہے، یوم سے لیکر رزم تک صحابہ کرام کی مجلسیں قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دلنواز سے گونجتی رہتیں اور یہاں سے ایک دوسرے کو احادیث نبوی سنایا اور یاد کرایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیثیں لکھا کرتے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبانی یاد رکھتے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف ایک حدیث کیلئے سفر کر کے منصر کے ایک فرماں روا کے پاس جانا بھی ثابت ہے اور ابو شاہ یحییٰ کی گزارش پر رسول اللہ کے فرمان نامہ کی کتابت کا واقعہ بھی شاہد ہے۔

عہد نبوی اور دور صحابہ میں گو کہ علمی مراکز اور تعلیم گاہیں آج کی طرح باضابطہ قائم نہیں تھیں کیونکہ صحابہ کرام نے براہ راست فیض صحبت اور صاحب شریعت ہی سے الکتاب علم کیا اور اپنے ذہن و حافظہ پر وثوق و اعتماد کر کے اس تعلیمی سلسلہ کو زبانی حد تک محدود رکھا اہل عرب کا حافظہ چونکہ نہایت قوی اور تیز ہوتا تھا کہ ایک ایک آدمی کو مختلف شعراء کے صد ہا ہزار اشعار اور ان کے نام و نسب یاد ہوتے جس پر وہ فخر و مباہات کرتے تھے اسی طرح صحابہ کرام کو سیکڑوں ہزاروں احادیث یاد تھیں انہیں اپنے حفظ و ضبط پر یقین کامل تھا صحابہ کے زمانے میں احادیث و مسائل کی تعلیم انفرادی طور پر زیادہ رائج تھی بعض صحابہ نے اپنے کاشانہ اور در دولت ہی کو حدیث کی تشریح و ترویج کیلئے متعین و منتخب کر رکھا تھا اور بعض حفظ و ضبط کیلئے کوشاں اور مشغول تھے اور کچھ عرصہ کے بعد عمر بن عبد العزیز کے حکم سے تدوین حدیث کیلئے ایک ادارہ قائم ہوا تھا جس کے معلم اعلیٰ اور نگران کار محمد بن حزم تھے۔

مگر عہد صحابہ کے بعد پہلی صدی ہجری کے اختتام اور دوسری صدی ہجری کے آغازہ اوائل میں باضابطہ اور باقرینہ طور پر درس گاہیں قائم ہو چکی تھیں اور ان میں تعلیم و تعلم کا رواج عام ہو گیا تھا ان درس گاہوں کا تعلیمی اثر یہ ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد امام مالک، امام احمد، امام ابو زاعی، امام زفر عبد اللہ بن مبارک وغیرہ علوم اسلامیہ کے تاجدار اور ائمہ فقہ پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل شریعیہ کا اجتہاد و استنباط کیا اور ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و مستاب بن کر چمکے ان نفوس قدسیہ نے جن تعلیم گاہوں اور بلند بارگاہوں سے تحصیل علوم کیا انکی شان و کھیل سے بھی ماورائی ہے پھر ائمہ فقہ نے جو مراکز علم قائم کئے وہاں سے ہزاروں لاکھوں طلباء نے علم و فن حاصل کیا صرف امام اعظم کے حلقہ کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے جب کہ دوسرے ائمہ نے بھی اپنی حیات کے آخری لمحات تک تعلیم و تعلم کے اس سلسلہ الذہب کو تسلسل کے ساتھ جاری اور باقی رکھا۔

محمد شمس اور ائمہ حدیث کے دور ترقی میں علم حدیث اور روایت حدیث کو ایسا عروج و ارتقاء اور فروغ و استحکام ملا کہ بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اشاعت حدیث کیلئے ادارے اور مراکز قائم ہوئے جہاں سے محمد شمس کی جماعت انکی امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام جعفر ابن عساکر و ابن حبان وغیرہ ملے و نجوم اور تعلیم حدیث کے شہریار پیدا ہوئے اور حدیث و تدوین حدیث کی ایسی خدمات انجام دیں جن کی مثال اقوام عالم کی تاریخ میں



ضمین ملتی اور انہوں نے جو دانش گاہیں قائم فرمائیں ان میں تشنگان علم حدیث حاضر ہوتے اور سیر اہلی حاصل کرتے صرف امام بخاری نے جو شاگرد اور حلاۃ چھوڑے وہ تقریباً ایک لاکھ ہیں اور دیگر ائمہ حدیث کے شاگردوں کا اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ائمہ فقہ و حدیث نے اپنے پیچھے جو علمی اثاثہ چھوڑا اس کے فروغ و استحکام اور اس کی تعمیر و ترقی کیلئے بلاوا اسلامپہ کوفہ، بصرہ، بغداد، دمشق، قاہرہ، روم، اندلس، قسطنطنیہ، غرناطہ، اشبیلیہ، قرطبہ، بخارہ، سمرقند، مراکش، تاشقند، آذربائیجان، وغیرہ میں بڑی بڑی تعلیم گاہیں اور درس گاہیں استوار ہوئیں جہاں پر علم و فضل کے مینار بلند ہوئے جن کی تابعدار شعا میں عالم کے خطے خطے میں یہود، نصاریں اور غلظت کدہ کائنات کو منور و تابناک کر دیا اور انفس و آفاق میں اجالا پھیلا دیا۔

تعلیم گاہوں سے علماء فقہاء محدثین نے علم ظاہر حاصل کیا اور صوفیاء، صلحاء، اتقیاء وغیرہ کیلئے خانقاہی نظام قائم ہوا علم باطن اور طریقت کے اسرار و رموز کیلئے خانقاہوں کو تربیتی مرکز قرار دیا گیا جہاں سے چند بایزید، خرقانی و شبلی اور عبد القادر جیلانی و معین الدین سنجر وغیرہ کشور و لایت کے تاجدار و شیراز پیدا ہوئے جن کے فیض نظر اور نقوش قدم نے عصیان شعاروں کے مقتدر بدل دئے اور انہیں اوج کمال عطا کیا خانقاہی تعلیم صرف باطنی صفائی اور طریقت کے رموز و پیام تک محدود نہ رہی بلکہ اس کا اثر و تربیت و وسیع ہوا تو زندگی کے ہر شعبے میں اس کی روشنی پکینی اور خانقاہوں کے سائے میں خلق خدا کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی۔

تعلیمی مراکز اور درس گاہوں کا وجود و برکت اور انکی حیثیت و اہمیت ہر دور ہر عہد اور ہر زمانے میں مسلم و با عظمت رہی جہاں پر قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ مرتب ہوئی اقوام عالم کے نشیب و فراز کی داستان لکھی گئی۔ علم و حکمت کو رواج دیا گیا۔ عہد ماضی کے جلیل القدر انسانوں کے کارنامے لکھے گئے انقلاب زمانہ کا حال سپرد قلم ہوا اور مستقبل کیلئے لائحہ عمل تیار کیا گیا علوم و فنون کی ترقیاں انہیں درس گاہوں کی یادگار اور ان کی رہین منت ہیں اور انہیں علمی مراکز کا تعلیمی نتیجہ ہے۔ سقراط، افلاطون، البیرونی، ابن رشد، ابن سینا، فارابی، ارسطو (نیوٹن، کپلر، گیلیلیو) کرازی وغیرہ جیسے افراد پیدا ہوئے جن کے ذکر سے تاریخ کی زلفیں سنواری گئیں اور ان کے نامزدہ نقوش سے آج بھی تاریخ کے صفحات فروزاں ہیں۔

کسی بھی قوم کو عروج و ترقی علم و عمل تہذیب و ثقافت اخلاق و کردار محنت و چاشنہائی اور زندگی کے آداب و اصول پر عمل استقامت سے ہوتی ہے وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے جس کا علمی سرمایہ ختم ہو جاتا ہے اس قوم کو تاریخ کے اوراق سے نکال دیا جاتا ہے جس کا علمی جوہر معدوم و فنا ہو جائے وہ قوم تاریکی کے دیہیز پردوں میں گم ہو جاتی ہے جس کا چراغ علم و ہنر گل ہو جاتا ہے قوم علم و فضل اور کارناموں سے زندہ رہتی ہے اور پہچانی جاتی ہے علم و ہنر اور فضل و شرف کی بنیاد پر

قوموں کی تاریخ کو زریب داستان اور حوالہ قلم کیا جاتا ہے جو قوم شعور و ادراک اور علمی آگہی کے میزان تعمیر کرتی ہے وہ ماضی میں بھی زندہ رہتی ہے اور مستقبل میں بھی وہ مشعل راہ اور زندہ جاوید مثال ہوتی ہے قوموں کا ثابت و دوام علم اور صرف علم سے ہے۔

جس کا ذریعہ تعلیم جتنا مستحکم اور موثر ہوگا اس کا علم اتنا ہی استوار اور مضبوط ہوگا اسکی توفیق و مستحقوں کا اندازہ تاریخ جاننے والوں کو بخوبی ہے کہ دنیا کے پردے پر عرصہ کائنات میں جہاں اور جس جگہ بھی معیاری اور آفاقی درس گاہیں وہاں کا علم و فضل، تہذیب و تمدن، عادات و اطوار، اخلاق و کردار اتنا ہی بلند اور مرتفع و خلاق رہا ہے اور اس کے جامعہ نظامیہ کا حال کس پر حقی ہے کہ جس کی علمی شوکت کا پھر یہ اچار دانگ عالم میں لہرا رہا ہے اور جہاں سے ایسے ایسے جلیل القدر علماء، صلحاء، صوفیاء، اور اولیاء نکلے جو بیک وقت شریعت و طریقت دونوں کے سنگم اور حسین امتزاج تھے۔ یہی وجہ ہے بغداد کی صدی تک تہذیب و ثقافت اور تعلیم و تربیت کا مرکز رہا۔ بعض صحابہ نے بھی وہاں سکونت اختیار کی خلفاء بنو امیہ نے اسے اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور بغداد تعلیم و تہذیب ہی کا اثر تھا کہ بار بار ٹوٹنے اور اجڑنے کے باوجود دنیا کے نقشے پر انھیں تار رہا۔

اس طویل تسمیہ اور تاریخی حقائق و شواہد اور اسلامی اقدار و روایات کی جھلکیوں کی روشنی میں گوارہ علم و ادب یادگار اعلیٰ حضرت مرکز اعلیٰ سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام رضا ٹرک سوداگران بریلی شریف کا گہرائی سے جائزہ لینے پر مضمون ہوتا ہے کہ منظر اسلام عہد ہائے ماضی کی تعلیم گاہوں کا نمونہ اور اسلاف و اکابر کی عظیم یادگار ہے اور اس درس گاہ جلیل میں حضرت آدم کی امانت اور اس کی جھلکیاں موجود ہیں۔ حضرت داؤد کے علم کی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت سلیمان کے علم و حکمت کی فرمانروائی مضمر ہے۔ حضرت لوط کے علم کی ضیاء باریاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت خضر کے علم لدنی کا جلوہ موجزن ہے حضرت یوسف کے علم تعبیر کی تعلیم موجود ہے اس درس گاہ میں حضرت ابراہیم کی حکمت و دانائی کا سبق سکھایا جاتا ہے حضرت عیسیٰ کے علم و حکمت کی گوہر نشائیاں پائی جاتی ہیں (علیم الصلاۃ والسلام) اور اس درس گاہ سے حضور سرور کونین ﷺ کے علوم پاک کے سچے جانشین اور نسیبن کی کلیپ تیار ہوتی ہے اور علماء کا قافلہ نکلا ہے العلماء و رشتہ الا نسبیا علماء انبیاء علیم الصلاۃ والسلام کے وارث و نائب ہیں (ان ساجد حوالہ امام احمد و منظر علم حدیث جلد اول)

اس درس گاہ میں مسجد نبوی کی تعلیمی جھلک موجود ہے اصحاب صفہ کے تربیتی مکتوب کے مثل صفائی یا طہن کی تعلیم دی جاتی ہے صحابہ کرام کی علمی مملکت کے رفور و موزناتے جاتے ہیں سلمان و عذرا کے زہد و افتاد کی علمی تربیت دی جاتی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ و ابو یوسف کے محدث کی روشنی میں مسائل کا حل سکھایا جاتا ہے۔ ائمہ فقہ کے فرمودات و اقوال کے بموجب



فقہ اسلامی کا درس دیا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں امام بخاری و مسلم کی جمع کردہ حدیثوں کی تعلیم سے آشنا کیا جاتا ہے ائمہ حدیث کی مرتب کردہ احادیث کو رد و لوج دیا جاتا ہے۔ خاتمانی نظام تعلیم کو فروغ دیا جاتا ہے۔ شریعت و طریقت کے اسرار و احکام سکھائے جاتے ہیں۔ اسلام اور اقوام عسالم کی تاریخ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا یہی وہ دینی علمی فیضان ہے جس سے قومیں سیراب و مستفیض ہوئیں اور اپنے صفت خود لیدہ کو چنگایا اور منظر اسلام کے فیضان و عمل سے قوم نے علوم و فنون کے پر نضا ماحول میں سانس لیتا سیکھا اور اپنی کباکی قدروں کو زندہ و تاملدہ کیا منظر اسلام کا جو درکت مسلمانوں کیلئے ایک عظیم امانت ہے منظر اسلام قوم و ملت کی منفرد اور مائیہ نازدور نگاہ ہے۔

منظر اسلام کا جو وقت کی اہم ضرورت اور وقت کا شدید تقاضا تھا اس کے علمی فیضان کا دور اس وقت شروع ہوا جب کہ برطانوی ہند پر باطل فرقت اپنی تہا منظر فقہ سنا مانیوں کے ساتھ تسلط جما رہے تھے اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں اور متعدد اضلاع میں وہ اپنے پنجے گاڑ چکے تھے۔ اہل سنت و جماعت کے سر کردہ علماء ان کے فتنوں کی سرکوبی کیلئے کمر بستہ تھے خصوصاً سر خیل علماء، مجدد ملت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا مدظلہ العالی قدس سرہ ان کے رد و ابطال کیلئے صف آراء اور تیار تھے اور تحریروں و تقریر کے ذریعہ ان فتنوں کا استیصال اور بطلان کر رہے تھے۔ امام احمد رضا نے اپنی شوکت علمی اور تجدیدی کارناموں سے ان طوفانی فتنوں کا رخ موڑ دیا ایسا طوفان جو بڑے بڑوں کو کھیلنے لگا گیا اور جب وہ دستار دار لے بھی اس کی زد سے محفوظ و سلامت نہ رہ سکے ایسے نازک وقت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائی اور منظر اسلام اور اپنے تجدیدی کارناموں سے انہیں خلافت و مگرہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا۔

امام احمد رضا نے یکے و دھماپے علمی چادہ جلال سے ان فتنوں کا جواب دیا اور طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا اور ہر میدان میں ان سے نبرد آزمائی کی اور انہیں پسپا کیا مگر اس ضرورت کو بھی کھلے دل سے محسوس کیا کہ تحریری خدمات کے ساتھ اس علمی فیضان کو عام سے عام تر کرنے کیلئے معاشرے میں ایسے افراد و انسان پیدا کئے جائیں جنکے ذریعہ علمی ترقی میں حزیہ بالیدہ گھیاں پیدا ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے آراستہ اور املائی کر دیا جائے جو ہر محاذ پر تحریروں و تقریر کے ذریعہ معاشرے میں نامور کی طرح پھیلی ہوئی بدعتیہ کی کا قلع قمع اور اسے تاراج کر دیں اور دین و مذہب پر ہونے والے تمام حملوں کا علمی انداز سے مقابلہ کریں اسی احساس و عواطف کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنی یادگار اور دینی علمی فیضان کا سلسلہ وراثت کرنے کیلئے منظر اسلام کی تعمیر کی اور دینی علمی فیضان کیلئے راہیں ہموار فرمائیں اور باذوق و باشعور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا اپنے اس مقصد میں کامیابیوں کا اندازہ منظر اسلام کے فیضان و ترقی اور اسکی سو سالہ تاریخ سے لگایا جاسکتا ہے۔

منظر اسلام کے ذریعہ دین و سنت پر ہونے والے تمام حملوں کا مقابلہ اور ان کا وندناں شکن جواب دیا گیا فرق باطلہ کی سرکوفی کی گئی، مصلحت و بدعت اور بد عقیدگی کے دیہیز پر دلوں کو تار تار کر دیا گیا، دین و مذہب کی ترویج و اشاعت کی گئی، فرزند ان توحید کو علوم و فنون سے آراستہ و بھراستہ کیا گیا اور انہیں عملی تربیت دی گئی۔ منظر اسلام سے ایسے افراد اور جال پیدا ہوئے جو امام احمد رضا کے سچے جانشین اور ان کے علوم و معارف کے امین و وارث ہوئے۔ جن کی علمی قیادت و رہنمائی پر زمانے کو ماننا ہے اور جن کی تحریر و تقریر اور نمایاں کردار نے حواشیات کا رخ موڑ دیا اور ایسا انقلاب برپا کیا جس سے چند سو خیال کے بند درہے کھل گئے۔ منظر اسلام سے علم و فضل کے ایسے رواں اور سیال چشمے پھوٹے جن سے علم و فن کا گستاں لالہ زار بن گیا اور اسے حیات نو کی سوغات تازہ ملی۔

منظر اسلام وہ فیض بارہ ممتاز درس گاہ ہے جہاں سے مدرسین، مبلغین، محققین، محدثین، مناظرین، اولیاء، فضلاء، اور تعلیمی صلاحیت رکھنے والے افراد پیدا ہوئے اور آفاق کی وسعتوں میں پھیل گئے اور اس کے باہم و در سے علوم و فنون کے ایسے شہنشاہ اور تاجور پیدا ہوئے کہ عالم میں جن کی علمی حکمرانی تسلیم کی گئی اور جنکی سعی و جستجو نے علم و فن کے دریا بہا دیئے۔

کسی بھی تعلیم گاہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کیلئے یہ لازمی عنصر ہیں کہ اس کے مقاصد نیک اور اس کے رجحانات اچھے ہوں ورنہ نتائج کے اعتبار سے اس کے ثمرات و فوائد ظاہر نہیں ہونگے اور وہ سعی و حاصل کے مترادف ہوگی۔ اور اگر اپنے بنیادی خطوط پر گامزن ہو تو اس کی ترقی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے اور اس کے عروج و ارتقاء کی راہ میں موانع حائل نہیں ہونگے اور وہ اپنے محامد و محاسن کے اعتبار سے متعارف و مشہور ہو تا رہے گا۔ اس کے ثواب و اصول اگر بنیادی خطوط سے متجاوز نہیں ہیں تو یہی چیزیں اس کے فروغ و استحکام کی ضامن ہو جاتی ہیں اور اس کا مستقبل تلمناک ہو جاتا ہے۔

اگر بد نظر غائر دیکھا جائے تو ایک معیاری در سگاہ کو یہ فرائض انجام دینے پڑتے ہیں جو اس کے بنیادی اصول ہوتے ہیں۔

(۱) طلباء کو مختلف علوم و فنون میں کامل بنانا اور ان میں مہارت پیدا کرنا۔

(۲) طلبہ کی اصلاح و تربیت کرنا اور علمی عملی جسمانی یا اخلاقی حیثیت سے طلباء میں جو خرابیاں جڑ پکڑنے لگی ہیں ان کی اصلاح کرنا۔

(۳) پسندیدہ عادت و اطوار کا حامل بنانا اور بدمردار کا مالک کرنا۔

(۴) طلباء کی اندرونی صلاحیتوں کو صحیح رخ پر ڈالنا نیز انہیں ان عملی و اخلاقی اوصاف سے متصف کرنا جو انفرادی اجتماعی



اور عائلی ذمہ داریوں کو حسن و خوبی انجام دینے میں معاون ہوں۔

(۵) طلباء کے اندر برے بھٹے کی قیصر، حق سے محبت اور باطل سے نفرت۔ بھلائیوں کے پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ وہ معاشرے کے ناپسندیدہ رجحانات کا مقابلہ کر سکیں خود اس کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں اور دوسروں کو بھی چلانے کی کوشش کریں۔

(۶) بنی نوع انسان کے کارآمد تجربات اور اسلاف سے ملے ہوئے علمی فنی اور ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور ان میں مناسب اضافہ کر کے دوسروں تک پہنچانا۔

(۷) ہمارے اسلاف و اکابر نے مختلف علوم و فنون کا جو ورثہ چھوڑا ہے تعلیم گاہ کا فرض یہ ہے اس کو ضائع ہونے سے بچائے اور اپنی تحقیق و تجربے سے اسے اگلی نسلوں کو منتقل کرے۔

(۸) طلباء میں یہ جذبہ ابھارنا کہ وہ اپنے علم پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیں۔

(۹) سماج کو علم و فضل کی ایک کسوٹی اور معیار فراہم کرنا نیز طلباء کے مائتین ذہنی، جسمانی، معاشرتی، اور اخلاقی اعتبار سے جو فرق ہوتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے ان پر انفرادی توجہ دینا تاکہ ہر طالب علم اپنی بساط و صلاحیت کے مطابق آگے بڑھ سکے اور اپنے لئے راہ عمل متعین کرے۔

(۱۰) تعلیم گاہ کے جو اصول و قوانین ہوں ان کا تعلیم کے رواج و تشہیر اور اس کے مقصد میں مثبت اثر کیلئے نافذ العمل ہونا۔ تاکہ حشرۃ کاملۃ بادی النظر میں تعلیم کے یہ مقاصد ہو سکتے ہیں۔

• سماج کا بے نفس خادم بنانا۔

• مملکت کا اچھا شہری بنانا۔

• شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ استوار کرنا۔

• انفرادیت کی تشوئہ اور خودی کی تکمیل کرنا۔

غرض کہ تعلیم کا مقصد اللہ کا صالح بند بنانا یعنی طلباء کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں دینی جسمانی عملی اور اخلاقی اعتبار سے ہمدرد سچ اس لائق بنانا کہ اللہ کا شکر گزار بندے بن کر رہیں کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق و مالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ان سے وہ مکاحقہ عہدہ آہو سکیں تعلیم کا یہی صحیح جامع اور بنیادی مقصد ہے۔

اور دنیا میں آج جو تعلیمی نظام برپا ہے اس کا خواہ کچھ بھی نام رکھ دیا جائے لیکن اس کا منہج و سرچشمہ اسلام اور اس کا تعلیمی نظریہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مقصد تعلیم کے بارے میں کچھ یورپائی مفکرین کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہو جائیگا کہ تعبیر و الفاظ اگرچہ انکے ہیں مگر ان میں اسلام کا تصور تعلیم غالب ہے۔

(۱) تعلیم کا مقصد پر خلوص یعنی ذریعہ شادمانی کا حصول (ارسطو)

(۲) تعلیم کا مقصد مثالی انسان کی تکمیل ہے (پین)

(۳) تعلیم سے مراد ہے مکمل انسان کی تربیت (کامینس)

(۴) تعلیم سے مراد ہے شعوری یا راوی ارتقاء (ڈیوڈ سن)

(۵) تعلیم ایک ہنر ہے جس سے ماہران خصوصی نہیں بلکہ انسان بنائے جاتے ہیں (مانٹین)

(۶) سنگ مرمر کے ٹکڑے کیلئے جس طرح سنگ تراشی ہے ویسے ہی انسانی روح کیلئے تعلیم ہے (ایڈیسن)

(۷) تعلیم کا مقصد علم سے بھر دینا نہیں ہے بلکہ قوت کی تربیت کرنا ہے (آرکٹ)

(۸) تعلیم کا مقصد کھری پر خلوص، بے عیب، اور پاک صاف زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ہے۔ (فروبل)

(۹) تعلیم سے مراد تجربہ کی از سر نو تشکیل ہے جس میں فرد کو اپنی قوتوں پر زیادہ تسلط پانے کے قابل بناتے ہوئے اس کے

تجربے میں وسعت پیدا کی جاتی ہے اور اسے سماجی لحاظ سے زیادہ مفید بنایا جاتا ہے (ڈی وی)

(۱۰) عام طور پر انسانیت کا اعلیٰ ترین مقصد اخلاق تسلیم کیا جاتا ہے اور پھر اس تعلیم بھی (ہربارٹ) (حوالہ فن تعلیم و تربیت)

تعلیم کے یہ بنیادی مقاصد اور تعلیم گاہ کے ان فرائض و ذمہ داریوں کے پیش نظر منظر اسلام کے بارے میں صرف

انتہائیں گے کہ اس نے ہمیشہ اپنی تعلیم و فرائض میں نہ ہی علوم اور اسلام کا تصور و نظریہ پیش کیا ہے جو ایک دینی ادارے

کا نصب العین اور اس کا دستور العمل ہے۔

منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ و نسل کا امتیاز کے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اور اسے عام کرنا اور فرزند ان اسلام

کو دینی علوم و فنون اور زندگی کے آداب و محاسن سے آراستہ اور آگاہ کرنا ہے۔

عہد ماضی میں تعلیم نہایت محدود و مخصوص پیمانے پر ہوتی تھی اور اس کا دائرہ نہایت تنگ و تار تھا کہ تعلیم صرف

مالداروں اور اہل ثروت کا منصبی حق تھا تعلیم صرف شافی محلوں اور تہذیب یافتہ اونچے گھرانوں میں ہوتی تھی اس لئے

غریبوں اور غلاموں سے تعلیم کا حق چھین لیا گیا تھا اور انہیں جمالت کی پستیوں میں ڈھکیل دیا گیا تھا تعلیم کو قارہ تہمت کی



جہائے فرد و فرد کا تشہد سمجھا جاتا تھا تعلیم یافتہ لوگ ناخواندہ اور جاہل افراد کو ذلیل و خوار سمجھتے تھے گویا تعلیم و تمدن کے باوجود وہ  
جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے اور تعلیم رنگ و نسل میں بتی ہوئی تھی۔ تعلیم خاندان و قبیلے میں تقسیم ہو رہی تھی  
اور نسل تعصب و منافرت میں کباویاں جکڑی ہوئی تھیں۔

لیکن جب اسلام کا حساب رحمت برسا تو عہد ماضی کی تمام کٹافتوں کو دھو دیا اور رنگ و نسل کے امتیاز و تفریق کو مٹا  
دیا اور اس کی صدائے عام، پیغام و انوار سے تاریک دلوں کے نماں خانے میں اچالا پھیلا قرآن نے کو اذی فلو لا نفر من  
کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین ولینذروا قوم ما منهم اذا رجعوا الیہم لعلہم  
یحذرون۔

کیوں نہ چو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سناے اس  
امید پر کہ وہ چمکیں (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

خدا کا یہ فرمان عام ہے حق تعالیٰ اور اللہ میں کسی شاہی محل اور مستند قوم کی کوئی تخصیص و تعین نہیں ہے اور نہ  
حصول تعلیم میں امیر و غریب اور آقا و غلام کا بیان ہے بلکہ ہر گروہ ہر فریق اور تمام انسانی شعوب و قبائل کو دینی تعلیم اور فقہ  
سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی یہ حدیث قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے چھ عیسید  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئیں اور وہ حضور کے دین کے مسائل سیکھتے اور فقہ حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت  
کرتے اور اپنی قوم کیلئے حضور انیس اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم کیلئے انیس  
ان کی قوم پر مامور فرماتے جب وہ لوگ اپنی قوم پر پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہیں اور لوگوں کو خدا  
کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انیس دین  
کے تمام ضروری علوم تعلیم فرماتے (خرائن العرفان ص ۲۹۹)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام سنایا کہ تعلموا العلم وعلموہ الناس علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ (مہجی)  
اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ ہر مسلمان مرد و عورت پر علم  
دین کا طلب کرنا اور سیکھنا فرض ہے (رواہ البیہقی والمشکوۃ وابن ماجہ)

ان فرمودات گرامی میں بھی بادشاہ اور رعایا کا اور غلام کی کوئی تخصیص و تنہید نہیں ہے کہ تعلیم و تعلم میں فرق  
مراتب کا اعتبار کیا جائے اور اس امتیاز و فرق کو بھی مٹا دیا جائے کہ مرد تو علم سیکھیں اور عورت نہ سیکھیں یا عورت تو تعلیم سے

آراستہ ہو مگر مرد اس حق سے محروم رہے بلکہ مرد و عورت دونوں صنف انسان کو ضروری علم سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام نے جہاں پر اپنے آفاقی پیغام سے رنگ و نسل، کالے گورے، اور عربی و عجمی کے امتیاز و تفریق کا خاتمہ کیا ہے کہ الا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی ابیض۔ سن لو! کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت و برتری نہیں ہے اور کالے کو گورے پر کوئی تفوق حاصل نہیں ہے (کنز العمال) اور تعصب و تحک نظری سے بچنے اور باز رہنے کی تاکید کی ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیۃ و لیس منا من قاتل عصبیۃ و لیس منا من مات علی عصبیۃ جو تعصب کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت و حمایت میں قتل و قتل کرے اور جو تعصب پر قائم رہ کر مر جائے وہ ہم میں سے نہیں (ابوداؤد)

وہیں پر تعلیمی میدان میں بھی اسلام نے سب کو ایک نظر سے دیکھا اور ہر انسان کو اس کا پیدا کئی حق عطا کیا اسلام چونکہ فطری مذہب اور مکمل نظام زندگی ہے اس لئے وہ اپنی رسوم و عادات میں فطرت سے بغاوت پسند نہیں کرتا اور نہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

اور خداموں اور باندیوں کی تعلیم و تادیب کے بارے میں فرمایا گیا اور جل کانت عندہ امۃ یطۃ، حافظہ فاحسن تا دیبھا و علمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فنزولھا جہا فلہ اجران۔ جس شخص کے پاس موطوۃ باندی ہو تو اسے وہ اچھی طرح علم و ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے نکاح کر لے تو اس کیلئے دو ہزار اجر ہے (بخاری اول)

اس نقطہ نظر سے منظر اسلام کے علمی فیضان و خدمات کا جائزہ لینے پر احساس و اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی سو سالہ تاریخ میں ملک دیران ملک مثلاً افریقہ، سری لنکا، برما، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، چین، نیپال، جارجیا، لیبیا، شام، سعودیہ عربیہ وغیرہ دنیا بھر کے طالبان علوم نے بلا تفریق امتیاز کے منظر اسلام سے علوم و فنون حاصل کئے اور دینی شعور و اوراد میں کمال پیدا کیا یہاں پر جس طرح ایک ملکی اور ریاستی طالب علم کیلئے تعلیمی حق اور سہولتیں مہیا ہیں اسی طرح غیر ملکی اور دیگر ریاستوں کے طلباء کیلئے بھی وہی حق تعلیم اور وہی آسائیاں موجود رہیں ہیں یہاں کی فضا اپنے اور بیگانے کی تفریق و تمیز اور کسی بھی تعصب و حمایت سے مکدر و گروہ آلود نہیں ہے کیونکہ منظر اسلام دین حق کا امین و پاسبان ہے۔ منظر اسلام مذہب حق کا تہمتان ہے۔ منظر اسلام امام اعظم کے علوم کا داعی و نگہبان ہے۔ منظر اسلام سے جو صدائے حق بلند ہوئی اور علم و فن کی سریر جاری ہوئیں ان سے امیر و غریب، محتاج و توکمر، فقیر و غنی، مخدوم و خادم، حاکم و محکوم، ملکی و غیر ملکی سب یکساں اور



بہت مستفیض و سیراب ہوئے اور قومی منافرت و رنگ و نسل کے تعصب و تحک نظری کو بالائے طاق رکھ کر منظر اسلام کی دیواروں کے سائے میں سب جمع اور متحد ہو گئے۔

علم ایک ایسا چراغ ہے جس سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلتے ہیں مگر اس چراغ کی لوماند نہیں پڑتی اور نہ اس کی روشنی مدہم ہوتی ہے بلکہ اس کی فائدہ شعاعیں فرزا آسمان سے بات کرتی ہیں اس طرح سے اس کی روشنی عام سے عامتر ہو کر انفس و آفاق میں پھیل جاتی ہے۔ منظر اسلام نے علم کی ایسی شعور و شن کی جس کے ارد گرد اقصائے عالم کے پردانے جمع ہوئے اور اسکی روشنی سے مستحیر و مستفیض ہو کر کائنات کا چہ چہ تارناک و منور کر دیا جو پروانے چراغ کا طواف کرتے ہیں تیج کو ان کی لاشوں کا انبار نظر آتا ہے لیکن منظر اسلام کی علمی شمع کے گرد جو پروانے امٹ کر آئے اور آکتاب نور کے بعد نکلے تو انہوں نے پورے عالم میں علم و عرفان کی شمعیں روشن کیں اور گھر گھر سے جھلی و نادانی کا جنازہ نکال دیا۔ شب و بیکور کا چراغ صبح کی سفیدی میں اپنا نور کھودیتا ہے اور کچھ داتے دم توڑ دیتے ہیں مگر منظر اسلام کا چراغ علم ایک صدی گزرنے کے بعد بھی آفتاب نیروز کی طرح جھلک رہا ہے اور اس کے پروانوں کا جھوم واز و حمام دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

حدیث پاک میں علم برفع کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسے علم کو عام کرے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں تو اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملے گا حضور سرور کو نین ﷺ فرماتے ہیں اذ امانت الانسان انقطع عتہ عملہ الا من ثلث من صدقہ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح ینفع بہ عوا لہ جب انسان مر جاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین چیزیں یہ ہیں صدقہ جاریہ۔ علم نافع۔ اور نیک اولاد جو اس کیلئے اس کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کرے (مسلم و مشکوٰۃ)

صدقہ جاریہ سے مراد مسجد مدرسہ کبیلہ سرانے کنواں وغیرہ کی تعمیر ہے کہ جب تک یہ باقی رہے گی مرنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا اور علم نافع سے مراد یہ ہے یا تو وہ کوئی دینی علمی کتاب لکھ جائے جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں یا کوئی ایسا شاگرد چھوڑے جو اس کے علم کو زندہ و باقی رکھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔

اس حدیث پاک سے منظر اسلام کے عملی اصول اور علمی کارروائی پر روشنی پڑتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جس مقصد حسن کی تکمیل و تعمیر کیلئے منظر اسلام کو پروان چڑھایا اس کے در دیوار کا ظہور باطن اور اس کے کوہ و اصول میں اس فرمان رسول کے پیش نظر صدقہ جاریہ اور دائمی ثواب کا مفہوم بھی مضمر و پنهان ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی آرزو خواہش یہ تھی کہ منظر اسلام اسلام کا حقیقی منظر اور اسکی عملی تصویر ہو۔ منظر اسلام کے ساحل سے

ہمکنار ہونے والا علم و فضل کا بحر مواج ہو اور اس کے سائے میں پروان چڑھنے والا اگر ذرہ ہو تو آفتاب ہو جائے منظر اسلام کی علمی فضاؤں میں نشوونما پانے والا ہر فرد جہل کی تاریکیوں میں علم کی شمع روشن کرے اور قوم کی ذہنی علمی سیاحت و قیادت کا قریضہ انجام دے۔ منظر اسلام کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ امام احمد رضا نے اپنے عزم و حوصلے کو اپنی زندگی ہی میں علمی جامہ پہنا دیا جس سے علم نافع کا ایک طویل اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوا اس سے زیادہ علم نافع اور کیا ہو سکتا ہے کہ سو سال کے طویل عرصے میں اس سے نکلنے والا علمی چشمہ آج بھی ایسا ہی ابل رہا ہے جیسا کل موزن تھا اور جب تک شمس و قمر میل و منار کی گردش رہے گی اس وقت تک اس کا فیض جاری رہے گا۔

سب سے پہلے امام احمد رضا نے اس کی درسگاہی عظمت اور تعلیمی معیار کو بلند و بالا کیا، آپ ہی نے سب سے پہلے اس کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کی صداکیں بلند کیں، تشنگان علوم نبویہ کو علم و آگہی سے شاد کام کیا اور عاشقان رسول مقبول علیہ السلام کو عشق و عرفان کا جام محبت پلایا پھر اسکا دائرہ تعلیم و تربیت اتنا وسیع و فراخ ہوا کہ اس کے علمی فیضان و اثر کا غلطہ کائنات کی وسعتوں میں ہونے لگا اور ایسا شہرہ ہوا کہ جس کی دھمک ایک صدی کی تکمیل پر بھی محسوس کی جا رہی ہے اور آج وہ تنوع خدمات اور علم و فن کا ایسا گہرا سمندر ہے جو کبھی پایاب اور خشک نہیں ہو گا اور اس بحر ثابید اکنار سے جتنی بھی نہریں نکلیں گی وہ سب کی سب امام احمد رضا کی ذات مقدسہ سے واسطہ ہو گی۔ اور اس درسگاہ طویل سے جتنے طلبہ فیضیاب و فارغ التحصیل ہو کر نکلے یا نکلیں گے وہ سب کے سب امام احمد رضا کے بے واسطہ دہاؤ واسطہ روحانی علائقہ ہو گئے اور جب تک اس بزم حق میں ان کا ایک بھی شاگرد یا ان کے شاگرد کا شاگرد (وعلیٰ هذا القیاس) باقی اور موجود رہے گا اس وقت تک امام احمد رضا کا نام عرصہ کائنات میں زندہ اور مرد و خشن کی طرح تابندہ رہے گا اور جب تک منظر اسلام کی ایک ایک اینٹ اور اس کی کارنگ و روغن سلامت رہے گا اس وقت تک امام احمد رضا کی یاد دلوں کے آفاق میں ان کے حسن کردار سے تازہ اور باقی رہے گی اور معظم و متعلم دونوں من جانب اللہ ماجور ہو گئے، العالم و المتعلم شریکان فی الاجر۔ عالم اور متعلم دونوں اجر میں برابر ہیں (لکن ماجد)

کوئی انسان اپنے حن آرزو میں ایک پودا لگائے اور محنت و لگن سے اس کی آبیاری کرے پھر جب اس سے کوئی کوئی پھل، پتہ، شئی، شاخ، اور پھول، پھل نکلے اور وہ ہر ا بھرا تاکور درخت بن جائے اور اس کی سیکڑوں شاخیں ادھر ادھر پھیل جائیں تو یہ بدیہی اور ظاہری بات ہے کہ اس کی ہر شاخ اور ہر شئی کو اسکی جڑ سے ہی شادابی اور تازگی ملے گی، بالقرض اگر اس کی کسی شاخ کو کاٹ دیا جائے تو تنے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا اور نہ اس پر کوئی زہر پڑے گی لیکن شاخیں تو قطع نہ کی جائیں بلکہ



اگر اس کی جڑوں ہی کو کاٹ دیا جائے تو شاخوں کا پورا باغیچہ اور حسن چاہو جائیگا اور اس کا سارا وجود ایک چوب خشک ہو کر رہ جائیگا۔

امام احمد رضا نے منظر اسلام کو اسلامی تعلیم و تربیت کا اہلپنا ہوا چودا تصور کیا اور اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری کی جب تک اس پودے کو امام احمد رضا کی آبیاری ملتی رہے گی اس وقت تک یہ کبھی پژمردہ اور خشک نہیں ہو گا اور نہ اس پر زمانے کی باد مخالف کا کوئی اثر و نفوذ ہو گا۔ بلکہ اس کی بالیدگی میں دن بدن اضافہ اور ترقی ہوتی رہے گی اور امام احمد رضا کے فیض کرامت سے اس کا فیضان روز افزوں اور دوبالا ہوتا رہے گا۔ منظر اسلام جو کل ایک سو نہار پودا تھا آج وہ ایک عظیم تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں شرق و غرب تک پھیل گئی ہیں۔

کسی گستاخ کا باغیاں اگر باحوصلہ اور پر عزم ہو تو اسکی ایک کلی ٹوڑ دے اور حیات جاودانی کا مزہ تصور کرے گا اور اسکے ایک ایک پھول کے دوام و بقا کیلئے اپنا خون جگر بچھا کر دیگا۔

منظر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی امیدوں کا ایک عظیم گلشن ہے جس میں رنگارنگ پھولوں کی بہارستان آباد ہے۔ اور یہ ایسا باغ سد بہار ہے جس پر خزاں کبھی نہیں آئی اور نہ کبھی اس کی کھیاں پژمردہ ہوئیں بلکہ اس نشین کا چمن ہمارے ہمیشہ موسم بہار کی لذتوں سے آشفار ہا اور موسم کے انقلاب و تبدیلی اور کسی بھی بادِ سموم اور طوفانی ہواؤں کا اس پر کبھی کوئی اثر نہیں ہو ا کیونکہ اسکی آباد کاری میں خلوص و لطیفیت، عزم و حوصلہ اور جرات و ایثار کے عناصر کار فرما تھے اور اسکی آبیاری میں عشق و محبت کا جو ہر شامل تھا اس لئے سو سال کے بعد بھی اس کی تازگی و رونمائی آج بھی اپنے کمال جوہن کے ساتھ صاحبان عقل و عہد اور ارباب فکر و دانش کو دعوتِ نظارہ جمال دے رہی ہے۔

ملک ویران ملک میں آج اسلامی تعلیم گاہوں اور درسگاہوں کی کمی نہیں ان کا اگر سروے کیا جائے تو ایک سے ایک عظیم الشان اور قابل ذکر تربیت گاہیں ملیں گی اور ان میں سے ہر ایک میں تقریباً جدید تقاضوں کے مطابق عصری سہولیات و آسائیاں بھی موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کے میدان میں بھی کوئی کسی سے پیچھے نہیں اس منج سے بہت کم تعلیم گاہیں ایسی ہیں جنہیں ایک دوسرے پر تفوق و برتری حاصل ہے لیکن اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے کہ منظر اسلام ہی وہ عظیم اور بلند رتبہ در سگاہ ہے جو دنیا کے اہل سنت کا مرکز ہے جس کی بنیاد اور پہلی اینٹ محمد وین و ملت امام احمد رضا کے مقدس ہاتھوں نے رکھی ہے تو اس کا جواب کہیں نہیں ملے گا کسی بھی درسگاہ کو عالمی شان اور پر شکوہ بنانے کیلئے اینٹ اور گارا تو بآسانی دستیاب ہو جائیگا مگر امام احمد رضا کے مقدس ہاتھ نہیں ملیں گے۔ ان کے ہاتھوں کا تقدس و کمال نہیں ملے گا منظر اسلام اس نوعیت کا واحد

ادارہ ہے جسے مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے درودیوار سے امام احمد رضا کا قلمی اور کاغذی کاروبار جاری ہو رہا ہے۔ منظر اسلام اس وقت تک پھولتا پھلتا اور ہر اکرار ہے گا اور اپنے دینی علمی فیضان سے اسلام کا منظر پیش کر رہا ہے گاجب تک بریلی کی مقدس سرزمین میں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت رہے گی۔

منظر اسلام امام احمد رضا کی سعی و کوشش اور انکی جانفشانیوں کا ثمرہ اور فیض ہے کہ اس کے محقق علم سے جہانے اور ذی وقار فرزند پیدا ہوئے اور اصحاب فضل و کمال کی عظیم فوج تیار ہوئی اور منظر اسلام کے علمی فیضان اور برکت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کی آغوش سے علوم و فنون کے ایسے آفتاب و ماہتاب پیدا ہوئے جو آج بڑی بڑی درسگاہ اور دانشگاہوں کے مسند تدریس و منصب علیا پر فائز اور انکے صدر نشین ہیں اور قیادت و ہدایت کا بلند مینار بن کر عالم پر جلوہ ہار ہیں منظر اسلام کی آغوش تربیت سے مدرسین و محققین کا قافلہ نکلا مصنفین کی جماعت پیدا ہوئی، مبلغین کا گروہ نکلا، ملاحظین کی ٹیم تیار ہوئی، تنظیمین کی فوج نکلی اور اس کی چار دیواری سے علوم و فنون کے شہنشاہ اور تاجدار پیدا ہوئے۔ غرض یہ سبکہ منظر اسلام سے ولست امام احمد رضا کی آرزوؤں کی تکمیل اس کے فارغین اور اس کے خوشہ چیں کی شکل میں ہوئی جو اپنی اپنی جگہ مدد و نجوم ہیں اور ہر ایک خورشید و قمر ہر علم و فضل کے آسمان ہضم پر جگمگا رہے ہیں یہ اس کے دینی علمی فیضان کی برکت کا منہ بولتا اور واضح ثبوت ہے جسے شکر لایا نہیں جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اس زوال آستانہ اور میں بنیادی کاموں پر زیادہ توجہ دی اور دینی ضروریات کو مرکز نگاہ بنایا اور تحائف و معارف کے اجالے میں قوم کو آگاہ و خبردار کیا اور اپنی تحریر و تصنیف اور وعظ و تقریر کے ذریعہ یہ سمجھایا کہ اس علمی انحطاط اور اسکی تیزی کے دور میں دینی علوم کی ترویج و اشاعت عظیم خدمت اور بے مثال کارنامہ ہے، اس لئے دین و سنت، تعلیم و تعلم اور شرعی مقتضیات کے نام پر امام احمد رضا نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں، وہ سرمایہ دار تھے، اپنے سرمایہ و دولت کو دین کے نام پر خرچ کیا، وہ عظیم مفکر تھے اپنے افکار و نظریات پیش کئے، وہ علوم و فنون کے بادشاہ تھے۔ اپنے علمی خزانے کھول دیئے، وہ مجدد تھے اپنے تجدیدی کارناموں سے قوموں کا مزاج بدل دیا طوفانوں کا رخ موڑ دیا اور ایسا علمی انقلاب برپا کیا جس سے جماعت و نوانی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور جس کے باعث ان کے علم و فضل کا شہرہ چار و انگ عالم میں ہونے لگا، اور انہوں نے تن تنہا وہ علمی کارنامے انجام دیئے جو ایک ادارہ، ایک انجمن، ایک تنظیم، یا ایک بڑی جماعت برسوں کی جدوجہد اور سعی مسلسل سے انجام نہیں دے سکتی تھی اور مزید قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور فرزندان توحید کو دولت علم سے مالا مال کرنے کیلئے منظر اسلام کے نام پر اس عظیم تربیت گاہ کی بنیاد ڈالی تاکہ اس میں علوم و



فتون کی تشہیر و ترویج کے ساتھ دشمن سے مقابلہ اور صف آرائی کیلئے فوج تیار ہو اور اسکی فہمیل سے دین کے دشمنوں کو ماتحت و تاراج کرنے کیلئے لشکر کشی کی جائے۔ وہ اپنے عزائم کو مقاصد میں جس حد تک کامیاب و ظفریاب ہوئے ہیں۔ اسکی حصہ سالہ تاریخ اس بات کی شاہد و گواہ ہے

ان تمام سچائیوں کے باوجود دین و سنت کے فروغ و استحکام اور دینی تعلیم کو عام کرنے کیلئے آپ نے چند تجویز پیش فرمائی ہیں جن پر عملی استقامت سے مخالف ہواؤں کا رخ بدلا جاسکتا ہے، ضلالت و بدعت کے طوائفوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے، تمام بد عقیدگی اور بے علمی کا خاتمہ عمل میں آسکتا ہے اور ان تجویز پر عمل کر لینے سے مسلمانوں کے گھر کا ایک ایک چہ صاحب علم اور دین و مذہب کا سچا خادم و ترجمان ہو سکتا ہے۔ وہ اسلام کے عظیم اور ہر فرد فرزند تھے انہوں نے افراتفری کے عالم میں بھی وہ دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے، انکی مومنانہ فراست و بلند نگاہی نے ایک صدی آگے دیکھا اور جن خدشات و خیالات کا اظہار کیا وہ حرف عرف پورا ہوا تاریخ جاننے والوں سے یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اسکی اس نکاتی تجویز مع تمہید کے ملاحظہ ہوں۔ جو انہوں نے دین و سنت اور مسلک حق کی ترویج و اشاعت کیلئے پیش کی ہیں چنانچہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انجمن نعمانیہ لاہور صدر ثانی مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ کو پیش ہوا تھا۔

ہوئی مکی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمان آئندہ الہ ہے کہ دین کا کام بھی بے روپے کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالیشان مدرسہ لو آپ کے ہاتھ میں نہیں (یہ منظر اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے کہ جب یہ تجویز لکھی جا رہی تھی تو اس کے قیام کو صرف آٹھ سال ہوئے تھے) کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں مدرسین و دانشمندان، مناظرین، مستغنیین کی کثرت ہر حاجت آپ کے پاس نہیں جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں، جو فارغ البال ہے وہ اہل نہیں، بعض نے خون جگر پلا کر تصانیف کیں تو وہ چھپیں کہاں سے؟ کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو؟ دیوان نہیں، مکتب نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز پر ایک روپیہ دیکر شوق سے خریدیں یہاں تو سر پونہ روپیہ دے دیا فرما ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اولاً۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں باقاعدہ تعلیم ہوں۔

ثانیاً۔ طلباء کو کوٹا نف ملیں کہ خواہی فتوائی گردیدہ ہوں۔

ثالثاً۔ مدرسوں کی پیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ جان توڑ کر کوشش کریں

راہِ اعلیٰ۔ طبع طلباء کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول و وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے یوں ان میں کچھ مدرسین، نائے جائیں کچھ واعظین کچھ مصنفین کچھ مناظرین پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو کوئی کسی فن پر کوئی کسی فن پر

خامسا۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریر اور تقریر اور عطا و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں مولانا (محرم علی صاحب) اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بھٹلہ تعالیٰ آپ کے سامنے نہیں آسکتا دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادہا۔ حمایت مذہب و دہ مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانہ دیکر تصنیف کرائی جائیں۔  
 سابعاً۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔  
 ثامناً۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگران رہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں آپ سر کوئی کھدائی کیلئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعاً۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے وہ فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو۔ لگائے جائیں۔

عاشر۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں تقسیم و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار یہ بچھاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں بھجے مولانا روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہو گا میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلنے پھرتے ہیں ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیکھئے اب آپ کی سی کے گایا کم از کم "بلترہ دوخت بہ" ہو گا دیکھئے یہ حدیث کا ارشاد کیا صادق ہے کہ آخر زمان میں دین کا کام بھی درمہ دینار سے ہو گا اور کیوں نہ ہو کہ صادق و مصدوق علیہ السلام ہے عالم ماکان و ماکون علیہ السلام کی خبر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد بارہ ص ۱۳۳)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے جس درد و کرب کا اظہار ہو رہا ہے وہ محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن بیان نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر لفظوں کا لباس پہنایا جاسکتا ہے ان کی فکر انگیز تحریر اور دس نکاتی :



ہر مگر کام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سینے میں ایک درد مند اور حساس دل تھا جو قوم کی بے حسی اور اس کی دینی دوری سے مضطرب و متحین رہتا تھا انہوں نے قوم کے زوال و تنزلی کا راز سمجھا اور اس کے بھیاں نکال کر محسوس کرتے ہوئے اس کے تدارک و اندمال کی تدابیر بتائیں۔

امام احمد رضا کی پیش کردہ تجویز و اشاریوں پر علماء، خطباء، صلحاء، صوفیاء، افضیاء، امراء، مفکرین، محققین اور دانشوران ملت اگر کج بھی نسل کریں اور آپسی غلط اور تنازع کو بالائے طاق رکھ کر متحد و متفق ہو جائیں تو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے مسلمانوں کا زوال اوج کمال میں بدل سکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کی ایک نئی تاریخ ترتیب دی جاسکتی ہے بدعت و خرافات اور بد عقیدگیوں کا راج ختم ہو سکتا ہے اور امن و اتحاد دین و سنت فوز و فلاح تعلیم و تعلم کی فضا پیدا ہو سکتی ہے مگر شاید یہ تحریر پر تو یہ صرف کاغذ و کتاب ہی کی زینت بنی رہے گی اس لئے اسے بار بار پڑھئے اور سر دھنئے۔

امام احمد رضا صرف گفتار کے غازی نہیں تھے، بچہ انہوں نے اپنی گفتار و اقوال کے تابندہ نقوش کی روشنی میں حسن کردار کا عملی مظاہرہ کیا اور انہوں نے جو کما وہی کیا اور جو کیا وہی کہا ان کے قول و فعل میں یکسانیت و ہم آہنگی تھی یہی وجہ ہے انہوں نے اپنی تحریر و تصنیف کو اپنے ذاتی سرمایہ سے قوم کی میز پر پیش کیا اپنی استدلال علیہ کو اہل سنت و جماعت کے سامنے رکھا وقت ضرورت اشتیارات و پس منظر پیش کئے تنظیم قائم فرمائیں انجمنوں کو فروغ دیا اور مہرباب سنت کو ایک سٹیج پر جمع کرنے کیلئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ اور اپنے معاصر علماء کیلئے عمدہ اور قابل قدر التفاتات تجویز کئے تاکہ لوگ انکی طرف مائل و متوجہ ہوں اور انکی قدر افزائی و عزت کریں اور ان سے دینی علمی فائدہ اٹھائیں کیونکہ جب تک علماء کی عزت و تکریم ہوتی رہے گی اس وقت تک علم کی قدریں بلند ہوتی رہیں گی اور اسی حسن کردار کا عملی نتیجہ تھا کہ انہوں نے ان تجویز کے پیش کرنے سے آٹھ سال پہلے ہی ۱۳۲۲ھ میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھ دی تھی اور اپنی حیات اقدس کے آخری لمحے تک اپنے خون جگر سے انکی آبادی کی اور ہر ممکن کوشش سے اسے پروان چڑھایا جس سے دینی علمی فیضان کا سیلاب امتداد اور وہ علم و فن کا بحر بحر الین گیا اور جس کی عرفاں انگیز فضاؤں سے دینی، ملی، مذہبی، معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی، تحریری، تالیفی، تصنیفی، تقریری، دعوتی، تنظیمی، فلاحی، رفاہی۔ وغیرہ سرگرمیاں اور خدمات کا سلسلہ جب سے اب تک جاری و ساری ہے منظر اسلام کا وجود و بقاء اہل سنت و جماعت کیلئے ایک قابل فخر سرمایہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقید المثال کارنامہ ہے امام احمد رضا کی جرات و حوصلے نے منظر اسلام کو زندہ جاوید بنادیا اور منظر اسلام نے ان کے عزم و ارادے کی تکمیل و تزئین سے انکے روحانی سکون کا سامان فراہم کیا۔

منظر اسلام کی تاریخ و روایت سو سال پرانی اور چارے اسلاف و اکابر کے نقوش قدم کی تلمیذات شعاعوں کے عین مطابق ہے جس نے اب تک اپنے تعلیمی میدان میں اگرچہ قدامت پسندی کا مظاہرہ کیا مگر اس کے ساتھ ہی آج وہ نئی سمتوں کی طرف برق رفتاری سے رواں دواں ہے اور عصر حاضر کے تعلیمی مقتضیات و لوازمات کے اعتبار سے اس میں عصری تقاضوں کے حامل سامان و سہولیات بھی موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کی جدت طرائیوں اور نئی جہتیں بھی اس کے وسیع اور پرفضا علمی ماحول میں سازگار و ہموار ہو رہی ہیں اور زمانے کی رفتار و تبدیلی کے مطابق منظر اسلام بھی ترقی اور خود اعتمادی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور اپنے آوایں و اصول پر سختی سے کاربند اور عمل پیرا ہے اور اس نے اپنی تاریخ میں تعمیری و تعلیمی ترقیوں کا وہ بے مثال اور لائق عمل کارنامہ انجام دیا ہے جسے مستقبل کا مورخ جلی اور سنہری حرفوں میں لکھنے پر مجبور ہو گا۔ چرخ کا ایک دور گزرنے کے بعد جب اس کی تاریخ لکھی جائیگی تو وہ آج کے والی نسلوں کیلئے باعث حیرت و استعجاب بھی ہوگی اور باعث فرحت و مسرت بھی۔

کسی در سگاہ کا تعلیمی و قاری اس کے اساتذہ اور معلمین سے بلند ہوتا ہے اور اس کی تعلیمی عظمت اسکے معلمین و مدرسمین کی محنت و جانتگانی اور ان کے خلوص و لگن کی مرہون منت ہوتی ہے اساتذہ جتنے ذی علم اور فضل و کمال کے مالک ہوتے اس کا معیار تعلیم اتنی اعلیٰ اور بلند ہو گا اس نتیجے سے دیکھا جائے تو یہ خصوصیت بھی منظر اسلام کو حاصل ہے کہ زمانہ قیام (۱۳۲۲ھ) سے لیکر اب تک ہر دور ہر عہد میں اس کے اساتذہ اور مدرسمین اپنے اپنے وقت میں علم و فن کے آفتاب و اجتاب اور مرجع خلافت رہے۔

جمال در سگاہ کی تعلیمی بلندی اور علمی فیضان و ترقی کیلئے اس کے اساتذہ کا باصلاحیت و ذی استعداد ہونا لازم و ضروری ہے وہیں پر اس کے نظم و نسق، انتظام و انصرام، اور اہتمام و ذمہ داری کیلئے باذوق و حوصلہ مند، مستہم و منتظم کا بھی ہونا لازمی امر ہے اس اعتبار سے بھی منظر اسلام کو یہ فخر اور ترفہ کمال حاصل ہے کہ ماضی سے لیکر حال تک اس کے تمام مہتممین و منتظمین باحوصلہ اور بلند کردار کے ساتھ علوم و فنون میں یکتائے روزگار اور مفرد رہے اور اسکے نظم و نسق، تعمیر و ترقی اور تمام تر ذمہ داریوں کو اس حسن و خوبی سے انجام دیا جو ان کی حیات اقدس کا عہدیم المثال کارنامہ اور قوم مسلم کیلئے قابل فخر سرمایہ ہے۔ جب کہ یہ سطر میں لکھی جا رہی ہیں اس وقت منظر اسلام کے مہتمم و ناظم اعلیٰ گل گلزار رضویت نبیرۃ اعلیٰ حضرت شہداء و کرامت حضرت علامہ و مولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی نورانی سجادہ نقشبندی آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف ہیں آپ نے اس کی تعمیر و ترقی، فروغ و استحکام اور تعلیمی میدان میں ایسے کارنامے نمایاں انجام دیئے ہیں



جو منظر اسلام کی تاریخ ترقی میں ایک روشن و تابناک باب کا اضافہ ہے ہمارا وجدان کرتا ہے کہ شتر اور کارجان ملت کے ان عظیم اور مثالی کارناموں سے منظر اسلام کے جملہ مہتممین بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی روح خوش ہو رہی ہوگی کیونکہ

منظر اسلام۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کا ترجمان ہے۔

منظر اسلام۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور ان کے مشن کا محافظ و نمبربان ہے۔

منظر اسلام۔ امام احمد رضا کے عشق و عرفان کا چہستان ہے۔

منظر اسلام۔ علم و ادب کا شہرستان ہے۔

منظر اسلام۔ عشق و عقیدت کی بہارستان ہے۔

منظر اسلام۔ شعور و آگہی کا بیستان ہے۔

منظر اسلام۔ علم و فضل کا عظیم گہستان ہے۔

منظر اسلام۔ نوسالان امت کیلئے تعلیم و تربیت کا دہستان ہے۔

منظر اسلام۔ ہمارے اسلاف کے کارناموں کا امین و پاسبان ہے۔

منظر اسلام۔ اصحاب فضل و کمال کیلئے باعث فیضان ہے۔

منظر اسلام۔ مینارہ عظمت ہے۔

منظر اسلام۔ باعث رشد و ہدایت ہے۔

منظر اسلام۔ منبع علم و حکمت ہے۔

منظر اسلام اہل اسلام کی شان و شوکت ہے۔

منظر اسلام۔ اسلاف و اکابر کی روایت ہے۔

منظر اسلام۔ قوم مسلم کی امانت ہے۔

منظر اسلام۔ مرکز اہل سنت ہے۔

منظر اسلام۔ یادگار اعلیٰ حضرت ہے۔

منظر اسلام۔ اسلام کی حجت ہے۔

منظر اسلام۔ اہل ایمان کی شان ہے۔

منظر اسلام۔ تشنگان علوم نبویہ کیلئے علم و فن کا آسمان ہے۔

منظر اسلام۔ چشتیان مفسر قرآن ہے۔

منظر اسلام۔ باغ ربیعان ہے۔

منظر اسلام۔ گل سبحان ہے۔

منظر اسلام۔ تیری عظمت و شوکت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری خدمات و نسبت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری دینی و علمی فیضان و ترقی کو سلام۔

اور اے منظر اسلام۔ ان مقدس ہستیوں کو سلام جن کا روحانی سکون و قرار تیرے بام و در سے وابستہ ہے۔

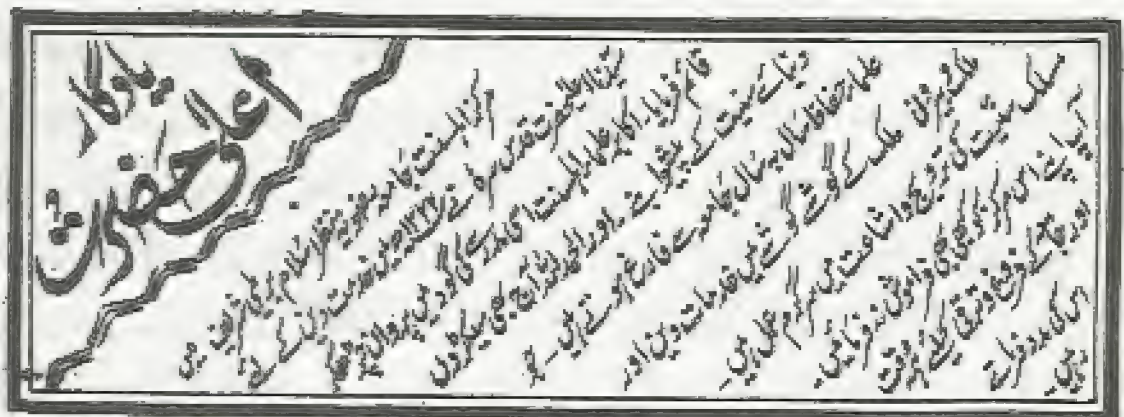
اور اے منظر اسلام۔ ان فرزند ان توحید کو سلام جو تیری آغوش تربیت کا پروردہ اور تعلیم یافتہ ہے۔

اور اے منظر اسلام۔ ان قدسی صفات انسانوں کو سلام جنہوں نے صد سالہ تاریخ میں تب سے اب تک تیری حفاظت و

ضیانت کی اور تیرے نشو و نما کا خوشگوار فریضہ انجام دیا۔

اے یادگار اعلیٰ حضرت تیرے مینارہٴ عظمت کو سلام۔

تیرے ہر جزو کل کو سلام !!!





# منظر اسلام

۱۳۵۲

## چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کا عظیم صفہ اسلام تھا

از: ابو ظفر فتح احمد بیسوی مصباحی ڈیرہ سوات تھ افریقہ

جس طرح درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کی عظمت و فضیلت کا مقدس رشتہ تاریخ کائنات کے ساتھ روز اول ہی سے جڑا ہوا ہے اسی طرح مدرسوں اور تعلیم گاہوں کے قیام و تعمیر کی افادیت و روایت بھی تاریخ انسانیت کا ایک حسین باب ہے جس کی اہمیت و ضرورت ہمارے مذہب اسلام میں بھی نہ صرف مسلم بلکہ قائم و جاری ہے۔

حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احیائے دین کیلئے سعی بلیغ فرمائی نیز علماء عظام علیہم الرحمہ نے مذہب اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور دین متین کی نشر و اشاعت میں اہم رول اور نمایاں کردار ادا کیا۔

پھر اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا اصل سرمدارس اسلامیہ کے سر جاتا ہے کیونکہ مذہب حق کی حفاظت و صیانت اور ترویج و اشاعت کا سب سے مفید و بہترین ذریعہ و وسیلہ مدارس اسلامیہ ہی ہیں۔ یہ مدارس ہماری مذہبی اور ذاتی زندگی کے سرچشمے نیز ملی و اجتماعی حیات کے مراکز ہیں :-

فیض جس کا کل جہاں میں عام ہے

وہ رضا کا منظر اسلام ہے (۱)

قیام مدارس کا مقصد ہی یہی ہے کہ مرید طوطہ منقبط طریقہ سے تعلیم و تربیت کی جائے اسلام کو علمی طور پر سمجھنے کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے انہیں پڑھایا جائے۔ تفسیر و حدیث و فقہ میں ژرف نگاہی اور وسعت نظر پیدا کی جائے، استاد کی علمی و روحانی و اخلاقی سرپرستی اور ہمنائی میں سفر علم طے کیا جائے اور معتد کتابوں کی روشنی میں علوم اسلامیہ کو سیکھا جائے پھر ان علوم عالیہ کی تحصیل کیلئے جو علوم علیہ مد و معاون ہوں انہیں بھی پڑھ کر اپنی علمی بنیادوں کو مزید مستحکم کر لیا جائے۔ (۲)

اس کی ہر ہر اینٹ سے ہے جلوۂ حق آشکار

عشق دین کا آستان یہ منظر اسلام ہے (۳)

عربی و اسلامی مدارس مسلمانان ہند (بند عالم اسلام) کیلئے شررگ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی حیثیت پاور ہاؤس

جیسی ہے جسے مسلم سوسائٹی میں اسلام کی ہر قی توانائی پہنائی کی جاتی ہے (۴)

برصغیر یعنی غیر منقسم ہندوستان میں عموماً اور دنیا کے سنیات میں خصوصاً جامعہ منظر اسلام ایک مقدس اور فیض رساں

اوارہ سمجھا جاتا تھا اس کی عظمت و اہمیت فائدہ ہی سے مسلم تھی اور آج بھی اس کی علمی و ثقافتی اور مرکزی حیثیت تسلیم شدہ ہے (۵)

منظر اسلام کا تو ایک روشن آفتاب

اور سب تیرے نجوم و گنگشاں حامد رضا

آبیاری تونے کی یوں منظر اسلام کی

بے خزاں ہے تیرا دینی گنگشاں حامد رضا (۶)

جامعہ منظر اسلام کی تاسیس کے پس منظر میں ذرا جھانک کر دیکھتے سب سے پہلا داعیہ جس کے دل میں اٹھو اٹھو

لی وہ ملک العلماء ہی تھے اور منظر اسلام کے مؤسس سلام (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) اپنے ہونہار محرک اور ہنرمند مجوز کی

خصوصیت تحریک و تجویز رونہ فرما سکے اور اسی سال (۱۳۲۲ھ) میں منظر اسلام کا قیام عمل آ گیا بعد میں یہی منظر اسلام

بخار ادا العلوم کھلایا رشک یونان و اصفہان، باغ غرناطہ سبکدار اور دہلی لکھنؤ شرمسار ہوا بڑے بڑے مراکز سرنگوں ہوئے اونچی

درسگاہیں اور نامور تعلیم گاہیں لچائی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہو گئیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ برصغیر کے گرد زمین پر قدیم و جدید

تعلیمی مراکز میں جو چراغ علم فروزاں ہیں اس کے رونغن کا سرشتہ مجدد اسلام اور منظر اسلام سے ضرور جزا ہوا ہے۔ (۷)

اس وقت دنیا کے اہل سنت میں پختہ اوارے اور مدارس قائم ہیں وہ سب کے سب مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر

اسلام کے مرہون منت ہیں (۸)

اہل سنت کے ہر اوارے پر

تیرا احسان منظر اسلام

شد برائیم نے بلند کیا

تیرا ایوان منظر اسلام (۹)



پوری دنیا سے سنیت کے افراد صرف دو ہی مدرسوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں سب سے پہلا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف جو یادگار اعلیٰ حضرت ہے اور دوسرا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور جو یادگار حافظ ملت ہے اور دونوں اداروں کے موجودہ پرنسپل حضور حافظ ملت کے شاگرد ہیں کون حافظ ملت ؟ وہ حافظ ملت جو منظر اسلام سے فارغ التحصیل تھے۔ حضور حافظ ملت کی کیا تخصیص! بعد منظر اسلام کے فارغین میں سرفہرست ملک العلماء علامہ فقیر الدین بیاری، حضور مفتی اعظم ہند، اور محدث اعظم پاکستان وغیرہم تھے (۱۰)

یادگار اعلیٰ حضرت، منظر اسلام، نہ صرف بین الاقوامی علم و عرفان ہے بلکہ تعلیمی عروج و ارتقاء اہل سنت و جماعت کیلئے طرہ امتیاز ہے (۱۱)  
بفیض مفتی اعظم ہو فارغ ہو بھی منظر سے ستارہ اوج پہ چمکے نہ کیوں پھر اس کی قسمت کا (۱۲)

منظر اسلام کی تعمیر میں تیرا ہوا

ہے یہ انداز نظامت شاہ رحمانی میاں (۱۳)

جامعہ منظر اسلام کے معائنہ جاتی رجسٹر میں ایک ممتحن اپنا نام لکھ کر اس طرح سے لکھتے ہوئے غر کر رہا ہے کہ درجہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء کا امتحان لیا (ماشاء اللہ طلباء کی ایک نرالی شان پائی۔ یہ سب فیضانِ نبی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت، آقائے نعت دریائے رحمت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ حضور حبیبہ الاسلام اور حضور سیدی مرشدی قطب عالم، مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ یقیناً شمرہ ہے مخدوم ملت نبیرۃ العظمیٰ حضرت جانشین رحمان ملت گل گزار قادریہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ و متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے حسن انتظام و اہتمام اور مضبوط قیادت کا یقیناً یہ سب کچھ نتیجہ ہے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان دارالعلوم منظر اسلام کے مخلص و مشفق لائق و فائق علم و فضل کے بحرِ بحر اہل اساتذہ کرام کی کاوشوں اور جان توڑ محنتوں کا۔ رب کریم منظر اسلام کو روز افزوں ترقی و استحکام عطا فرمائے اور اس گلشنِ رضا کو شاہ آباد رکھے آمین (۱۴)

یہ گلستانِ رضا پھولے پھلے رب رحیم

ہیں گلابوں جس کے سبحانی میرے رب کریم (۱۵)

یہ رضوی آستان مسجد رضا و منظر اسلام

زمانہ کہ رہا ہے شاہ سبحانی کی خدمت ہے (۱۶)

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایڈیٹر آپ ہیں  
منظر اسلام کے بھی ناظم ذیشان ہیں (۱۷)

یہ دارالعلوم جوہر اعظم ہند و پاکستان میں اپنی تاریخی عظمت اور دینی خدمت کیلئے معروف ہے جہاں سے فخر  
ہندوستان علماء کرام علم کی روشت لیکر امت اسلامیہ ہند نہ صرف ہندوستان پر دن ہند اور عرب و عجم میں پھیل گئے اور حسب  
استطاعت فیضان علم سے امت کو مستعد فرمایا۔ یہ اسی دارالعلوم کا فیضان ہے کہ ہندوستان میں نہ جانے کتنے مدارس دینیہ  
دارالعلوم قائم و جاری ہیں اور تشنگان علم ان سے سیراب ہو رہے ہیں (یہ سب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم حضرت  
العلام مولانا احمد رضا خاں فاضل ہری پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ الوہیت اور دیار رسالت علی صاحبہ الصلوٰۃ میں مقبولیت کی  
دلیل ہے یہ دارالعلوم تقریباً ایک صدی سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور آج بھی اس کا فیض جاری و ساری ہے (۱۸)

یا خدا منظر سے یہ دریاسد اچھے رہیں  
فیض پاتے ہی رہیں ہم جیسے عاصی پیشمد  
اس دعا پر ختم کر منظر کلام تہنیت  
پھول وہ کھلتے رہیں قائم رہے جن سے بہار (۱۹)

اپنا دار علمی جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ذریعے جشن صد سالہ کے سنہری موقع پر بدیہ تبریک و خراج محبت  
پیش کرتے ہوئے میں اس لئے بے پناہ خوش ہوں کیونکہ منظر اسلام چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کا عظیم صمد اسلام  
تھا اور اسی کی ہرکت سے میری ممتاز دار علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا وجود مستود ہو اللہ اس کے فیضان کو جاری رکھے آمین  
حجاۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

مسلمک احناف کے یہ مرکزی کردار ہیں  
پاک مادرہ بریلی، اشرفیہ واہ (۲۰) واہ  
حافظ ملت کا گلشن اشرفیہ جامعہ  
ہے تیری زندہ کرامت مفتی اعظم زندہ باد (۲۱)



# ماخوذات و اقتباسات

- (۱) فاروق مدناپوری ماہنامہ المصنوعات، اکتوبر ۲۰۰۰ء
- (۲) علامہ نسیم اختر مصباحی ماہنامہ کفر الایمان دسمبر ۲۰۰۰ء
- (۳) علی احمد سیوانی ماہنامہ المصنوعات اکتوبر ۱۹۹۹ء
- (۴) علامہ نسیم اختر مصباحی ماہنامہ کفر الایمان جنوری ۱۹۹۹ء
- (۵) مولانا شفیق کمالی ماہنامہ المصنوعات اگست ۱۹۹۸ء
- (۶) مولانا شفیق کمالی ماہنامہ المصنوعات دسمبر ۱۹۹۳/۹۴ء
- (۷) غلام جاوید شمس مصباحی ماہنامہ کفر الایمان اکتوبر ۲۰۰۰ء
- (۸) مولانا اعجاز انجم لطیفی ماہنامہ المصنوعات اگست ۱۹۹۷ء
- (۹) مفتی محمد فاروق نوری ماہنامہ المصنوعات مارچ ۱۹۹۸ء
- (۱۰) مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دینا چوری ماہنامہ المصنوعات دسمبر ۱۹۹۹ء
- (۱۱) مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی ماہنامہ المصنوعات دسمبر ۱۹۹۷ء
- (۱۲) صادق نوری چندوسی ماہنامہ المصنوعات دسمبر، جنوری ۱۹۹۳/۹۴ء
- (۱۳) طاہر کانپوری ماہنامہ المصنوعات ستمبر ۱۹۹۸ء
- (۱۴) مولانا سید شاہد علی رضوی ماہنامہ المصنوعات دسمبر، جنوری ۱۹۹۳/۹۴ء
- (۱۵) سلیم رضوی ماہنامہ المصنوعات اکتوبر ۱۹۹۶ء
- (۱۶) سلیم الرحمن ماہنامہ المصنوعات نومبر ۱۹۹۹ء
- (۱۷) غلام مصطفیٰ رضوی ماہنامہ المصنوعات دسمبر، جنوری ۱۹۹۳/۹۴ء
- (۱۸) علامہ سید ظہیر احمد زیدی ماہنامہ المصنوعات اکتوبر/نومبر ۱۹۹۸ء
- (۱۹) سید اعجاز علی منظر ماہنامہ المصنوعات دسمبر، جنوری ۱۹۹۳/۹۴ء
- (۲۰/۲۱) ابو ظفر فتح احمد عیش بستوی مصباحی قادری رضوی

# وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے

نتیجہ فکر: مولانا محمد نور الدین القادری الرجبی پانپاروی، مدرسہ جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم پانپارہ بہرائچ

گلستانِ دین و ملت منظر اسلام ہے  
 بوستانِ علم و حکمت منظر اسلام ہے  
 پرچمِ حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 اہل سنت کی عدالت منظر اسلام ہے  
 جس سے پیدا اسنیت میں ہے یہاں جانفزا  
 مرحبا وہ نور و نکت منظر اسلام ہے  
 اعلیٰ حضرت کی ہے تابندہ مبارک یادگار  
 وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے  
 جس سے بد دینوں کے دل میں ہو گیا غارِ عمیق  
 وہ ستارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 علم کا دریا رواں ہے بدلتوں سے جس جگہ  
 وہ مبارک خاکِ جنت منظر اسلام ہے  
 رزمگاہِ تجدیت میں حرفِ آخر جو مقام  
 وہ مقامِ پختہ تحت منظر اسلام ہے  
 لرزہ بر اندام جس سے اہل عدوہ آج بھی  
 وہ نشانِ خوف و ہیبت منظر اسلام ہے  
 جس چمن کی بو سے ہمیں عالمانِ سنیّت  
 وہ چمن زارِ فضیلت منظر اسلام ہے



دشمنان اعلیٰ حضرت آج تک دہشت میں ہیں  
ایسا ذی جاوہ و جلالت منظر اسلام ہے  
جہہ الاسلام و نوری حضرت ریحان رضا  
سب کی کاوش در حقیقت منظر اسلام ہے  
شہ ظفر، مردار، امجد، بلیل، پشدرستان  
جس کی کر دی خوب شہرت منظر اسلام ہے  
شہ محدث اور مجاہد اور شہ شہت علی  
انکی زندہ شان و شوکت منظر اسلام ہے  
حضرت سیحان رضا و توصیف و تسلیم رضا  
جس کی خاطر کرتے محنت منظر اسلام ہے  
حالیان علم نبوی کی جماعت ہے یہاں  
اس لئے برکت ہی برکت منظر اسلام ہے

نور دین برکات کی مدحت کوہیاں کیسے کرے  
اہل علم و فن کی مدحت منظر اسلام ہے

## جشن صد سالہ مبارک ہو

بقلم:۔۔ حضرت مفتی محمد فاروق صاحب فارق نوری مفتی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام ہریلی شریف

مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ ہنسا مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا بالہ

خدا کا فضل پیارے مصطفیٰ کی تجھ پہ رحمت ہے

جناب غوث اعظم کا کرم خواجہ کی شفقت ہے

شہ برکت کی برکت ساتھ تیرے نوری طلعت ہے

نہ کیوں ہو منظر اسلام تیرا مرتبہ بالا ☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 مقدس کی بلندی تیرے بانی اعلیٰ حضرت ہیں  
 یقیناً جبہ الاسلام بھی بہر عنایت ہیں  
 شہ مفتی اعظم تیرے حق میں خاص رحمت ہیں  
 مفسر شاہ جیلانی میاں نے ہے تجھے پالا اللہ مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ  
 ترا فیضانِ علم و فضل عالم میں نمایاں ہے  
 تری عزت پہ ہر اک اہل سنت دل سے قرباں ہے  
 ترے پاکیزہ دالان کرم میں کھنڈر ایمان ہے  
 قداریحانِ ملت نے دل اپنا تجھ پہ کر ڈالا اللہ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 یہ تیرا وصف کہ تو حامی دین و شریعت ہے  
 یہ تیرا عیب کہ تو حامی کفر و ضلالت ہے  
 یہ تیری شان کہ تو مرکزِ کل اہل سنت ہے  
 بایں اوصاف دنیا بھر میں تیرا لول ہے بالا اللہ مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ  
 تو ہے محبوب سبحانی ہے تجھ پہ گل سبحانی  
 یہ تیرے انجم قسمت کی دیکھی جلوہ افشانی  
 تری توقیر و توصیف اہل سنت میں ہے لائانی  
 یہ ہے تسلیم پیارے تیرا ہر سنی ہے متوالا  
 مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ جبہ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ  
 تری تعمیر و تزئین مرحبا پر کیف منظر ہے  
 تری علمی شعبہ حیات کی بہتر سے بہتر ہے  
 ہے ذرہ مے فارق اس کاہر قطرہ سمندر ہے  
 بسبب حضرت سبحان رضا ہر کام ہے اعلیٰ اللہ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ



# جلالہ العلم حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز

محدث مراد آبادی ثم مبارکپوری علیہ الرحمہ

از: ----- ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری استاذ شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

آپ کے والد کا نام حافظ عبدالجید ۱۳۱۳ھ قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد املا عبدالرحیم صاحب نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے نام پر آپ کا نام رکھا اور کشمیری آرزو ہے کہ یہ پڑھ کر عالم اور بن ہو، خدا کا کرنا کہ حضرت دہلوی کی طرح آپ بھی مرتجع طلبہ ہوئے۔ حافظ قرآن ہونے کے سالہا سال بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد پہنچے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب اشرفی فتح پوری کی خدمت میں رہے جو ان دنوں قسبی کتابوں کے طالب علم تھے فارسی عربی شروع کی اور حضرت اسلامی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے کافیہ کا درس لیا یہاں سے ۱۳۳۱ھ کے بعد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی الاعظمی قدس سرہ کا شہرہ سن کر اجیر شریف پہنچے اور پوری تہذیبی اور یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدر الشریعہ کی ہمراہی میں بریلی آئے شعبان ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ منظر اسلام میں دورہ حدیث کا مکمل کر کے فراغت پا کر سند اجازت حاصل کی۔ اسی سنہ میں اپنے پیرو مرشد قلب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ کے قائم کردہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں حضرت صدر الشریعہ کے ایما سے عمدہ صدر المدرسین پر مامور ہوئے، دو میان میں دو سال جامعہ عربیہ ناگ پور میں صدر مدرس رہے سیکڑوں نامور علماء کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ ہزار ہا نفوس سلسلہ عالیہ اشرفیہ امجدیہ میں آپ سے داخل سلسلہ ہیں۔ آپ ہندوستان کے ان اعظم علماء کرام میں تھے جن کے دوسرے عظمت دین قائم ہے۔

(تذکرہ علماء اہل سنت ص ۱۰۶۳ مؤلفہ مولانا محمود احمد جوری)

آپ کی تصانیف میں ”العذاب الخدید، اور مصباح الجدید بہت ہی معروف و مشہور ہیں۔ ابھی تک آپ ہی کے حوالے سے یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت امام اہل سنت اٹلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں مقبول و محبوب ہوئے۔ حضرت علامہ ہدایت الدین احمد قادری گورکھپوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سوانح امام احمد رضا میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

## اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں

ادھر ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ جمعہ کے دن دو بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبضہ دینا سے روانہ ہو رہے ہیں اُدھر بیت المقدس کے ایک شاہی بزرگ تحیک ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ وہ شاہی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں فدوالہی فدوالی میرے ماں باپ حضور پر قربان کسی کا انتظار ہے؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں؟ حضور نے فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ سید اری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ کو اپنی دنیا سے روانہ ہو چکا ہے۔

دارالعلوم اشرفیہ ضلع اعظم گڑھ کے عظیم المرتبت محدث حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مراد آبادی واقعہ مذکور جبالا کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

”میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دارالبحر الجہیر شریف کی حاضری کا وہ دور غالب غلطی ہے جس میں نو سال تک سلطان السند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء مشائخ اور بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی انہیں بزرگوں میں حضرات دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ موصوف کی خدمت میں (میری) حاضری ہوا کرتی تھی۔ وہ اکثر بزرگان دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ میں ایک شاہی بزرگ دہلی تشریف لائے۔ ان کی آمد کی خبر پا کر (میں نے) ان سے ملاقات کی وہ عمدہ شان و شوکت کے بزرگ تھے۔ طبیعت میں بڑا ہی استغناء تھا۔ مسلمان جس طرح



عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے ان (شامی بزرگ) کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں قاریغ البال ہوں، مجھے (روپیہ پیسے کی) ضرورت نہیں۔ مجھے ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں ہندوستان میں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد تو یو ازر میں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی۔ خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں۔ صحابیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: فدک ابھی و امی۔ کس کا انتظار ہے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب مددے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا میں ہندوستان آیا بریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے طویل سفر ان کی ملاقات کیلئے ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اسی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت میں معلوم ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو عاشقان رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

**انتباہ:-** میں نے استاذ گرامی حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے براہ راست واقعہ مذکورہ بالا کی تصدیق حاصل کی ہے۔ ماہنامہ پاسبان میں ان شامی بزرگ کی جائے سکونت کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا وہ شریعت المقدس کے باشندے تھے۔

(سوانح امام احمد رضا ص ۲۹۳ مطبوعہ فیصل آباد پاکستان از مولانا عبدالدین قادری گورکھپوری)

از  
مولانا اسد قیصر  
بھارت

آپ کا رجب ہے اعلیٰ سیدی احمد رضا  
کل جہاں میں لال بالا سیدی احمد رضا  
آپ سے جو بھی رکھے گا بغض و کینہ بالیقین  
وہ رہے گا دل کا کالا سیدی احمد رضا

قصہ

# مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد انصاری حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ انصاری سید نجف علی  
۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں ہندوستان کے مشہور شہر لاہور کے محلہ نواب پور میں پیدا ہوئے۔

آپ کا تعلق ایک علمی و روحانی سید گھرانے سے ہے اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ”موسیٰ رضا“ رضی اللہ عنہ  
تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد مشہد سے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور قیام پذیر ہوئے۔

(محمد عبدالعظیم شرف قادری مولانا ”تذکرہ اہل سنت“ ص ۱۳۰)

تعلیم و تربیت :- جس طرح آپ کا تعلق ایک عظیم علمی خاندان سے ہے، اسی طرح آپ کی تربیت بھی نہایت محکم  
بالشان طریق سے ہوئی۔ قرآن مجید الوریٰ کے حافظ ”عبدالعظیم“ حافظ ”عبدالعزیز“ اور حافظ ”قادر علی“ سے پڑھا۔

صرف و نحو کی ابتدائی کتب علامہ سید ظہیر اللہ ملتانی سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں فتون کی انتہائی کتب  
فاضل مبارک حمد اللہ، افق المبین، صدر الزمزمی، شمس باذنہ اور شرح عقائد نسائی وغیرہ جمیع کتب احادیث اور کتب طب مراد آباد میں  
حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۳۱۹ھ میں مراد آباد سے سند  
فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

## امام اہل سنت سے سندات کا حصول :- ۱۳۱۹ھ میں آپ امام اہل سنت

مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں مدد ملی حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں تقریباً  
دو سال تک رہے اور آپ کے حکم پر فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے اعلیٰ حضرت نے آپ کو جمیع علوم و فتون کی  
سند اور وظائف نامہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

## آگرہ میں خطابت :- جامع مسجد آگرہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ خطیب تھے۔ تحریک خلافت میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالمجاہد ایوبی وغیرہ کا نمائندگی کے حق میں



تقریر کرتے تھے، جبکہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صاحب موصوف کانگریس کے خلاف سرگرم عمل تھے۔ دوران تحریک پنجاب کے عوام کی دعوت پر حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کا دورہ کیا۔ لاہور کے مسلمانوں کو آپ کی تقاریر سے ایسا ذوق میسر ہوا کہ حضرت علامہ کو لوگوں کے اصرار پر لاہور آنا پڑا، چنانچہ آپ کی جگہ حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد کو جامع مسجد آگرہ میں خرائض خطابت سونپ دے گئے۔

**لاہور میں آمد :-** ۱۹۲۲ء میں آپ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے حکم پر جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کیلئے لاہور پہنچے۔ داتا گنج بخش کی مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ مولانا محرم علی چشتی، سید امین اندرانی اور خلیفہ مولوی تاج الدین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خان میں علوم دینیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ آپ کی محنت شاقہ کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مسجد وزیر خاں کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کا بے پناہ جھوم ہو گیا۔

**دارالعلوم حزب الاحناف کی تاسیس :-** مرزا ظفر علی صاحب جو ان دنوں مسجد وزیر خاں کے متولی تھے، انہیں طلباء کے اجتماع سے اختلاف تھا، چنانچہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد وزیر خاں سے استعفیٰ دیدیا۔

لاہور کے سنی زعماء قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین اور مولانا محرم علی چشتی نے انجمن حزب الاحناف ہند کی بنیاد رکھی اور ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو باقاعدگی سے تدریس کا آغاز ہو گیا۔

دارالعلوم "حزب الاحناف" کا ابتدائی دور بے سر و سامانی کا دور تھا۔ ابتدا میں مسجد وزیر خاں سے ہوئی۔ وہاں سے لٹرا بازار، کچی دروازہ، مسجد دانی رنگہ اور مسجد مائی لاڈو سے ہوتے ہوئے ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو تین گنبد والی مسجد اندرون دہلی دروازہ کو دارالعلوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ مسجد کی صفائی ہوئی اور مرمت کرائی گئی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دارالعلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علامہ ابو البرکات، علامہ ابو الحسنات، مولانا عبد القیوم اور مولانا عبدالمنان جیسے لوگ شریک تدریس تھے۔ (جزاۃ علامہ اقبال احمد قادریؒ تذکرہ علماء اہل سنت لاہور ص ۳۲۱)

۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دارالعلوم کے جملہ انتظام

والشراح کو سنبھالا اور مستند درس حدیث پر فائز ہوئے، اور وصال تک یہ فیض جاری رہا۔

آج کل دارالعلوم حزب الاحناف لال کوٹھی بیرون بھائی گیٹ منتقل ہو چکا ہے اور حضرت قبلہ سید ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ باوجود پیرائے سالی اور صحت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہونے والوں کو علمی و روحانی فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔ ۹ جنوری ۱۹۷۷ء کو تنظیم المدارس اہل سنت کی بشارت نامیہ میں آپ کو تنظیم کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۸ کے ۱۹ء کے نئے انتخاب میں آپ کو تنظیم کا سرپرست نامزد کیا گیا۔

**فتنوں کا مقابلہ :-** آج سے کچھ عرصہ پہلے لاہور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے، کہیں وہابیت کے فتنے نے سر اٹھایا کہیں نچریت اپنے پر قول رہی تھی، کہیں مرزائیوں کی ریشہ وادیاں تھیں، تو کہیں رافضی گمراہی کا جال بٹھائے بیٹھے تھے، لیکن سنییت کے اس بڑے کنارے سامنے جو بھی فتنہ آیا خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔

**تحریرات :-** آپ کا زیادہ حصہ علوم و فنون اور حدیث پاک کی تدریس میں گزرا، لیکن اس کے باوجود آپ نے میدان تحریر میں بھی کام کیا، چنانچہ مندرجہ ذیل کتب آپ نے تحریر فرمائیں۔

(۱) مناظرہ تلون۔ (۲) دیوس المقلدین، (۳) فتح المبین، (۴) مناظرہ ترن تاران، (۵) خضایہ الفتاویں، (۶) وہابیوں کی کہانی۔

**چند مشہور تلامذہ :-** حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات دامت برکاتہم العالیہ کی ساری زندگی تبلیغ دین اور علوم عربیہ کی تدریس میں گزری اور سیکڑوں تلامذگان علم نے سیرانی حاصل کی۔ آپ کے چند تلامذہ جو آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) شیخ الحدیث مولانا مہر دین

(۲) حضرت مولانا قاضی سراج احمد

(۳) سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں مدظلہ

(۴) مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۵) خطیب اہل سنت مولانا غلام دین رحمۃ اللہ علیہ

(۶) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) فقیہ العصر مولانا مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ



(۸) شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری مدظلہ

(۹) شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی مدظلہ

(۱۰) استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان۔

(اقبال احمد فاروقی علامہ، تذکرہ علماء اہل سنت لاہور ص ۳۲۲)

(۱۱) علامہ سید محمود احمد رضوی، مدیر رضوان، لاہور

۱۹۶۶ء میں آپ شدید بیمار ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر کراچی تشریف

لئے اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تقریباً ایک سال تک مقیم رہے۔ راقم الحروف ہی آپ کی خدمت پر مامور تھا، آپ سے

علم حدیث اور فقہ کی کئی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

طویل علالت کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ علم و عمل کا یہ پیکر اس دار فانی سے رخصت

ہوا اور علمی دنیا میں نہ رہنے والا خلا پیدا ہو گیا۔ آپ کی جگہ پر آپ کے بڑے صاحبزادے ممتاز عالم دین حضرت علامہ سید

محمود احمد رضوی مسند نشین ہوئے گزشتہ سال آپ بھی رخصت ہو گئے۔

**منبع علم و فضل مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ :-**

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب ابن میر سید غنی حسن صاحب ابن میر سید جعفر علی صاحب

ابن میر سید خیرات علی صاحب، ابن میر سید منصور علی صاحب ہندستان کے موضع تولد (صوبہ بہار) میں ۱۴۱۳ھ رمضان

۷ ۱۳۳۳ھ ۱۳ جون ۱۹۱۹ء بروز جمعہ المبارک صبح صادق کے وقت تولد ہوئے۔

آپ حسینی سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

**علوم اسلامیہ کی تحصیل :-** حضرت مفتی صاحب ایک پلندہ پایہ محقق، بے مثال

مفتی اور علم و عرفان کا منبع تھے۔ آپ نے درس نظامی کی کتب حوالہ مدرسہ فیض الغریب آرد صوبہ بہار، شمس العلوم ہدایوں

صوبہ یوپی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف صوبہ یوپی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب آردی، حضرت مولانا

محمد ابراہیم صاحب آردی، حضرت مفتی محمد ابراہیم صاحب سستی پوری، حضرت مولانا مفتی ابراہیم حسین صدیقی تلہری

، حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری اور شیخ الحدیث شین علامہ مولانا مفتی محمد نور الحسین صاحب فاروقی رامپوری ابن شمس

العلماء حضرت مولانا علامہ محمد ظہور الحسنین صاحب فاروقی رامپوری شائع قاضی مبارک سے پڑھنے کے بعد شعبان ۱۳۵۹ھ ستمبر ۱۹۳۷ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام ہری شریف سے سند فراغ حاصل کر لی۔

علامہ انیس ۱۳۶۱ھ ۱۹۳۷ء میں الہ آبادیہ رو سے مولوی کا امتحان (First Division) میں پاس کیا۔

**تدریس و افتاء:-** فراغت کے فوراً ہی بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام ہری شریف میں منصب افتاء پر فائز ہوئے بعد ازاں تدریسی فرائض بھی انجام دینے شروع کر دیئے جامعہ میں آپ نے شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۶۸ء میں ہندوستان سے ہجرت کے بعد پہلے چل دو گ ضلع عجمرات میں ایک سال تک جناب برق نوشاہی کے قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر حضرت مولانا مفتی معین الدین شافعی کے اصرار پر جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لائے اور شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں شیخ الحدیث، مفتی اور صدر مدرس کی حیثیت سے آپ کی تقرری ہوئی لیکن ایک سال کے بعد دوبارہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔

**بیعت و خلافت:-** جمادی الاخریٰ ۱۳۶۱ھ / اپریل ۱۹۳۸ء میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء میں حضرت مفتی اعظم ہند نے جمیع سلاسل طریقت اور تمام اوروں کو کف کی اجازت دیکر خلافت سے مشرف فرمایا۔

**تصانیف:-** حضرت علامہ مفتی محمد افضل حسین صاحب نے صرف یہ کہ عظیم مفتی و مدرس تھے بلکہ

آپ میدان تصنیف کے بھی شاہ سوار تھے جس کا مضبوط ثبوت آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں۔

(۱) توضیح الافلاک ————— علم ہیئت

(۲) زبدۃ التوقیت ————— علم توقیت حساب

(۳) معیار الاوقات ————— علم توقیت حساب



- (۴) معیار التقویم۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۵) براہین الهندسیہ علی مقادیر الخطوط العشرہ۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۶) مساحة الدائرة والیبر۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۷) گھڑیال اور ان کے اوقات کی کھائی۔۔۔۔۔ علم توقیت حساب
- (۸) مصباح المسلم شرح مسلم العلوم۔۔۔۔۔ منطق
- (۹) مفتاح التهذیب شرح تهذیب المنطق۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۰) معین اللیب فی حل شرح التهذیب۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۱) تعلیقات علی القطبی۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۲) السعی مشکور فی مبحث الثبث المشہور۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۳) بداية المنطق۔۔۔۔۔ منطق
- (۱۴) بداية الحکمة۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۵) التوضیح المنیر فی مبحث الثناء بالتکریر۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۶) توضیح الحجة الاولى من شرح الشیرازی۔۔۔۔۔ علم حکمت
- (۱۷) بداية الصرف۔۔۔۔۔ علم صرف
- (۱۸) تکمیل الصرف۔۔۔۔۔ علم صرف
- (۱۹) بداية النحو۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۰) دراسة النحو۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۱) التوضیح المقبول فی الحاصل والمحصول۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۲) البیان الثانی فی شرح دیباجة الجامی۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۳) الکفایة فی مبحث غیر المنصرف من الهدایہ۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۴) ترجمہ عید الرسول شرح مائة عامل منظوم۔۔۔۔۔ علم نحو
- (۲۵) القول الاسلام فی مبحث الحسن والقبح من المسلم۔۔۔۔۔ اصول فقہ

(۲۶) مرقاة الفرائض ---- فرائض

(۲۷) جملة للفرائض ---- فرائض

(۲۸) وصیت کے مسائل عسیرہ کا حل بطریق جبر و مقابلہ ---- فقہ

(۲۹) رویت ہلال ---- فقہ

(۳۰) حج پاسپورٹ میں ٹوٹو کا شرعی حکم ---- فقہ

(۳۱) عید میلاد النبیؐ اور چراغاں ---- فقہ

(۳۲) منظر الفتاویٰ ---- فقہ

(۳۳) رد خلافت یزید ---- فقہ

**چند تلامذہ:-** حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ہر خطہ اور آزاد

شمیر میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں قیمتمند مصروف ہیں جن میں سے چند تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) نمبرۃ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب، مستم جامعہ رضویہ منظر اسلام ہری شریف (انڈیا)

(۲) نمبرۃ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب سائق صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام ہری شریف (انڈیا)

(۳) مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی، سائق ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول ہر اول شریف (انڈیا)

(۴) مولانا غلام محبتی صاحب اشرفی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد، حال شیخ الحدیث منظر اسلام ہری شریف (انڈیا)

(۵) مبلغ اسلام مولانا نور انجم خوشتر صاحب، حال مقیم ہر طانیہ و افریقہ

(۶) مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری، سائق ایم پی سکھر (سندھ)

(۷) مولانا جلال الدین صاحب نوری، مقیم ہندو شریف، حال پروفیسر یونیورسٹی آف کراچی (پاکستان)

(۸) مولانا مفتی غلام مراد صاحب، شیخ الحدیث والادب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

(۹) مولانا محمود احمد صاحب، مدرس دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد

(۱۰) مولانا صاحبزادہ سید معظم شاہ صاحب، خواجہ آباد میانوالی

(۱۱) مولانا شیر علی صاحب قندھاری، افغانستان



(۱۲) مولانا عبد اللطیف صاحب، ترقی نوی افغانستان

اولاد :- آپ کے تین صاحبزادے سید تحفیل رضا، سید مختار رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں سیدہ قمر النساء و سیدہ چمن آراء عرف سیدہ زینت النساء ہیں۔ (مکتوب حضرت مفتی صاحب، نام مرتب)

## فاضل جلیل مولانا غلام جیلانی، مانسہرہ (ہزارہ) :-

حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی بن مولانا غلام ربانی بن مولانا رحمت اللہ بن مولانا حافظ جیون بن مولانا امیر اللہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں کھواڑی (مانسہرہ) ضلع ہزارہ کے مقام پر اعوان خاندان کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد اپنے وقت کے جید علماء اور روحانی فیوض و برکات کا منبع تھے آپ نے نڈل تک انگریزی تعلیم پائی اور پھر علوم عربیہ کی کتب متداولہ کی مکمل تحصیل کی۔ ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور مزید تعلیم کیلئے علمی سفر شروع کیا۔ موضع چنبد ضلع ہزارہ اور جامعہ نظامیہ وزیر آباد میں کتب صرف، نحو اور منطق و معانی، فلسفہ، اصول اور فقہ کی بعض کتب پڑھنے کے بعد امور نامہ شرح مواقف میرزا محمد، رسالہ قطبیہ و بیضاوی شریف مطول اور ہدایہ آخرین وغیرہ کتب جامعہ نعمانیہ لاہور میں پڑھیں جبکہ کتب حدیث بریلی شریف میں تہۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز سے پڑھ کر ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۰ء میں سند فراغ اور ستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔

حضرت تہۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں محدث اعظم مولانا سردار احمد، استاذ العلماء مولانا محبت النبی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد نورالحسین رحمہم اللہ کے اساتذہ گرامی شامل ہیں۔

اگرچہ بریلی شریف میں دوران تعلیم ہی آپ نے علم منطق معانی اور مناظرہ وغیرہ قانون کی کتب کا درس دینا شروع کر دیا تھا، لیکن تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز فراغت کے بعد کیا۔ جامعہ نظامیہ چشتیہ وزیر آباد میں پڑھانے کے بعد کچھ عرصہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ اوگی میں ظہر سے مغرب تک تشنگان علوم اسلامیہ کو سیراب کرتے رہے اور آج کل جامعہ رضویہ فیض المآل مفتی آباد مانسہرہ کے مستم و خطیب کی حیثیت سے فرائض منصبی ادا فرما رہے ہیں۔

۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں آپ محمدی تعلیم صوبہ سرحد سے منسلک ہو گئے مختلف ہائی اسکولوں میں پڑھانے کے بعد آج کل گورنمنٹ ہائی اسکول اوگی میں اسلامیات، عربی، فارسی اور اردو کی تدریس فرما رہے ہیں۔

تدریس کے علاوہ آپ تبلیغ دین کے سلسلے میں ابتداء سے خطبہ جمعہ دیتے چلے آئے ہیں۔ خطبات کا آغاز جامع مسجد پو لس لائن بریلی شریف سے کیا۔ پھر جامع مسجد جہانگیری، جالندھر، جموں و کشمیر اور ”مرید کے“ میں خطابت فرمانے کے بعد، عرصہ دراز تک اوگی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ملوگر نامی مقام پر جمعہ پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ مختلف تبلیغی و اصلاحی جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں، بلکہ انجمن غلامان مصطفیٰ ماہنامہ اوگی کے اکثر جلسے آپ کی صدارت میں ہوتے ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت علامہ ہزاروی رحمہ اللہ کی مصیبت میں اور جالندھر میں قیام کے دوران مسلم لیگ کے جلسوں اور جلسوں میں شریک ہو کر کام کرتے رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء کے دوران آپ وزیر آباد میں مسند تدریس پر فائز تھے۔ شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمہ اللہ کی گرفتاری پر آپ نے ان کی نیابت میں تحریک کو نہایت مستعدی سے آگے بڑھایا۔

حضرت علامہ غلام جیلانی گوناگوں صفات کے مالک ہیں۔ چنانچہ آپ کو ذوق شعر میں وافر حصہ ملا ہے۔ شاعری میں آپ کا تھکس ریاض ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو:-

تخلیق کائنات کی روح رواں ہیں آپ

اپنے ریاض پہ بھی عنایت کی ہو نظر

آپ نے چند علمی وادبی کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں:-

(۱) تسہیل الصرف (علم صرف)

(۲) تسہیل المنطق المعروف ریاض المنطق (علم منطق)

(۳) منہاج القواعد

(۵) معراج الادب ترجمہ منہاج الادب

مؤرخ الذکر دونوں کتابیں باقاعدہ منظور ہیں اور ہائی اسکولوں کی اعلیٰ کلاسوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ (حضرت مولانا کے تمام کوائف آپ کے برادر خورد محمد اسحاق صاحب نے اپنے مکتوبات نام مرتب کے ذریعہ کیجئے۔ مرتب ان کا ممنون ہے۔ (مرتب)



آپ نے حضرت خواجہ جی سر علی شاہ رحمۃ اللہ کے دست حق پرست پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں آپ حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول کریم علی الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ یوں تو آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے لیکن چند قابل تلامذہ کے اسما گرامی یہ ہیں :-

- (۱) مفتی عبدالقادر بناروی خلف الرشید علامہ عبدالغفور بناروی رحمہ اللہ
- (۲) صاحبزادہ مولانا محمد منظور خلف الرشید حضرت مولانا نظام الدین ملتانی رحمہ اللہ
- (۳) پیر طریقت مولانا سید محمد شبیر احمد، نظام آباد، فاضل بریلی شریف
- (۴) مولانا حکیم محمد یحییٰ، فاضل بریلی شریف آپ کے چھوٹے بھائی
- (۵) مولانا حبیب الرحمن، فاضل بریلی شریف
- (۶) مولانا محمد فاروق خطیب راولپنڈی
- (۷) مولانا محمد عرفان رضوی بیڈا سٹر گورنمنٹ ہائی اسکول باڑیاں تحصیل مری
- (۸) مولانا غلام سبحانی خطیب و مہتمم جامعہ رضویہ حسن لیدال

## شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول مدظلہ فیصل آباد :-

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول ابن چودھری نبی بخش ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں امرتسر کے مضافات میں واقع ایک گاؤں اہمدیہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کا پیشہ زمینداری تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے دیکھنے کے متمنی تھے۔ آپ نے بڈل تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید، صرف و نحو اور اصول فقہ کی ابتدائی کتب امرتسر کی مسجد خیر الدین میں واقع مدرسہ نعمانیہ میں پڑھیں۔ بعد ازاں جامعہ فقیہہ اچھرہ لاہور میں علامہ مہر محمد سے فتوان کی بقیہ کتب پڑھیں اور یہیں سے دورہ حدیث کرنے کے بعد سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

پھر صحاح ستہ کی تکرار کی غرض سے لاہور سے بریلی شریف پہنچے اور حضرات محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد رحمہ اللہ سے دوبارہ کتب احادیث مکمل طور پر پڑھیں۔

”منظر اسلام“ بریلی شریف سے فراغت کے بعد آپ واپس پنجاب تشریف لائے اور شریفور شریف میں حضرت

میاں شیر محمد رحمہ اللہ کے درس و تدریس کا آغاز فرمایا۔ یہاں آپ نے چھ سال تک علوم اسلامیہ کا فیضان جاری رکھا۔ علاوہ ازیں آپ نے ہارون آباد، بھیر پور، لودھیانہ والہ میں بھی تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ چار سال لاہور کی قدیمی درس گاہ حزب الاحناف میں منصب تدریس پر فائز رہے۔

اس دوران آپ جامع مسجد خرمیاں (مرتب محمد صدیق ہزاروی آجکل اسی مسجد خرمیاں میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں) اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں خطیب مقرر ہوئے۔ مسجد سے ملحقہ ایک باغ (بلوچی نہال چند) میں ایک اسلامی درس گاہ بنانے کا ارادہ فرمایا۔ اس بلوچی میں ہر وقت کھیل ہوتا تھا۔ یہ بلوچی چرس و بھگت پینے والوں کا اذہ تھی۔ غرضیکہ کوئی ایسی برائی نہ تھی جو اس جگہ نہ ہوتی ہو لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے یہاں ”جامعہ نظامیہ رضویہ“ کے نام سے ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جو آج محمد اللہ پاکستان کی مرکزی درس گاہوں میں سے ایک ہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ نے ابھی اپنی زندگی کے چھ سال ہی طے کئے تھے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا۔ اس حادثہ فاجعہ سے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ایک ایسی علمی شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو ساتھ بنیادوں پر کام چلا سکے۔ آپ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہونے کے علاوہ ولاد بھی ہیں اور علم و فضل میں ایک اجل فاضل ہیں۔ انہی لئے آپ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کی نظامت اپنے قابل مخلص اور مخلصی تلمیذ رشید حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان (حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی سے مرتب کو شرف تلمذ ہے) کے سپرد کی اور خود جامعہ رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے فرائض انجام دینے لگے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سارا وقت درس و تدریس میں گزرتا ہے۔ تاہم آپ نے وقت نکال کر بعض کتب کا ترجمہ اور بعض درسی کتب پر گرانقدر حواشی تحریر فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں (چیزاود علامہ اقبال احمد قادری تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور ص ۳۳۸ مکتبہ نبویہ لاہور)۔

(۱) ترجمہ جوہر البحار شریف (جوہر البحار جلد اول مترجم مطبوعہ جامعہ لاہور سے یہ محسوس ہوتا کہ اس کتاب کا ترجمہ مولانا اختر شاہ جہانپوری نے کیا ہے حالانکہ مکمل ترجمہ آپ ہی کا ہے البتہ مقدمہ الکتاب مولانا اختر شاہ جہانپوری کے قلم سے ہے۔ وضاحت نہ ہونے کے باعث قارئین اشتراک محسوس کرتے ہیں۔) (مرتب)

(۲) جامع کزنات الاولیاء







ہزار نورانی دروازے کی پہلی جگہ پر موجود دروازہ اسلام آباد کے دروازے کی طرح ہے



# The Great Wall of China



The Great Wall of China

The Great Wall of China is a long wall built across the mountain ranges of northern China to protect against invasions from the north.

# The Great Wall of China



The Great Wall of China



The Great Wall of China



The Great Wall of China

ਬਾਹਰਲਾ ਦਿਖਾਈ ਦਿੰਦਾ ਹੈ ਕਿ ਇਹ ਇੱਕ ਸਾਧਾਰਨ ਘਰ ਹੈ



ਇਹ ਇੱਕ ਸਾਧਾਰਨ ਘਰ ਹੈ





అంబేద్కర్ జయంతి సందర్భంగా



అంబేద్కర్ జయంతి సందర్భంగా

అంబేద్కర్ జయంతి సందర్భంగా

# آرام گاہ کی تعمیر و ترقی کے لیے عوام کی شہادت



آرام گاہ کی تعمیر و ترقی کے لیے عوام کی شہادت

مشرقی ہندوستان کے لوگوں اور ملک کے ہر حصے کے لوگوں کی شہادت

مشرقی ہندوستان کے لوگوں اور ملک کے ہر حصے کے لوگوں کی شہادت





مقامات اہل بیت (ع) کے مزارات اور مقبروں کی تصویریں



مقامات اہل بیت (ع) کے مزارات اور مقبروں کی تصویریں

مقامات اہل بیت (ع) کے مزارات اور مقبروں کی تصویریں

مقامات اہل بیت (ع) کے مزارات اور مقبروں کی تصویریں



مذبح حضرت علی (ع) در مسجد کوفه



مقبره حضرت علی (ع) در مسجد کوفه



مقبره حضرت علی (ع) در مسجد کوفه



مقبره حضرت علی (ع) در مسجد کوفه



(۳) حاشیہ مسلم الثبوت مطبوعہ

(۴) حاشیہ کنز الدقائق غیر مطبوعہ

(۵) حاشیہ مسلم العلوم (غیر مطبوعہ)

(۶) تقسیم البخاری (مطبوعہ)

علاوہ ازیں اور بھی کئی کتب پر حواشی تحریر کئے جو غیر مطبوعہ ہیں۔

آپ نے بریلی شریف قیام کے دوران مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ سے کثیر تعداد میں تشنگان علوم اسلامیہ نے فیض حاصل کیا جن میں سے چند مشہور علماء کے اسماء گرامی درج

ذیل ہیں :-

(۱) مولانا حافظ احسان الحق فیصل آباد

(۲) مولانا مفتی محمد امین فیصل آباد

(۳) مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی لاہور

(۴) مولانا انوار اللہ سلام (مکتبہ حندیہ) لاہور

(۵) مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد

(۶) مولانا عبد القادر رحمہ اللہ، فیصل آباد

(۷) مولانا سید مرسل حسین شاہ لاہور

(۸) مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری لاہور

(۹) مولانا گل احمد عتیق فیصل آباد

(۱۰) مولانا الحاج محمد علی لاہور

آپ کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں :-

صاحبزادہ محمد فضل حق، صاحبزادہ فضل الرحمان، صاحبزادہ فضل امام

۱۹۷۷ء میں جماعت اہل سنت کی تنظیم کے موقع پر جماعت کی صوبائی شاخ صوبہ پنجاب کے صدر مقرر ہوئے۔

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ العزیز  
 قوم کے سردار، پاکستان کے شیخ الحدیث  
 ہے تری ذات گرامی، لائق صد احترام  
 (عزیز حاصل پوری)

شیخ الحدیث والتفسیر جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد لکن چودھری میراں بخش  
 ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قصبہ دیال گڑھ میں حاصل کی ۱۹۲۳ء  
 میں اسلامیہ ہائی اسکول بنالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ایم۔ اے کی تیاری کیلئے لاہور تشریف لائے۔ انہی دنوں مرکزی  
 انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہوا (یہ اجلاس ۱۵ شوال المکرم  
 ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء کو مسجد وزیر خاں لاہور میں قرار پایا تھا جس میں اہل سنت کی طرف سے جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں  
 بریلوی اور دیوبند کی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی مناظر مقرر ہوئے تھے تاکہ حفظ الایمان ہر اچین قاطعہ اور  
 تحذیر الناس کی قنازعہ فیہ عبارات پر فیصلہ کن گفتگو کی جائے افسوس کہ تھانوی صاحب مقررہ تاریخ پر نہ آئے جبکہ متحدہ پاک  
 وہند کے علماء اہل سنت کا جم غفیر لاہور پہنچ چکا تھا اور حضرت جید الاسلام بھی تشریف لے آئے تھے اس موقع پر مسلک اہل  
 سنت و جماعت کی حقانیت کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ (آخری فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ مطبوعہ بیہیمی ۱۹۳۴ء) جس میں پاک و  
 ہند کے کثیر التعداد علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادہ اعلیٰ حضرت جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی بھی شریک  
 ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث جید الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر مرکز علوم و  
 معارف بریلی شریف چلے گئے۔ حضرت جید الاسلام اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے استفادہ کیا اور آٹھ  
 سال تک صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی مصنف ”بہار شریعت“ کی خدمت میں رہ کر جامعہ معینیہ اجیر شریف سے سند  
 فراغت حاصل کی (محمد افضل کوٹلی مولانا صاحب اعلیٰ حضرت (جامعہ قادریہ لائل پور) اجیر شریف میں حضرت مولانا سید  
 امیر اجیری سے بھی مستفید ہوئے) محمد موسیٰ امرتسری حکیم اہل سنت مولانا سید امیر علوی اجیری ضیائے حرم جولائی ۱۹۷۲ء اور  
 خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں شہزادہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت جید الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی  
 سے فیض یاب ہوئے (محمد حقیق الرحمن سیفی عاشق رسول، مکتبہ سعادت لاہور ۱۹۶۳ء ص ۱۰)

تحفیل علوم کے بعد پانچ سال تک جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف میں تشنگان علوم کو سیراب فرمایا۔ پھر جامعہ



رضویہ مظہر اسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور علم حدیث کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس دور میں بے شمار اہل علم نے آپ سے فیض حاصل کیا (ابوالاحسان: محدث اعظم پاکستان، لاہور علیہ لاہور ص ۸)

قیام بریلی شریف کے دوران حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سر دار احمد قدس سرہ نے مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی سے حفظ الایمان (از مولوی اشرف علی تھانوی) کی مشہور گستاخانہ عبارت پر ۲۰ / محرم ۱۳۵۰ھ پر اہل سنہ (۱۹۳۵ء) کو کامیاب مناظرہ کیا (محمد حامد فقیہ شافعی مولانا مناظرہ بریلی کی مفصل روئید انوری کتب خانہ لاہور ص ۲۹) یہ مناظرہ چار دن جاری رہا اور فریق مخالف کو زبردست شکست ہوئی چوتھے دن مولوی منظور احمد نعمانی نے بے باکی کی انتہا کر دی اور کہا:

میں قاتحہ کو بدعت کہتا ہوں اور محرم کی کھیل لگانے اور محرم میں دودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں اور اس وجہ سے میں کم خست ہوں تو میں ایسا کم خست ہی اچھا ہوں، میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمد رسول اللہ بھی بھوکے مارتے تھے، جو حشر میرا وہ ان کا (ایضاً ص ۱۳۹) (العیاذ باللہ تعالیٰ)

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد وزیر آباد اور ساروکی میں قیام فرمایا۔ ۱۳۶۸ھ / ۱۹۳۸ء کے لو اثر میں لاکل پور تشریف لے گئے اور بے سر و سامانی کے عالم میں درس حدیث دینا شروع کیا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھی (مولانا افضل کوٹلوی، مولانا: نائب اعلیٰ حضرت ص ۱۵-۱۹) اور چودہ سال کے مختصر عرصے میں لاکل پور کی کالیا پلٹ دی۔ اس وقت سے جگہ جگہ سے صلوٰۃ و سلام کی روح پرور صدائیں سنائی دیتی ہیں، ہزاروں افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ہیکڑوں علماء آپ سے درس حدیث لے کر پاکستان کے گوشہ گوشہ بکھر گئے۔ ممالک میں بھی دین متین کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاکل پور عظیم دینی درس گاہ اور لاکل پور کی سب سے بڑی مسجد سنی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کی یادگار اور گواہ ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کی محبت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دوسری مرتبہ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء میں اس سعادت سے مشرف ہوئے (ایضاً ص ۱۵-۲۵) لیکن پابندی کے باوجود تصویر نہیں بنوائی۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث پیکر اخلاق، سر لاف شفتت، مہاو قاربہ ربوب اور پر کشش شخصیت تھے، علوم و فنون کے بحر سے پایاں زبردست مناظر اور بآکمال محدث تھے۔ انہیں سرور دو عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ اسی بے پناہ محبت و عقیدت کا اثر تھا کہ ان کا ہر قول و فعل شریعت و سنت کے مطابق ہوتا تھا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضا بریلوی

قدس سرہ کی محبت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ چونکہ فوٹو کے بغیر بیرون ملک جانے پر پابندی تھی اسلئے پاکستان آکر بے انتہا آرزو کے باوجود نہ بغداد شریف گئے اور نہ بریلی شریف۔

آپ کا وعظ اس قدر پر اثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کے مخالف لوگوں نے آپ کے خلاف مخالفوں کے طوفان اٹھائے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ آپ نے تمام عمر ظلم و دینیت اور خاص طور پر حدیث شریف کی خدمت اور وعظ و ارشاد کے ذریعہ عوام کے دلوں کو حب نبوی سے منور کرنے میں صرف کی اسلئے تصنیف و تالیف کا موقع نہیں ملا تاہم چند تصانیف یادگار ہیں :-

(۱) اسلامی قانون وراثت

(۲) تبصرہ مذہبی (علامہ مشرقی کے تذکرہ پر تبصرہ)

(۳) مرزا مردہ یا عورت (رد مرزائیت)

(۴) موت کا بیقاعہ دیوبندی مولویوں کے نام (محمد افضل کوٹلوی مولانا نائب اعلیٰ حضرت ص ۶۹-۷۰)

حضرت قبلہ شیخ الحدیث سردار احمد قدس سرہ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ ایک دفعہ جاضری دینے والا ہمیشہ کیلئے وام محبت و عقیدت میں گرفتار ہو جاتا، کئی دیوبندی علماء آپ کے درس حدیث میں شامل ہوئے اور آپ کی زبان مبارک سے مسلک اہل سنت کے زوردار دلائل سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ بد عقیدگی سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت کے مبلغ بن گئے۔

آپ کے سیکڑوں حلقہ کا شمار کرنا مشکل ہے۔ آخر سالوں میں سند فراغت حاصل کرنے والوں کی تعداد سو سے متجاوز ہو جایا کرتی تھی۔ چند ممتاز حلقہ کے نام یہ ہیں :-

(۱) مولانا غلام رسول لاکیپوری مدظلہ العالی، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لاکھ پور

(۲) علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، ایم۔ این۔ اے، شیخ الحدیث امجدیہ کراچی

(۳) مولانا قادر الدین علیہ الرحمہ، نائب شیخ الحدیث

(۴) مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۵) مولانا ابو داؤد محمد صادق مدظلہ، مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔

(۶) مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ انڈیا



- (۷) مولانا محمد صابر قادری نسیم ہستوی، انڈیا  
 (۸) مولانا مفتی محمد مجیب الاسلام اعظمی، انڈیا  
 (۹) مولانا علامہ عبدالرشید جھٹوئی  
 (۱۰) مولانا علامہ ابو الحسنات محمد اشرف چشتی سیالوی، شیخ الحدیث سیال شریف  
 (۱۱) مولانا علامہ اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ  
 (۱۲) مولانا سید جلال الدین شاہ (پہنچھی شریف)  
 (۱۳) مولانا ابو المعالی محمد معین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لاکل پور  
 (۱۴) مولانا محمد ابراہیم خوشتر، مبلغ اسلام ہارٹس  
 (۱۵) مولانا ابو الشاہ محمد عبد القادر، شہید لاکل پوری قدس سرہ  
 (۱۶) مولانا محمد شریف ملتان، شیخ الحدیث مظہر العلوم ملتان  
 (۱۷) مولانا عنایت اللہ، مناظر اہل سنت (سائنگہ ہل)  
 (۱۸) مولانا ابو الہوار محمد مختار احمد، لاکل پوری  
 (۱۹) مولانا سید زاہد علی شاہ، ناظم اعلیٰ جامعہ نوریہ رضویہ لاکل پور  
 (۲۰) مولانا سید منصور شاہ، مدرس جامعہ رضویہ لاکل پور  
 (۲۱) مولانا فیض احمد اویسی، شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاولپور  
 (۲۲) مولانا مفتی محمد حسین، سکسروی ایم پی اے  
 (۲۳) مولانا مفتی محمد امین، مہتمم جامعہ امینیہ لاکل پور  
 (۲۴) مولانا حافظ احسان الحق، صدر مدرس جامعہ امینیہ لاکل پور  
 (۲۵) مولانا سید حسین الدین شاہ، ناظم اعلیٰ ضیاء العلوم جامعہ رضویہ راولپنڈی وغیرہم

اہل سنت میں خوب ترقی و قبولیت عطا فرمائے، آمین“

یقیناً حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ کرامت تھی کہ اس دعا کا ایک ایک لفظ مولانا اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں تصور پذیر ہوا۔

کیم شعبان المعظم، ۲۹ دسمبر جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب (۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) کو کراچی میں وصال فرمایا (غلام مر علی، مولانا البواقیت المہدیہ ص ۸۵) جسم مبارک شاہین انکسپریس کے ذریعہ لاہور لایا گیا، اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک راستے میں ہزار ہا افراد نے دیکھا کہ جنازے پر نور کی پھوار پڑ رہی ہے حالانکہ بادل کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار ”بیت رضوی جامع مسجد لائل پور“ میں مرجع خلافت ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے پروردگار احسانات کو منظوم فرمایا :-

کیا	کہوں	میں	ہائے	کیا	جاتا	ربا
آہ	دل	کا	حوصلہ	جاتا	ربا	
سنیوں	کا	دل	نہ	پہنچے	کس	طرح
زور	ان	کے	قلب	کا	جاتا	ربا
موت	عالم	کی	جہاں	کی	موت	ہے
زندگانی	کا	مرا	جاتا	ربا		
اس	زمانہ	کا	محدث	بے	مثال	
جس	کا	ثانی	ہی	نہ	تھا	جاتا
مولوی	سردار	احمد	اٹھ	گئے		
لطف	سارا	درس	کا	جاتا	ربا	
غوث	اعظم	قطب	عالم	کا	غلام	
چنب	شاہ	رضا	جاتا	ربا		
حضرت	صدر	الشریعہ	کا	وہ	چاند	
میرا	مر	پر	ضیا	جاتا	ربا	



چوتھی شمر ملاحظہ ہوں :-  
 کر گیا فیضان جس کی موت سے  
 بائے وہ "فیض اتما جاتا رہا

۱۳۸۲ھ

یا مجیب اغفرلہ، تاریخ ہے  
 کس برس وہ رہنا جاتا رہا  
 دج کا سرکات کر ثوری کو  
 چاند روشن علم کا جاتا رہا

(ماہنامہ ثوری کرناہرلی شریف محدث اعظم پاکستان نمبر مارچ اپریل ۱۹۶۳ء)  
 خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے تاریخ وصال کہی۔

سید	و	سردار	نا
دارت	علوم	مصطفیٰ	
نامیہ	احمد	رضا	
اللہ	سے	واصل	ہوا

۱۳۸۲ھ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

فقیر العصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی قدس سرہ (لاہور) :-

استاذ العلماء فقیر العصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں لکن مولانا سردار ولی خاں (۶ صفر ۱۸ فروری ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء) کو پیر جوگوٹھ سندھ میں آپ کا وصال ہوا) لکن مولانا ہادی علی خاں لکن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری ہریلیوی) قدس سرہ اسی طرح ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۰ / مارچ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء) کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا ہریلیوی قدس سرہ سے قرآن مجید شروع کیا اور حافظ عبد الکریم قادری ہریلیوی

سے پڑھا۔ پھر درسی کتابیں متوسطات تک برادر معظم مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پیر گوٹھ، سندھ مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا محمد حسنین رضابریلوئی سے پڑھیں، شرح جاتی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضابریلوئی سے اور تفسیر جلالین مولانا سرور علی خاں سے پڑھی۔ اور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۲۹ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضابریلوئی سے سند حدیث حاصل کی۔ بعد ازاں تجدد الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوئی قدس سرہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ، مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ داؤد میں حاضر ہوئے اور تحصیل علوم کے بعد حضرت صدر الشریعہ سے سند حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوئی سے بیعت ہوئے اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوئی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

تحصیل علوم کے بعد این جی ہائی اسکول بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر کچھ عرصہ دارالعلوم مظہر اسلام اور کچھ عرصہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ مدرسہ منہاج العلوم پانی پت متصل مزار مولانا سید غوث علی شاہ پانی پتی قدس سرہ تشریف لے گئے اور ایک سال فرائض تدریس انجام دینے کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں چلے آئے۔ تقسیم کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر جامعہ محمدی شریف جھنگ میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے بعد ازاں کچھ عرصہ دارالعلوم اہل سنت و جماعت جہلم میں رہے۔ جون ۱۹۵۳ء میں شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت میں جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے اور قریباً چھ سال تک محسن و خوں کام کیا (غلام سر علی مولانا، البواقیت السمریہ، ص ۱۱۶، ۱۱۵) اوقار حسین طاہر: ماہنامہ رضائے حبیب پھرات (جنوری فروری ۱۹۷۱ء) ص ۲۵ (۱۹۶۰ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے، ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعمانیہ کی انتظامیہ کی جانب سے جمعیۃ العلماء پاکستان سے وابستگی پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے استعفاء دے دیا) اقبال احمد قادری، پیر زادہ، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور ص ۳۶۸ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہو گئے۔ افسوس کہ آپ جامعہ نظامیہ میں صرف دو دن ہی تشریف لائے تھے کہ مرض وفات لاحق ہو گیا اور جامعہ ”نظامیہ رضویہ لاہور کے طلباء آپ سے مستفیض نہ ہو سکے۔

”مفتی اعجاز دلی“ خاں قدس سرہ ۱۹۳۷ء ہی سے تحریک مسلم لیگ کی حمایت و اعانت فرماتے رہے۔ ۱۹۳۰ء میں جب لاہور میں ”قرار داد“ پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے اس کی حمایت میں ”دارالافتاء الرضویہ“ بریلی سے فتویٰ جاری کیا۔ ۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء میں ”مشرقی پنجاب“ کا دورہ کر کے پاکستان کیلئے فضا ہموار کی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ”فتح نبوت“ میں



حصہ لینے کی بنا پر ایک سو دن تک سیشٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

آپ اہداء ہی سے ”جہیتہ علماء پاکستان“ کے معاون رہے، ”علامہ ابو المحسنات“ قدس سرہ کے دور میں مجلس عاملہ کے رکن اور علامہ عبداللہ بادایونی کے دور صدارت میں مقرر علی پاکستان کے صدر رہے، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالونی مد ظلی العالی کے دور صدارت میں خازن رہے، مئی ۱۹۷۱ء میں ”جہیتہ علماء پاکستان“ صوبہ پنجاب کے صدر مقرر کئے گئے (دو قار حسین طاہر ماہنامہ رضائے حبیب گجرات ص ۲۶) اور اسی واسطے کی بنا پر منصب شیخ الحدیث سے استعفا دی۔

۱۹۵۳ء میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار انور کے قریب جامعہ گنج بخش قائم کیا، غالباً ۱۹۵۶ء میں جامع مسجد محلہ اسلام پورہ میں خطیب مقرر ہوئے اور وہاں دارالعلوم ”حامد یہ رضویہ“ قائم کیا۔ آپ نے ”گنج بخش“ کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا جو ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

”مفتی اعجاز دہلی خاں“ رحمہ اللہ تعالیٰ حسن اخلاق، ایثار و قربانی حق گوئی، صاف دلی، بے نفسی، حلم و بردباری، قوت حافظہ، مسائل فقہ کے اختصار، صلاحت رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے، بلاشبہ سینکڑوں علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا تصانیف یہ ہیں :-

(۱) قانون میراث

(۲) تسہیل الواضح خلاصۃ النجوا للواضح

(۳) تنویر القرآن (تفسیر قرآن پر حاشیہ کنز الایمان)

(۴) ترجمہ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

(۵) ترجمہ کشف الاسرار مختلف کتب پر مقدمے اور بے شمار فتاویٰ جات۔

مختصر حالات کے بعد ۲۴ شوال المکرم، ۲۰ نومبر (۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) بروز منگل فقیہ العصر مفتی اعجاز دہلی خاں قدس سرہ کا وصال ہوا۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات علیہ الرحمہ نے پڑھائی میانی صاحب، بیہاولپور روڈ لاہور میں ”مولانا غلام محمد“ ترمیم قدس سرہ کے سرہانے آخری آرام گاہ بنی ایک صاحبزادہ پاشا صاحب اور ایک صاحبزادہ بیوہ گار ہیں۔ آپ اپنا نام ”محمد اعجاز رضوی“ لکھا کرتے تھے۔ مولانا ”محمد ابراہیم“ خوشترمد ظلہ نے تاریخ وصال لکھی۔

رخصت ہوا جہان سے یہ کون باکمال

یہ جہل ہوئی زمیں تو فلک غم سے ہے مٹھال

عقلمندی کی فکر، دین کا جس کو رہا خیال  
از عاقبت خیر ہے اس کا سن و سال  
(ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نومبر ۱۹۷۳ء ص ۴۴)

## استاذ العلماء مولانا مفتی محمد وقار الدین، کراچی:-

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد وقار الدین صاحب بن حافظ حمید اللہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں موضع کھریا ضلع پٹی بھیت (ہندوستان) کے ایک شیخ گھرانے میں پیدا ہوئے۔  
اپنے مدل تک اردو اور کچھ انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور پھر علوم اسلامیہ کی تحصیل مدرسہ آستانہ شیرپہ پٹی بھیت، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ حافظہ سعید یہ دونوں ضلع علی گڑھ میں حضرت مولانا حبیب الرحمن، حضرت مولانا عبدالحق (شاگردان حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ) حضرت محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی رحمہم اللہ سے کی۔  
حضرت علامہ مولانا وقار الدین علیہ الرحمہ کا شمار ممتاز علماء کرام میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے علم سے خلق خدا کو نفع پہنچایا۔

۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک چٹاگانگ (بنگلہ دیش) کے جامعہ احمدیہ سید میں علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے اور ۱۹۷۲ء میں کراچی آگئے اور جامعہ امجدیہ کراچی میں ناظم تعلیمات اور استاذ حدیث کی حیثیت سے مصروف عمل ہو گئے۔  
ہندوستان میں قیام کے دوران مختلف شہروں میں اور پھر بنگلہ دیش کے گوشے گوشے میں تبلیغ دین کی خاطر دورے کئے۔

”تحریک پاکستان“ کے دوران جگہ جگہ جلسوں میں کانگریسیوں کا رد فرماتے اور مسلم لیگی امیدوار کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کرتے رہے۔

”تحریک ختم نبوت“ ۱۹۵۴ء اور ۱۹۷۳ء میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔  
بریلی شریف میں غیر مقلدوں سے مناظرہ ہوا ڈھاکہ میں اشرف العلوم کے بانی عبد الوہاب سے کئی مرتبہ مناظرے ہوئے اور الحمد للہ ہر مناظرے میں آپ کو کامیابی ہوتی رہی اور مخالفین مناظرہ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔



آپ نے ۱۹۲۸ء میں حضرت جید الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۶۸ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کی عمر کا زیادہ تر وقت مدرسوں میں گزرا، تاہم آپ نے چند مسائل تحریر فرمائے جو یہ ہیں :-

(۱) تعلیم ارکان (فقہ) اردو

(۲) مسائل زکوٰۃ — (اردو)

(۳) مسائل قربانی — (اردو)

آپ کے معروف و نامور مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) مولانا محبین خاں (بھارت)

(۲) مولانا محمد ادریس، مستم دار العلوم رضویہ (گجرات) چٹاگانگ

(۳) مولانا اشرف علی

(۴) مولانا سلامت اللہ یہ تینوں حضرات مدرس ہیں۔

(۵) مولانا الطحاوی

(۶) مولانا محمد جلال، شیخ الحدیث چٹاگانگ۔ (مکتوب حضرت مولانا قادر الدین بیام مرتب)

راقم الحروف نے ۱۹۶۵ء میں اپنے دورہ چٹاگانگ (گجرات) کے وقت آپ سے چٹانگ مدرسہ احمدیہ مدینہ میں ملاقات کی تھی اور ۱۹۷۵ء میں آپ سے کراچی میں ملاقات ہوئی۔

## حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی قدس سرہ العزیز:-

جائے ولادت لکھنؤ۔ حضرت مولانا سید شاہ عین القضاۃ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور مدرسہ فرقا شہ کے اساتذہ سے کیا اور تجوید کی شد حاصل کی۔ آپ کے والد نواب علی خاں حضرت مولانا شاہد ایت رسول رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ والد نے پیر و مرشد کے حکم کے بموجب تحصیل علم کیلئے بریلی مدرسہ ”منظر اسلام“ میں بھیجا۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی و حضرت مولانا شاہ رحمہ الہی مظفر نگری حضرت مولانا محمد ظہور الحسنین فاروقی رامپوری و حضرت مولانا محمد نور الحسنین فاروقی صدر المدرسین و اساتذہ مدرسہ منظر اسلام سے درسیات پڑھی۔ شعبان ۱۳۵۴ھ کو جلسہ دستار بندی میں علماء و فضلاء کی موجودگی میں حضرت جید الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری نے دستار باندھی اور

سند اجازت مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا مسجد دسماہ حاضرہ کی حیات ظاہری میں نینی تال کے ایک مناظرے میں مولوی یحییٰ خاں سرانی بریلوی کو شرمناک شکست دی۔ فتح کے بعد بریلی پہنچے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوش ہو کر دستار عنایت کی اور غیظ المناہقین اور ولد المرافق خطاب دیا۔

بورگوں کے بڑے ادب شناس تھے اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرتے میں مطلق چاخیر نہ فرماتے تھے۔ حرمین طہیین کی زیارت سے مشرف تھے۔ کانپور، ممبئی، گوئدہ، بستی وغیرہ میں آپ کے کافی مریدین پائے جاتے ہیں۔ آپ نے تقریباً ۵۰ مناظرے کئے اور ہر دفع آپ کامیاب و کامران واپس لوٹے۔

دو سال صاحب فراش رہ کر ۸ محرم الحرام ۱۲۸۰ھ میں عالم بقا کو کوچ فرمایا۔ مرقدہ بیل بھیت میں ہے۔ آپ شیر پورہ اہل سنت کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ ضلع فیض آباد میں آپ کے خلاف دیوبندیوں نے مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ عدالت نے آپ کو بری کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں یہ لکھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم تھانوی، رشید احمد گنگوہی مگر اہل اور خارج از اسلام ہیں۔

(حوالہ کے طور پر سوانح اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرمائیں)

## حضرت مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ:-

ضلع پر تاج گڑھ وطن لور وہیں پیدا ہوئے۔ مدرسہ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ مولانا محمد نور الحسنین فاروقی رامپوری، مولانا رحم الہی منگھوری سے درسیات پڑھ کر ۱۳۳۰ھ میں سند تکمیل حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے دور طالب علمی ہی میں بیعت ہو گئے تھے۔ فراغت کے بعد تجارت کو مشغول بنایا۔ کسبل کے کاروبار کے سلسلہ میں ۱۹۲۲ء میں رائے پور گئے۔ گاؤں گاؤں پھر کر تجارت کے ساتھ تبلیغی فریضہ انجام دینے لگے۔ اسی سفر میں بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے، دو سال بعد رہائی پائی۔ رائے پور میں تعلیم کے فروغ اور اشاعت مذہب اہل سنت کیلئے کراچی کے مکان میں مسلم یتیم خانہ قائم کیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔ ہندو شاستری کے ساتھ جیل کی رفاقت رہی۔ سیاسی بصیرت میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ بیعت بھی لیتے تھے۔

۲۶ محرم ۱۳۸۸ھ کی صبح کو چار بجے وفات ہوئی مرقدہ رائے پور میں ہے۔



## حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی قدس سرہ:-

والد کا نام شاہ محمد اکمل، بڑے بھائی کا نام مولانا شاہ محمد افضل، ۱۵/۱۱/۱۳۲۲ھ سال پیدائش ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور بڑے بھائی سے پائی ابتدائی عربی شرح جامی تک اپنے چچیرے بھائی مولانا شاہ محمد عثمان الدین سنبھلی سے پڑھی، معقول و معقول کی تحصیل و تکمیل حضرت صدرالافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین فاضل مراد آبادی قدس سرہ سے کی ۱۳۳۹ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت فاضل مراد آبادی قدس سرہ کی معیت میں بریلی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے بیعت کی۔ علم فقہ و فتویٰ میں مدرسہ منظر اسلام سے کمالی حاصل کیا۔

۱۳۴۲ھ میں سنبھلی جا کر مدرسہ اسلامیہ حنفیہ قائم کیا اور درس دینا شروع کیا۔ ساری عمر افتادہ درس و وعظ و ارشاد میں سیر فرمائی۔ نہایت پختہ مشق مدرسہ تھے۔ حضرت مولانا شاہ حامد رضا بریلوی اور اعلیٰ حضرت قطب عالم مخدوم علی حسین شرفی قدس سرہ سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ کئی سال کی مسلسل علالت کے بعد اکٹھ برس کی عمر میں ۲۸/ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸/ستمبر ۱۹۶۳ء کو بروز چار شنبہ ۱۳ صبح ۳۵ منٹ پر دار فناء سے دار بقا کی راہ لی مرقد سنبھلی میں ہے آپ کی تصانیف میں فیصلہ حق و باطل اور شباب عاقب مولانا حسین احمد مدنی بہت ہی مشہور ہے۔

## حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمسٹی پوری:-

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم ۱۹۱۱ء میں سمسٹی پور میں پیدا ہوئے نسبی علاقہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ سے ہے۔ اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید شہداء الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد سمین سے پڑھا اور کثرت سیکھی۔ عربی کا آغاز حضرت مولانا شاہ منظور احمد پٹھواری سے کیا۔ مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن ہرودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد اور نیس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامی پڑھیں مدرسہ حمیدیہ درجہ میں مولانا سید عبدالحی قادری اور مفتی محمد فیض الرحمن سے پڑھا۔ مدرسہ شمس الہدیٰ پنڈت سے مولوی کا امتحان دیا کاچور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا نواز محمد عبدالسلام دورانی قدس سرہ سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت جلیل الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خٹک اکبر مجدد الملت امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز خاں محدث سے صحاح ستہ کا دور کیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا۔ ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی۔ اول مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا

پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۴۲ء سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر المدرس اور مفتی شریف۔

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آروی علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ شاد احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ نے بھی اپنی طرف سے آپ کو تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں۔

آپ کی تصانیف میں اب تک پانچ کتابیں مقبول عام و خاص ہیں :-

(۱) احکام نکاح

(۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل حق خیر آبادی کی ”مرقات“ کا خلاصہ بطرز سوال و جواب)

(۳) تذکار مطہب (بزرگان قادریہ مجددیہ آبادانیہ کے تذکرے)

(۴) مفید الطالب (تربیت سلوک میں)

(۵) تذکرہ بنیاب (حضرت سیدی شیخ ابوالحسن شراوی کے حالات، ارشادات، سلوک اور او، فوائد نصایب حزب التحریر وغیرہ)

فقیر اعظم مولانا یوسف محمد شریف قدس سرہ (کوٹلی لوہار ان سیالکوٹ)

حقیقت و سنیت کے بطل جلیل مولانا محمد شریف لن مولانا عبدالرحمن سیالکوٹی لوہار ان ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ان کے وصال کے بعد یہ صغیر پاک و ہند کے ممتاز علماء سے کسب فیض کیا۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا دہلوی قدس سرہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ فقیر اعظم کا لقب آپ ہی نے عطا فرمایا تھا۔ حضرت فقیر اعظم نے فقہ حنفی کی بے پناہ خدمات انجام دی ہیں۔ ہفت روزہ ”اہل حدیث“ امرتسر میں آئے دن اہل سنت احتاف کے خلاف مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ حضرت فقیر اعظم کی کوششوں سے امرتسر ہی سے ”الفتیہ“ کے نام سے ہفت روزہ جاری ہوا جس میں ان اعتراضات کے جوابات نہایت تحقیق و محنت سے دیے جاتے تھے۔ اس جریدے کے علاوہ دیگر موقوفہ جرائد میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

آپ عالم شریعت اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول ترین مقرر بھی تھے۔ وعظ و ارشاد میں اپنا ایک مخصوص اسلوب رکھتے تھے۔



آپ کے خلف الرشید سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی مدیر ”ماہ طیبہ“ کی تقریر میں آپ کے انداز بیان کی نمایاں جھلک پائی جاتی ہے۔

حضرت فقیر اعظم نے پنجاب کے اطراف و اکناف کے علاوہ کلکتہ اور ممبئی وغیرہ مقامات تک سنییت و حقیقت کا پیغام پہنچایا۔ ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ ریارس کے تاریخی اجلاس میں شرکت فرمائی اور تحریک پاکستان کی حمایت میں جگہ جگہ تقریریں کیں اور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت و معاونت پر تیار کیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ نہایت وسیع ہے جو ملک کے طول و عرض میں موجود ہے۔

آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) تائید الامام (حافظ ابو بکر لن افی مسیہ کی تالیف الرو علی افی حنفیہ کا محققانہ رد)

(۲) تہذیب حنفی مدلل

(۳) صداقت الاحناف

(۴) کتاب التواضع

(۵) ضرورت فقہ

(۶) کشف الغطاء

آپ ۹۰ سال کی عمر میں ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو عازم قلعہ ہوئے، ورے والی مسجد کو ٹلی لوہاراں خلیج سیالکوٹ

میں حزار پر انوار ہے۔ (محمد فضل کوٹلوی، مولانا روزنامہ سعادت لاکل پور ”ائمہ اہل سنت نمبر اگست ۱۹۶۸ء“)

## حضرت مولانا رحیم بخش آروی قدس سرہ:-

آپ نے علمائے رامپور و سہارنپور سے کتب درسیات پڑھیں حدیث کی چند کتابیں پھلواری شریف میں حضرت مولانا عبدالرحمن ناصری گنجی سے پڑھیں۔ ہمیں سلیمان ندوی نے آپ سے درس لیا۔ اعلیٰ حضرت کا شہرہ سن کر سہارنپور سے واپسی میں بریلی پہنچ کر مرید ہوئے اور کچھ عرصہ بریلی میں رہ کر علوم فقہ و اخلاق کی تربیت حاصل کی اور فاضل بریلی کے فیض صحبت سے فیض یاب ہو کر آہ روایت ہوئے۔

عرصہ تک مدرسہ حنفیہ آہ میں مدرس رہے۔ مسائل و اعتقاد میں اختلاف کے باعث آپ نے جدید مدرسہ قائم کیا

اور اس کا نام فیض الغریاء رکھا۔ آرمہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شاہ محمد فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے تعاون فرمایا، تاحین حیات آپ اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے چونکہ آپ کو فاضل بریلوی سے اجازت و خلافت اور شاگردی کا شرف حاصل تھا مدرسہ فیض الغریاء کے طلبہ کی دستار بندی کی اکثر مجلسوں میں آپ کی دعوت پر حضرت فاضل بریلوی نے آرمہ تشریف لے جا کر دستار باندھی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور (علیہ الرحمہ) اور علامہ محمد نور انیم آرومی اور حضرت مولانا ولی الرحمن پوکھر بریلوی، حضرت مولانا عبدالرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی آپ کے مشہور تلامذہ ہیں۔ آپ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

## حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ :-

فخر الاساتذہ وحید عصر حضرت مولانا غلام جیلانی لدن مولوی حاجی غلام فخر الدین لدن مولانا حکیم سخاوت حسین حافظی فخری سلیمانی ۱۱/ رمضان المبارک ۱۳۰۰ھ میں ریاست داوول علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا بزرگوار نے اپنے آبائی وطن سہسوال ضلع بدایوں سے ترک سکونت کر کے یہاں اقامت کی تھی۔ غلام محی الدین جیلانی نام رکھا گیا۔ چھ ماہ تک تعلیم پانے کے بعد آپ کے چچا حضرت مولانا غلام قطب الدین برہمچاری نے آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں جو اس وقت مدرسہ انجمن اہل سنت کے نام سے مشہور تھا لے جا کر داخل کر دیا۔ آمد نامہ سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فتح پوری سے فصول اکبری اور کافیہ پڑھی۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی بانی مدرسہ سے گنگاں قدوری قال اقول تک پڑھا اور عربی انشاء کی مشق کی۔ ۱۳۳۳ھ میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جو پوری مؤلف قانون شریعت وغیرہ کے ہمراہ امیر شریف بغرض تعلیم پہنچے۔ امتحان داخلہ کے بعد درجہ شرح جامی میں داخلہ ملا۔ دو ماہ بعد خوراک اور ایک روپیہ ماہوار و وظیفہ مقرر ہوا۔ یہ مدت سو کئی روٹیوں اور نمک مرچ پر پڑی پریشانیوں سے گزاری۔ شرح جامی حضرت مولانا امتیاز احمد ایٹھوی مفتی و مدرس دارالعلوم سے ختم کی۔ آٹھ سال تک مسلسل ہر سالانہ امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ ملاحسن کے تحریری امتحان میں مصنفین کی تحسین پر دارالعلوم نے چار روپے انعام و وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا سید عبدالحمید اور مولانا عبداللہ افغانی سے بھی اخذ علوم کیا۔ شرح تہذیب کی منطقی ترکیب حضرت مولانا عبداللہ افغانی تلمیذ حضرت مولانا پرول صاحب سے اور حاشیہ عبدالغفور کا مکملہ مولانا سید امیر احمد پنجابی سے پڑھا۔ باقی فوقانی کتب حضرت امام غلام حکیم امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام کیں۔ ۱۳۵۱ھ میں صدر الشریعہ کی ہمر کافی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آئے۔ یہاں شرح چغنیسی اور محقق دولانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ اور جدیدہ کے



ساتھ شرح تجرید اور لاسم راوی علیہ الرحمہ اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشارات کا سبق لیا۔ ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت جید الاسلام نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

امین شریعت مفتی کانپور حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سر دار احمد علیہ الرحمہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن علیہ الرحمہ جلالیہ العلم شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور آپ کے خصوصی رفقاء درس رہے تھے۔

آپ نے مدرسوں کی ابتدا مدرسہ محمدیہ جانش سے کی۔ (وہیں آپ کے ایک صاحبزادے مدفون ہیں) ایک سال کے بعد مولانا حبیب الرحمن شیردانی کی دعوت پر دارالعلوم عفتت نشان کرناٹل کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ سو سال کے بعد کانپور کی مرکزی سنی درسگاہ مدرسہ احسن المدارس قدیم میں صدر مدرس ہو کر آئے شوال ۱۳۵۳ھ میں خان بہادر الحاج بھیا شیر الدین رئیس اعظم لال کرتی میرٹھ کی دعوت پر ان کے مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ کے منصب صدارت مدرسین کو روٹی منشی۔ مدرسہ اسلامی میں آپ کی تقرری ایک خاص سبب کی بناء پر ہوئی۔ مدرسہ میں مفتی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند کے مرید و خلیفہ اور مولوی بدر عالم مؤلف فیض الباری کے پیر قاری اخق صدر مدرس تھے اور دینی دیوبندی کے بکے تابع تھے۔ بھیا شیر الدین کا گھر لڑھ حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری کا مرید اور حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کا شاگرد تھا۔ بھیا جی کو خود بھی دونوں سے نسبت حاصل تھی۔ اعتراض ہوا کہ سنی مہتمم اور سنی مدرسہ اور دیوبندی مدرس میں کیا تعلق ہے۔ نتیجہ قاری اسحاق صدارت سے ہر طرف کر کے کوٹھی بلالے گئے۔ یہ بات حلقہ دیوبند میں وقار کا سبب بن گئی۔ قاری اسحاق کے مرید مولانا بدر عالم میرٹھی مؤلف فیض الباری پیر کی حمایت میں آپ کی علمی تہلیل پر اتر آئے اسی موقع پر آپ نے فیض الباری شرح صحیح البخاری کی علمی و فنی غلطیاں نکالیں اور بتایا کہ مولانا بدر عالم اور ان کے استاد مولانا انور کشمیری نے کتنی فحش غلطیاں تفہیم حدیث کے سلسلہ میں کی ہیں یہ تنقید بھیا شیر الدین قاری شرح صحیح البخاری کے نام سے مطبوعہ ہے۔ آپ کو حضرت قطب وقت حافظ سید محمد ابراہیم ساکن سرواہ شریف سے غایت عقیدت ہے۔ ان کے دیہات میں گرمیوں کے موسم میں ہر جمعرات کی دوپہر کو دس سیر برف میرٹھ سے بذریعہ ریل لے کر جاتے تھے اور سرواہ اسٹیشن سے آہلی تک اپنے سر پر رکھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کو بیعت و خلافت کا شرف شیخ الشیخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھو شریف سے حاصل تھا۔ ۱۳۸۹ھ میں حج و زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ راقم السطور نے ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں جب آپ تین ماہ

ایلیے کراچی تشریف لائے تھے خود منطق کی کتابوں کا آپ سے درس لیا۔ آپ درسی نظامی کے جملہ فنون میں مکمل مہارت تاملہ رکھتے تھے۔

## حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ :-

قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولانا محمد صدیق، دادا کا نام مولانا یار محمد تھا۔ مولانا محمد صدیق صاحب استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی چند فنون مبارک پور میں ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد مدرس تھے۔ آپ اپنے والد کے ابتدائی شاگرد جبہ العصر حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی قدس سرہ کے ہر اور ملی جا کر مدرسہ منظر اسلام میں داخل ہوئے۔ **ہنیۃ المصلیٰ** سے تفسیر جلالین و نور الانوار ہدایہ آخرین بیضاوی شریف، رسالہ میرزا ہدایت کی تعلیم حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ کی محبت میں ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء دارالکلیۃ حمیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہنچے۔ یہاں سے ایک سال بعد آپ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ گئے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے خاص شفقت فرمائی، کھانے کے علاوہ نور و پیہ و وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی، مولانا عبدالقادر فرنگی محلی، مولانا قطب میاں سے تفسیر مدارک، مسلم الثبوت، ملا حسن، ملا جلال بیہی، شرح عقائد صدر حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے خوش ہو کر مولانا عبدالباری علیہ الرحمہ نے تکمیل سے پہلے مولانا کی سند مرحمت فرمائی۔ دوبارہ ۱۳۴۳ھ میں منظر اسلام میں داخلہ لے کر حضرت مولانا شاہ محمد رحمہ اللہ منگھوری مظفر ٹھری صدر المدرسین و مہذب الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قدس سرہ سے صحاح ستہ کا دورہ کیا۔ مؤخر ذکر نے جلسہ عام میں دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امرتہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور، مدرسہ منظر اسلام، ملی شریف، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور مدرسہ خاندانہ دارالشریف میں تدریسی فرائض انجام دیے۔

۱۳۴۹ھ سے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع ہستہ میں صدر اساتذہ رہے۔ آپ کو درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس حاصل تھی۔ آپ کو عربی لوب سے خصوصی شغف تھا۔

حضرت مولانا غلام ربانی فائق آپ ہی کے صاحبزادے میسور کے جامعہ غوثیہ کے صدر اور شیخ الحدیث ہیں۔ راقم الحروف نے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں آپ سے قدوری وغیرہ پڑھی۔



## حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ الزہریؒ، کراچی:-

فاضل اجمل حضرت علامہ عبد المصطفیٰ (آپ کی ولادت پر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز سے آپ کے ہونے کی نام کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا تاریخی نام کی ضرورت نہیں، میں اس بچے کو اپنا محبوب نام عبد المصطفیٰ عطا کرتا ہوں چنانچہ یہ نام ہار گاہ نبی میں بہت مقبول ہوا۔ ”اليواقيت المہريہ“ بن صدر الشریعہ علامہ مولانا محمد علی بن علامہ جمال الدین بن مولانا خداحش رحمہم اللہ کے ۱۳۱۵ھ / ۱۹۱۵ء میں بریلی شریف (آپ کا اصل وطن قصبہ گھوسی اعظم گڑھ ہے اور آپ کی پیدائش بریلی شریف میں ہوئی) ہندوستان میں تولد ہوئے۔

آپ کے والد مکرم حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد علی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۸ء) بہت بڑے فقیہ تھے۔ فقہ کی جامع اردو کتاب ”مہار شریعت“ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

## ابتدائی تعلیم :- آپ نے قرآن مجید اپنے مولد بریلی شریف کے دارالعلوم منظر اسلام میں مولانا

احسان علی مظفرپوری سے پڑھا (محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت ص ۱۶۰) پھر والد ماجد علیہ الرحمہ کے جامعہ عثمانیہ اجیر شریف میں مدرس مقرر ہونے پر آپ نے اپنے آبائی وطن قصبہ گھوسی اعظم گڑھ میں محلہ کریم الدین کے مکتب میں اردو سیکھی۔

## علوم اسلامیہ کی تعلیم :- ۱۹۲۹ء میں آپ کو والد مکرم نے جامعہ عثمانیہ (اجیر شریف) بلالیا، جہاں

آپ نے کتب فارسی مولانا عارف بدایونی سے پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم، علوم عربیہ اسی مدرسہ میں مولانا حکیم عبد الجبید مفتی امتیاز احمد اور مولانا عبدالحی سورتی سے حاصل کی اور اکثر علوم و فنون اسلامیہ سے امتیاز تک اپنے والد مکرم سے پڑھے۔

## جامعہ ازہر میں :- جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بریلی شریف جانے لگے تو آپ کو اعلیٰ

تعلیم کیلئے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) بھیج دیا۔ چنانچہ حج کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے فراغت کے بعد جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور تین سال جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ کی طرف سے دو سندیں ”شہادۃ الالبیہ“ و ”شہادۃ العالیہ“ حاصل کیں۔

## کتب احادیث کی تکرار :-

اثر یحییٰ علیہ الرحمہ علی گڑھ کے مضافات میں داووں کے مقام پر قلوب ابو بکر کے مدرسہ میں مدرس تھے۔ چنانچہ علامہ الزہری نے دوبارہ والد ماجد علیہ الرحمہ سے حدیث کا دورہ کیا۔

## تدریس :-

فرارغت کے بعد داووں میں ہی اپنے والد ماجد کی نگرانی میں تدریس شروع کی۔ ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں دارالعلوم اشرافیہ مصباح العلوم مبارک پور (اعظم گڑھ ہند) میں بحیثیت صدر مدرس و شیخ الحدیث کام کرنا شروع کیا اور تقسیم ملک تک اسی مدرسہ سے منسلک رہے۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب پاکستان تشریف لائے تو جامعہ محمدی شریف میں خلیع جھنگ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جامع مسجد بارون آباد یہاں نگر میں خطابت کے فرائض منصبی انجام دینا شروع کیا۔ وہیں انشا آپ نے ایک عظیم دارالعلوم مظہر اسلام کی بنیاد رکھی اور اسکے لئے نہایت عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔

جب بعض جاہل اور شر پسند لوگوں نے دارالعلوم کی عمارت کو قبضہ میں لیکر اپنے ذاتی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی تو حالات کے سازگار ہونے کی بنا پر آپ کراچی تشریف لے گئے، جہاں جامعہ امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے حدیث رسول کا فیضان جاری کیا، جو آج تک جاری ہے۔

## سیاسی کردار :-

آپ جمیعہ علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر کی حیثیت سے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے دست راست و معاون تھے۔ ۱۹۷۹ء کے انتخابات میں کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی میں آپ نے صحیح نمائندگی کا حق ادا کیا۔

آئین کی تدوین کے وقت جب آئین کی تعریف میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک کے جواب میں حکومتی ممبر اسمبلی کوثر نیازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، تو علامہ عبدالمصطفیٰ الزہری نے ایک مختصراً تعریف مرتب کی جو تمام مکاتب فکر کے آراکین اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔



ہے ۱۹ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں جب علامہ شاہ نورانی صدیقی کو گرفتار کر کے ملک کے گرم ترین علاقے گڑھی خیرہ (سندھ) میں جیل کی کوٹھریوں میں بند کر دیا گیا تو علامہ ازہری نے حق نیابت ادا کیا اور جمہوریت کے قائم مقام صدر کے فرائض سرانجام دیے۔

**بیعت :-** آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں خلافت و اجازت حاصل کی۔

**تصانیف :-** آپ نے قرآن پاک کی تفسیر ”تفسیر ازہری“ پانچ جز (مطبوعہ) اور تاریخ الانبیاء تحریر فرمائی۔ (مولانا غلام مرتضیٰ الیہ اقیات الہریہ ص ۸۱-۸۳)

**تلامذہ :-** آپ سے جن تلامذہ نے کتساب فیض کیا ان میں سے چند مشہور فضلاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

- (۱) مولانا خلیل اشرف، بانی مدرسہ فیض رضا سہاول نگر
- (۲) مولانا غلام حسین، بانی دارالعلوم قادریہ طبر
- (۳) مولانا فضل سبحانی، مستم دارالعلوم قادریہ بغداد
- (۴) مولانا غلام نبی، دارالعلوم جامعہ رضویہ کراچی
- (۵) مولانا محمد طفیل دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی
- (۶) مولانا حبیب الرحمن (ایم اے)
- (۷) مولانا محمد طارق (ایم اے)
- (۸) مولانا محمد اسحاق (ایم اے)
- (۹) مولانا محمد رفیق ضیا (ایم اے)
- (۱۰) مولانا قاری حافظ عید الباری، تلمذہ کے شاہی قاضی (محمود احمد قادری، مولانا تذکرہ اہل سنت ص ۱۶۱)

## امام الحدیث حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز :-

مرجع الفقہاء والحدیث مولانا محمد سید محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ قواب پورہ الوری میں پیدا ہوئے (غلام مرعلی، مولانا البیواقیت المہر یہ ص ۷۱) آپ کے عم مکرم باخدا ابوبکر مولانا سید غار علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بخار سے دیتے ہوئے فرمایا :- ”بیٹی! تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو دین مصطفویٰ کو روشن کرے گا اس کا نام دیدار علی رکھنا۔“

(عبدالحی کوکب قاضی اخبار جمیعہ ص ۷۰ (۷) / فروری ۱۸۵۸ء ص ۳)

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباواجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الوری میں قیام پزیر ہوئے۔

آپ نے صرف دس سو کی الی کتابیں الوری میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں، مولانا کریمت اللہ خاں سے دہلی میں دوسری کتابیں اور دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ فقہ و منطق کی تحصیل مولانا کریم الدین حسین رامپوری سے کی۔ سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن خج مروت آبادی سے حاصل کی۔ حضرت شیخ الاسلام پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی اور مولانا دھرمی احمد محدث سورتی آپ کے ہم درس تھے۔

آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمن خج مروت آبادی کے مرید اور خلیفہ تھے، سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ و مجاز ہوئے۔ (اقبال احمد فاروقی، پیر ذلکوہ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور ص ۲۶۸-۲۶۹)

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مروت آبادی کے درمیان بیڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدر الافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی۔ حضرت سید الحدیثین نے فرمایا :- ”بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ وہ پشمان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت سخت ہے؟ لیکن حضرت صدر الافاضل دوستانہ روابط کی بنا پر مدد ملی لے ہی گئے ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں؟“ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ”بھائی کیا پوچھتے ہو۔ پشمان ذات ہوں، طبیعت کا سخت ہوں۔“ کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا۔ اس طرح بارگاہ



رضوی سے نہ ٹوٹنے والے تعلق قائم ہو گیا۔ (اقبال احمد قادری قیصر زاوہ مذکرہ علماء اہل سنت و جماعت ص ۲۶۸-۲۶۹) تقریباً ایک سال تک آپ اور مولانا ابو البرکات علیہ الرحمہ بریلی میں منظر اسلام میں مقیم رہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضرت مولانا سید ویدار علی شاہ قدس سرہ اور آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات علیہ الرحمہ کو تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت عطا فرمائی (دیدار علی شاہ امام المحررین مقدمہ میزان الادب بالہ بتفسیر القرآن ص ۸۰) اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام لاہور و خائف کی اجازت عطا فرمائی سخیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت العلوم رامپور میں رہے ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں لاہور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا پھر لاہور تشریف لاکر ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے جامعہ نعمانیہ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۷ء میں مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایما پر آگرہ میں شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے (غلام صر علی، مولانا ابوالیقین السمریہ ص ۱۱۹) اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی اور دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی جہاں سیکڑوں علماء و فضلاء اور مدرسین پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شریادیہات ہوگا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ بے باکی و حق گوئی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ مخالفین کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ دے سکے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی۔ علم و فضل کے لوگوں سمندر تھے۔ کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا۔ سورہ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایثار، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاق عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سہیت و حقیقت اور حقیقت کے تحفظ اور فروغ کیلئے آپ نے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ غازی کشمیر مولانا سید ابو البرکات قادری صدر جمیعت علماء پاکستان (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد شاہ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور آپ ہی کے فضل و کمال کے عکس جمیل تھے۔ آپ عربی، اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے دیوان پچھلی کلام پر شاہد ہیں۔ ہندوپاک میں آپ کی انتھک تدریس کاوشوں کی بدولت بے شمار تلامذہ نے آپ سے علوم و بیجہ کی تعلیم پائی، آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

- (۱) مولانا ارشاد علی الوری مرحوم
- (۲) مولانا رکن الدین الوری نقشبندی
- (۳) مولانا محمد اسلم جلال آبادی
- (۴) مولانا عبدالحق ولایتی
- (۵) مولانا عبد الرحمن ولایتی
- (۶) مولانا سید فضل شاہ پنجابی
- (۷) مولانا فیض اللہ خاں ہوتی مراد آبادی
- (۸) مولانا محی الاسلام بہادر پوری
- (۹) مولانا عبد القیوم ہزاروی
- (۱۰) مولانا سید منور علی شاہ
- (۱۱) مولانا محمد رمضان بلوچستانی
- (۱۲) مولانا غلام محی الدین کانگانی
- (۱۳) مولانا محمد رمضان، سندھ
- (۱۴) مولانا شفیق الرحمن پشاور
- (۱۵) مولانا فضل حسین معین الدین پور (گجرات)
- (۱۶) مولانا عبد العزیز مگھو
- (۱۷) مولانا زین الدین الوری
- (۱۸) مولانا عبد القیوم الوری
- (۱۹) مولانا عبد الرحیم الوری
- (۲۰) مولانا عبد الجلیل جالندھری
- (۲۱) مولانا محمد غوث ملتان
- (۲۲) مولانا محمد مراد الدین مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور



(۲۳) مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی مابنی و مستم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بھیر پور۔

(۲۴) مولانا عبدالحزیز (پورے والا)

آپ نے مختلف تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، بعض تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) تفسیر میزان الادیان (مقدمہ و تفسیر سورہ فاتحہ)

(۲) ہدایہ الغوی در رد و واقض

(۳) رسول الکلام

(۴) تحقیق المسائل (یہ کتاب مولوی رشید احمد گنگوہی سے بعض فقہی مسائل کے سلسلے میں خط و کتابت کا مجموعہ ہے جن میں

گنگوہی صاحب عاجز آگئے تھے)

(۵) بدایہ الطریق

(۶) سلوک قادریہ

(۷) علامات و ہایہ

(۸) فضائل رمضان

(۹) فضائل شعبان

(۱۰) الاستغاثۃ من اولیاء اللہ عین الاستغاثۃ من اللہ

(۱۱) دیوان دیدار علی قادری

(۱۲) دیوان دیدار علی اردو

۲۲ رجب المرجب ۲۰ اکتوبر ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد

آندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے۔ مولانا ابو الحسنات رحمہ اللہ تعالیٰ نے قطعہ تاریخ وصال کیا جس کا تاریخی شعر یہ

ہے :-

حافظِ حق سر کوئی انداءِ شریعت

دیدارِ علی یافت دیدارِ علی را

## حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی پیر جوگوتہ، سندھ:-

یادگار سلف استاذ العلماء جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں (مولانا حسن رضا خاں قدس سرہ نے آپ کا تاریخی نام تقدس علی خاں استخراج فرمایا ۱۳۲۵ھ مرتب) بنی الحاج سر دار ولی خاں بن مولانا ہادی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی) رجب، اگست ۱۳۳۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مہتمم آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف، (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز آپ کے والد محترم کے چچا زاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے۔ چچا الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ماموں اور خسر تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا ظلیل الرحمن بہاری، مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی (صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور و دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف اور ان کے صاحبزادے مولانا نور الحسین فاروقی سے حاصل کی۔ متوسط کتب درس نظامی پر اور زاد اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسین رضا خاں قدس سرہ سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت مولانا حم الہی مولانا عبد المنان (مردان) مولانا عبد العزیز خاں اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مصنف بیمار شریعت) سے حاصل کی اور تکمیل حضرت چچا الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ سے کی۔ انہوں نے آپ کو درسیات کے علاوہ ”رد المحتار“ کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۳۳ھ میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ نے شرح جامی کا خطبہ پڑھا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے بواسطہ شرف تلمذ حاصل کرنے کیلئے مدارس کے مفتی طلباء بھی آپ سے شرح جامی کا خطبہ پڑھتے تھے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سر دار احمد رحمہ اللہ نے بھی آپ سے یہ خطبہ پڑھا۔ چنانچہ اس تدریس کا شمار جو اور اس کا مادہ تدریس تقدس علی استخراج کیا گیا۔

آپ دوران تعلیم ہی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور آپ کی نگرانی میں مشہور علماء کی دستبرداری ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں۔ والد آبادیونیورسٹی میں آپ نے علوم شریعہ کے امتحانات کا سلسلہ جاری کر لیا، جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور والد آبادیونیورسٹی کے ممتحن رہے۔

فراغت کے فوراً بعد دارالعلوم بریلی شریف میں تدریس شروع کی اور بے شمار فضلاء کو فیضیاب کیا۔ حضرت چچا الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اس طرح پچیس سال کا عرصہ بریلی شریف



میں پڑھانے کے بعد آپ اگست ۱۹۳۲ء میں کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت اور جہاد الاسلام کے اعراس اور مشاعروں کا اہتمام بھی آپ کے ذمہ ہوا تھا۔

۱۹۳۲ء میں آپ نے پیر جو گوٹھ میں مدرسہ قادریہ کا اجراء کیا۔ اس وقت حضرت پیر صاحب پاگڑہ لندن میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔

۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی تاج پوشی ہوئی اور ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا، آپ اس جامعہ کے پہلے شیخ الجامعہ اور حضرت پیر صاحب پاگڑہ کے اتالیق استاد مقرر ہوئے۔ اس وقت سے آپ جامعہ راشدیہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

سیکڑوں طلباء آپ سے پڑھ کر مختلف مساجد اور مدارس بالخصوص جامعہ راشدیہ کی مختلف شاخوں میں دینی فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

آپ عرصہ بیس سال تک مدینہ مسجد عید گاہ پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور میں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مراد آباد سنی کانفرنس میں آپ کے مد اور خورد حضرت مولانا مفتی اعجاز دلی خاں رحمہ اللہ شریک ہوئے اور آپ نے تحریک ختم نبوت میں دیگر علماء اہل سنت کے شان بھانہ کام کیا۔ سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں آپ نے پیر صاحب پاگڑہ کی نمائندگی کی اور ان کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان (۱۶/۷/۷۸ تا ۱۹/۷/۷۸) میں آپ پہلے اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔

آپ جمیعت علماء پاکستان پیر جو گوٹھ (سندھی کے صدر بھی رہے) ۱۹۶۵ء میں آپ جیادی جمہوریت کے انتخاب میں کامیاب ہوئے اور چھ سال تک یونین کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے قوم و وطن کی خدمت کرتے رہے۔

آپ کی بعض قلمی تصانیف ہندوستان میں رہ گئیں۔ پاکستان آنے کے بعد آپ نے بعض کتب کے تراجم کئے جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں کو ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت مدینہ قدس سرہ سے بیعت اور تمام سلاسل میں خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جہاد الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ نے آپ کو خاندان قادریہ کے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر اپنا مجاز فرمایا اور فرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک میں آپ کا ہاتھ لے کر مصافحہ فرماتے ہوئے حدیث مصافحہ سنائی جو سات واسطوں سے حضور سرور عالم ﷺ تک پہنچتی ہے۔

۱۳۶۸ھ میں آپ نے خدا کو شریف، کاظمیہ شریف، کربلائے معلیٰ و نجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں پہلا حج ہندوستان سے کیا۔ پاکستان سے ۱۳۸۸ھ میں دوسرا اور ۱۳۹۲ھ میں تیسرا حج کیا۔ ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں عمرہ و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

آپ کے بے شمار تلامذہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس و مساجد میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ چند فضلاء کے اسماء یہ ہیں:-

(۱) مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری، سابق خطیب جامع مسجد ماریشس، افریقہ حال لندن

(۲) مولانا رجب علی مفتی تپا رہہ اسٹیٹ

(۳) مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی، مفتی جوڈھپور

(۴) مولانا مفتی اعجاز دل خاں رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ لاہور

(۵) مولانا مفتی غلام قادر، مدرس جامعہ راشدیہ

(۶) مولانا مفتی محمد رحیم، ناظم اعلیٰ جامعہ راشدیہ

(۷) مولانا مفتی عبدالحمید آنولوی (مرحوم) خطیب جامع مسجد نواب شاہ

(۸) مولانا محمد صالح رحمہ اللہ خطیب جامع مسجد درگاہ شریف سابق مہتمم جامعہ راشدیہ

(۹) مولانا مفتی عبدالرحیم، مدرس مدرسہ شاپور چاکر

(۱۰) مولانا مفتی در محمد شیخ الحدیث مدرسہ حنفیہ الاسلام سائیکھو

(۱۱) مولانا محمد ہارون - ایم۔ اے معلم عربی، ضلع خیرپور

ایک طویل عرصہ تک دینی و ملی تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔



نتیجہٴ فکر:- علامہ شمس الحسن شمس بریلوی  
قطعاتِ تاریخِ گزشتہ اب الم

۸۸-----۱۹ء

والانساب حاجی تقدس علی خاں سرمایہٴ کمال رضا

۱۳۰۸ھ

۱۳۰۸ھ

تقدس علی خاں زلفِ خدا  
کو نامِ پیوہہ راہِ وفا  
پہ تن داشت جامہٴ زلفِ ہمیں  
ردائے ہر بود از اعتلا  
قدم چوں تما وہ برادہٴ شباب  
پہ عنق ہر بود راہِ وفا  
پہ دانش پرستی ہمہ وقت او  
ہی گفت شاملِ زنج تا مسا  
پہ کارہائے دین صرف اوقات بود  
فروغِ شریعت ہمہ دعا  
ہمہ وقت فیضِ رضا عام کرد  
بہ نطق و دوات و قلم بر ملا  
ز فیضِ رضا ہرچہ حاصل نمود  
پہ دیگر سپردن نہ کردے خطا  
منہ ہمیش مائدہ ام چند سال  
مدیدم ازو مکروکید و خطا

بدے تاہم درس گاہ عظیم  
 کہ آل را بنا کردہ حضرت رضا  
 پے حفظ ایمان ہجرت نمود  
 بہ افراو خانہ بارض صفا  
 سے دیدہ لادے جفا از فلک  
 عمر بدیش بود شکر خدا  
 پدر، مادر و دختر و پورا  
 پردہ خاکے زدست قضا  
 بایں رنج و آلام و بار ستم  
 یہ پیش نظر داشت صبر و رضا  
 سے مختصر غمش احوال او  
 نگارش نمودم زراو صفا  
 بالآخر ز حکم قضا و قدر  
 نشانہ نمود اورا تیر قضا  
 چو پرستہ احباب سال وقات  
 بگو، غروا جانان رضا

۱۹۸۸ء

مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ :-

”آپ چالیس سال تک درس و تدریس دیتے رہے“ اور العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث اور ماہنامہ  
 ”اعلیٰ حضرت“ کے پہلے ایڈیٹر مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، علیہ الرحمہ ۱۰ ربیع الثانی  
 ۱۳۲۵ھ مطابق مئی ۱۹۰۶ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد عرف ابراہیم رضا اور چار سے جیلانی میاں



مولائے ہند میں مفسر اعظم ہند کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی ہوئی اس کے بعد والدہ ماجدہ اور دہلوی صاحبہ سے گھر میں قرآن شریف ناظرہ اور ردہ کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ۷ سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا حسان علی محدث فیض پوری سے کافہ اور قدوری تک تعلیم حاصل کی۔ عربی ادب اور مشکوٰۃ شریف کا درس اپنے والد ماجد حضرت خجہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے لیا۔ صحاح ستہ اور علم الکلام و دارالعلوم منظر اسلام کے جید اساتذہ سے پڑھا۔ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۲۵ء میں تمام علوم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ خجہ الاسلام کے وصال ۱۳۳۳ھ کے بعد شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہوئے اور تاحیات درس حدیث کی خدمات انجام دیتے رہے۔ مفسر اعظم ہند نے چالیس سال تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے زمانے میں بیچاس ساٹھ طلباء ہر سال دور کا حدیث سے فراغت پا کر سند حاصل کرتے۔ آپ اپنے جد امجد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور امام احمد رضا سے شرف خلافت حاصل کیا۔ آپ کو اپنے والد ماجد خجہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ۱۳۵۵ء میں آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قوری علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے رختہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ۱۳۵۳ء میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کی اور والدہ انداز میں بروہہ رسول اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور رقت انگیز صلوٰۃ و سلام پڑھا اور یہاں مشائخ و علماء کرام سے ملے خصوصاً قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے باریاب ہوئے۔ ۱۳۶۶ء میں پارس ”سنی کانفرنس“ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے اور جلسے کو رونق بخشی۔

۱۳۶۰ء میں آپ تبلیغی دورے پر پاکستان تشریف لائے اور دارالعلوم منظر اسلام لاکھ پور کے سالانہ جلسے تقسیم اسناد و سند فضیلت کی صدارت کی۔ چند روز کراچی میں قیام رہا۔ اخوند مسجد کھار اور میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

۱۳۶۰ء میں بریلی شریف سے ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ جاری کیا۔ (اس وقت ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ مفسر اعظم ہند کے اہل و اقارب پوتے حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں کی زیر صدارت نہایت آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے کہ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۰۵ھ / ۸ جون ۱۹۸۵ء میں وصال فرما گئے جبکہ چار صاحبزادے حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری، پروفیسر ڈاکٹر قمر رضا خاں، حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں بقید حیات ہیں۔ اور جناب تنویر رضا

انہیں مفتقدوالخیر ہیں۔

آخر وہ وقت بھی آگیا جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ / ۱۳ جون ۱۹۶۵ء شب دوشنبہ ہے۔ مادۃ تاریخ وفات سیدنا ابراہیم رضا ۱۳۸۵ھ۔

(ماہنامہ اشرف کراچی ۱۹۹۳ء)

## کلام جاہ منظر اسلام

۱۳۲۲ھ

از :- مولانا مشتاق احمد قادری عزمی نواب العلوم اہل سنت چارسدہ

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
درس گاہ دین و سنت منظر اسلام ہے  
اعلیٰ حضرت جنت الاسلام رحمانی میاں  
مفتی اعظم کی دولت منظر اسلام ہے  
کیونکہ ہوں روشن حرب ملک عجم کی دستیں  
مشعل علم شریعت منظر اسلام ہے  
دھوم ہے دم ادب دنیا کی دانش گاہ میں  
تہوئے علم و حکمت منظر اسلام ہے  
دونوں جانب درس گاہیں حج میں رضوی محل  
کتنا اچھا خوبصورت منظر اسلام ہے  
حضرت احمد رضا کے کارناموں کے طفیل  
مرکز احیاء ملت منظر اسلام ہے  
جس کا فتویٰ رکھتا ہے دنیا میں فیصل کا مقام  
شوکت افتاء و درست منظر اسلام ہے  
قادری مفتاحی اب اس عہد تہذیب ساز میں  
اہل حق کی شان و عزت منظر اسلام ہے



تحریر مبارکہ :- حضرت علامہ مفتی لطف اللہ صاحب قادری مفتی داماد شاہی جامع مسجد شہر منظر ایوپی

الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

محضور نبیرہ اعلیٰ حضرت شاہزادہ خانوادہ رضویہ زریب سجادہ رضویہ و مہتمم جامعہ منظر اسلام ہر اعلیٰ شریف  
محترمی و محترم القام حضرت علامہ سہیل رضا خان سبحانی میاں زاد مجدد کم المنان و علیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
مزاج گرامی!

والا نامہ صادر ہوا حسب الکلم بحالت ضعف چند کلمات زیر عنوان بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم قلبند کر کے  
خدمت عالیہ میں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید کہ وصولیائی سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ  
فرمائیں گے۔ چونکہ اس مدعا ناچیز نے خانوادہ رضویہ کا نمک کھلیا ہے۔ حکم حضور استاذی استاذ الاعلام صدر الشریعہ علیہ الرحمہ  
حضور مرشدی جہ الاسلام علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور حضور مظلومی نصرت الاسلام مفتی اعظم  
ہمد علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر حاضر رہ کر تعلیم دین حاصل کی اور انہیں کی اجازت و خلافت سے بہرہ مند ہوں اس لئے اس فقیر کا  
قلبی، روحانی، جسمانی گمراہ تعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کے مقدس خانوادے سے رہا ہے۔ گو اس مدعا ناچیز نے ان کا زمانہ  
حیات ظاہری نہیں پایا کہ ان کا وصال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں ہوا اور یہ ان کا غلام ۱۹۲۵ء میں چار برس کے بعد پیدا ہوا لیکن  
حسن عقیدت نے اس کے بعد زمانی کو قرب روحانی سے بدل دیا ہے۔ فقط والسلام مع الکرام۔

محمد لطف اللہ قادری خادم دارالافتاء شاہی جامع مسجد شہر منظر الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

## بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم

تحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتهوا (القرآن)

رسول تمہیں جو دین دے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ رسول محترم ﷺ کیا دیتے ہیں؟ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں

انما انا قاسم واللہ یعطی یتعک میں بانٹتا ہوں اور خدا دیتا ہے تو حضور کیا بانٹتے ہیں وہی تا جو خدا دیتا ہے۔ چونکہ ہر نعمت  
خدا دیتا ہے اس لئے ہر نعمت حضور ہی بانٹتے ہیں معلوم ہوا کہ ازل سے لے کر اب تک جسے جو ملایا ملے گا وہ حضور ہی سے ملے گا۔ ایو واد

شریف کی صحیح حدیث ہے: ان الله تعالى يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها ينكح  
خداے تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو برس کے اول میں ایسی ذات کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے اس کا دین از سر نو نیا کر دے۔  
علماء و فضلاء مدینہ منورہ و مدینہ مکرمدہ ہندوپاک وغیرہ نے مختلفہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کو اس  
حدیث مبارک کا صحیح مصداق اور چودہویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا۔

چنانچہ سیکڑوں علمائے کرام و مشائخ عظام کی مجلس میں آپ کی شان اقدس میں یہ شعر مولانا عبد الوحید صاحب  
رہنمائی عظیم آبادی نے ۱۳۱۸ھ میں پڑھا جس کی تفصیل حسام الحرمین، الدولة المکیہ اور اخبار البیان دمشق میں موجود  
ہے۔ وہ شعر ملاحظہ فرمائیں :-

و عالم اهل السنة مصطفىا نا

مجدد عصره الفرد الفريد

یعنی اہل سنت میں ہمارے چیدہ و برگزیدہ عالم جو اپنے وقت کے مجدد و یگانہ روزگار ہیں۔ اس شعر کو سب نے سنا  
تعریف و توصیف کی اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ تو علمائے اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ثابت ہو گیا، علاوہ ازیں اعلیٰ  
حضرت کے نام باہر سے آئے ہوئے خطوط جنکی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے تقریباً سب میں نام نامی کے ساتھ یہ چار  
صفیں ضرور ملتی ہیں یہ بھی ان کی شان مجددیت پر اجماع امت کا ثبوت ہے۔

**چهار صفات :-** (۱) اعلیٰ حضرت (۲) امام اہل سنت (۳) مجدد و مآخضہ (۴) منوید ملت طاہرہ۔ بانی منظر اسلام امام احمد رضا کے  
نظریہ تعلیم کے اظہار سے پہلے ان کی بلند پایہ شخصیت سے واقفیت ضروری ہے۔ جس سے ان کی علم دوستی حق آگاہی، علمائے معاصرین میں  
امتیازی شان سے پر جوش ولولہ انگیز دینی خدمات سے واقفیت ہو جائے تاکہ ان کے نظریہ تعلیم پر روشنی پڑ جائے اور یہ روز روشن کی طرح  
واضح ہو جائے کہ آپ کی مبارک ہستی ایک عبقری اور دور دراز نگار اور اہل اسلام کے لئے خداوند نعمت عظمیٰ تھی۔ سر زمین بریلی شریف میں  
رہیں المصطفیٰ علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۲۰۷ھ ۱۸۵۶ء میں آپ کی ولادت ہوئی صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید  
ختم فرمایا آٹھ سال کی عمر میں ہدایۃ النور کی شرح لکھی دس سال کی عمر میں مسلم الثبوت پر حاشیہ تحریر فرمایا اور چودہ سال کی عمر شریف میں  
دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اسی سال دارالافتاء کی ذمہ داری سپرد کر دی گئی۔ ۱۲۹۳ھ ہجری یا کہیں سال اپنے والد محترم اور تاج النول  
علامہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مظفرہ میں جاکر خاتم الاکابر محدث و افاضان سید شاہ آل رسول احمدی  
علیہ الرحمۃ و الرضوان کے دست حق



پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اسی روز اجازت و خلافت سے نوازا دیئے گئے۔ رخصت و خروج، فرائض، مغربیت، تجدید و نیچریت، الحاد، چالاند صوفیت، مشرکانہ رسوم، صلح کلیت، ادغام و انضمام کی تحریکات، وہابیت اور اس کی جملہ شاخوں کے خلاف خدا واد علمی توانائی کے ساتھ قلمی جہاد فرمایا۔ ہزار با صفحات پر مشتمل کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر شائع فرمائے۔ قالیانیت کی گردن مروڑتے ہیں آپ کا فوری ہاتھ معاصرین میں سب سے آگے رہا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ حدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار دار سے پار ہے

تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، حمد و ثناء، قرآن، حکام، عقائد تجوید، تصوف، منطق، ادب، زیجات، جبر و مقابلہ، جفر، تفسیر، انکار و افاق، تعمیر، تاریخ، سیر، مناقب و فضائل اسلام، جلال، جبر، نقد، تلخیص، ریاضی، ہندسہ، حساب، نجوم، توفیق الغرض پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر آپ کو عبور کامل حاصل تھا۔ آپ کی یادگار فتاویٰ رضویہ جو بارہ ہزار صفحات پر مشتمل بارہ جلدوں میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

قرآن شریف کا ترجمہ کنز الایمان حق و صداقت عشق و محبت کے انوار کا آئینہ دار ہے حقائق شخص آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ ساری دنیا نے اسلام سے داو تحسین و تعریف لے رہا ہے کلام الامام امام الکلام الغرض حیرت انگیز جامعیت اور تحریر خیر خوبیوں کے حامل اور اپنے دور کی عبقری شخصیت کا امام احمد رضا ہے۔

ایں سعادت بدور باز و نیست بکلام خدا تعالیٰ مستفید

طیبق علماء میں ہندوستان کے اندر حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ سے نصرت اسلام و تائید سنت استیصال بدعت اور حمایت حق و صداقت کا جو عظیم سلسلہ شروع ہوا تھا۔ امام احمد رضا اسی سلسلے کی ایک نہایت مضبوط کڑی تھے۔ آپ کی علمی خدمات نے اپنے سارے عہد کو متاثر کیا اور مسلم آبادی کو سیلاب فتن سے محفوظ رکھنے میں آپ کی مجاہدانہ کاوش و مساعی جلیلہ ناقابل فراموش ہیں آپ نے اپنی ساری زندگی حمایت حق کیلئے وقف کر دی تھی۔ موت برحق ہے آپ نے اپنے وصال سے اٹھارہ برس پیشتر جامعہ رضویہ منظر اسلام جو تاریخی نام ہے اور حمد و عز و تعالیٰ اسم با سحی ہے کی بنیاد ڈالی اور زمانہ حیات (۱۳۲۲) اس کی ترقی میں کوشاں رہے تاکہ رشد و ہدایت کا سلسلہ تا قیام قیامت جاری و ساری رہے آپ کے فیض صحبت سے بہت علمائے اہل سنت و جماعت کی زندگی میں نکھار پیدا ہوا جن کی علمی خدمات سے آج ہندوپاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے اسلام کا گوشہ گوشہ فیضیاب ہو رہا ہے کسی نے براہ راست فیض پایا کسی نے بالواسطہ حضرت صدر الشریعہ

علامہ امجد علی مصنف بہار شریعت حضرت علامہ صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی مفسر قرآن جن کی تفسیر خزائن العرفان آج و نیاے اسلام سے خراج تحسین لے رہی ہے اختصار کے پیش نظر بہت سے قرآن رضویہ سے فیض یافتہ علمائے کرام کے دینی و ملی کارناموں کو اجاگر نہیں کیا گیا۔ کہ عیاں راجحہاں حضور اعلیٰ حضرت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام کی انتظامی خدمت آپ کے خلف اکبر میرے پیر و مرشد حضرت جتہ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست مبارک میں آئی۔ آپ نے محسن و خولی اس جامعہ کو ترقی کی منزل پر پہنچایا اس کے بعد ان کے خلف اکبر مفسر اعظم و رئیس رضا جیلانی میاں علیہ الرحمۃ نے اپنے حسن اہتمام سے منظر اسلام میں چار چاند لگائے۔ ان کے بعد ان کے خلف اکبر حضرت علامہ رحمان رخسار حسینی میاں علیہ الرحمۃ کا دور اہتمام تو نہایت ہی کار آمد ثابت ہوا۔ انہوں نے واقعی منظر اسلام کو منظر اسلام بنادیا اور ان کے بعد حمید و عزو تعالیٰ آج منظر اسلام ترقیات کی جن اعلیٰ منزلوں پر پہنچ چکا ہے ان کی تعریف و توصیف تحسین کے مستحق خانوادہ رضویہ کے چشم و چراغ علامہ سبحان رضا خان سبحانی میاں زید محمد ہم ہیں انہیں کے زیر اہتمام عرس رضوی کے مبارک موقع پر منظر اسلام کا جشن صد سالہ ۱۴۳۲ھ میں جامعہ رضویہ کو کامل ایک صدی ہجری ہو چاٹگی۔ اس جشن مبارک کی میاد کیا یاں میری اور جملہ علماء و احباب اہل سنت کی جانب سے محسن خلوص بطور خراج عقیدت نذر کی جاتی ہیں حضور قبول فرمائیں۔

اور جملہ احباب اہل سنت و جماعت کو اپنی محکمانہ اوجید و افرہ میں شامل فرماتے رہیں فقط راقم الحروف نے اپنے زمانہ طالب علمی میں جو منقبت محسن عقیدت خاتقاہ عالیہ رضویہ میں عرس رضوی کے موقع پر اہل سنت و عوام اہل سنت کے کثیر ازدحام میں پیش کی تھی وہ نذر ناظرین کی جاتی ہے :-



یا سیدی احمد رضا یا سیدی احمد رضا  
فرما کرم بہر خدا یا سیدی احمد رضا  
اے نائب ختم رسل اے وارث مختار کل  
ہادی دین مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا



کیا تمہارا تجدید دیں کیا طرہ شرع میں  
 سرکار سے تجھ کو ملا یا سیدی احمد رضا  
 کیا حق نے ہٹا ہے شرف حرمین میں بھی ہر طرف  
 ہے بولتا ہے طوطی ترا یا سیدی احمد رضا  
 گلزار طیبہ میں ابھی ہے شور فغوتوں کا تیری  
 اے بلبل شیریں نولیا سیدی احمد رضا  
 رفض و خروج و دہریت اور تجدیت مرزائیت  
 کس پر نہیں تو چھا گیا یا سیدی احمد رضا  
 تو ہے مجدد دین حق مہسوت ہیں باطل فرق  
 تجھ پر ہے سایہ غوث کا یا سیدی احمد رضا  
 تائید تعظیم نبی تردید ہر بد مذہبی  
 دو کام بس تو کر گیا یا سیدی احمد رضا  
 دیں تیری نسل پاک میں حق نے دو فوری مشعلیں  
 یک حامد و یک مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا  
 صدر الشریعہ بن گئے صدر الافاضل ہو گئے  
 جن پر ترا پر تو پڑا یا سیدی احمد رضا  
 کوئی محدث خوش بیاں کوئی ہے شیر سنیاں  
 یہ ہے ترے در کی عطا یا سیدی احمد رضا  
 سب اہل سنت جمع ہوں محفل میں لطف آئے نہ کیوں  
 ذکر آپ کا لطف آپ کا یا سیدی احمد رضا

وأخیر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا وسيد الاولين والآخرين مولانا  
 محمد و على آله وصحبه و على جميع من اتبعهم الى يوم الدين اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

# عہدِ رضا میں

## منظر اسلام کے سالانہ جلسے

الذیہ مولانا سعید شہید علی ریسوی راسخوری

عہدِ رضا میں مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے سالانہ جلسے ۱۸ اراخارہ ہوئے۔ تقریباً ہر جلسہ کی اطلاع اور رپورٹ ہفت روزہ اخبار ”دہدیہ سکندری رامپور“ کے صفحات کی ذیبت بنتی تھی اور دیگر معاصر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی تھی رامپور رضا لاہوری اور صولت لاہوری رامپور میں دہدیہ سکندری کی جو فائلیں موجود ہیں ان کے مطالعہ سے اب تک جو اطلاعات اور رپورٹیں سامنے آئیں وہ عینہ ہدیہ قارئین ہیں۔

ان رپورٹوں سے جہاں منظر اسلام کے احوال و کوائف۔ اسکی تعلیم و ترقی کا علم ہوتا ہے۔ اہل ثروت، اصحابِ خیر اور اربابِ اقتدار کی توجہات اور ایثار و قربانی سامنے آتی ہیں وہیں اس عہد کے مقدس سادات عظام، عظیم المرتبت علماء کرام، عظیم المناصب اصحاب روحانیت سجادگان عظام کی ان جلسوں میں شرکت و خطابت بھی نظر آتی ہے۔ جس سے منظر اسلام کے جلسوں کی قدرو منزلت اور عظمت و اہمیت کا پتہ لگتا ہے نیز ان جلسوں میں تشریف لائے والے معزز و مقدس مہمانوں کیلئے امام احمد رضا، شہزادگان رضا اور مجلس انتظامی کے ارکان و ملازمین مدرسہ کی طرف سے اعزاز و اکرام اور شایان شان استقبال۔ مہمانوں کی عظمت، علماء و مشائخ کی عزت افزائی اور قدرو منزلت کو اجاگر کرتا ہے۔

### کیفیت جلسہ سالانہ مدرسہ منظر اسلام

#### معروف بہ

مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

راقم دہدیہ سکندری کے ایک شفیق نے مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کے سالانہ جلسہ کی کیفیت ارسال کی ہے جو مسلمان حنفی مشرب کیلئے نہایت دل خوش کن ہے لہذا نہایت خوشی کیساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے (وحوذہ)



الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت و جماعت خصوصاً امام اہل سنت مجددانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ بحر ذخار معقول و منقول حاوی فروع و اصول جامع طریقت و شریعت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی حافظ قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی لازالت شمس۔ فیوضہ طالعہ و بدور رکاتہ لامعہ کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت و اراکین انتظامیہ کی سعی عرق ریزی سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کر رہا ہے آپاری منتقمین و عرق ریزی طلباء کی ویدرسین سے اس فوئال جشن شریعت کی کامیابی طلباء کے عمدہ شمرے نے حسن تعلیم کے خوشنما شگونی۔ شاخ دارالافتاء کے معرکہ الآراء فتوے۔ کامیابی طلباء کے عمدہ نتیجے گزشتہ رودلوں میں شائع ہو چکے۔ گزشتہ سال چار طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علماء کرام و عمائد و رؤساء ذوی الاحرام حسن انتظام نہایت دھوم و دھام سے سرانجام ہوا۔ اس سال بھی عمدہ و کرمہ ۸ طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے نام نامی درج ذیل کروں تو زائد مناسب ہوگا۔

- (۱) جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی
- (۲) جناب مولانا ظہیر الدین صاحب اعظم گڑھی
- (۳) جناب مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھی
- (۴) جناب مولانا مفتی اللہ صاحب نو اکھالوی
- (۵) جناب مولانا صدیق احمد صاحب نو اکھالوی
- (۶) جناب مولانا عظیم اللہ صاحب پھلی شری
- (۷) جناب مولانا احمد عالم صاحب رجینی
- (۸) جناب مولانا ابراہیم صاحب بہاری

ان صاحبان کی دستار بندی جناب مولانا مولوی شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف اور جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء کی دستار بندی اعلیٰ حضرت موصوف نے اپنے دست حق پرست سے کی جا رہی ہے۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۷۔ ۸۔ ۹۔ ستمبر ۱۹۰۸ء یومہائے دو شنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہار شنبہ کو جلسہ بمقام ہر علیؑ محمد علیؑ صاحبہ میں منعقد ہوئے۔

دو شنبہ کو پہلا جلسہ ہوا اور اسی روز مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب حیدر آبادی مع سات عالموں کے بریلی تشریف

لائے۔ اسٹیشن پر فاضل نوجوان فاضل ابن فاضل ابن فاضل قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت۔ و جناب مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب صاحبزادہ خرد اعلیٰ حضرت مجددانہ حاضر و مدظلہم و جناب مولوی محمد ظفر الدین بھاری مدرس سوم مدرسہ اہل سنت و جناب سید برکت علی صاحب رئیس و جناب مولانا اسماعیل صاحب واعظ پبلی بیہیتی و جناب مولانا محمد شفاعت الرسول صاحب و دو چہر اسی مدرسہ اہل سنت برائے استقبال بوقت شب اسٹیشن پر حاضر تھے کہ ۸ بجکر ۳۰ منٹ پر مولانا ممدوح تشریف فرما ہوئے جائے قیام پہلے سے مقرر کر لیا گیا تھا۔ مولانا اعلیٰ حضرت نے منظور فرمایا چنانچہ پہلے جناب مولانا مولوی عبدالمقتدر نے وعظ فرمایا۔ اور بعد کو مجددانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام اہل سنت حاوی مقبول و مقبول جناب مولوی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب نے وعظ فرمایا۔

سبحان اللہ وعظ کیا تھا کہ دریائے ذخار تھا کہ برابر موجزن۔ اور ایسا پر تاثیر کہ سامعین وجد کی حالت میں تھے۔ اور سکوت کا عالم چھا گیا اور مطلقہ لوگوں کو اپنی خبر نہ رہی اور بعض لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر ان کو روکا نہیں جاتا تو وہ اپنے کو ہلاک کر دیتے غرض قلم میں وہ طاقت کہاں جو اس وقت کا حال لکھ سکے خیر وعظ ختم ہوا اور جناب مولانا حکیم محمد فاخر صاحب نے چندہ کی تحریک شروع کی ان کے بعد جناب مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب نے بھی تحریک کی اور خود و سوروپے مدرسہ کو نہایت فرمائے۔ خیر و خوبی یہ کاروائی ختم ہوئی اور دستار بندی ہوئی اور طلباء کو انعام تقسیم ہوا۔ اور جلسہ خیر و خوبی دوپہر کو تمام ہوا شب کو پھر وعظ پر تاثیر شروع ہوئے اور اس کے بعد میلاد شریف ہوا۔ اور نہایت لطیف سے ہوتا رہا اور اعلیٰ حضرت مجددانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ کی چند غزلیں پڑھی گئیں رات کو ایک بجے جلسہ تمام ہوا۔

جائے لوریان وغیرہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ اسکی ایک جماعت علیحدہ مقرر تھی اور انتظام طعام ہر سہ روز نہایت اچھا رہا کھانا نہایت خوش ذائقہ تھا جملہ امور نہایت مناسب و موزوں تھے۔

اس قدر حضرات علماء تشریف لائے کہ وہ امید سے زیادہ تھے کیونکہ موسم ہر سات کا تھا اور اہل غلیظ ہر وقت گمراہ ہوتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین دن تک خوبی کھلا رہا اور بہت سے علماء کہ جن کے نام روداد سے معلوم ہو سکتے ہیں بوجہ کار جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے فاضل نوجوان عالم دور ان جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب دام فیضہ مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ آپ نے ایسی جانفشانی سے اس کار خیر کو انجام دیا ہے کہ تعریف سے باہر ہے جس نے



دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے مولانا ممدوح کس درجہ مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی جاقفٹائی سے یہ مدرسہ چل بھی رہا ہے حضرت مولانا نہایت باخدا بزرگ ہیں طالب علموں سے آپ نہایت درجہ شفقت فرماتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب اور مستم صاحب مدرسہ اور ان کے تمام خاندان کو اپنی کوششوں میں پردہ غیب سے کامیاب فرمائے اور وہ ہمیشہ اپنے مقاصد قلبی پر بظہیر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ و آلہ واصحابہ اجمعین فائز ہوں اور آپ کے عہد ہمیشہ پامال رہیں آمین

(حوالہ دہدہ سکندری ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء اخبار نمبر ۳۸ جلد نمبر ۴۴ ص ۵۳۳)

## بریلی میں علمائے اہل سنت کا ایک شاندار جلسہ :-

راقم دہدہ سکندری کے ایک شفیق لکھتے ہیں کہ ۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ یومائے پنجشنبہ و دو شنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو بریلی میں مدرسہ منظر اسلام معروف بہ مدرسہ اہل سنت و جماعت کا سالانہ جلسہ نہایت ہی اسلامی کروفر اور شان و شوکت سے ”ٹی ٹی کی مسجد“ میں منعقد ہوا اس مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حاجی سنت حاجی بدعت مؤید ملت طاہرہ صاحب جنت قاہرہ مؤید من اللہ آیت من آیات اللہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری مد ظلمہ الاقدس ہیں۔ جنکا نام پائی اسم گرامی اسلامی دنیا میں مثل آفتاب چمک رہا ہے اور حضرت ممدوح اپنی خدا داد قابلیت کے باعث بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے خالصاً لوجہ اللہ اس مدرسہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور اپنے فیوضات بھد سے اس کی کشت حننا کو سرسبز فرما رہے ہیں۔

مندرجہ بالا تاریخوں میں خوب خوب و عقد کی مصیبتیں گرم رہیں ہر و نجات کے بہت سے نامی علماء اہل سنت و جماعت شریک جلسہ ہوئے جنکے چند نام حسب ذیل ہیں :-

جناب مولوی محمد وحی احمد صاحب محدث حنفی ساکن پہلی بھیت شریف  
جناب مولوی محمد دیدار علی صاحب حنفی الوری۔

جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولانا مولوی محمد ارشد علی صاحب نقشبندی حنفی رامپوری

جناب مولوی سید شاہ خواجہ احمد صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب حنفی۔

جناب مولوی محمد عبدالاحد حنفی۔

جناب مولوی نعیم الدین صاحب حنفی مراد آبادی

جناب مولوی محمد عبید اللہ صاحب حنفی کانپوری۔

جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف شاہ صاحب حنفی صاحبزادہ حضرت سجادہ نشین صاحب کچھوچھو شریف۔

مسجد کو منظم انسان مدرسہ نے نہایت عمدہ طور سے سجایا تھا شامیانے روشنی و فرش کا اہتمام قابل تعریف تھا مہمانوں کیلئے ریلوے اسٹیشن پر سواری وغیرہ کا انتظام نہایت عمدہ کیا جاتا تھا اور ان کے قیام و طعام کا کافی اہتمام تھا خیر مجسم خمدوم مکرّم جناب مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری حنفی سنی خلف اکبر اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت مولانا ممدوح ہریلیوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو مدرسہ اہل سنت کے مستم ہیں اپنے مہمانوں کی خاطر و مدارات میں بہت بڑا حصہ لیا اور اپنے حسن انتظام سے کسی کو کسی امر کی شکایت کا موقع نہ دیا شاہ حامد رضا خاں صاحب سلمہ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم اور الولد سر لایبہ کے سچے مصداق ہیں خدا کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور وہ اپنے نامور بزرگ کی سچی مثال ہوں۔ ان تواریخ میں ۲۱ شعبان تک ہر روز صبح سے دوپہر تک اور شام سے ایک بجے رات تک مجالس و عطا منعقد ہوتی تھیں اور لوگ بھرت بھرت کرتے تھے۔ ۲۲ شعبان کا دن پروگرام جلسہ کے خلاف بڑھا دیا گیا تھا اس واسطے کہ علمائے کرام اہل اسلام بہت کثرت سے تشریف لائے تھے جنہوں نے موقع موقع پر اپنے اپنے بیان سے حاضرین کو محظوظ فرمایا لیکن کوئی وقت ۲۱ تک ایسا نہ مل سکا کہ جس میں اعلیٰ حضرت مولانا ممدوح ہریلیوی کا بیان ہوتا جس کے سننے کا ہر لیٹی میں علاوہ فرقہ و پایہ ہر شخص ہمد تن مشتاق ہوتا ہے اللہ الحمد مولانا ہریلیوی نے ۲۲ شعبان کو جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی قادری سنی کے مختصر بیان کے بعد وعظ فرمایا۔ اللہ اللہ اس کی کیفیت کو قلم لکھ نہیں سکتا۔ آپکا عجب بابرکت بیان ہے اور قدرت نے آپکی زبان مبارک میں بڑا اثر مرتب فرمایا ہے۔ حقیقتاً یہ اثر آپکے تعلق کا اثر ہے۔ میں نہایت زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس نے عاشق صادق حضرت شہنشاہ دو عالم ﷺ کو نہ دیکھا ہو وہ حضرت فاضل ہریلیوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے۔ امر حق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا صاحب موصوف کا دم ہمارے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اسکی خاص رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ کہ جنگی قدرت والا صفات سے بہت بڑا فیض جاری ہے۔

اس جلسہ میں جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور بھی

تشریف لائے تھے جنہوں نے جناب مستم صاحب مدرسے کی جانب سے مدرسہ کی سالانہ رپورٹ حاضرین کو پڑھ کر سنائی اور



معاہدین مدرسہ کا نہایت قیمتی الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ اور جن حضرات نے زر نقد و غیرہ اسی جلسہ میں عطا فرمایا تھا انکی علو بہمتی کا بیان کیا جس کی تفصیل آئندہ شائع کی جائیگی۔ بعد و ایک شام اور رسم یہ عمل میں آئی کہ چونکہ وہ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے تھے لہذا ان کے دستار فضیلت باندھ دی گئی۔ دستار نہایت نفیس اور اس پر لطف یہ کہ مدرسے کا اور اس خوش خمت طالب علم کا پورا نام کہ جس کو وہ عطا ہوئی تھی نہایت خوشی سے و رشتم سے کاڑھا گیا تھا۔

المختصر حضرات علماء اہل سنت و جماعت کا یہ شاندار جلسہ جو خالصاً لوجه اللہ تھا بڑی خیر و برکت سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ مدرسہ اور بانی مدرسہ اور مستتم مدرسہ اور معاہدین مدرسہ کو اس کا اجر و دارین میں عطا فرمائے کہ جن کے باعث دینی چرچا ہوتا ہے۔ راقم م۔ ب۔ ح۔

(خواجہ دبیدہ سکندری ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء اخبار نمبر ۳۴ جلد نمبر ۴۵ ص ۷)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت کا سالانہ جلسہ دستار بندی :-

راقم دبیدہ سکندری نے گزشتہ اشاعت میں اس متبرک جلسہ کا مختصر اعلان شائع کر دیا تھا لیکن اس ہفتہ حسب وعدہ مفصل اطلاع درج کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرات اہل سنت و جماعت خاص طور سے اپنی دینی تعلیم گاہ کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ مگر می مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری نوری مستتم مدرسہ اہل سنت و جماعت لکھتے ہیں کہ :-

محترم دبیدہ سیّد۔ الحمد للہ مکتوبہ سر پرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً سید و مآد حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری برکاتی مد ظلم الاقدس کے فیض و برکت اور ان معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں بخوبی ترقی حاصل کر رہا ہے آئندہ تنظیم و عرقریزی طلبہ و مدرسین سے اس نونال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شکوے شاخ و دار الاقواء کے معریتہ الآرا فتوے کامیابی طلبہ کے بہتر نتیجہ گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ ۱۲ جدید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام علماء کرام و عمائد رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم و دھام سے سرانجام ہوا فالحمد لله علی ذلك اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناجیز خدمات کے نمونے اور مدرسے کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمت اہل کرم و عامہ اور ان اسلام کے سامنے پیش کریں۔ اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا ۹۰ روایں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء روز جمعہ - شنبہ - یکشنبہ بریلی مسجد علی بی صاحبہ مرحومہ میں منعقد

ہوا۔ اکثر بزرگان دین و علمائے مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خالصاً لوجہ اللہ قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و ممنونی فقیر اٹھم ہے۔ والسلام خیر ختام

فقیر محمد حامد رضا قادری نوری

مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

(حوالہ دہدہ سکندری ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۳ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۳۸ ص ۱)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا دسواں سالانہ جلسہ :-

جناب مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی نے دعوت نامہ راقم دہدہ سکندری کے نام پہنچ کر اطلاع دی ہے کہ مدرسہ مذکور کا سالانہ جلسہ دستار بندی بتاریخ ۲۸/۲۹/۳۰ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء یومہائے شنبہ و چار شنبہ و پنجشنبہ کو مسجد فی فی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوگا۔ اکثر بزرگان دین و علماء مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے حضرات اہل سنت کو ضرور شرکت فرمائی چاہئے کہ سال بھر میں یہ جلسہ قابل قدر طریقے سے منعقد ہوتا ہے۔ آخر روز اعلیٰ حضرت مجدد مآد حاضرہ جناب تقدس مآب مولانا مولوی حاجی قادری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری مدظلہ الاقدس اپنے مواعظ حسنہ سے مخلصین و محبین کو فیض یاب فرمائیں گے۔ مسلمانو! اگر یہ خیال ہو کہ ایمان تازہ کیا جائے اور نعت سرکار دو عالم ﷺ ایک سچے عاشق و سرشار الفت کی زبان سے سنیں تو انہیں بے کامل بریلی تشریف لے آنا چاہئے ورنہ اختیار باقی ہے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے صاحبزادے و الاشراف مہمانوں کی مدارات میں کمی نہیں اٹھارہ گھنٹے ہیں اسٹیشن پر استقبال کمیٹی کے کارکن ممبر موجود ہوتے ہیں ہر قسم کی آسائش کا اہتمام کیا جاتا ہے فدایان اسلام کیلئے دعوت عام ہے بذوق و شوق شرکت فرمائیں۔

(حوالہ دہدہ سکندری ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۳۹ ص ۱۲)

## مدرسہ اہل سنت بریلی کا ۱۲واں سالانہ جلسہ :-

الحمد لله بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مآد حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم الاقدس کے فیض و درگاہ اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت



سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں غوثی ترقی کر رہا ہے۔ آمیاری منتظمین و عر قریبی طلباء و مدرسین اس نو نماں چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شکوے شاخ دار الافتاء کے معرکہ الآراء فتوے کامیابی طلبہ کے بہتر نفع گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ میں بعض چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علمائے کرام و عمامہ و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سر انجام ہوا۔ فا الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی عاجز خدمات کے نمونے و مدرسے کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہم اہل کرم دھام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے سال حال کا ۱۲/۱۱ سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعہ شنبہ یک شنبہ بریلی مسجد فی بی جی صاحب مرحومہ میں منعقد ہوا اکثر بزرگان دین و علماء و مشائخ و دانشمندان مدعو کئے گئے امید کہ جناب خالصاً لوجه اللہ قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ الفضل الصلاۃ و التسلیم و منونی فقیر اشیم ہے۔ والسلام خیر ختام

الداعی الی الخیر

فقیر محمد حامد رضا خاں بریلوی

مستتم مدرسہ اہل سنت و جماعت محلہ سوداگران بریلی شریف

(حوالہ دیدہ سنہ ۱۳۳۳ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء اخبار نمبر ۳۵ جلد نمبر ۵۱ ص ۵)

## دعوت عام برائے اہل اسلام :-

بیا کہ از فلت آید عطیۃ تکویم - بیا کہ از ملک آید ہدیۃ تسلیم

اراکین انتظامی مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی اطلاع دیتے ہیں کہ برادران اسلام و حامیان دین رسول سید اہم علیہ التحیۃ والسلام کو مژدہ ہو کہ بعد انتظار بسیار دو ایام برکت التیام قریب آئے جنکی سال بھر سے آنکھیں منتظر قلوب مشتاق گوش بر آواز حقے عاشقان ذکر خدا و رسول کو جن کی تلاش تھی الحمد للہ کہ جلسہ دستار فضیلت مدرسہ اہل سنت و جماعت کیلئے ۱۲/۱۱ ۱۳ ماہ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۷، ۸، ۹ ستمبر ۱۹۱۶ء یومہائے شنبہ و جمعہ و شنبہ مقرر ہوئے جن میں اکثر علمائے کرام و فضلاء عظام و مشائخ ذوی الاحترام متعدد و شرذمہ مختلف بلاد و امصار سے تشریف فرما ہو کر اس متبرک جلسے کی

روح افزائی فرمائیں گے اور وقتاً فوقتاً حاضرین جلسہ کو اپنے میانات و دل پذیر تقاریر پر تاثیر سے محظوظ و مسرور بنائیں گے۔ سامعین کے مشام جاں و روح ایمان کو اپنے مواعظ حسہ سے تازگی بخشیں گے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس نورِ مالِ گلشن شریعت مدرسہ اہل سنت و جماعت کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار فضیلت باندھیں گے کارکنان مدرسہ اپنی سالانہ کوشش و جانفشانی اور آپ کی امداد و اعانت و دینی خدمت کے نتیجے آپ کے روبرو پیش کریں گے کہ آپ نے آج تک اس دینی درسگاہ کے واسطے قدم قدم پر جو معاونت فرمائی اس سے آپ کے دین آپ کے مذہب کو یہ یہ نفع پہونچے اور اگر آپ آئندہ اس طرح اس کی اعانت و امداد کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اسکی استقامت کی طرف خاص توجہ مبذول کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مدرسہ دن دوئی رات سوائی ترقی کر کے ہمیشہ بھلے کو نہ صرف آپ کے بلکہ عامہ مسلمین کے واسطے نہایت مفید و سودمند ثابت ہو گا اور بہت جلد دوسرے مدارس غریبہ پر فوق لے جائے گا۔ دیکھئے ان ۱۳ سال ہی کے قلیل عرصہ میں آپ کی نظروں کے سامنے کیسے کیسے جدید طلباء عالم، واعظ، مفتی، مدرس، مناظر ہو کر نکلے جا چاہے شہر و دیار میں منتشر ہو کر سرچشمہ ہدایت بنے اور نبی کریم ﷺ رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی حفاظت و حمایت خلیف اللہ کی ہدایت میں مصروف ہوئے اور مسلمانوں کے واسطے اپنے درس و تدریس اپنے وعظ و نصائح و فتاویٰ وغیرہ امور کے واسطے مفید و نفع رساں ثابت ہوئے جن کے کارنامے و فتاویٰ قاتل شائع ہوتے رہے غرض کہ یہ متبرک جلسہ انہیں اغراض و مناجات کے اظہار کے واسطے ہر سال منعقد کیا جاتا ہے تاکہ آپ حضرات معاونین مدرسہ اس میں شریک ہو کر اللہ و رسول کا ذکر سنیں اور اپنی دینی خدمتوں کے نیچے آنکھوں سے دیکھیں۔ میرے پیارے سنی بھائیوں ذکر حبیب کے شیدائوں کو آؤ مقدم علماء و مشائخ کی زیارت سے برکت و سعادت حاصل کرو ہم القوم لا یشفقن جلیسہم کے مصداق بنو۔ تاکہ نے اپنے مبارک بازو تم پر سارے کیلئے دراز کئے ہیں رحمت الہی نے اپنے دامن تمہیں ڈھانپ لینے کیلئے وسیع فرمائے ہیں فطوبی لکم طوبی۔

(خواجہ بدیع سکندری ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۵ جلد نمبر ۵۳)

## روزانہ جلسہ مدرسہ اہل سنت بریلی :-

(از مولوی شفاعت رسول صاحب قادری رضوی رامپوری)

الحمد للہ کہ بتوجہ و سرپرستی اعلیٰ حضرت مجددائے حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی قادری شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلی مدظلہ العالی و مکی خواہان مدرسہ دارالکینہ منتظمین مدرسہ منظر اسلام محروف بہ مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا چودھواں سالانہ جلسہ مسجد فی فی جی میں نہایت ہی خیر و برکت سے ہوا۔



یہ بات حضرات خفاء کرام اکثر ہم تعالیٰ المثلہم پر حوثی روشن ہے کہ اس وقت کفر و ضلالت الحاد و بد مذہبی کا طوفان عظیم برپا ہے اور چاروں طرف سے بد مذہبوں کا ترغید ملت خفیہ پر کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس مبارک مدرسے نے مسلمانوں کو نیچریت و غیر مقلدیت و وہابیت کی مذہبی دبائے خارشست سے چاکر پگی سنبٹ اور پگی عقیدت کی روحانی اور مقدس تعلیم دی ہے اور یہ ایسا احسان عظیم ہے جس سے ہم یا ہماری آئندہ نسلیں عمدہ دراکل نہیں ہو سکتی ہیں یہی وہ درگاہ جس میں خالص مخلص مذہب حق اہل سنت کی تعلیم دی جاتی ہے اگر ہندوستان اور ہندوستان کے سچے مسلمان اس مایہ ناز مدرسہ کی قدر نہ کریں تو وہ بدوے نا حق شناس ثابت ہو گئے اس کے لائق متمم فاضل الن فاضل اویپ زمانہ فقیہ یگانہ جناب صاحبزادہ مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری ہیں جن کی محنت شاقہ اور انتھک کوششوں نے مدرسے کو چار چاند لگا دیے۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر ہر وقت اسی کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں کیا ایسے سچے دل سوز ہمدرد کی قدر افزائی ہمارا فرض اخلاص و اسلام نہیں؟ کیا ہم مذہب اور مذہبات مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیں گے؟ کیا اس لاثانی روحانی مدرسے کی خدمت کا فرض ہمارے ذمہ عائد نہیں ہوتا؟ سب سے زیادہ سنیوں کی خوش قسمتی کا یہ سبب ہے کہ حضرت مولانا مولوی شاہ ظہور الحسنین صاحب نقشبندی مجددی رامپوری مدظلہ جو علوم معقول و منقول کے جید عالم ہیں اس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں آپ کے باعث سے طلباء جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔ آپ کا تجربہ علمی خصوصاً فن معقول کسی خاص تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کے دم قدم سے مدرسے کو بڑی رونق حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ کی کوششوں کا یہ نیک نتیجہ ہے۔ کہ اس سال کے جلسہ میں ۸۰ طلباء فارغ التحصیل ہوئے طلبہ کو سند و ستار اسی جلسہ میں دی گئی۔ اس جلسہ میں واعظین کرام کا خاصہ مجمع تھا۔ خصوصیت سے حضرات ذیل قابل ذکر ہیں۔

جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد سلیمان اشرف صاحب بیماری پر و فیسر دینیات محمد ن کالج علی گڑھ۔ جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد فاضل صاحب الہ آبادی۔ جناب مولانا مولوی محمد اکرام الدین بخاری پیش امام مسجد تیر خاں لاہور۔ جناب مولانا مولوی سید محمد حمد اللہ شاہ صاحب پشاور۔ جناب مولانا مولوی محمد یار خاں صاحب فاضل بمبائل پوری۔ جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، جناب مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب بہرائچی۔ جناب مولانا مولوی محمد یحیٰی خاں صاحب بلاسپوری۔ جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب بلند شہری۔ جناب مولانا مولوی نور الحسنین صاحب رامپوری۔

راقم خاکسار فقیر شفاعت الرسول قادری رضوی رامپوری ۱۱ سے ۱۴ صفر المظفر تک ان حضرات علماء کرام کے

بیانات ہوتے رہے۔ تیرہویں صفر کو عصر کی وقت مولوی حشمت اللہ صاحب جنٹ بمسٹریت چٹڑی کی کوٹھی واقع نوحہ پر اعلیٰ حضرت مجدد المائے حاضرہ نے (جمال اعلیٰ حضرت عارضی طور سے آج کل مقیم ہیں) تمام حضرات علماء کرام کو چائے کی دعوت دی۔ نہایت پر لطف صحبت رہی۔ جو بعد مغرب ختم ہوئی۔

چودھویں کو آنحضرت خاں بہادر سید اصغر علی چیرمین میونسپل بورڈ بریلی نے تمام علماء کو مدعو کیا۔ عصر سے عشاء تک یکے بعد دیگرے علماء نے اپنے اپنے بیانات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد عشاء پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ اور یہ جلسہ غیر دوغولی ختم ہو گیا۔ اس سال مدرسہ کو مالی خسارہ رہا۔ اور عالمگیر جنگ کے اثر سے مدرسہ بھی اندھ چمکا۔ اثنائے جلسہ میں چندے کی تعداد بالکل ناکافی رہی۔ بریلی والوں کو کیا بلکہ تمام ہندوستان کے سنیوں کو اس مدرسہ کبھی یاد او کرنا فرض ہے۔ اثنائے جلسہ میں طلباء مدرسہ کو وقت دیا گیا تھا کہ اپنی اپنی نظمیں سنائیں۔ چنانچہ اکثر طلباء نے نظمیں سنائیں۔ جن سے حاضرین محظوظ ہوئے تین قصیدے مولوی عبداللہ بہاری کے نہایت فصیح و بلیغ ہیں۔

(حوالہ دہد بہ سکندری ۸ او ستمبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۸ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

## مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کا سالانہ جلسہ :-

محسن و مکرم جناب مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب مستم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی نے اپنی نوازش بے پایاں سے بذریعہ راقم دہد بہ سکندری کو اس متبرک سالانہ جلسہ کی اطلاع دی ہے جو بعد شکر گزاری آگئی ناظرین دہد بہ سکندری کیلئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

### محتوم بندہ ہدیہ سینہ

الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد المائے حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی محبت و ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں غوثی ترقی کر رہا ہے۔

کیاری تنظیم و عرق ریزی طلباء مدرسین سے اس تو سال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دار لافقاء کے معرکہ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہترین نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ میں چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علماء کرام و علماء و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی



ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمت اہل کرم و عام پر اور ان اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا سو اسی سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲/۲۳/۲۴ شعبان ۱۴۳۳ھ، مطابق ۲۳/۲۴/۲۵ مئی ۱۹۱۹ء جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بریلی مسجد فی ثی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوگا اکثر بزرگان دین علماء و مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ خالص اللہ جناب بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم و ممنونی فقیر اشیم ہے۔ والسلام خیر ختام۔  
الداعی الی الخیر۔

### فقیر محمد حامد رضا خاں

مستہم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(حوالہ دیدہ سکندری ۱۹ مئی ۱۹۱۹ء اخبار نمبر ۳۳ جلد نمبر ۵۵ ص ۳)

### مدرسہ اہل سنت بریلی کا سالانہ جلسہ:-

(از جناب مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری)

محترم بندہ - ہدیہ کینہ - الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً صاحب دہلیہ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت و جماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کر رہا ہے۔ آبادی مستظہمین و عرق ریزی طلباء و مدرسین سے اس فونمال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ شرے حسن تعلیم کے خوشنما شگونی شاخ و بار الافاء کے معرکتہ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے۔ سال گزشتہ میں چند جید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر حضرات مشائخ عظام اور علماء کرام و غنائد و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم و دھام سے سرانجام ہوا۔

فالحمد للہ علی ذلک۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمت اہل کرم و عام پر اور ان اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا چودھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۹/۲۰/۲۱ رذی الحجہ ۱۳۳۵ھ مطابق ۷/۸/۹ اکتوبر ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ، دو شنبہ، سه شنبہ

بریلی مسجد فی فی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہو اکثر بزرگان دین علماء و مشائخ و واعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خالصاً وجہ اللہ قدّم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم و منونی فقیر اشیم ہے۔ والسلام خیر ختام الداعی الی الخیر فقیر محمد حامد رضا خاں مستم مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(خواجہ دہ پڑ سکندری کیم اکتوبر ۱۹۲۱ء اخبار نمبر ۳۹ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

## مدرسہ اہل سنت بریلی کا سالانہ جلسہ :-

(ازار اکین مجلس انتظامی مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی)

بریں رواق زیر چار نوشتہ اند پہ زر۔ کہ جز نکوئی آہل عمل نہ خواہد ماند

معما بک خدمت جناب مولوی محمد فاروق حسن خاں صاحب زید مجدد کم

الحمد للہ مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی بغیوض و برکات امام اہل سنت مجدد المائے حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نور اللہ مرقدہ و حسن توہجات و مجمع حسنات منجہ برکات زبیب مسند قدسیہ سجادہ رضویہ قادریہ و ذہنت مکرمد عالیہ نوریہ برکاتیہ حضرت عظیم البرکت سیدنا مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی نوری مدظلہ العالی معتقد مدرسہ اہل سنت اپنے مقام میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے اعانت حضرات معاونین مدرسہ و عطا کنندگان چندہ و عرق ریزی دارالافتاء کے معززین الآراء فتویٰ، کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے، شاند ار جلسے اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ معاونین مدرسہ کے نام، رقم، چندہ و عطیہ و ذکوۃ و صدقات و فہرست اشیاء متفرقات جمع خرچ کے مکمل حسابات ہماری ہر چیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقیوں کے مرقعے پیش کش ہوتے رہے ہیں۔ حمدہ تعالیٰ اسوقت تک تین سو کے قریب طلباء فارغ التحصیل ہوئے جملہ علماء فضلاء بن کر نکلے جو تصنیف و تدریس و عطا و افتاء و غیرہ خدمات کی وجہ سے سرچشمہ ہدایات بنے ملک و قوم کو نہ ہی، اخلاقی، اقتصادی فائدے پہنچا رہے ہیں یہاں تک وہ ہستیاں جن کی پاک کمائیاں دین سید المرسلین ﷺ کے کام آئیں فالحمہ اللہ علیٰ اولک خیر مالک اب حقیر کیساتھ وہ مبارک وقت آیا کہ مدرسہ اہل سنت کا تعلیمی سال خیر و خوشی ختم ہوا اور حسب تجویزات مجلس انتظامی قرار پایا کہ سال حال کا سالانہ جلسہ غرض دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل ہر صے تشکر حامیان و معینان مدرسہ و پیشی حسابات و درودا و و تحفہ تعلیم بتاریخ ۲۲/۲۳/۲۴ شعبان المعظم



۱۳۴۰ھ / مطابق ۲۱/۲۲/۲۳ اپریل ۱۹۲۲ء روز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ، منہجہ معظم خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران ہوگا اکثر علماء کرام و صوفیاء عظام و مشائخ و عائد و رؤسائے قوی الاحرام مدعو ہیں امید کہ جناب بھی برائے کرم تشریف لائیں گے ہم اراکین و خادمان دین کو ممنون بنائیں باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم درضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ و التعلیم۔ والسلام خیر ختام۔

(حوالہ دبذیہ سکندری ۷/۱۱ اپریل ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

## روداد جلسہ سالانہ مدرسہ اہل سنت بریلی :-

الحمد للہ! مدرسہ منظر اسلام دارالعلوم اہل سنت و جماعت بریلی کا اظہار ہوا سالانہ جلسہ خانقاہ عالیہ رضویہ میں ۲۲ سے ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ تک منعقد ہوا۔ اراکین انتظامی نے روداد جلسہ بغرض اشاعت ارسال کی ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ مدرسہ منظر اسلام کی معراج ترقی کے اعتبار سے سال حال کو خصوصی امتیاز سنیں ماضیہ پر ہے وہ زریں حروف سے صفحات روداد میں لکھنے کے قابل ہے۔ اکرم الاکرمین و احکم الحاکمین جل وعلا کے کرم عظیم سے دولت علیہ آصفیہ عثمانیہ خلد باللہ تعالیٰ کے حسن احساس و حمایت دین متین و تعلیم علوم سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین سے ہمارا مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کرم خردانہ و عطیہ شہادت سے محروم نہ رہا۔ دو سو روپے ماہوار سرکار خالی جاہ سے امداد مدرسہ کیلئے مقرر ہوئی جس سے مدرسہ کے مصارف کیلئے ایک مستقل صورت پیدا ہو گئی۔ اگرچہ مصارف مدرسہ بہت ہیں۔

(حوالہ دبذیہ سکندری ۸ مئی ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

## عہد رضا اور فضلاء منظر اسلام

(۱) ملک العلماء علامہ خضر الدین احمد رضوی بہاری، بحر ضلع پٹنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۲) مولانا عبدالرشید عظیم آبادی، کوپاں ضلع پٹنہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۳) مولانا سید عزیز غوث بریلی، یو، پی، ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۴) مولانا ابو الفیض غلام محمد بہاری ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۵) مولانا مفتی نواب مرزا سابق مفتی دارالافتاء بریلی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

(۶) مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ یو، پی، ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

- (۷) مولانا حفیظ احمد اعظم گڑھ یو، پی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۸) مولانا نعمت اللہ نواکھالی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۹) مولانا صدیق احمد نواکھالی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۰) مولانا عظیم اللہ مچھلی شہر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۱) مولانا احمد عالم رحمتی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۲) مولانا غلام مصطفیٰ ابراہیم بلیاوی یو، پی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
- (۱۳) مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۰۹ء
- (۱۴) مولانا محمد حسین رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۰۹ء
- (۱۵) مولانا سید فتح علی شاہ قادری کھر وہ سیدال ضلع سیالکوٹ (پاکستان) ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء
- (۱۶) مولانا مفتی غلام جان بزاروی ضلع ہزارہ (پاکستان) ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۷) مولانا اکبر حسن خاں رامپوری مصطفیٰ آباد ریاست رامپور یو، پی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۸) مولانا محمد بان الحق رضوی جبل پور ایم، پی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء
- (۱۹) مولانا عبدالواحد رضوی گڑھی کپورہ (پاکستان) ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
- (۲۰) مولانا حشمت علی رضوی حشمت نگر پبلی بہیت یو، پی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء
- (۲۱) مولانا حامد علی فاروقی ضلع پرتاب گڑھ یو، پی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

عبدالرشید شاہیں طلبہ منظر اسلام کی تعداد کیا تھی۔ یہ بتانا بہت مشکل ہے یہ پتہ لگانے کیلئے ضرورت ہے رجسٹر داخلہ رجسٹر حاضری اور رجسٹر نتیجہ امتحان کی کاپیاں یہ تینوں مفقود۔ لہذا صحیح تعداد بھی نامعلوم۔

البتہ روداد سال دوم آمد صرف مدرسہ اہل سنت معروف بہ منظر اسلام بریلی مسیحا نام جاری تھی کوائف اخراجات ادبیہ سکندری کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل فضلاء و طلباء کے نام اور سال دوم کا نصاب تعلیم مع اسمائے کتب سامنے آتا ہے۔



فہرست اسمائے طلباء درجہ تجوید مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام  
واقع شہر بریلی

## درجہ اول

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱)	نور احمد	۲۷	کوپاڑہ پیر	ناظرہ
(۲)	عبدالغنی	۲۲	ایضاً	حفظ
(۳)	یحیٰی	۲۲	گلاب نگر	حفظ
(۴)	ارشاد علی	۲۲	ملوک پور	حفظ
(۵)	غلام احمد	۱۴	کوپاڑہ پیر	حفظ
(۶)	مغلیان	۱۴	گلاب نگر	ناظرہ
(۷)	جان محمد	۸	سنہری مسجد	ناظرہ
(۸)	احمد میاں	۸	بھوڑ	ناظرہ
(۹)	پھندی	۳	بھاری پور	ناظرہ
(۱۰)	رحمت حسین	۱	کوپاڑہ پیر	ناظرہ
(۱۱)	اکبر یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۲)	محمد یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۳)	نذیر احمد	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۴)	کلن	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۵)	مشوق علی	۱	چاہیانی	ناظرہ

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱۶)	محمد ا	۱	گندہ نال	ناظرہ
(۱۷)	شرفو	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۸)	فرحت حسین	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۹)	لیاقت حسین	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۰)	عبدالقنی عانی	۱	رامپور	ناظرہ
(۲۱)	اقتدار حسین	۱	سہوان	ناظرہ
(۲۲)	روث علی	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۳)	بنی کلان	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۴)	منظر علی	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۵)	محمود		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۶)	امیر احمد		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۷)	ولایت حسین		گلاب نگر	ناظرہ
(۲۸)	کریم اللہ		گلاب نگر	ناظرہ

(۱) مولوی سید حکیم علی سخاری شریف

(۲) عزیز غوث صاحب

(۳) مولوی سید عبدالرشید کوپا ضلع پٹنہ سخاری شریف قاضی مبارک شرح مسلم بحر العلوم

(۴) مولوی ظفر الدین مجرا ضلع پٹنہ سخاری شریف شفاء شریف قاضی مبارک

(۵) مولوی عظیم اللہ جمیل شر توفیق کوٹ، تصریح شرح تصریح

(۶) مولوی سید غلام محمد بہار شریف شفاء شریف، قاضی مبارک، حمد اللہ



- (۷) مولوی نواب مرزا ربیع علی شفاء شریف قاضی مبارک، حمد اللہ
- (۸) مولوی محمد ابراہیم اوکاٹوال ضلع پٹنہ شفاء شریف میرزا ہند ملا جلال نور الانوار
- (۹) مولوی نذیر الحق رمضان پور ضلع پٹنہ میرزا ہند ملا جلال نور الانوار
- (۱۰) مولوی محمد اسماعیل ترغی شریف
- (۱۱) مولوی نسیم الدین ابن ماجہ شریف
- (۱۲) مولوی عطاء اللہ نواکھالی مشکوٰۃ شریف
- (۱۳) مولوی شرافت اللہ مشکوٰۃ شریف
- (۱۴) عبد الحمید بریلی نور الانوار
- (۱۵) مولوی محمد حسن نواکھالی توضیح تلوح
- (۱۶) مولوی عزیز الرحمن کلکتہ نور الانوار
- (۱۷) مولوی اصغر علی نواکھالی نور الانوار
- (۱۸) مولوی حمید الرحمن چانگام نور الانوار
- (۱۹) مولوی عبد الرشید چانگام نور الانوار
- (۲۰) مولوی نصر اللہ خاں سہارنپور نور الانوار
- (۲۱) مولوی قیس الدین پترہ نگار نور الانوار
- (۲۲) مولوی محمد ابراہیم پترہ نگار نور الانوار

- (۱) مولوی سعید الرحمن چانگام ہدایہ اولین
- (۲) مولوی عبد الرحمن ولایت نبی ہدایہ اولین
- (۳) مولوی عبد الحمید بریلی شرح وقایہ
- (۴) مولوی محمد امین راولپنڈی ملا حسن کنز الدقائق

- (۵) مولوی محمد حسن نواکھالی ملا حسن بیڈی
- (۶) مولوی عبدالودود ڈھاکہ مسند امام اعظم، ہدایہ اولین
- (۷) مولوی عزیز الرحمن کلکتہ شرح وقایہ
- (۸) مولوی اصغر علی - نواکھالی، نقیہ الیمین، کنز الدقائق، قطبی
- (۹) مولوی صدیق احمد نواکھالی مسند امام اعظم، شرح وقایہ
- (۱۰) مولوی دین محمد پنجاب قطبی شرح وقایہ
- (۱۱) مولوی حمید الرحمن چانگام شرح وقایہ
- (۱۲) مولوی فیض طلب جان پشاور شرح وقایہ
- (۱۳) مولوی عبدالقصد پترہنگالہ مسند امام اعظم
- (۱۴) مولوی تجمل حسین ضلع بریلی شرح وقایہ کنز الدقائق
- (۱۵) مولوی نصر اللہ سارن پور شرح وقایہ
- (۱۶) مولوی محمد عبدالباری مبین سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
- (۱۷) مولوی عبدالواحد مبین سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
- (۱۸) مولوی سمیع الدین مبین سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ قطبی
- (۱۹) مولوی طیب علی - ڈھاکہ - مسند امام اعظم
- (۲۰) مولوی علی حسین ارکان شرح وقایہ
- (۲۱) مولوی عطاء الرحمن خاں نواکھالی، ہدایہ اولین
- (۲۲) مولوی شریعت اللہ نواکھالی، ہدایہ اولین
- (۲۳) مولوی وہاب الدین شرح وقایہ
- (۲۴) مولوی شمیر الدین پترہ پور شرح وقایہ



- (۱) مولوی عبدالرحیم راموشرح جہاں
- (۲) مولوی محمد امین راولپنڈی شرح جہاں اصول الشاشی
- (۳) مولوی عبدالودود ڈھاکہ شرح تہذیب قدوری کافیہ
- (۴) مولوی نواب جان بریلی قلیوٹی
- (۵) مولوی صدیق احمد نواکھالی شرح جہاں سرائی
- (۶) مولوی دین محمد پنجاب شرح جہاں
- (۷) مولوی حمید الرحمن چانگام شرح تہذیب
- (۸) مولوی لطف الرحمن نواکھالی قدوری اصول الشاشی مرقاۃ کافیہ میزان و منطق
- (۹) مولوی علی احمد قدوری مدینہ المصلیٰ اصول الشاشی
- (۱۰) مولوی عبدالصمد پترہ شرح جہاں
- (۱۱) مولوی تجمل حسین جواہر پور ضلع بریلی شرح جہاں تہذیب
- (۱۲) مولوی نصر اللہ خاں سہارن پور شرح جہاں
- (۱۳) مولوی شمیر الدین پترہ شرح جہاں
- (۱۴) مولوی محمد ابراہیم
- (۱۵) مولوی محمد عبدالباری میمن سنگھ
- (۱۶) مولوی عبدالواحد میمن سنگھ، شرح جہاں تہذیب
- (۱۷) مولوی شمیر الدین، میمن سنگھ، شرح جہاں تہذیب
- (۱۸) مولوی قمر الدین پترہ قدوری کافیہ اصول الشاشی، فصول اکبری
- (۱۹) مولوی مقبول احمد چانگام قدوری اصول الشاشی
- (۲۰) مولوی محمد اسحاق مرحوم میمن سنگھ قدوری اصول الشاشی

- (۲۱) مولوی فیض الدین ڈھاکہ، اصول الشاشی، کافیہ
- (۲۲) مولوی عبدالغفور شرح جای
- (۲۳) مولوی عبدالجلیل بدایوں شرح جای مراقاة
- (۲۴) مولوی برکت اللہ مبین سنگھ اصول الشاشی کافیہ
- (۲۵) مولوی فیض مطلب خاں پشاور کافیہ
- (۲۶) مولوی سراج الدین اصول الشاشی کافیہ
- (۲۷) مولوی نعیم الدین چانگام کافیہ فصول اکبری اصول الشاشی
- (۲۸) مولوی مصطفیٰ رضا خاں بریلی - کافیہ، ایسا غوجی
- (۲۹) مولوی حسنین رضا خاں بریلی کافیہ، ایسا غوجی
- (۳۰) مولوی نصیر الدین بریلی کافیہ
- (۳۱) مولوی اسید ضمیر الحسن بلند شہر ہدایہ الخ شرح مائتہ عامل تہذیب میزان و منطق
- (۳۲) مولوی محمد اسحاق پشاور شری شرح مائتہ عامل نحو میر مراجع الارواح

- (۱) حشمت علی گڑھیہ از پنجا اخلاق محسنی
- (۲) حمید حسن ملوکپور اتوار سہیلی
- (۳) حامد شاہ بہار پور نسوہ تعلیمیہ
- (۴) حمید حسن اتوار سہیلی
- (۵) محبوب علی تعلیم عزیز - مکتوب
- (۶) عبدالہادی چانگامی گھڑا روستان حصہ اول
- (۷) عبدالصدر قعات منظر الحق میں آبادار
- (۸) محمد امین پنجابی پنجاب زلیخا



(۱) نبی خاں ملوکیو بریلی مکتوب محمدی الفاظ لاف

مولانا محمد حسن رضا خاں قادری مولانا کوائف اثرا جات صفحہ ۳۶۳-۳۹۲۔ مطبع اہل سنت و جماعت سوہاگراں

بریلی اشاعت ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

## تاثرات متحنین

امتحان طلباء مدرسہ اہل سنت مہر اسلام بریلی شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

(۱) سراج الفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری قدس سرہ ناظم و مدرس مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کوتوال رام پوری، پی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ و التزم متابعة المصطفیٰ علیہ و علی آلہ الکرام و اصحابہ الرحما افضل الصلوٰۃ و السلام الازکی۔

الابعد عرض کرتا ہے فقیر راگاہ احمدی محمد سلامت اللہ عفی عنہ کہ اس زمانے میں جہل و بدعات کا شیوع جیسا عام و فاش ہے محتاج بیان نہیں۔ خصوصاً وہ فرقہ معرکہ جو اسلام کا نیک نام بدنام کرنے والا۔ بلکہ اپنی جان کو مقلد و حتیٰ کے لقب سے مشہور کرتے والا ہے۔ حالانکہ اس کے عقائد و اعمال سر اسر اہل سنت کا مخالف کانہم جبراً د مذتشر کا مترادف۔ ان کے سوالور مدعیان اسلام کا فتنہ شمرہ آفاق ہر ایک کی ہمت تخریب دین اور اطفاء چراغ شرع متین میں شب و روز مصروف پیرید و ن لیطفؤ نور اللہ بافواہم اور معلوم ہے کہ احیائے سنت اور امامت بدعت ترویج عقائد مثمان اصول و فروع شریعت پر موقوف اور حق تعالیٰ کے سچے وعدے اذالہ لہ لہا فظون اور ان یتیم نورہ ولو کبرہ الکافر ون کا مظہر نہیں ہے مگر علماء ربانی اور علماء علم دین حقانی کے وارث ہیں۔ میراث حضرت عدیم المثل خاتم النبیین ﷺ کہ ان کے واسطے سے حق تعالیٰ متحرقین دین کے کید کو دفع فرماتا ہے اور انہیں کا علم اور سعی سب ظاہر و باہر ہے۔ حفظ دین اور ابطال مبطلین دفع مکائد محرقرین کا چنانچہ مخبر صادق و مصدوق صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ نے ان علماء و طلباء وارثین سے یہ فرمایا یحمل هذا العلم من کل خلف عدو لہ۔ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاہلین لایزال طائفة من امتی علی الحق منصوبین لایضرہم من خالفہم ان یخارتوں کے جو کامل مستحق ہیں وہ ہندوستان میں معدوم اشخاص ہیں جن کے مقابلے میں

محررین جالبین و متبحرین و مبطلین کا گروہ اضعاقا مضاعفہ لیکن موافق فرمان عین واجب الازعان کم من فتنۃ قلیلة غلبت فتنۃ کثیرۃ باذن اللہ - وکان حقاً علینا نصر المومنین . وان جندنا لہم الغلبون - ہمیشہ ہر جگہ معرکہ تحریر و تقریر میں اہل باطل کو شکست فاش و عیاں اور اہل حق کو فتح و ظفر نمایاں اور کیوں نہ ہو نور کے سامنے ظلمت کی مجال کیا جو فہم کے اور حق کے روبرو باطل کا زہرہ کیا جو رکے صدق اللہ و رسولہ الکریم جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان ذہوقاً - یہ گروہ اہل حق کا جن پر او لئک حزب اللہ الان حزب اللہ ہم المفلحون - صادق اور نفی تحریف ضالین انتقال مبطلین اور تاویل جالبین اور سمورین علی الحق المؤمن ان کے حال کے مطابق ہے - ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو وہ ہے و شوکت و جاہ و حشمت اور اقبال و ہمت و قوت ثروت ظاہری و معنوی علمی و عملی حق تعالیٰ نے جناب حامی دین شہین وارث حق حضرت خاتم النبیین ﷺ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کو عطا فرمایا ہے - وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور اسکی سعی بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ رو مبطلین سے مدلل و مبرہن ہے وہ بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث شریف ہذا کے ان اللہ عند کل بدعة کیدیہا الاسلام ولما من اولیائہ ینذب عن دینہ حضرت مولانا کے فیضان کا ایک اوئی اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت حامی بدعت حامل لواہ شریعت مولوی حامد رضا خاں صاحب طویل عمر و وزیدہ قدرہ نے مشارکت بعض اہل سنت ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے تمام منظر اسلام بنیاد ڈالی جس کی صرف بریلی والوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی - اس کے وجود اور خفیاں رواد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل معلوم ہوگی - بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہو اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلباء اور طرز تعلیم پر واقف ہوا ہر قسم کے طلباء مبتدی و متوسط و متقدم کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک رہا اور علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و اصول و غیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا - الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ برکت حسن سعی مدرسین اور خونی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے ساتھ مہر پایا - لایزال اللہ یغرس فی هذا الدین غرساً لیستعملہم فی طاعتہ بالخصوص فتی طلباء کی طلوع ہمت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادماں ہوا - اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے ہمت عالی توجہ خاص یتعلم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام محمد ہم سے امید کامل



ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسے برکات فائز ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی سعادت اور کدورت کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ ضیفہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو تمام اہل سنت کو واسطے توجہ خاص و شرکت عام اس مدرسہ کے محدثین و فقہاء محققین ائمہ دین کی یہ ہدایت مس ہے۔

ہذا العلم دین فانظروا عن تآخذون دینکم اور حب الصلوۃ فی الدین واللہ سبحانہ الموفق والمبین فقط: حوالہ۔ ردو سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ بریلی۔

(۲) حضرت مولانا الحاج سید ارشد علی نقشبندی مجددی تلمیذ ارشد شمس العلماء حضرت مفتی محمد ظہور الحسنین فاروقی صدر المدرسین منظر اسلام بریلی قدس سرہما۔

الحمد لله فی کل حین و اوقات والصلوة والسلام علی رسولہ اشرف الخلق والبریات وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مقدسات الدین اولو العلم والکرمات اما بعد :-

فقیر محمد ارشد علی مفتی عنہ برادران اہل سنت و جماعت بنصرہم اللہ تعالیٰ وایدکم کی خدمت میں ملتصق ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فی زمانہ کیسا کچھ فتنہ و فساد و ظلمت کفر و تارکی و الجاد و نجسیت کا زور و ہابیت کا شور و فرقہ باطلہ خالہ ندویہ اور زمرہ کذابین و متبعین ناپاک قادیانی مدعی نبوت و انجبار کنندہ و تاراشید و ناچار کا آوازہ منکرین علم و معاندین دین متین لعنت کے خوارے اعداء اہل بیت و اصحاب اخبار کا خمیازہ جھوٹے بیوپاروں میں کھوٹے بازاروں میں روانہ پارہا ہے۔ ذرا آنکھ کھولنے کا وقت ہے کمر ہمت باندھنے کا موقع ہے فرمان واجب الاذعان حضرت حق سبحانہ کیا دیکھا نہیں انما المؤمنون اخوة فاصلحو ا بین اخویکم ارشاد مبارک سید الانس والجان حضرت اقدس علیہ السلام کیا نہیں سنا اللہین النصیحة و ذات الشریعہ بمشرد رجات انبیاء بنی اسرائیل ہیں انہیں کے نفوس پاک و ربہ انبیاء والمرسلین ہیں انہیں کے کل عاطفت سے بے باغ علم شاداب ہے۔ خصوصاً حضرت مولانا محی السنہ قاصد بدعت و ارث الانبیاء والمرسلین پشت پناہ مسلمین جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں دامت شمس برکاتہ و ضاعف اجلالہ و فیوضہ جنہوں نے اپنی سچی کوششوں سے جتھوں کے جتھوں خاک اڑانے والوں کو برباد کیا اور رسالہ کے رسالوں کو لٹا دیا۔ الحمد للہ یہ حضرت ہی کے برکات کا ایک جلوہ ہے کہ اہل سنت بریلی نے بیاد مدرسہ منظر اسلام کی خالص وجہ اللہ تعالیٰ و ترویج الدین قائم کی۔

ہزارال شاعر و ہزارال پاس۔ کہ گوہر سپردہ و گوہر شناس

مدارس غیر مقلدین و مبتدعین وغیرہ کا استیصال ہو گیا۔ انشاء اللہ العزیز مستطین کا حسن انتظام مدرسین کی خوش

اسلوبی طلباء کی جاں فشانی تک انجام اظہر من الشمس واثمن من الالمس ہے۔ چنانچہ فقیر امتحان سالانہ مدرسہ موصوف میں حاضر ہوا تھا اکثر تمام طلباء کو کامیاب پایا امید قوی ہے کہ اس مدرسہ مبارک سے لہجائے اشجار مقرر اطراف و اکناف کو اپنے سائے میں ڈھانپ لیں آمین یا رب العلمین یرحم اللہ بحمدہ تعالیٰ الینا وعلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(حوالہ روداد سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ)

### (۳) حضرت مولانا حافظ وقاری بشیر الدین جبل پوری قدس سرہ

اواخر ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ کو بریلی کے طلبہ مدرسہ اہل سنت نے امتحان دیا مبتدعین متبحرین محصلین اپنے اپنے حسب لیاقت و قابلیت واستعداد سب امتحان میں فائز المرام و شاد کام ہوئے۔ علم قراءۃ و تجوید جو نہایت ضروری التعليم والتحصیل ہر مسلمان کیلئے مستغنیہ و اہم المہیات ہے۔ بریلی ہی کے مدرسہ اہل سنت میں ہم نے اس فن شریف کو داخل نصاب پایا اور اس مدرسہ کے صغیر السن چوں کو بنی قرآن شریف موافق ما نزل اللہ باقاعدہ مخارج و صفات حروف کو مد نظر رکھ کر پڑھتے سنا اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کا فیض عام کرے اور طلباء کو علم نافع و فہم کامل عطا فرمائے۔ آمین جہاد سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔ (حوالہ روداد سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ)

### (۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہد صبی احمد محدث سورتی بانی مدرسہ الحدیث پبلی بحیثیت قدس سرہ

فقیر اہل اللہ القدیر علامہ کو دور ال فہم زماں صاحب جہت قاہرہ مجدد ملت حاضرہ آیت من آیت اللہ فی الارضین امام المسلمین فی الدین غیظ المبتدعین من النیاشرہ والولایہ والرفضہ والندوین مولانا سیدنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کے حسب الارشاد مدرسہ منظر اسلام ابغاھا اللہ وجعلھا بحیث یتصاعد بتصاعد مراتب الدین الی یوم القیام کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوا۔ بھرکت علماء کرام رامپور متکفل امتحان طلباء ہوا بفضلہ تعالیٰ اکثر طلباء کامیاب مستحق انعام اور اکیمن انشاء اللہ مستوجب ثواب پائے۔ مدرسین کی جانفشانی بھی قابل قدر اور ان کی سعی قابل شکر ہے۔ حق تعالیٰ اس مدرسہ کے ہر تمار طلباء کو زود تر خلعت و ستارہ عدی سے آراستہ و شرف سند علم وافی سے پیراستہ کرے۔ اور علوم نافعہ دین و دہب کو منصور رکھے آمین یا اللہ العلمین بحرمة اعلیٰ النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم۔



(۵) عید الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالسلام رضوی جبل پوری خلیفہ اعظم امام اہل سنت قدس سرہا طلباء نے امتحان بہت عمدہ و اعلیٰ درجہ کا دیا کل نظم و نقیہ مدرسہ اور طرز تعلیم و طریقہ کورس و تدریس نہایت فائق و شائستہ ہے۔ اور مدرسین طلباء ہر طرح پر قابل آفرین و تحسین ہیں۔ فارسی کتب درسیہ اور ہدایہ الخ، کافیہ، شرح ملا جلی، ایسا غوغی، شرح تہذیب، تفسیر، ملا حسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، نور الانوار، شفاء شریف وغیرہ کتب زبردست میں جو مقام طلباء کے سامنے امتحان پیش کئے گئے۔ عبارتیں صحیح پڑھکر مقاصد کتاب و مطالب عبارات کو بعض طلباء نے معائنہ نے تاملًا معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسین رضا خاں نے جس عہدگی اور خوبی اور خوش اسلوبی کیساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید و باید محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ بَارَكَ اللهُ فِيْ عَلِمِهِمَا وَفِيْهِمَا اتنی قلیل مدت میں اس مدرسہ کا ایسا نمایاں عالی مقام اور طلباء کافی استعداد آپ ہی اپنا نظیر اور روشن دلیل انتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

قانونی رضویہ از جلد اول تا جلد دوازدہم۔ مطبوعہ رضا آفسیٹ ممبئی ۳۔ اشاعت ۲۵ صفر المظفر ۱۳۱۵ھ / اگست ۱۹۹۳ء کے مطالعہ سے منظر اسلام کے زیر تعلیم طلباء کے جو اسماء مبارکہ سامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں ان میں سے اکثر وہ حضرات ہیں جنہوں نے عہد رضائی میں منظر اسلام سے فراغت بھی پائی۔

- (۱) ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین ۱۳۲۲ھ بہاری رحمۃ اللہ علیہ (محدث اعظم پاکستان)
- (۲) حضرت مولانا عبدالرشید صاحب کوپا پٹنہ ۱۳۲۲ھ (محدث اعظم پاکستان)
- (۳) حضرت مولانا حامد حسن صاحب دہ شنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ یازدہم ص ۳۱
- (۴) حضرت مولانا اکبر علی صاحب رامپوری ۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ دوازدہم ص ۱۸۷
- (۵) حضرت مولانا محمد افضل صاحب قاضی ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ یازدہم ص ۵۵
- (۶) حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب مظفر پوری ۱۸ صفر ۱۳۲۹ھ سوم ص ۲۱۶
- (۷) حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رضوی ۹ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ جلد اول ص ۳۵۱
- (۸) حضرت مولانا عبدالرشید صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ دوم ص ۲۲۹
- (۹) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ ہفتم ص ۳۹۰
- (۱۰) حضرت مولانا شفاعت اللہ صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ چہارم ص ۲۰۶

- (۱۱) حضرت مولانا رجب الدین صاحب ۴ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ چارم ص ۹۶
- (۱۲) حضرت مولانا شرف علی صاحب ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ چارم ص ۶۱۲
- (۱۳) حضرت مولانا شفاق حسین صاحب ۳ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ پنجم ص ۹۹۰
- (۱۴) حضرت مولانا قاسم علی صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۲ھ ہفتم ص ۲۲
- (۱۵) حضرت مولانا سیر الدین صاحب بنگالی ۲۲ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ہشتم ص ۵۴۵
- (۱۶) حضرت مولانا شیر الدین صاحب بنگالی ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ یازدہم ص ۱۸
- (۱۷) حضرت مولانا محمد الہ صاحب بنگالی ۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ ششم ص ۲۳
- (۱۸) حضرت مولانا عبد اللہ صاحب بھاری ۲ شعبان ۱۳۳۳ھ ہشتم ص ۲۲۶
- (۱۹) حضرت مولانا حامد علی صاحب ۱۳۳۳ھ نهم ص ۲۱۷
- (۲۰) حضرت مولانا رشید احمد صاحب ۷ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ چارم ص ۴۶۶
- (۲۱) مولانا امیر حسن صاحب بنگالی ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ چارم ص ۴۷۱
- (۲۲) حضرت مولانا نظام الدین صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۶
- (۲۳) حضرت مولانا محمد احمد صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۹
- (۲۴) حضرت مولانا محمد حسن صاحب بنگالی ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ ششم ص ۳۳۹
- (۲۵) حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ نهم ص ۱۲۶
- (۲۶) حضرت مولانا شرف علی صاحب بنگالی شیخ شنبہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ نهم ص ۱۲۰
- (۲۷) حضرت مولانا محمد حسین صاحب ۷ شعبان ۱۳۳۵ھ نهم ص ۱۳۶
- (۲۸) حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب بھل پوری ۲۵ شوال ۱۳۳۵ھ نهم ص ۱۵۴
- (۲۹) حضرت مولانا عبدالواحد صاحب ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ چارم ص ۳۸۰
- (۳۰) حضرت مولانا حاجی منیر الدین صاحب بنگالی ۱۲ جمادی الآخریٰ ۱۳۳۶ھ نهم ص ۱۸۶
- (۳۱) حضرت مولانا افضل صاحب بھاری ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ یازدہم ص ۶۷
- (۳۲) حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ اول ص ۲۵۷



- (۳۳) حضرت مولانا حشمت علی قاسم صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوم ۱۵۵
- (۳۴) حضرت مولانا محمد غلام جان صاحب ہزاروی ۸ شوال ۱۳۳۷ھ سوم ۶۶۷
- (۳۵) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ پنجم ۳۰۴
- (۳۶) حضرت مولانا محمد لیاقت صاحب ۶ رمضان ۱۳۳۷ھ ششم ۲۰۹
- (۳۷) حضرت مولانا عزیز احمد صاحب فرید پوری ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ ہفتم ۳۶۳
- (۳۸) حضرت مولانا امام بخش صاحب ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ یازدہم ۸۷
- (۳۹) حضرت مولانا نور محمد صاحب ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوازدہم ۲۵۳
- (۴۰) حضرت مولانا رحیم بخش صاحب ۱۶ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ۵۹۸
- (۴۱) حضرت مولانا میر احمد صاحب بنگالی ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ ششم ۳۷۳
- (۴۲) حضرت مولانا رمضان علی صاحب بنگالی ۲۰ صفر ۱۳۳۸ھ ششم ۳۸۲
- (۴۳) حضرت مولانا محمود حسن صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ اول ۲۶۰
- (۴۴) حضرت مولانا عبداللہ صاحب بنگالی ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ۶۶
- (۴۵) حضرت مولانا محمد عثمان صاحب بنگالی ۲۳ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ ہفتم ۱۶۸
- (۴۶) حضرت مولانا محمد احمد صاحب بنگالی ۲۳ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ دہم ۳۲۲
- (۴۷) حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ دوم ۱۸
- (۴۸) حضرت مولانا ذکیل الدین صاحب ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ سوم ۶۴۶
- (۴۹) حضرت مولانا حاجی عبدالغنی صاحب ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ چہارم ۱۶۳
- (۵۰) حضرت مولانا عبدالعظیم صاحب بریلوی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ چہارم ۲۲۳
- (۵۱) حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ پنجم ۸۹۰
- (۵۲) حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ ہفتم ۳۷۹
- (۵۳) حضرت مولانا شمس الدین صاحب ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ۲۷۹
- (۵۴) حضرت مولانا آفتاب الدین صاحب ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ۲۸۲

- (۵۵) حضرت مولانا عین الباقین صاحب ۱۲/ حفر المنظر ۳۳۹ء تا ۳۷۸ء  
 (۵۶) حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب ۲۸/ جمادی الاخریٰ ۳۳۹ء تا ۳۸۳ء  
 (۵۷) حضرت مولانا محمد میاں صاحب بہاری ۱۰۲ء  
 (۵۸) حضرت مولانا عبد القوی صاحب گنگائی ۱۸۸ء



مزار مبارک : رمیف اللہ السلول حضرت مولانا ہدایت رسول قادری رام پوری - تلمیذ اعلیٰ حضرت  
 بریلی مشرف - حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رام پوری کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے  
 "مشیخ المشیخت" کا خطاب عطا فرمایا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیغام

از :- مولانا بدر القادری ہالینڈ

قرنی و محترمی حضرت مولانا ولولانا الشاہ سبحان رضا خان سہانی میاں صاحب قبلہ مستتم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ جناب عالی کا مزاج گرائی خیر ہوگا، ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ کے ہمراہ ادارہ العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ میں قلمی شرکت کا دعوت نامہ باصرہ نواز ہوا ذروں کو نواز کر آفتاب بنانا آپ کے آباء کرام اور اسلاف عظام کا پاکیزہ طریقہ ہے، آپ نے بھی اس عاجز کو اس لائق خیال قرما کر حکم صادر فرمایا، میں نوازش ہے، سب سے پہلے تو منظر اسلام کے عنوان سے ایک آسمان بحر میں منقبت حاضر خدمت کرتا ہوں ”جشن صد سالہ“ کے جامعین و مرتبین اگر اس میں کوئی کمی ہو پوری کر کے اور خامی ہو تو درست کر کے شامل مجملہ فرمائیں تو نوازش ہو۔

منظر اسلام کی تاریخ کو اگر وسعت دی جائے تو در صغیر میں چودہویں صدی کے مجدد حق سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نظام تجدید کا دار الخلافہ کہہ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کا دائرہ انتہا وسیع تر ہو جاتا ہے جس میں اس قرن کے آغاز سے اخیر تک پیدا ہونے والے دینی مفاسد، نت نئے فرقوں، گروہوں اور نام اسلام بخنے والے متعدد اشجار خبیثہ کی تاریخ اور انکی شیخ کنی کیلئے علماء حق اور خصوصاً بریلی کے مرد حق آگاہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے اتباع نے جو جہاد اور مجاہدے فرمائے وہ سب داخل ہو گئے۔ اس طور پر ایک جمیل و روشن اور تابناک عہد مبارک جو ایک مجدد اسلام سے لگ کر دینائے اسلام کو شریعت غراء کے بے لاگ فیصلے بنا رہا۔ ہر باعقسی اسلام کے خلاف شیر ذیال عن کر بر میدان میں گر جتا رہا۔ جو ناموس رسالت کی پاسبانی کیلئے علم و قلم کے ساتھ ساتھ افاضل خلفاء رضویہ اور متبعین رضویہ سے اسلام و سنیت کی خدمت اور فرائض کی ذمہ داریاں لیا کر تاریخ وہ ساری داستانیں سمیٹی چلیں گی۔ منظر اسلام بھی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علمی، تجدیدی، تحریکی اور انتظامی مشن کا ایک حصہ تھا۔ جسے ناظر سے الگ کر لیا گیا تو اس کی حق تلفی ہو گی۔

چرخ گردوں سے الگ مجھ کو نہ کرنا یارو

میرے دامن میں تو ہیں برق بھی سیارے بھی

منظر اسلام کی تاریخ نہایت روشن بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ منظر اسلام نے انگریزوں کے استبدادی دور میں بھی اسلام اور سنیت کی خدمات نہایت بے باکی اور جرأت سے سرانجام دی اور جن حقائق سے اس عہد تاریک میں پردہ اٹھایا تھا، وہ آج بھی مسلمہ اور ناقابل تردید ہیں اور آج بھی آمادہ خدمت ہے۔ منظر اسلام کا یہ کارنامہ اس کے دور قیام سے آج تک جاری ہے کہ اس نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے علمی و فقہی اور کلامی موقف کے موید علماء اور مفکرین ہر دور میں پیدا کئے۔ مگر ہاں اگر اہل سنت کے وہ علماء جو عوامی فیلڈ میں اس دور میں کام کرنے والے تھے وہ اسی پروگرام کو توسیع دے کر عیسائیت و صوفی افواج سے تیار کرنے پر توجہ دیتے، اور مسلمانوں کی پھیلی ہوئی متحدہ ہندوستانیوں کی آبادیوں تک پہنچانے کا بندوبست کر لیتے، اس سے قبل کہ بد عقیدہ ورجنوں کے فسادات و حشرات الارض کی طرح ہر بستی اور قریہ میں پھیل کر اپنے مقدمات سے عوام کے ایمان و اعتقاد کو بدلتے، ہمارے علماء اور مبلغین ہر جگہ موجود ہوتے۔ تو آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں بد اعتقادی کا یہ طوفان بد تمیزی و امتیاز تر نہ ہوتا۔ سچ فرمایا ہمارے کسی بالغ نظر فاضل نے جس کا مقصود یہ ہے کہ ”سیدنا اعلیٰ حضرت نے میگزین (مختصر) تیار کی اور دیوبند نے فوجی“

اے کاش سیدنا اعلیٰ حضرت کے معتقدین اور ان کے خدام علماء اسی زمانے میں نہایت وسیع اور بڑے پیمانے پر اپنے مسلک اور معتقدات کے باہرین اور علماء پیدا کر کے آبادیوں تک پھیلا دیتے تو آج کا ہندوستان بھی دور مظیلہ، اور محدثین و بلوی، اور اکابر فرنگی محل کے ادوار جیسا ہندوستان ہوتا۔

مگر اس کے باوجود سنیت کی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنے وسائل اور حدود کے مطابق جو خدمات منظر اسلام نے سرانجام دی ہیں وہ مسلمہ ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت خود رکس اور رکس زادے تھے منظر اسلام کے اخراجات اپنے جائیداد کی آمدنی سے کرتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے کبار باوقار نے ہمیشہ دین کے نام پر دیباچہ دیا۔ انکی خیریت یہ کب گوارہ کرتی کہ مدرسے کیلئے چندے کی اپیل کریں ہمیشہ اپنی طرف سے مدرسے کے اخراجات فراہم کیا کرتے تھے۔ اسی کی بدولت یہ منظر اسلام آج تک پھول پھل رہا ہے۔ اور اس کے فارغین علماء سے دین کا چھن لہلہا رہا ہے۔

منظر اسلام کا جشن صد سالہ ایک زندہ، متحرک قوم کے عہد زریں کا جشن ہے۔ اور زندہ قومیں اور ملتیں اپنی تاریخ کے روشن میناروں کو منہدم نہیں ہونے دیتیں۔ ہمیں اگر خود کو باوقار انداز میں زندہ رکھنا ہے تو اپنے سلف صالحین، اور ان کے تابندہ کارناموں کو ضرور یاد رکھنا ہے۔

بریلی شریف کی سرزمین پر جس طرح مزار اعلیٰ حضرت ملت اہل سنت کیلئے مرکز عقیدت ہے، اسی طرح سیدنا اعلیٰ





فخر اجیر و بگرام کے ساتھ  
 فخر دوراں ہے منظر اسلام  
 لے کے انوار پاک مارہرہ  
 کان احساں ہے منظر اسلام  
 نور والوں کی جلوہ گاہ یہ ہے  
 جائے خوباں ہے منظر اسلام  
 رکھی احمد رضا نے تیری بناء  
 قصر جاہاں ہے منظر اسلام  
 مہتمم تیرے جیوالا اسلام  
 تو افہ دیواں ہے منظر اسلام  
 شاہ جیلانی کا تو پروردہ  
 باغ ریحماں ہے منظر اسلام  
 اک صدی سے سائے علمی پر  
 مر رخشاں ہے منظر اسلام  
 آئینہ خانہ امام رضا  
 کوئے جاہاں ہے منظر اسلام  
 قبلہ علم و فن ، مدار ہمد  
 ماغریاں ہے منظر اسلام



فقر رضوی کے پھول کھلتے ہیں  
 سیکنان ہے منظر اسلام  
 خدمت دیں و سنیت کیلئے  
 خود نمایاں ہے منظر اسلام  
 اس میں صدر شرع نے درس دیا  
 ناز شاہاں ہے منظر اسلام  
 دیکھ کر مکر و کید پوچھلی  
 زہر خنداں ہے منظر اسلام  
 چھٹ ہی جائے گا نجد ریت کا دھواں  
 کیوں پریشاں ہے منظر اسلام  
 باقی سرکواٹھاتے ڈرتے ہیں  
 تیج براں ہے منظر اسلام  
 فخر کلی بند کے بدلتے پر  
 تجھے کوشایاں ہے منظر اسلام  
 بند و بیرون بند دنیا میں  
 ماہ تاباں ہے منظر اسلام  
 جس کاہر گل جائے گلشن ہے  
 وہ گلستاں ہے منظر اسلام

قوم و ملت کا درد لہجوتے میں  
 قلب سوزاں ہے منظر اسلام  
 فصل علماء کی یہ اگاتا ہے  
 باغ رشواں ہے منظر اسلام  
 مرکز علم و فہم قرآنی  
 باب عرفاں ہے منظر اسلام  
 جو بھی سنی ہے تیرا ہے ممنون  
 تجھ پہ قریاں ہے منظر اسلام  
 جھو لیاں بھر لو طالبان علوم  
 فیض ساماں ہے منظر اسلام  
 کفر ساماں ہے گزر عدد کیا ڈر  
 حق بدلاں ہے منظر اسلام  
 علم و تقویٰ کی پیاس کے مارو  
 آب حیاں ہے منظر اسلام  
 عالم سنیت جہاں تک ہے  
 نور افشاں ہے منظر اسلام  
 نور والوں کی جلوہ گاہ ہے یہ  
 قصر خواہاں ہے منظر اسلام  
 یادگار رضا تجھے لے بدر  
 ان کا دلاں ہے منظر اسلام



# مرکز اہل سنت منظر اسلام

از قلم: الحاج قاری محمد سلیم رضا خان صاحب بریلی شریف

میرے جد کریم، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنے دینی و تجدیدی کارناموں سے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔ وہیں ۱۳۶۲ھ میں منظر اسلام کا قیام فرما کر ایک اور احسان کیا۔ منظر اسلام سے قبل مدوۃ العلماء دیوبند اور علی گڑھ کالج وجود میں آچکے تھے۔ علم دین کے فروغ اور مسلمانوں کو تعلیمی پیمانہ گی سے نکالنے کے نام پر مسلمانوں کے عقائد و ایمان کو پامال کرنے کا جو مشن یہ چلا رہے تھے۔ اس کا توڑ صرف مدرسہ کا قیام تھا ایک ایسے دینی تعلیمی ادارہ کا قیام جہاں مسلک امام احمد رضا کی روشنی میں طالبان حق کو اس طرح علم و عقل سے آراستہ کیا جائے کہ بد مذہبیت اور نیچریت کی کلودگی سے محفوظ رہ کر یہ قوم ملت کو قرآن و سنت سے جوڑ دیں اور محبت رسول کی دلوں میں شمعیں جلا کر ہر سمت صدیقی روشنی اور بلالی اجالا برپا کر دیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسی کار عظیم کیلئے منظر اسلام کا قیام فرمایا اور دیکھتے دیکھتے برصغیر ہندوپاک کے صحیح العقیدہ مسلمان اس کی جانب متوجہ ہونے لگے امام احمد رضا کی حیات ظاہری میں ہی ملک العلماء، مفتی اعظم عزیز غوث، برہان ملت جیسے مشاہیر عالم اس وارہ سے علم و عشق کے پیکر بھر نکلے اور ایک زمانہ ان کے فیضان سے مالا مال ہونے لگا۔ سولہ سترہ سول میں منظر اسلام نے اپنی ترقی کا وہ سفر طے کر لیا جس کیلئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد راقم کے پردادا سیدنا حمید الاسلام اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے کام کو آگے بڑھایا مدرسہ کی تعمیر بھی کرائی لاہوری قائم فرمائی اور اس کا حلقہ اثر دور دور تک قائم کر دیا آپ کے زمانے کے صرف یہی دو فارغین حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہما ایسے ہیں کہ آج عالم اسلام میں ان کے تلامذہ کا ایک توری سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

جد امجد سیدنا مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کا اثاثہ قربان کر کے منظر اسلام کو ہر طرح کے خزان سے نکالا اسے علوم و معیہ کے باوصف عربی و ادب کا ایک مرکز بنادیا مالی استحکام عطا اشاعتی امور میں تیزی آئی علماء اور مفتیوں کی تربیت یافتہ فوج نکل نکل کر باطل کے قلعوں میں زلزلے برپا کرنے لگی علم دین رسول اور عشق رسول کا پرچم لہرانے لگا۔

میرے والد گرامی وقار حضرت ربیعان ملت قدس سرہ العزیز نے اسلاف کی بسائی ہوئی اس علمی و تربیتی

دنیا کو وسعت دی اور اسے تعمیری اشاعتی اعتبار سے نئے جہات سے آشتاء کیا الہ آبادیو رؤ سے الحاق کر آکر طلبہ کیلئے ہاؤ قار طریقے سے نیلاب و اکیا مدر سین کی تحفہ اہوں کی حمایت گورنمنٹ کی امداد سے مضبوط کر دی کئی کئی سو علماء حفاظ اور قراء فارغ ہو کر ملک اور بیرون ملک میں دینی تبلیغ اور فروغ علم کا فریضہ انجام دینے لگے منظر اسلام کو یورپ و افریقہ میں متعارف کرایا اور اس کا دائرہ و حدتائی چلا گیا۔

آج میرے برادر اکبر حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب قبلہ کے اہتمام میں منظر اسلام سے ہزاروں علماء قراء اور حفاظ نکل کر مشرق و مغرب میں دین و سنت اور محبت و رسالت پناہی کا اجالا پھیلانے میں مصروف ہیں۔

برادر معظم نے منظر اسلام کو عصری تعلیم سے جوڑ کر ایک اور بڑا کام انجام دیا ہے اور انہیں کے زمانہ میں منظر اسلام ایسا صد سالہ جشن برپا کر رہا ہے

منظر اسلام ایک ایسا چراغ ہے جس سے مدارس کے لائقہ اوچراغ روشن ہوئے اور اس کا دائرہ و حدتائی شریف سے لیکر بنگلہ دیش پاکستان، اور افریقی و یورپی ممالک تک پھیل گیا۔ عصر حاضر کے ہر سنی مدرسہ میں منظر اسلام کا حسین منظر نظر آتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کے منظر سے زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ موجودہ سنی علماء کی اکثریت منظر ہی کے فارغین اور اساتذہ کے تلامذہ میں ہیں اور اس طرح منظر ہی کا جو ہر ہر ایک کی تعلیم و تربیت اور شخصیت میں کار فرما ہے۔ بلاشبہ جامعہ منظر اسلام مرکز اہل سنت ہے۔

بایضیٰ مرکز اہل سنت ہے تو  
یہ تری مرکزیت سلامت ہے  
اسے بریلی میں باب جنت ہے تو  
یعنی جبریلہ گاہ اعلیٰ حضرت ہے تو



## منظر اسلام مرکز اہل سنت کیور؟

از قلم :- ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

**یادگار اعلیٰ حضرت :-** ”منظر اسلام“ (سن تا سن ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء) نہایت وقار

و کامرانی کیساتھ اپنا سو سالہ تدریسی سفر طے کرتے ہوئے نیر ہا اعلیٰ حضرت۔ حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں قبلہ کی سربراہی و اہتمام میں نئی جہ و تاب اور توانائی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

عشق مصطفیٰ دین مصطفیٰ اور علم دین مصطفیٰ کی اشاعت کا اہم کردار ادا کرتے ہوئے غلبہ اسلام کا جو عظیم کارنامہ منظر اسلام نے انجام دیا ہے اس نے مدارس اسلامیہ کی تاریخ میں ایک زریں باب کا اضافہ کر دیا ہے

منظر اسلام کے قیام سے قبل دہلی، کھنڈ، کانپور، جوپور، پٹنہ، برہم پور، بریلی شریف کے پڑوسی اضلاع بدایوں (مدرسہ شمس العلوم سن تا سن ۱۸۹۹ء) بانی حضرت مولانا عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ (پہلی بحیثیت (مدرسہ الحدیث سن تا سن ۱۸۹۳ء) بانی حضرت محدث سورتی قدس سرہ العزیز) میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن ان کیساتھ خصوصیت سے مدرسہ اہل سنت کا تعلق نہیں لگا لیکن اسے بڑی برکتوں والی ذات عبد مصطفیٰ، عظیم البرکت امام احمد رضا رضی الرحمن کی برکات اور ان کا عشق و رسالت مآب علیہ التحیۃ و السلام نے منظر اسلام کے قیام کے ساتھ ہی اس پر مدرسہ اہل سنت کا لیل چسپاں ہو گیا اور اس پر وقار کا ٹیٹل اور نام امام اہل سنت نے متحدہ ہندوستان کے اہل سنت و جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرا دی۔

”منظر اسلام“ کے پہلے جشن دستار فضیلت میں گوصرف دو فضلاء۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بیہاری قادری عظیم آبادی اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی۔ رحمۃ اللہ علیہا ہی فارغ ہوئے لیکن جشن میں شرکت کیلئے بدایوں، پٹنہ، برہم پور، حیدر آباد اور دور دور شہروں کے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لائے، اسی سے منظر اسلام کی اہمیت و عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

**(۱) دورِ رضا :-** دور رضا میں مولانا رحمہ الہی منگلوری مولانا بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور حسین

رامپوری، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی قدس سرہم اور خود مظہر اسلام کے مستم شہزادہ اعلیٰ حضرت چچہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ جیسے علم و فقہ کے قد آوروں نے درس و تدریس سے طلباء کی تربیت اور شخصیات کی تعمیر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ملک العلماء، شہزادہ رضا مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں، برہان ملت مولانا بہار الحق جبل پوری بر اور زادہ رضا مولانا حسنین رضا خاں، مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہم جیسے انمول ترین، مشاہیر فضلاء اور آسمان علم و فضل کے ماہ و نجوم پیدا کئے کہ آج جن کی تابانی سے جہان سنییت اور کائنات علم و فضل ضیاء پا رہے۔

(۲) دورِ حجة الاسلام :- اٹھحضرت امام احمد رضا کے وصال (۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے بعد خانقاہ عالیہ رضویہ دارالافتاء اور مظہر اسلام وغیرہ کی ذمہ داریاں چچہ الاسلام علیہ الرحمہ والرضوان کے پاس آگئیں۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کے بعد ہندوستانی سیاست نیز دیگر معاملات میں جو اتھل پھٹل چھڑ رہی تھی اس سے کوئی بھی ذی شعور ہواوقف نہیں ہے۔ دن بدن مذہبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشی شعبوں میں نئے نئے فتنے جنم لے رہے تھے اور ہر فتنہ ہندی مسلمانوں ہی کو لپیٹ میں لے رہا تھا۔ شدھی تحریک، کانگریس اور مسلم لیگ کی چپقلش اور دونوں کا مسلمانوں کو اپنے دام و تھکن میں پھنسانے اور جکڑنے کی سازشیں، جمہوریت علماء ہند اور ایدہ الکلام آزاد جیسے مذہب آزاد نیچریوں کی اسلام اور مسلم کشی اور بد مذہب سے مناظرے لیکن ہر باطل سے نبرد آزمائی کرتے ہوئے مظہر اسلام کی ترقی کیلئے آپ کو شاں رہے۔ خانقاہ عالیہ رضویہ کی تعمیر ۱۳۲۲ھ سے خانقاہ ہی کے وسیع و عریض چھت پر جلسہ دستار فضیلت کا انعقاد، حامدی لائبریری کا قیام یہ اہم کام چچہ الاسلام ہی نے انجام دیئے۔ حضور اعظم حضرت ہی کی طرح چچہ الاسلام نے بھی مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے اہل دول سے اپیل نہیں کی۔ ہاں جن مخیرین و مخلصین اور مریدین و معتقدین اور متوسلین نے رضا کارانہ طور پر تعاون کیا انکے لئے دعا کریں گے۔

آپ ہی کے دورِ اہتمام میں شیر پختہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں، حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد گورداسپوری، حضرت مولانا تقدس علی خاں، حضرت مولانا الیاس سیالکوٹی، حضرت مفتی اعجاز رضوی، حضرت مفتی وقار الدین، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مفتی اعجاز ولی اور مفتی مختصر علی نعمانی۔ جیسی تاریخ ساز شخصیات مظہر اسلام سے فارغ ہوئیں۔

(۳) دورِ اہتمام مفسر اعظم :- حضور چچہ الاسلام قدس سرہ العزیز کے وصال ۱۹۳۳ء کے بعد



حضور مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں (خلف اکبر چہ الاسلام) نور اللہ مرقدہ منظر اسلام کے مستم و سربراہ اعلیٰ ہوئے (ان سے قبل حضور چہ الاسلام کے داماد مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ) ۱۹۳۸ء تک مستم رہے۔ ان کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد ایک مقامی شخص مسمیٰ فیاض زبردستی اہتمام پر قابض ہو گیا اور مدرسہ کو ہر اعتبار سے ملانے پر تل گیا۔ رضوی حامی حضرات اور مسلمانان اہل سنت نے سرکار مفسر اعظم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو آپ نے قانونی چارہ جوئی کر کے فیاض کو بے دخل کیا اور اہتمام و انصرام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ تقسیم ہند عمل میں آچکی تھی، انفرادی کا عالم تھا اور فیاض عیار اور اسکے رفقاء کار نے منظر اسلام میں خوب خرد برد کی تھی، بڑا بخرانی دور تھا، مدرسین، طلباء سب پریشان لیکن مرد مومن سیدی مفسر اعظم نے ہر مشکل کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مدرسہ کی حالت سدھاری، بڑا علوم حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب جیسے علم و فضل کے پیکر اور انکے تائیدین کی اذ سر نو تقرری کی۔ طلباء کے قیام و طعام یہاں تک کہ نادر اور ذی استعداد طلباء کیلئے وظیفہ کا انتظام کیا خود درس دیتے اور گھرانے بھی فرماتے مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے تبلیغی اسفار شروع کئے، کتب و رسائل کی اشاعت کا اہتمام کیا، طغمرہ جات تیار کرائے اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء فرمایا، سال بسال آمد و رفت کی روداد بھی ماہنامہ میں شائع فرماتے اس طرح آپ نے نہ صرف ہندوستان بلکہ نیپال اور پاکستان وغیرہ تک منظر اسلام کے روابط و اثرات قائم فرمادیئے جامعہ ازہر مصر سے عربی زبان و ادب کے استاذ مولانا عبد التواب صاحب کو بریلی شریف بلوایا اس طرح عربی انشاء اور بول چال میں طلبائے مدرسہ کو اچھی طرح مہارت ہو گئی تعلیمی معیار بلند ہوا۔

آپ کے تینوں صاحبزادگان - ریحان ملت حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان علیہ الرحمہ، حضرت مولانا تنویر رضا خان صاحب (منقود الخیر) اور حاج العلماء علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری قبلہ بھی آپ کے تلامذہ میں ہیں اور ”منظر اسلام“ کے طلبہ میں ہیں۔ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ ”منظر اسلام“ سے فارغ ہو کر مزید تعلیم کیلئے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے۔

حضور مفسر اعظم کے دور اہتمام کے چند مشاہیر فضلاء کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد عارف صاحب پانپاروی۔ (جو منظر اسلام کے شیخ الحدیث بھی رہ چکے ہیں) حضرت مولانا مظہر حسن بدایونی، حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب (مقیم ہالینڈ) حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب (موجودہ شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام)، مولانا شاہ محمد صاحب (مقیم افریقہ)، مولانا محمد ضیف صاحب

(مقیم برطانیہ) مولانا محمد صفی صاحب (مقیم برطانیہ) کو غیر آپ کے دورِ اہتمام کے فضلاء میں ہیں۔

(۴) دورِ اہتمام ریحانِ ملت:- حضرت مفسرِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال (۱۹۶۳ء) کے

بعد ان کے خلفِ اکبر حضرت ریحانِ ملت علیہ الرحمہ مولانا محمد ریحان رضا خان قدس سرہ العزیز ”جامعہ منظر اسلام“ کے مہتمم ہوئے۔

یوں تو ”منظر اسلام“ کے ہر مہتمم نے اپنے دور میں اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا لیکن تعمیر، چلی سٹی اور ”منظر اسلام“ کے دائرے کو وسعت دینے کے اعتبار سے دورِ اہتمام ریحانِ ملت کو اس جامعہ کا زرین دور کہا جائے تو نامناسب نہیں ہوگا۔ حضرت ریحانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامعہ کی ثمارت کی تعمیر نو، رضا مسجد کی نئی تعمیر، افریقی دارالافتاء کے قیام، امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی اشاعت بالخصوص امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن۔ ”کنز الایمان“ کی فوٹو اسٹیٹ پر پہلی بار اشاعت، ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ کی توسیع اشاعت، جامعہ سے ہر سال کنڈر کا اجراء، ”رضابرقی پریس“ کا قیام مختلف ذرائع سے جامعہ کے مالی استحکام اور موریشس، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ، اور امریکہ وغیرہ ممالک کے تبلیغی اسفار کے ذریعہ سلسلہ رضویت کے ساتھ جامعہ کا دور دور دیسوں میں پھر پور تعارف اور غیر ملکی طلبہ کو جامعہ منظر اسلام میں برائے تعلیم لانے میں جواہم کردار ادا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور کج جامعہ کے اساتذہ، کلرکوں اور چیراسیوں کی تنخواہیں گورنمنٹ سے ملتی ہیں۔ اس طرح جامعہ مالی اعتبار سے بھی مضبوط ہو اور کام میں تیزی آگئی۔ دارالافتاء کی طرف بھی توجہ دی۔ مفتی محمد جمالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ شیخ الحدیث کی حیثیت سے ”منظر اسلام“ میں لائے۔ عصری تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ جامعہ کی سند کو گورنمنٹ سے تسلیم کرایا۔ اور اسے گریجویٹیشن کے مساوی تسلیم کیا گیا۔ اس طرح جامعہ کے فارغین کو انٹر میڈیٹ اسکولوں میں ہیڈ مولوی اور اردو ٹیچرس کی حیثیت سے ملازمت بھی ملنے لگی۔ حضرت ریحانِ ملت ہی کے دور میں مولانا احمد مقدم، مولانا عبدالمادی، مولانا عبدالحقید پالمر، مولانا سید محمد حسین، حافظہ قاری خلیل احمد وغیرہ افریقی طلبہ یہاں سے فارغ ہوئے جو آج دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ لڑکے کے طلبہ بھی آپ کے ہی دور میں ”منظر اسلام“ میں تعلیم کیلئے آئے۔

(۵) عصرِ حاضر میں منظر اسلام:- حضور ریحانِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال (۱۹۸۵ء) کے بعد ان کے خلفِ اکبر

مولانا سبحان رضا خان سجائی میاں قبلہ پر جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری آئی۔

حضرت سجائی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے استاذ العلماء حضرت مولانا نظام الدین صاحب علیہ



الرحمہ کی تقرری کی۔ دارالافتاء اور جامعہ کے روابط اور اثرات اور بھی نئے حلقوں اور دور دور تک قائم کرائے میں آویزش میں ہیں۔ جامعہ کی درسگاہوں میں اضافہ کیا، کچھ نئی تعمیر بھی کر لی، جامعہ کی تیسری منزل کی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ رضا مسجد کی دوسری منزل اور خانقاہ عالیہ کی تعمیر نو اور توسیع کا کام کیا، چند تازہ دم اور ذی استعداد اساتذہ کی تقرری کی حضرت مولانا غلام مجتہبی اشرفی صاحب جیسے مانے ہوئے محدث اور قابل استاذ کی دوبارہ جامعہ میں تقرری کی۔ جامعہ میں عصری تعلیم اور کمپیوٹر کورس کا بھی انتظام کیا۔ ہر سال تین چار سو کے بچ علماء قراء اور حفاظ اس جامعہ سے آراستہ و بیراستہ ہو کر نکل رہے ہیں اس طرح ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲ سالوں کے درمیان فضلاء، حفاظ، قراء، یرساں سے فارغ ہو کر دین شہین کی تبلیغ، سبیت کی اشاعت اور قوم و ملت کی فلاح و صلاح کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ منظر اسلام کو ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت میں تبدیل کر دیا ہے۔ یوں تو طلبہ مستقل طور پر رہائش اختیار کر کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن ملک و بیرون ملک کے مختلف مدارس کے طلبہ بھی یرساں سے امتحان و بکراستاد حاصل کرتے ہیں اور اس طرح ”منظری“ ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

## منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟

کسی بھی مرکز یا دہستان کو یوں تو کسی مقام، شہر یا ادارہ سے منسوب کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کسی فرد یا افراد ہی کی وجہ سے وجود پذیر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے بریلی شریف کو شرافت اور مرکزیت کا شرف امام احمد رضا کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ لیکن بریلی شریف کی مرکزیت ظاہر ہے امام احمد رضا کی کسی یادگار کو ہونا چاہئے اور ایک دینی، تعلیمی ادارہ ہی مرکز کہلانے کا صحیح حقدار ہو سکتا تھا۔ پس عہد رضا ہی میں برصغیر کے علماء و مشائخ نے اسے مرکز اہل سنت تسلیم کر لیا۔ جو مٹری کے اصول سے مرکز محض ایک نقطہ ہوتا ہے جسکی لہائی، چوڑائی، اونچائی، موٹائی، نہیں ہوتی کیت و کیفیت دونوں اسی کے رہین منت ہوتے ہیں۔ مرکز سے نصف قطر (Radius) نقطہ نقطہ کر کے بڑھتا چلا جائے تو دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ نصف قطر، قطر، محیط، اور رقبہ دائرہ میں مرکز ہی کا نقطہ کار فرما ہوتا ہے۔ یہی نقطہ ایک بقی، ایک جوہر اور روح کی مانند دائرہ کے اندر اس کے محیط، قطر، نصف قطر، زاویہ اور گوشہ گوشہ میں دوڑتا رہتا ہے، سرایت کئے رہتا ہے۔ منظر اسلام کے اولین فارغین میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے عہد ۱۹۳۲ میں ”دارالعلوم مظہر اسلام“ قائم فرمایا۔ منظر کا دائرہ بڑھا۔ مظہر میں منظر جلوہ ریزیوں کرنے لگا۔ ملک العلماء، وہاں ملت، مولانا حامد علی قاروقی، مفتی غلام جان ہزاروی، وغیرہ

فضلاء منظر اسلام کے ذریعہ اس کا دائرہ پھیلے گا اور پھر اس کا دائرہ پھیلے گا اور پھر اس کا دائرہ پھیلے گا۔

دورِ چہالہ اسلام، دورِ مفسرِ اعظم اور دورِ روحانِ ملت کے قارئین میں سے اگر صرف چند مشاہیر ہی کو لے لیں، مثلاً حافظِ ملت، محدثِ اعظم پاکستان، شیرِ چشمِ اہل سنت۔ مولانا تقدس علی خان، مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الواحد، علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری، مولانا سید عارف صاحب، مولانا صفی، مولانا محمد ضیف، مولانا منان رضا خان منانی میاں، مولانا احمد مقدم، مولانا عبد الباقی، غیرہ تو جمع کیجئے ہیں۔ کہ اس کا دائرہ پھیلے گا اور پھر اس کا دائرہ پھیلے گا اور پھر اس کا دائرہ پھیلے گا۔

سے ہوتا ہوا ہالینڈ، برطانیہ، افریقہ تک پھیلتا چلا گیا حضورِ حافظِ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد رکھی، محدثِ اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظر اسلام فیصل آباد قائم کیا۔ مولانا تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم راشدیہ پیر جو گوٹھ (پاکستان) قائم کیا۔ مفتی ظفر علی نعمانی نے دارالعلوم امجدیہ، کراچی کی بنیاد رکھی، حضرت مولانا منان رضا خان منانی میاں صاحب نے حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ کی سرپرستی میں جامعہ نوریہ رضویہ قائم کیا۔ ظاہر ہے ان تمام اداروں میں منظر اسلام ہی کا جلوہ ہے اسی کا جوہر ہے۔ منظر اسلام کے چرچے سے کتنے چرچے جلتے، کہاں کہاں اس کی روشنی نہیں پہنچی۔ علاوہ اس کے شیرِ چشمِ اہل سنت نے پہلی بحیثیت سے لکچر گزرات اور رنگون تک تمام امام احمد رضا اور انکی یادگار منظر اسلام کے جلوے بکھیرے، منظر دکھائے۔ ہالینڈ، برطانیہ، اور افریقہ میں موجود منظر اسلام کے فضلاء و قراء نے ان ممالک اور دور دیسوں میں منظر کی جھلکی دوڑا کر ہر سمت نور و توانائی پھیلائی اور اسے مزید وسعت دینے میں مصروف ہیں۔

جو لوگ صرف کمیت کے قائل ہیں وہ انصاف سے کام نہیں لے رہے ہیں۔ کیت پر کیفیت کو فوقیت حاصل ہے۔ منظر اسلام کی کیفیت ہی میں اس کی کیت بھی ضم ہے۔ ویسے ظاہری اعتبار سے منظر اسلام کے پاس بھی سب کچھ ہے۔ درس گاہیں، ملا بھری، دارالافتاء، ہال، آفس، دارالافتاء وغیرہ۔

منظر اسلام کو عہدِ رضاہی میں مرکزِ اہل سنت ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ البتہ عہدِ عبد الامام احمد رضا کے نام اور کارناموں اور خود اپنی علمی عظمت اور مشاہیر فضلاء کی تعلیم و تربیت اور ان کی شخصیات کی تعمیر کی وجہ سے اس کا حلقہ بڑھتا چلا گیا۔ اسکی مرکزیت کو جلاء و ضیاء اور استحکام و توانائی ملتی چلی گئی۔ منظر اسلام کی کیفیت میں وہ کیفیات ضم ہیں جن کے سامنے کیت ہی نظر آتی ہے۔

**منظر اسلام۔ مدارس کے نظامِ شمس کا مہر درخشاں:-**

منظر اسلام۔ محض کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ دین و سنیت کی تحریک، باطل شکنی کی تحریک۔ ناموس



رسالت کے دفاع و تحفظ کی تحریک، امت مسلمہ کی صلاح و فلاح اور خالی کی تحریک اور عشق رسالت مآب ﷺ کی تحریک، شروع علم دین کی تحریک، ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ کالج منظر اسلام سے بہت پہلے وجود میں آچکے تھے یہ ادارے فرنگی حکومت کے مالی انداز سے بندہ بھی اور تفریق بین المسلمین کے مشن کو پروان چڑھا رہے تھے انہیں حکومت فرنگ کی سرپرستی حاصل تھی۔ دیوبندیت، ندویت، اور نیچریت کیساتھ ساتھ قادیانیت بھی سہیت کے ماحول میں اکودگی پھیلا رہی تھی۔

مدارس اہل سنت گو تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ مگر بد مذہبی کی اکودگی کو روکنے میں کوئی اہم کردار نہیں ادا کر رہے تھے بعد ازاں اور فرنگی محل خود نیچریوں اور کانگریس کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔ منظر اسلام قائم ہوا تو ماحول کی مسموم اکودگی دور ہونے لگی۔ ہر سمت سہیت کا اجالا پھیلنے لگا، عشق مصطفیٰ ﷺ اور نیاز کشی لولیا کی خوشبو بکھر نے لگی۔ مدارس کا ایک نٹ ورک (Network) بنا شروع ہو گیا، تبلیغی مشن میں تیزی آئی۔ اور ظاہر ہے یہ برق صرف مرکز سے دوڑ سکتی ہے۔ یہ توانائی صرف مرکز سے ہی پھیل سکتی ہے۔

منظر اسلام نے سیاسی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی، ہر شعبہ حیات میں اپنا مثبت اور تقدیری رول ادا کیا اور آج یہ ستارہ نور ایک آن بان کے ساتھ کھڑا ہوا اور ہمنائی کا کارنامہ انجام دیرہا ہے۔

مرکز اہل سنت زندہ باد۔ یادگار اعلیٰ حضرت زندہ باد۔ منظر اسلام پیا کندہ باد

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر جملوں میں تعارف

از: مفتی زامن سید ریاض الحسن جیلانی قادری حامدی (حیدر آباد سندھ پاکستان)

جن کی خدمت سے کروڑاں ہے چراغ ملت	جن سے کائنات ہے ہر ظلمت کفر و بدعت
رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کریں درد زبان	میں کروں عرض کہ وہ کون ہیں اکھسرت
بتاتا ہوں تمہیں عنوان میں اپنے فسانے کا	اُوب سے سر جھکاؤ وقت ہے یہ سر جھکانے کا
جگر کو تھام لو اب نام نالی اب یہ آتا ہے	حضور احمد رضا جو ہے مجدد اس زمانے کا



در شان ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام و صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحانی رضا  
حاج صاحب عرف سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بریلی شریف، یوپی۔

از قلم :- نقیب اہل سنت حضرت علامہ علی احمد صاحب سیدانی ایڈیٹر "ماہنامہ البرکات" حسن پورہ سیدان بہار

واصف شاہ دلی ہیں آپ سبحانی میاں  
عاشق خیرالواری ہیں آپ سبحانی میاں  
حضرت حسین عالیشان پر قربان ہیں  
غوث اعظم پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں  
حیرگی بھاگے نہ کیوں یوں سرعت رفتار سے  
نیر چرخ ہدی ہیں آپ سبحانی میاں  
خانقاہ رضویہ کی شان و شوکت دیکھ کر  
شاہ دہلی سے سد ہیں آپ سبحانی میاں  
پیاد کے سند رچمن کے مسکراتے پھول کی  
خوشبوئے فرحت فزا ہیں آپ سبحانی میاں  
اہل سنت کے دلوں کی مسندِ دیشین پر  
ہر گھڑی جلوہ نما ہیں آپ سبحانی میاں  
آپ کی سجادگی سے اہل سنت شاد ہیں  
سچ و سچ اہل رضا ہیں آپ سبحانی میاں



آپ کی توقیر دل سے کیوں نہ اٹل دیں کریں  
 دین حق کے پیشوا ہیں آپ سبحانی میاں  
 عظم اعلیٰ یقیناً والد ماجد کے بعد  
 منظر اسلام کائیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ روشن آپ کے دم سے نور وحانی گھن  
 چرخ دیں کا چند رہا ہیں آپ سبحانی میاں  
 گلشن احمد رضا خاں قادیانی کا بالیقین  
 عندلیب خوشنوا ہیں آپ سبحانی میاں  
 زندگی ہے وقف ساری خدمت دیں کیلئے  
 دین داور پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 حق پرستی آپ کی عالم میں یوں مشہور ہے  
 حق قول حق صد اہیں آپ سبحانی میاں  
 منظر اسلام کا عالم میں شرہ دیکھ کر  
 محو در شکر خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 بے دعاؤں میں اثر کہتے ہیں سب اہل سنن  
 صاحب دست شفاء ہیں آپ سبحانی میاں  
 جس سے روشن ہے یقیناً اومیت بالیقین  
 چشم باطن کی جلا ہیں آپ سبحانی میاں  
 حضرت رحیم رضا خاں صاحب کردار کی  
 زندگی کا دعا ہیں آپ سبحانی میاں  
 منصب سجادگی پر کیوں نہ ہوتے ضو قلن  
 عالم حق آئیں آپ سبحانی میاں

چہ الاسلام کے پیکر نبیرہ آپ ہیں  
 نور چشمان رضا ہیں آپ سبحانی میاں  
 دل کے دامن بھر گئے گلہائے رنگارنگ سے  
 گلشن صدق و صفا ہیں آپ سبحانی میاں  
 ہر طرف ہے روشنی ہرست جلووں کا ہجوم  
 مردانش کی ضیاء ہیں آپ سبحانی میاں  
 مکتبہ رحمانیہ میں منقبت لکھی ہے یہ  
 پر تو ربیحاں رضا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ بھیجیں خیر سے غلہ خدا کی سمت آپ  
 جلوۂ خیر الو نری ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کے علم و عمل کی روشنی ہے کوہ کو  
 تاج حکم خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ باطل کا شرارہ منتشر ہو جائے یوں  
 قہر برائے دعا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی مدحت سرائی کیوں نہ ہم دل سے کریں  
 مشفق اہل وقاہیں آپ سبحانی میاں  
 حکم کے دیووں سے ہر دم ہر سر پیکار ہیں  
 قاصع قصر جفا ہیں آپ سبحانی میاں  
 علم کے جلووں کی کثرت ہر طرف ہے دہر میں  
 علم کا شمس سما ہیں آپ سبحانی میاں  
 اہل سنت پی رہے ہیں آپ کے ہاتھوں سے جام  
 ساقی جام ہدیٰ ہیں آپ سبحانی میاں



جس میں دیکھیں آدمیت کے رخ روشن کا حسن  
 وہ تجلی آئینہ ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی عزت کریں دل سے نہ کیوں اٹل ستن  
 فیض محبوب خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 جس سے دل کے گلستاں کے گل نکلتے ہو گئے  
 وہ بہار دکھاتا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کے فیض و سخا کی دھوم ہے چاروں طرف  
 موج دریا ہے عطا ہیں آپ سبحانی میاں  
 آپ کی خدمات عالیشان سے شا داں ہیں لوگ  
 تاثر دین خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیسے دامن آپ کا میں چھوڑ دوں بتائیں لوگ  
 میرے بھی حاجت روا ہیں آپ سبحانی میاں  
 ہم غریبوں کے سروں پر آپ کا سایہ رہے  
 بالیقین غل جاہیں آپ سبحانی میاں  
 ذکر کیوں نہ آپ کا ہم ہر جگہ ہر دم کریں  
 ذاکر ذات خدا ہیں آپ سبحانی میاں  
 کیوں نہ لکھوں منقبت کے شعر دل سے اے علی  
 مدح خواہن مصطفیٰ ہیں آپ سبحانی میاں  
 یہ علی بے نوا ہے آپ کے در کا گدا  
 اس کے بھی مشکل کشا ہیں آپ سبحانی میاں

## یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے

از قلم :- مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دینا چوری خطیب و امام رضا مسجد درگاہ اعلیٰ حضرت مدینہ شریف

خیرِ رشد و ہدایت منظرِ اسلام ہے  
 یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے  
 غوثِ دوختہ و رضا حامد کی جنتِ فیض سے  
 علم کا دریائے رحمت منظرِ اسلام ہے  
 متقی اعظم، شہ جیلانی و ربیعانِ مرے  
 سبکی حاصل جس کو خدمت منظرِ اسلام ہے  
 مرکزِ بیت کا جو دعویٰ کرتے ہیں ان سے کہو  
 مرکزِ علم و عقیدت منظرِ اسلام ہے  
 اس سے علم و فضل کے عالم میں لاکھوں گلیں کھلے  
 علم کی فردوسِ عظمت منظرِ اسلام ہے  
 تیرے دشمن مٹ گئے لیکن تو باقی ہے ابھی  
 یہ تری زندہ کرامت منظرِ اسلام ہے  
 مرتبہ تیرا نہ کیوں اعلیٰ ہو پیارے کیوں کہ تو  
 فیضیابِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ہے  
 حضرت سبحانِ رضا کی کوششوں سے مومنوں  
 روز و شب ماکمل یہ ذیت منظرِ اسلام ہے  
 ایک نوری ہی نہیں کہتے ہیں یہ سب حق پرست  
 اعلیٰ حضرت کی کرامت منظرِ اسلام ہے



# سلام ببارگاہ منظر اسلام

از: مولانا امیر اسحاق رحیم نوری منظری بھیرہ ضلع چترال شریف

منظر دین حق یادگار رضا  
 تیری اس شان و نسبت پہ لاکھوں سلام  
 منظر علم و عرفان دین ہدی  
 تیری اس شان و شوکت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے دکھائی عالم کورہ ہدی  
 اور کیا دین اسلام کا حق ادا  
 کات کر رکھد یاجد بیت کا گلا  
 تیری اس شان و ہمت پہ لاکھوں سلام  
 سرگز سبیت ہے تو ہی خدا  
 بیکر دین حق ہے تری ہر ادا  
 قاطع کفر و بدعت تری ہر صدا  
 تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام  
 دفع جملہ آفات دیں ہے تو ہی  
 رفع جملہ حاجات دیں ہے تو ہی  
 ناشر جملہ احکام دیں ہر بلا  
 تیری اس شان و قوت پہ لاکھوں سلام  
 پرچم دین حق کا طرف دار ہے  
 رہبر سبیت اور دعاگار ہے

تو نے اسلام عالم میں پھیلا دیا  
 تیری اس شان و قدرت پہ لاکھوں سلام  
 شان اسلام تو جان اسلام تو  
 شہنشاہی حق کا ٹکڑا تو  
 تیری شان و شان ہے یہ رب کی عطا  
 تیری اس شان و قدرت پہ لاکھوں سلام  
 تیری عظمت کا شہرہ ہے ہر جامیوں  
 کیوں کہ ہے دیں کی عظمت کا تو پاساں  
 سرنگوں قصر باطل ہے تجھ سے سدا  
 تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام  
 قعر ذلت میں باطل ہے جا کر گر  
 جس جگہ نام کا تیرے خطبہ پڑھا  
 اہل باطل پہ ہے رعب چھایا ہو  
 تیری اس شان و سطوت پہ لاکھوں سلام  
 دین و ایمان تو نے عطا کر دیا  
 قعر ذلت سے ہم کو چاہی لیا  
 تیرا احساں ہے ہم پر یہ کتنا بڑا  
 تیری اس شان و رحمت پہ لاکھوں سلام  
 علم و عرفان بھی تو نے عطا کر دیا  
 رحمت حق سے ہم کو ملا بھی دیا  
 خدا مت دیں کا حق بھی لگا کر دیا  
 تیری اس شان و خدا مت پہ لاکھوں سلام



رہبر دین و عرفاں ہے توحید  
 حیرانِ پیغام عالم کو یہ مر  
 تمام لو دامن شاہ خیر الوہی  
 تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام  
 عظمت مصطفیٰ کا پرستار ہے  
 رحمت حق کا ہر دم طلبکار ہے  
 اہل سنت کا ہر دم تو ناصر رہا  
 تیری اس شان و نصرت پہ لاکھوں سلام  
 درس قرآن و سنت تر ا مشفق  
 غوث اعظم کا تو قادر ی سلسلہ  
 تیرے بانی ہیں سرکار احمد رضا  
 تیری اس شان و وحجت پہ لاکھوں سلام  
 ان مسائل کوئی الفتور کر جا ہے حل  
 سارے عالم میں جگہ نہ ہو کچھ بد ل  
 ایسے مشکل مسائل کی تو ہے دوا  
 تیری اس شان و وحدت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے مفتی ، محدث ، بھی پیدا کئے  
 اور مفسر ، مجدد ، بھی پیدا کئے  
 مفتی اعظم ہند تیری عطا  
 تیری اس شان و خلعت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے خفا ظ و قراء بھی پیدا کئے  
 اور مبلغ مدرس بھی پیدا کئے

تیرے ناصر ہیں سب انبیاء ؑ اولیاء ؑ  
 تیری اس شان و نصرت پہ لاکھوں سلام  
 سارے عالم کا تو مرکز نسبت  
 غوث و خواجہ رضا کی ہے تو مملکت  
 کتنی اعلیٰ ہے تجھ کو یہ نسبت عطا  
 تیری اس شان و نسبت پہ لاکھوں سلام  
 تو نے اسلام کا ڈنکا بجوا دیا  
 سارے عالم میں اسلام پھیلا دیا  
 تو نے اسلام و سنت کو وحشی بنادیا  
 تیری اس شان و قدر پہ لاکھوں سلام  
 دین احمد کا توی ہے سچا معنی  
 تیرا عالم میں کوئی بھی نہیں  
 ہے تیرے سر پہ تاج شریعت سجا  
 تیری اس شان و رفعت پہ لاکھوں سلام  
 ہجری تیرہ سو بائیس ہے تیری بناء  
 اور بانی ہیں سرکار احمد رضا  
 لب ہے چو وہ سو بائیس صدی بر طاء  
 تیری اس شان و قدر پہ لاکھوں سلام  
 تجھ کو سو سال خدا ت دیں میں ہوئے  
 علم و عرفان کے سب باب وا کر دیئے  
 جشن صد سالہ تجھ کو ہوا اب عطا  
 تیری اس شان و نعمت پہ لاکھوں سلام

مستقیم ہیں ترے شاہ سبحان رضا  
 من سے پہلے تھے سرکار ریناں رضا  
 تھی کیا ری ہے قسمت تری مرحبا  
 تیری اس شان و قسمت پہ لاکھوں سلام  
 بہتیاں آجک  
 ایک سے ایک اعلیٰ ہیں اور ذی فہم  
 تھے سلسلہ یہ عطا  
 تیری اس شان و عزت پہ لاکھوں سلام  
 جشن صد سالہ اللہ مبارک کرے  
 تا لبد سلسلہ یہ ہی جاری رکھے  
 رہے تیرے اذکارِ سدا  
 تیری اس شان و ہیبت پہ لاکھوں سلام  
 منظرِ بھی تو ہے یہ تری ہی عطا  
 اس کے حق میں شب و روز کر یہ دعا  
 یہ بھی ہو علم و عرفاں میں کائن خدا  
 تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام  
**یادگار اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ)**

(از مولانا امین رضاوی منقری بھیدی)

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 مرکز علم و ہدایت منظر اسلام ہے  
 منبعِ جود و سخاوت منظر اسلام ہے  
 معدنِ لطف و عنایت منظر اسلام ہے



مخزن رشد و ہدایت منظر اسلام ہے  
 مجمع صدق و عدالت منظر اسلام ہے  
 ماحی کفر و ضلالت منظر اسلام ہے  
 مظہر شان رسالت منظر اسلام ہے  
 درسگاہوں کا جہاں میں جس جگہ بھی ہے قیام  
 کر رہا سب کی لامت منظر اسلام ہے  
 کل جہاں کو دیتا ہے ہر لمحہ پیغام رسول  
 پیکر حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 پاساں اہل سنت منظر اسلام ہے  
 مرکز ہر اہل سنت منظر اسلام ہے  
 جتنے قابل مہمان دیں عطا اس نے کئے  
 ان کے فتوؤں کی حمایت منظر اسلام ہے  
 مفتی اعظم مرے مرشد اسی کی دین ہیں  
 اس وجہ سے اہل عظمت منظر اسلام ہے  
 جن کے فتوؤں سے لرزتا ہر جگہ بدوین ہے  
 میرے مرشد کی کرامت منظر اسلام ہے  
 قصر باطل میں ہمیشہ زلزلہ آتا رہا  
 اعلیٰ حضرت کی عنایت منظر اسلام ہے  
 کتنے کامل حافظ و قاری عطا اس نے کئے  
 حفظ و قراءت کی ہدایت منظر اسلام ہے  
 بالیاقت ہادیان دین بھی اس نے دیئے  
 جنکی شہرت کی ضمانت منظر اسلام ہے

افضل و اعلیٰ مناظر بھی عطا اس نے کئے  
 جن کے فتوؤں کی اعانت منظر اسلام ہے  
 محدث اعظم کچھوچھ بھی اسی کی دینا ہیں  
 ان کی عظمت کی بھی غایت منظر اسلام ہے  
 اور مفسر کتزالایمیں بھی اسی کی ہیں عطا۔  
 جن کی تفسیروں کی عظمت منظر اسلام ہے  
 یہاں شریعت کے مصنف بھی اسی کی دینا ہیں  
 جن کے ہر مسئلہ کی طاقت منظر اسلام ہے  
 جہ الاسلام آقا بھی اسی کی ہیں عطا  
 ان کا ہر قول و کرامت منظر اسلام ہے  
 ایسے پیچیدہ مسائل جن کا حل ملتا نہ ہو  
 ان مسائل کی وضاحت منظر اسلام ہے  
 وہ فتاویٰ عقل قاصر ہے سمجھنے سے جنہیں  
 ایسے فتوؤں کی علامت منظر اسلام ہے  
 اہل باطل کیلئے ہے یہ تو سیف حیدری  
 کرہادیں کی حمایت منظر اسلام ہے  
 الغرض جتنے اکابر آج تک اس نے دیئے  
 سبکی رفعت کی لانت منظر اسلام ہے  
 مرکزیت کا کوئی اسکے سوا دعویٰ کرے  
 ہے کھلی اس کی بغاوت منظر اسلام ہے  
 چونکہ مانے اس کو مرکز الحق الحقاً ہے وہ  
 مرکز ہر علم و حکمت منظر اسلام ہے

جوشہ مانتے اسکو مرکز اس کا ہے بے حد قصور  
 مرکز ہر ذی سعادت منظر اسلام ہے  
 کوئی مانے یا نہ مانے پر حقیقت ہے یہی  
 مرکز کل اہل سنت منظر اسلام ہے  
 واللہ مرکز تو یہی ہے عالم اسلام کا  
 علم و عرفان کی نہایت منظر اسلام ہے  
 علم و عرفان کی شرح ہے خوضات ہر روز و شب  
 کر رہا ہے دین کی خدمت منظر اسلام ہے  
 تشنگان دین کو اپنی چٹا سیں لوجھا  
 کر رہا ہیں کی اشاعت منظر اسلام ہے  
 ہر گھڑی ہوتا ہے اس میں درس قرآن وحدیث  
 بافتا دین کی دراشت منظر اسلام ہے  
 اعلیٰ حضرت کی نگاہ خاص اس پر ہے سدا  
 اس وجہ سے باحفاظت منظر اسلام ہے  
 منظر ہی بھی ہے حمد اللہ اسی ہی کی عطا  
 اس کا ہر طور لیاقت منظر اسلام ہے

”یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“

از قلم۔ عرس رضوی کے مستقل نقیب حضرت علامہ علی احمد صاحب سیوانی رضوی منظری، ایڈیٹر ماہنامہ ”البرکات“ حسن

پورہ سیوان (بیمار)

واصفِ اوصافِ قدرت منظر اسلام ہے

ذکرِ ذاتِ نبوت منظر اسلام ہے



اس کے سایے میں حفاظت کیوں نہ ہو اسلام کی  
 دین کی محکمہ عمارت منظر اسلام ہے  
 تشنگان علم دین مصطفیٰ کیواسطے  
 ہر شفاف شریعت منظر اسلام ہے  
 عالمان دین حق کی تربیت جس میں ہوئی  
 وہ حسین آغوش رحمت منظر اسلام ہے  
 اہل سنت کی جماعت کیلئے ہر دور میں  
 خالق عالم کی نعمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ ہم اسکی ترقی کیلئے کوشاں رہیں  
 حامی اہل شریعت منظر اسلام ہے  
 اہل دانش کا مشام جاں منظر کیوں نہ ہو  
 بوئے گلہائے شریعت منظر اسلام ہے  
 اس میں جو آیا وہ خلد پاک میں داخل ہوا  
 در حقیقت باغ جنت منظر اسلام ہے  
 چل کے دیکھو سر کے بل شر بریلی میں علی  
 ناصر علم شریعت منظر اسلام ہے  
 اہل دل کے دل کی دنیا کیوں نہ ہو پر نور لب  
 کوکب چرخ طریقت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ عشق مصطفیٰ کی آگ سے جل جائیں دل  
 عشق سرور کی حرارت منظر اسلام ہے  
 اپنے طلباء کے دلوں میں عزم بھر دیتا ہے یہ  
 پیر عزم و عزیمت منظر اسلام ہے

آدمیت کا سبق اگر بریلی لیجئے  
 درس گاہ آدمیت منظر اسلام ہے  
 میں بھی اس سے علم حق پا کر بخور بن گیا  
 کس قدر یہ باکرامت منظر اسلام ہے  
 سیکڑوں طلباء شریک درس ہوتے ہیں یہاں  
 درس گاہ انس و الفت منظر اسلام ہے  
 اہل تقویٰ معرفت کا جام ہے اگر نکلیں  
 ساقی جام طریقت منظر اسلام ہے  
 حضرت سچا رضا خاں کی نظر کافور ہے  
 خوشبوئے ربیعان ملت منظر اسلام ہے  
 جس کی ڈالی تھی بنا احمد رضا کی ذات نے  
 فیض قدرت کی وہ صفت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کدول سے چاہیں صاحبان علم و فن  
 ”یاد گاہ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“  
 ہند کے جملہ مدارس کے سروں کیواسطے  
 خوبصورت تاج عقلمت منظر اسلام ہے  
 خاندان اعلیٰ حضرت کیلئے ہر دور میں  
 اعلیٰ حضرت کی امانت منظر اسلام ہے  
 ظلم و استبداد کے سارے نشیمن جل گئے  
 حق پرستی کی حرارت منظر اسلام ہے  
 کفر کی تاریکیاں کافور ساری ہو گئیں  
 ماحی ظلمات بدعت منظر اسلام ہے

قصر باطل کی جو تھی بنیاد آخر بل گئی  
 قلعہ کفر و ضلالت منظر اسلام ہے  
 آج کے دور حوادث عہد خستہ حال میں  
 دین حق کا زیب و زینت منظر اسلام ہے  
 دل کی آنکھوں میں بھرو ہر لمحہ بڑھکر روشنی  
 نور چشمانِ بصیرت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ ہم اسکو بڑھائیں ارتقاء کے چرخ تک  
 غلہ و گنش کی ضمانت منظر اسلام ہے  
 خانقاہ رضویہ و نوریہ کی بالائیں  
 آن بان و شان و شوکت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دیکھ گشتاں میں ہو بہار وں کا نزول  
 باغبانِ بارغ ملت منظر اسلام ہے  
 تاجدارِ اہل سنت کی دعاؤں کے طفیل  
 مرکزِ فنا تلاوت منظر اسلام ہے  
 زخمِ خوردہ شمس و بحیرہ لوگوں کیلئے  
 مرہمِ زخم و جراحت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دل کی خشک وھرتی کو ملیں شادابیاں  
 درویش ، بارانِ رحمت منظر اسلام ہے  
 حبِ اہلبیت کی شمعیں جلا کر دیکھئے  
 مونسِ اہل محبت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کی چھاؤں میں حاصل ہو روحانی سکون  
 سائبانِ فیض قد رت منظر اسلام ہے



جس سے حاصل ہو دلوں کی انجمن کو روشنی  
 وہ چراغِ یوم و حدت منظر اسلام ہے  
 ہر گھڑی طلبائے دیں ساغرِ بحف ہیں دیکھئے  
 ساقی جامِ شریعت منظر اسلام ہے  
 کیسے پیدا دل میں ہو طلباء کے طوفانوں کا خوف  
 کشتی دریائے رحمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ دامن سے لپٹ کر ہم چلیں منزل کی سمت  
 رہبرِ راہ شریعت منظر اسلام ہے  
 طالبانِ دیں کو درس آگئی دیتا ہے یہ  
 مرکزِ تدریسِ حکمت منظر اسلام ہے  
 کیوں نہ اس کا جشن صد سالہ منائیں شان سے  
 دینِ حق کی شان و شوکت منظر اسلام ہے  
 اعظمِ حضرت سیدی احمد رضا کے فیض سے  
 منبعِ علم شریعت منظر اسلام ہے  
 طالبانِ علم دینِ پاک سرور کیلئے  
 اک حبیبِ انعامِ قدرت منظر اسلام ہے  
 کل مدارس، کل مکاتب، کل اداروں کیلئے  
 تاجِ عظمت منظر اسلام ہے  
 دینِ داور کے مجدد کے زمانے سے سدا  
 پاسبانِ دینِ قدرت منظر اسلام ہے  
 اہل شر کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے  
 قہرِ اہلِ ضلالت منظر اسلام ہے

چہرہ دیکھنا نہ کون و مکان کی دوستو  
 دکھائی دیا بیت و جاذبیت منظر اسلام ہے  
 آؤ اس کے قرب میں رہ کر گزاریں زندگی  
 بالیقین، ایوان رحمت منظر اسلام ہے  
 علم کے جلووں سے روشن کر لو اپنی زندگی  
 نور چشمان، رسالت منظر اسلام ہے  
 جس میں جلوے سرور عالم کے آتے ہیں نظر  
 وہ صہیں اک قصر جنت منظر اسلام ہے  
 جس سے دل کے سارے غنچے کھل کے بن جاتے ہیں پھول  
 وہ عید باغ جنت منظر اسلام ہے  
 قوم کے سارے مسائل اس میں ہو جاتے ہیں حل  
 افتخار، قوم و ملت منظر اسلام ہے  
 گلشن احمد رضا خاں قادری کے پھول کی  
 اے علی خوشبو و نکتہ منظر اسلام ہے

☆

اعلیٰ	حضرت	واصف	اوصاف	ف	ربانی	ہیں آپ
اعلیٰ	حضرت	محمد	خو	ان	ذا	ت ربانی ہیں آپ
		اعلیٰ	حضرت	پر	تو	محبوب سبحا نی ہیں آپ
		اعلیٰ	حضرت	احمد	مختار	کے جانی ہیں آپ
اعلیٰ	حضرت	شان	اہل	بیت	پر	قر بان ہیں
اعلیٰ	حضرت	عنا	شق	سرکار	جیلانی	ہیں آپ

شاعری ایسی کہ فکر جھوم اٹھیں سب بزم میں  
 اعلیٰ حضرت فیضاً ب وصف حسنی ہیں آپ  
 اعلیٰ حضرت علم دیں کے بحر کے غواص ہیں  
 اعلیٰ حضرت عالم تفسیر قرآنی ہیں آپ  
 آپ کے در سے کوئی لوٹے گا کیسے بے مراد  
 اعلیٰ حضرت پیکر الطاف رحمانی ہیں آپ  
 فیض کا دریا رواں ہے آج بھی دربار سے  
 اعلیٰ حضرت بالیقین فیضانِ دانی ہیں آپ  
 فقہ و تفسیر وحدیث و منطق و توحید میں  
 اعلیٰ حضرت آج بھی بے مثل ولایتی ہیں آپ  
 خانقاہ رضویہ میں لگ گئے ہیں چا رچاند  
 اعلیٰ حضرت فیض شمس شاہ سبحانی ہیں آپ

اعلیٰ حضرت جام حق پیکر سدا سر شاہ ر ہیں  
 اعلیٰ حضرت رعدِ خالص جام عرفانی ہیں آپ  
 ہر طرف جلوں کی بادش کیوں نہ ہو کونین میں  
 اعلیٰ حضرت دین کی شمع شہبانی ہیں آپ  
 باغیان اہل بیت مصطفیٰ کیواسطے  
 اعلیٰ حضرت نیزہ و شمشیر حقانی ہیں آپ  
 کیوں نہ مدحت آپ کی اولاد کی ہر دم کروں  
 اعلیٰ حضرت تاجِ نمد و سج سید آئی ہیں آپ



آپ کے علمی تہجد کی نہیں ملتی نظیر  
 اعلیٰ حضرت پر علم و فن کی طغیانی ہیں آپ  
 کہہ رہی ہے آج بھی ”مارج“ مقرر کی زبان  
 اعلیٰ حضرت منظر اسلام کے بانی ہیں آپ  
 کیونکہ ہو جائے علیؑ کے دل کی دنیا نورید  
 اعلیٰ حضرت جلوۂ تنویر ایمانی ہیں آپ

## عاشقوں کی ایک جنت

از: مولانا حافظ وقاری محمد شریف القادری رضوی درجو پوری بہرائچی

نازش ہر اہل سنت منظر اسلام ہے  
 آبروئے قوم و ملت منظر اسلام ہے  
 مرجع ہر اہل حاجت منظر اسلام ہے  
 مرکز صد علم و حکمت منظر اسلام ہے  
 شوکت ایوان ملت منظر اسلام ہے  
 رونق بہتان حکمت منظر اسلام ہے  
 پرچم حق و صداقت منظر اسلام ہے  
 اک نشان دین و سنت منظر اسلام ہے  
 نور افزائے نظر ہے اسکی انجم ریزیاں  
 ماہتاب چراغ ملت منظر اسلام ہے  
 نور کا مینارہ ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے  
 رہبر راہ شریعت منظر اسلام ہے  
 مشغلہ اس کا ہے روز و شب مگر ریزے علم

کان اسرار فطانت منظر اسلام ہے  
 ہے تری آغوش میں آسودہ امت کالام  
 یوں مسلم تیری عفت منظر اسلام ہے  
 فیض عشق قوم و ملت کیوں نہ ہو اس کا وجود  
 فیضیاب اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے  
 ساغر حب نبی ہر روز ملتے ہیں یہاں  
 عاشقوں کی ایک جنت منظر اسلام ہے  
 ذرے ذرے سے عیاں ہے عشق محبوب خدا  
 بحر علم و کان حکمت منظر اسلام ہے :  
 گو ہر عرفاں کی رخصوی تم بھی بڑھ کر بھیک لو  
 حنج فیض اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

## اقوال زریں

- ۔ علم انسان کو دارین میں ترقی کا عطا کرنا ہے ۔
- ۔ اعلیٰ حضرت کو ان کے علم کی بنا پر دنیائے حق و صداقت نے پناہ نام تسلیم کیا ۔
- ۔ علم زندگی کے ہر شعبے میں صدارت کا حقدار ہونا ہے ۔
- ۔ علم سے خدائے پاکش کی معرفت حاصل ہوتی ہے ۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

## جامعہ منظر اسلام علم و فن کا مخزن

از ----- مولانا حافظ وقاری محمد شریف قادری رضوی رجواپوری بہر اپنی

مرحبا اصحاب سہلا حضرت سہا ن رضا  
 جشن صد سالہ منظر اسلام کا  
 واہ وا کیا کیا ریہا ریہا شام ہے  
 کج جشن منظر اسلام ہے

چودھویں صدی کے ابتدائی نازک دور میں جب عبد اللہ بن ابی کاتیا پاک فتنہ وہابیت و نجدیت اور دیوبندیت کی شکل میں اسلام کی فیصلوں سے ٹکرا رہا تھا اس وقت بریلی شریف سے ایک مرواکن دیوبندیت کی سرکوبی کیلئے مجاہدانہ جہاد و جلال کے ساتھ اٹھا جسے دنیا آج رسول پاک کا سچا نائب، علم کا جہل شاخ، اور عمل کا اسوۂ حسنہ، مقالات میں مرقعات میں صدیق اکبر کا پر تو بطل کو چھانٹنے میں عمر فاروق کا مظہر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر، باطل شکنی میں حیدری شمشیر، اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام اہل سنت فی الافاق، مجدد و مانتہ حاضرہ، مویہ ملت جاہرہ، علم العلماء عند العلماء قطب الارشاد علی لسان الاولیاء مولانا فی جمیع الکلمات مولانا غانی فی اللہ و الباقی باللہ، عاشق کامل رسول اللہ حضرت مولانا مفتی حافظ وقاری الحاج الشہاد احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔ آپ نے اپنے علم و عمل اور تقریر و تحریر سے نجدیت کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت رسالت بلند کیا۔ اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد و نظریات کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے ایک عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام قائم فرمایا۔ جس کی یادگار آج ہم سو سالہ جشن کی صورت میں منا رہے ہیں۔

## منظر اسلام کا وجہ قیام :-

دارالعلوم منظر اسلام کا اجراء ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں ہوا اسکی تقریب اس طرح معرض وجود میں آئی کہ بریلی شریف میں محلہ سرائے کے ایک دیوبندی مولوی غلام یحیٰی نے سنیت کے روپ میں اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں





سال کی عمر میں فراغت ہوئی۔ بڑے مولانا اور حجت الاسلام کا لقب خود اعلیٰ حضرت کا عطا کردہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں کے بارے میں فرمایا۔ حامد منی و ناسمن حامد یعنی حامد مجھ سے ہے اور میں حامد سے ہوں۔ صورت و سیرت میں اعلیٰ حضرت کا عکس کامل نظر آتے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بے شمار لوگ آپ کا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ علمی جلالت کا اندازہ آپ کے تلامذہ کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو منظر اسلام کا مستقیم بنایا اور منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر ڈال دیں۔

آپ کے دور اہتمام میں شیخ الحدیث حضرت علامہ رحمہ اللہ صاحب مظفر نگری اور صدر المدینین کے فرائض علامہ نلسور الحسنین صاحب رامپوری (جو استاذ حضور مفتی اعظم ہند ہیں)، علامہ نور الحسنین رامپوری، صدر الشریعہ بدایہ الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) اور علامہ سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان و مولانا محمد حسین صاحب وغیرہم تدریسی فرائض انجام دیتے رہے رحمہم اللہ علیم۔

وہ حق پرست حق آگاہ حق نظر حق دوست ہمارے ایک سانس رہی وقف دین حق کے لئے

## حجت الاسلام کے مشاہیر تلامذہ و خلفاء :-

حضور حجت الاسلام کے مشہور تلامذہ و خلفاء میں، برادر اصغر حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خان۔ فرزند اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں، فرزند اصغر حضرت مولانا حماد رضا خان صاحب عرف نعمانی میاں، تیرہ اکبر مفکر اعظم حضرت علامہ ربیعان رضا خان صاحب (نہر چار سال) شیخ الحدیث حضرت علامہ سردار احمد لاکل پوری محدث اعظم پاکستان، شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالقادر صاحب ہزاروی بقیۃ المسلف مولانا نقیہ علی خاں، مجاہد ملت، حضرت علامہ محمد احمد قادری لاہوری، شیر پشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان جلی بھیتی رضی اللہ عنہم فاضل نبیل علامہ ظفر علی صاحب کراچی، حضرت علامہ ابراہیم صاحب خوشنود وغیرہم ہیں۔

## منظر اسلام میں پہلا جشن دستار بندی :-

جامعہ منظر اسلام میں سب سے پہلے وہ طلبہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب بھاری اور حضرت علامہ عبدالرشید صاحب عظیم آبادی کی دستار بندی ہوئی اور پھر منظر اسلام وقت اور حالات کی آمد حیوں سے گزرتا ہوا اور دیوبندیت کے بھیاں تک شعلوں کو روندتا ہوا عروج کی طرف رواں دواں ہو گیا اور بیٹا کار شد و بدایت بن کر عالم اسلام کے دل



کی دھڑکن بن گیا۔

نام سے جس کے تمام تجدیدت --- کج بھی تو لرزہ بر اندام ہے

اور منظر اسلام مرکز اہل اسلام بن گیا :-

فراغت کے بعد ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب منظر اسلام کے مدرس مقرر ہوئے اور پھر منظر اسلام اہل ایمان، علماء کرام و طلباء کیلئے علم و فضل کا گہوارہ بن گیا۔ شیر چشمہ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں صاحب، حضرت علامہ سردار احمد صاحب اور مفسر قرآن علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی، امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب، قائد ملت حضرت مولانا احسان علی صاحب محدث مظفر پوری، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن صاحب، حافظ ملت علامہ عبد العزیز صاحب، شمس العلماء حضرت علامہ شمس الدین صاحب، محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد صاحب کچھوچھوی، مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنہم اسی عظیم دینی درسگاہ جامعہ منظر اسلام کے خوشہ چین ہیں جو اپنے زمانے میں علم و فضل کے آفتاب و ستارے بن کر چمکے۔ علم و فضل کی اس عظیم دینی درسگاہ سے آج بھی سیکڑوں تعداد میں ہر سال علماء و حفاظ و قراء فارغ ہو کر خدمت دین متین میں مصروف ہو جاتے ہیں تو سیکڑوں ہر سال اگر اپنی علمی پیاس بجھانے میں لگ جاتے ہیں۔

اے بریلی میرا باب جنت ہے تو ہوتا یعنی جلوہ گد اعلیٰ حضرت ہے تو  
بالتیس مرکز اہل سنت ہے تو ہوتا یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

**منظر اسلام نئے موڑ پر :-**

حضور جنت الاسلام کے وصال ۱۹۴۲ء کے بعد منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے خلف اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں کے ہاتھوں میں آئیں یہ دور دور تھا کہ منظر اسلام سخت بحران کا شکار ہو گیا تھا لیکن مفسر اعظم نے بڑی قراحت اور جدوجہد کے ساتھ سفیر منظر اسلام کو بحران کے بھتہ و ست سے نکالا اور ساحل عافیت پر لاکھڑا کیا۔ دارالعلوم کی ترقی اور اشاعت سنیت کی خاطر اور مسلمانوں کے ایمان و عقائد اور اخلاق و کردار کی اصلاح کیلئے دیوبندیت کے سیلاب کو روکنے کی غرض سے دشمنان رسول ﷺ کا کردہ چہرہ قوم کو دکھانے، گھر گھر مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پہنچانے کیلئے





شروع کر دیئے۔ منظر اسلام کے اسٹاف میں اضافہ کیا ذی استعداد اور قابل تر علماء کی تقرری کی۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور عام علاقوں کے طلباء کے علاوہ ماریشس، افریقہ، سری لنکا وغیرہ کے طلباء منظر اسلام میں آنے لگے اور پھر منظر اسلام کی نئی بلڈنگ کی دو منزلہ تعمیر کرائی، افریقی ہاسٹل کا قیام فرمایا منظر اسلام کیلئے دو روٹے مالی انداز کی رقم منظور کرائی۔ لائبریری گرانٹ بھی جاری ہوئی، منظر اسلام کی منڈ کو بیمار و مگال وغیرہ دو روٹے منظور دی گئی۔ اور یہاں کے سند یافتہ علماء کو جو نیر ہائی اسکول، ہائی اسکول، انٹر میڈیٹ کالجوں اور بیمار دو روٹے ملحق اداروں میں ملازمت کا اہل مان لیا گیا۔ اور ریجان ملت کی چودہ جلد سے گلشن منظر اسلام میں ایک تازہ بہار آگئی۔ قارئین کی تعداد ہر سال کئی سو پہنچ گئی۔ منظر اسلام کو اپنے ایک یونیورسٹی کی شکل دیدی، جس کے تحت مختلف مدارس کے طلباء آکر امتحان دینے لگے۔

نور کا مینار ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے چمک رہا ہر راہ شریعت منظر اسلام ہے

## منظر اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں :-

تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں اہم ترین رول انجام دینے میں ریجان ملت کا نام سر فرست ہے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں تبلیغی دورے کر کے لوگوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی پھیلا دی۔ اور ہرون ہند خصوصاً افریقہ، امریکہ، ہالینڈ، برطانیہ، سوڈان، مائچسٹر، ماریشس، سری لنکا، نیپال، پاکستان، وغیرہ کے متعدد دورے کر کے سنییت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دیوبندیت کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ بڑے سرمایہ داروں نے لاکھوں ڈالر دیکر دیوبندیت سے روکنا چاہا۔ مگر اعلیٰ حضرت کا یہ نبیرہ، حق و صداقت کا مرد آہن مجاہدانہ تیور سے افریقہ کی صحراؤں میں گزرتا ہوا لوکھائی دیا کہ اے لوگو! امام احمد رضا کا یہ پوتا افریقہ میں دین اسلام کا سودا کرنے نہیں آیا ہے بلکہ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کرنے آیا ہے۔ حضور ریجان ملت ایک طرف تو اشاعت دین حق و دیوبندیت کی ہر کوئی میں لگے ہوئے تھے تو دوسری طرف سنییت کی خستہ حالی اور ملکی و ملی مسائل پر نظر دوڑائی جہاں سنییت سے تعلق رکھنے والوں کو ہر جگہ نظر انداز کیا جا رہا تھا الغرض سنیوں کو آبر و متدان اور باوقار زندگی دلانے کیلئے تمام سیاسی جماعتوں کو سنیوں کی اہمیت تسلیم کروانے کیلئے میدان سیاست میں قدم رکھ کر اسمبلی میں داخل ہوئے اور دنیائے دیکھا کہ سیاست میں جا کر پہلا حملہ اپنے دیوبندیت پر کیا۔ بریلی اور دیگر مقامات کی دو مساجد جن پر باطل جماعتوں کا قبضہ تھا اپنی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی سے دیوبندیت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور سنییت کا بول بالا کیا۔ یہ عظیم منظر ایک طرف







## رضوی گلدستہ :-

مسند اعلیٰ حضرت کا سجادہ نشین، منظر اسلام کا مہتمم، بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کاندھلوی، مفتی مرکز اہل سنت، خاندان رضا کا شاندار خطیب، رسالہ اعلیٰ حضرت کاندھلوی اور اس کی اشاعت کر کے مسلک رضا کا ترجمان، ایک عظیم شاعر، مصلح قوم و ملت، سیاسی اور سماجی بصیرت رکھنے والا، باکردار سیاست دان، جامع علوم و فنون یہ تمام خوبیاں ایک وقت حضور ربیعان ملت میں جمع تھیں اور حضور ربیعان ملت نے یہ تمام ذمہ داریاں اپنے خلف اکبر حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ سبحان رضا خاں عرف سبحانی میاں کے سپرد کر دی تھیں۔ اور آج تمام ذمہ داریاں محسن و خونی ایک ذمہ دارانہ حیثیت سے حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ انجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام اس ادارے کو کبھی بھی مالی تعاون کے وقت فراموش نہ کریں کیونکہ یہ وہی ادارہ ہے جسے مجدد اعظم نے قائم فرمایا۔ اگر اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا اندازہ لگانا ہے تو منظر اسلام کے فریضہ تبلیغ کو دیکھئے۔ منظر اسلام یا دھار اعلیٰ حضرت ہے اور حضور جتہ الاسلام کی کاوشوں کا شروہ ہے اور حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کا عطیہ ہے، مفسر اعظم ہند کی جانفشانیوں کا صدقہ ہے اور صدر الشریعہ اور ربیعان ملت کی دیرینہ خواہشوں اور محنت کا ملہ کی تازہ ترین یادگار کا بہترین شاہکار ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے حضور اعلیٰ حضرت نے قائم فرمایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی جتہ الاسلام نے تاحیات سرپرستی فرمائی۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کیلئے مفسر اعظم نے گھر کی خواتین کے زیورات فروخت کر کے اس کا وقار بچایا اور اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے ربیعان ملت نے رات و دن کی کوششوں سے ترقی دے کر لوج ثریا کے مقام تک پہنچایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طالب علم اور مدرس کا نام مفتی اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی محدث اعظم ہند ہے تو کوئی مفسر اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے طلباء میں کوئی امام المطلق و فلسفہ تو کوئی امام الحقین کرچکا، یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء کا نام ملک العلماء و شمس العلماء ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی امین شریعت ہے تو کوئی حافظ ملت و مجاہد ملت و ربیعان ملت ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے مدرسین کا اندازہ درس حکیمانہ تو نظام اہتمام مدبرانہ ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی ایک ایک اینٹ سے عظمت و رفعت و عشق رسالت کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے نگارین کی نظر خاص اور اہتمام کے حوصلہ

॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

خبر لکھنؤ کے بارے میں کہ جس نے اسے لکھنؤ کے بارے میں لکھا ہے

و لا يملك احد منكم نفسا ولا مالا ولا ذراعا ولا رجلا ولا عينا ولا شيئا مما تركت ابيكم الا بالرضا

[illegible]

الحمد لله الذي هدانا لهذا

[illegible][illegible]

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ ایک بڑے بڑے آدمی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

و در این کتاب که در این باب است و در این باب است و در این باب است

[illegible]

تمت

[illegible][illegible]

— ۱۱۰ —

[illegible]

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

منه في هذا الكتاب في سنة ١٢٠٠ هـ

میں نے اس کے لئے ایک خط لکھا ہے۔ یہ خط اس کے لئے ہے۔

جے آئے ہیں ان کے لئے اس کی تہا میں ہے



# منظر اسلام اور اس کا اہتمام

از قلم: الحاج ڈاکٹر محمد پرویز حبیب اللہ بنوری، بریلوی شریف

جس پر فتن دور اور ہو شر ماحول میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ المعروف منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ یہ اپنے بانی کے کمال جد و جہد و غایت و رجہ کد و کاوش، اسلامی جد و جہد، دور بینی و بصیرت افروزی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اسی طرح ادارہ کا حسن انتظام و کمال اہتمام و کمال کی عمدگی و جدت انصرام کے ان کے ناظمین و مہتممین و متولیان کی کامیاب کد و کاوش و غایت اجتماع پر دلیل ہیں۔ یہ سچہ ایک گوند امر زائد ہر دال ہے کہ ایجاد شعی توفیٰ قصہ ایک مشکل امر ہے لیکن حسن انتظام کے ساتھ اس کی بقا اور اس کا استمرار و وام اس سے کہیں زیادہ مشکل امر ہے۔ باوجود اس کے مرکز اہل سنت کے ناظمین نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور وقت کے چیلنجوں کو منہ توڑ جواب دیتے رہے اور باطل قوتوں کی ریشہ دوانیوں شور شول اور یلغاروں کو مات دیتے ہوئے اپنے نظامت کے فرائض محسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

ادارہ کے انتظامی امور کی ذمہ داری سلسلہ بسلسلہ حضرت استاذ زمن مولانا الشاہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شروع ہو کر حضور حقہ الاسلام، حضور مفسر اعظم ہند و مفکر ملت حضرت علامہ و مولانا ریحان رضا خان رضوی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کاندھوں تک پہنچی اور انہوں نے حتی المقدور مخزن علم و فن یاوگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کو اپنا خون جگر پلا پلا کر بہام عروج تک پہنچادیا اور دان بدن، دن و دینی رات چو گئی ترقی کرنا ہو تو کم نہ کی دھڑکن اور ہر سنی مسلمان کیے خمیر کی آوازیں کر رہا گیا جس کی مرکزیت و علم و فن کا ڈنکا ہر چہار جانب بج رہا ہے اور انشاء اللہ الرحمن بقضائے یورگان دین تاقیامت جبار ہے گا۔

جب ان کا مبارک زمانہ گذر اتوان کے بعد جس وقت کے بارگاہ رضا نامگیر شہرت یافتہ ادارہ بن گیا اور آفتاب خمر و ز کی طرح دنیائے سنیت کو اپنے علوم و فنون اور عشق مصطفیٰ کی سنری کرنوں سے جگمگانے لگا۔ انتظامی امور کی گرانیا ذمہ داریاں شہزادہ حضور ریحان ملت صاحب سجادہ گل گزار و صورت حضرت العلام مولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں کے مضبوط اور مستحکم کاندھوں پر سوار ہوئیں۔ اور اس طرح سے منظر اسلام کو حضور صاحب سجادہ کی خدمات جلیلہ اور توجہات کاملہ پختہ حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا صاحب سجادہ موصوف نے جس مستعدی و دور بینی اور حسن و خوبی





# عہد رضا کے مشقی فتاویٰ

ماہروز - از رو دو سال اول - مسمیٰ بہ "الغبار ووداؤ"

۱۳۲۲ھ

**مرتب :-** مولانا محمد حسن رضا خاں حسن قادری پیش کش :- مولانا سید شاہد علی رامپوری

(فارسی)

مسئلہ از :- بنگالہ ضلع نواکھال مرسلہ مولوی ولی اللہ صاحب ۶ رجب ۱۳۲۳ھ

چہ می فرمایند راز داران دین متیر، ودقیقہ شناسان شرع مبین اندرین مسئلہ کہ آخر الظہر، یا احتیاط الظہر، بعد فرض الجمعہ بدیار مامروج است، اصل ان چیست؟ وبادائے آن در ہر چہار رکعت بعد الفاتحہ خواندہ شود یا نہ سینوا توجروا۔

**(الجواب :-)** اللہم ارنا الحق حقاً والباطل باطلا، چون جمعہ مشروط بشرائط نزد ائمہ ما سادات حنفیہ علیہم الرضوان من الملک العلام بود، وجود بہہ شروط درین بلاد محل تامل اختلاف ست، بدینوجہ اکثر مشائخ بخاراً بلکہ جمہور ائمہ دین و علماء معتمدین بمقامیکہ درجواز صلاۃ جمعہ شک افتد، یا نیاز جمعہ متعدد جاخواندہ شود، اگرچہ حسب مذہب مفتی بہ بتعدد جمعہ مطلقاً جائز و درست است، کما اعتماد علیہ فی الكنز والوافی، والملتقى والكافی، والتنویر والطحاوی، والہندیہ والشافی، والمحیط وجواهر الاخلاطی وصححة مفتی الجن والانس نجم الدین المشقی والعلامہ شرنبلالی فی المراقی، قال فی شرح الوقایہ وبہ یفتی، وفی شرح المجموع للعینی والحاوی القدسی وجوہر الاخلاطی وعلیہ الفتوی وفی فتح القدیر وعلی النفتی بہ وفی المحيط وتکملة الرازی وبہ ناخذ خواص را حکم چہار رکعت بعدادائے چہار رکعت سنت بعد الجمعہ بہ نیت سنت وقت باین نیت کہ آخرین ظہر کہ وقت او یافتہ ام وبنور ادا نہ کردہ ام، دادہ اندہ ال فی





فی الاربع اوفی الاولیین فقط والاحتیاط ان یقرأ ہما فی الاربع هكذا فی العالمگیریہ عن فتاویٰ (آہو) ینبغی ان یقرأ الفاتحة والسورة فی الاربع التي یصلی بعد الجمعة فی دیارنا کذا فی التاتار خانیہ اہ اقول لکن الحق هو التفصیل ای شخصیکہ قضائیہ ظہر برگردن ندارد، دو رکعات اربعہ ضم نماید و ہرکہ دارد دراولین فقط قال الحلبي و ینبغی ضمها فی الكل ان لم یکن علیہ قضاء فان وقعت فرضا فالسورة لاتضروان وقعت نفلا فالضم واجب وان کان علیہ قضاء لا یضم فی الاخیرین لانہا فرض البتہ واللہ تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

غیبہ المصطفیٰ ظفر الدین احمد رضوی عفی عنہ

بمحمد المصطفیٰ النبی الامی رحمۃ اللہ علیہ

(ترجمہ)

مسئلہ از: سنگالہ ضلع ٹواکھالی مرسلہ مولوی ولی اللہ صاحب ار رجب ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں دین متین کے رازدار و شرع مبین کے دقیقہ شناس مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ آخر الظہر یا احتیاط الظہر جو فرض جمعہ کے بعد ہمارے دیار میں رائج ہے اس کی اصل کیا ہے؟ اور اسکی اوڑھائی میں ہر چار رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قرأت کی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب :-** اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا، باطل کو باطل چوںکہ جمعہ ہمارے ائمہ سادات حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اسی وجہ سے اکثر مثلاً کثیر البصر جمہور ائمہ دین اور علمائے معتدین نے (جس جگہ کہ نماز جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو، یا نماز جمعہ متعدد جگہ پڑھی جائے، اگرچہ مفتی بہ مذہب کے مطابق تعدد جمعہ مطلقاً جائز ہے، جیسا کہ کثیر اور وائی، مطلقہ اور کافی، تنویر اور طحاوی، ہندیہ اور شافعی، محیط و جوہر اخلاطی میں اسی پر اتفاق کیا ہے، اور مفتی ثقلین شحم الدین نسفی اور علامہ شرمیلانی نے مراقی میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ شرح وقایہ میں فرمایا: اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یعنی کی شرح مجمع اور حاوی قدسی و جوہر اخلاطی میں ہے و علیہ الفتویٰ یعنی فتویٰ اسی پر ہے، اور

فتح القدیر میں ہے وعلیٰ المصنفی یہ، یعنی مفتی بہ قول پر، اور محیط بحملۃ الراعی میں ہے: وہ باخذ یعنی ہم اسی پر عمل کرتے ہیں) جمعہ کے بعد سنت کی نیت سے چار رکعت سنت ادا کرنے کے بعد خواص کو چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس نیت کے ساتھ کہ آخری ظہر جس کا میں نے وقت پایا اور ابھی ادا نہیں کی، حلیہ شرح حنیہ میں فرمایا: کہ کبھی جمعہ کے صحیح ہونے میں بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے شک واقع ہو جاتا ہے اور اسی سے ہے شر میں متعدد جگہ قیام جمعہ اہل مرد کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا، توجہ انہوں نے کیا دیامی کریں۔ حسن نے فرمایا کہ جب اہل مرد وہ جگہ جمعہ قائم کرنے کے سلسلہ میں آزمائے گئے حالانکہ اس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، تو ان کے ائمہ نے جمعہ کے بعد احتیاطی طور پر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا، فتاویٰ عالمگیری میں ہے پھر مرد وہ جگہ جہاں جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو شر و غیرہ میں شک واقع ہونے کے سبب اور وہاں کے باشندے جمعہ قائم کریں تو ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں اور اس سے ظہر کی نیت کریں یہاں تک اگر جمعہ صحیح نہیں ہو اور گا تو یقینی طور پر وقت کے فرض سے عذر آہو جائے گا، اسی طرح ہے مدیہ کی شرح صغیری اور غنیۃ، کافی اور فتح القدیر، فتویٰ، طحاوی علی الدرر ارقی اور حادی قدسی، بحر الرائق، مجمع الاسرار اور شرح مجمع و سر الفائق اور فتاویٰ ظہیر یہ اور بہت اور خزانۃ المفتیین، مختار الفتاویٰ اور سرا جیہ، شرح کنز لملا مسکین، تاتار خانیہ، فتاویٰ صوفیہ، جامع مضمہرات، در مختار، فتاویٰ رحمانیہ اور خزانۃ الروایات میں :- امام محسن ترمذی، علامہ ابن شہنہ باقانی، مقدسی، ابو السعود، قاضی بدیع الدین اور شیخ الاسلام وغیرہ ائمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (علیہم الرحمۃ والرضوان من الملک العلام) لیکن عوام جو صحیح نیت پر قادر نہیں، یا ان چار رکعتوں کے سبب سے جمعہ کو خدا کا فرض نہ جانیں، یا وہ نمازوں کی فرضیت کے قائل ہوں انہیں یہ حکم نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ انہیں اس کی ادائیگی کی اطلاع بھی نہیں دی جائے گی، کہ اہم اور مؤکد فساد کو دفع کرنے میں شدید و عظیم تر ہے، ان کے حق میں اتنا ہی کافی ہے کہ انہیں روایات کے مطابق انکی نماز صحیح ہو جائے گی، اسی لئے نور الشریعہ کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ ہم ان جیسے احکام کا عوام کو حکم نہیں دیتے، بلکہ خواص کو اس پر مطلع کرتے ہیں۔ مرقاۃ الفلاح میں ہے کہ چار رکعت ادا کرنے سے جاہلوں کے اعتقاد کو بگاڑنا ہے کہ جمعہ فرض نہیں یا اس کے وقت میں فرائض متعدد ہیں، چار کا حکم خواص ہی کو دیا جائے گا اور یہ چار رکعات اپنے گھروں میں ادا کریں گے۔ اھ اسی وجہ سے طحاوی شریف میں فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ان چار رکعت کی ادائیگی پوشیدہ طور پر گھر میں کی جائے کہ انکی ادائیگی سے اندیشہ فساد ہے میں کتنا ہوں یہ جاہلوں کا اعتقاد ہے فتح اور اسی کے مشعل بہت سے ائمہ نے تصریح کی ہے اور سورت ملانے میں اختلاف ہے، لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ چار رکعات میں سورت ملائی جائے، بحر الرائق میں لکھتے ہیں کہ قرأت میں اختلاف ہے پس کما

گیا ہے کہ فاتحہ اور سورت چاروں رکعتوں میں پڑھی جائے اور کہا گیا ہے کہ ظہر کی طرح پہلی دو رکعات میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، صاحب منہ الخالق فرماتے ہیں کہ اسکی تمام رکعات میں قرأت کی جائے، فتح اللہ المعین میں ہے فاتحہ کے ساتھ ضم سورت میں اختلاف ہے آیا چاروں رکعتوں میں ملائی جائے یا صرف پہلی رکعت والی دو میں، احتیاط اس میں ہے کہ فاتحہ اور سورت کو چاروں میں پڑھا جائے اسی طرح ہے فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ آئندہ سے کہ سورت فاتحہ اور سورت کو ان چار رکعتوں میں پڑھنا چاہیے جو نماز سے دیر میں جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں، ایسا ہی تاجدار خانیہ میں ہے اھ لیکن میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ جو شخص ظہر کی قضا گروں پر نہ رکھتا ہو وہ چاروں رکعات میں سورت ملائے اور جو ظہر کی قضا رکھتا ہو وہ صرف پہلی دو رکعتوں میں سورت ملائے نہ خطبی نے فرمایا کہ چاروں رکعت میں سورت ملائے اگر اس پر قضا نہ ہو پس اگر وہ نماز فرض واقع ہوئی تو سورت اسے کچھ نقصان نہ دے گی اور اگر نفلی واقع ہوئی تو ضم سورت واجب تھا ہی، اور اگر اس پر قضا ہو تو آخری دو رکعت میں نہ ملائے کہ وہ یقیناً فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جمل مجدد اہم و اہم۔

کشمیر

عبد المصطفیٰ ظفر الدین احمد الرضوی عفی عنہ

محمد بن المصطفیٰ النبی الاموی رحمۃ اللہ علیہ

**مسئلہ :-** از بہار شریف مرسلہ مولوی عبدالرحمن صاحب ۲۴ رمضان المبارک یوم چہار شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع شریف و فضلاء دین لطیف، اس مسئلے حسب ذیل میں ہندو ایک عورت ہے اسکے ایک لڑکی تولد ہوئی، جنوز اسکی لڑکی کی عمر تین برس تھی کہ اس ایام میں ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تو تولد لڑکا کسی زید اس عورت کا دودھ پیا وہ اس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے، جس وقت اس عورت کے پھر اصغر کی عمر چار سال تھی ایک لڑکی منجانب زینب پھر ہندو سے دودھ پی آئی، اس صورت میں زن مذکور زید و زینب کی رضاعتی ماں تھیں یا نہیں اور زید و ہندو کے درمیان شرفا کا کچھ تعلق ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا و توجروا۔

**الجواب :-** ومنہ الہدایۃ الی طریق الصواب :-

جب کا دودھ پیا وہ اسے رضاعتی ماں کہتے ہیں عام اس سے کہ اپنی ماں کا دودھ پیا ہو یا غیر کا۔ لیکن اول میں شدت درجہ کی قومت ہے لہذا رضاعتی نہیں کہتے۔ تو صورت مسئلہ میں ہندو زید و زینب دونوں کی رضاعتی ماں ہوں گی، اگر ان دونوں



نے مدت مجید میں دودھ پیا ہو (یعنی دوسرے چھ مہینے کی عمر کے اندر اندر) اور مختار میں ہے: نہو مص من ثدی اذینتہ فی وقت مخصوص وهو حولان ونصف عنده یعنی رضاع دودھ چوسنا ہے پستان سے عورت کے وقت وقت مخصوص میں اور وہ نام صاحب کے نزدیک دوسرے چھ مہینے ہیں، مختار میں ہے وهو ثلثون شهرا یعنی وقت معین تیس مہینے ہے تمہیں میں ہے بحرم بسبب الرضاع ما حرم من الناس بسبب النسب اذا وجد فی ثلثین شهرا هكذا فی غیرہا "یعنی دودھ پینے کے سب سے وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو وجہ نسب لوگوں سے حرام ہو جاتی ہیں جبکہ رضاع (دودھ پینا) تیس مہینے کے اندر پایا جائے اسی طرح اسکے علاوہ میں ہے " (مترجم) بذا یہ میں ہے ارضعت صبیۃ و اخری ایضا ان اللبن من زوجین فہما اختان لام ولو نکران فاختوان لام وان کان لرجل واحد فاختان لاب وام یعنی اگر دودھ پلایا عورت نے کسی لڑکی کو اور دوسری کو بھی۔ اگر دودھ دوزن کا (یہ پہلے عمر کے نکاح میں تھی اس وقت ایک کو دودھ پلایا، بعد اس نے اسے طلاق دیدی یا مر گیا، اور عدت کے بعد اب نکاح کر لیا جو اب اس سے اولاد ہوئی، اس وقت دوسری کو پلایا) تو یہ دونوں علاقائی رضاعی بہن ہو گئی اور اگر دونوں مذکر ہیں تو علاقائی رضاعی بھائی ہو گئے۔ اور اگر دودھ ایک زوج کا ہے تو دونوں یعنی رضاعی بہن ہوں گی۔ خلاصہ میں ہے امروۃ ارضعت صبیبتین فہما اختان فان کان ابو ہما واحد فہما اختان لاب وام من الرضاۃ وان کان مختلفا فہما اختان لام، یعنی ایک عورت نے دو لڑکیوں کو دودھ پلایا تو یہ دونوں بہن ہوں گی اور اگر ان دونوں کے رضاعی باپ بھی ایک ہیں تو یہیں رضاعی بہن ہو گئی ورنہ علاقائی اور رضاعی بھائی بہن کے درمیان نکاح جائز نہیں ہے۔ در مختار میں ہے ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب یعنی نہیں حلال ہے نکاح درمیان دو رضیع ایک عورت کے اس واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں، اگرچہ زمانہ دونوں کا جدا ہو اور باپ بھی الگ ہوں۔ فخطاوی میں ہے: والمرأۃ بالرضعین الذکر والانثی، فکل رضیعی امرأۃ لا یحل للذکر منہما تزوج الانثی حیث کان الرضاع منہما داخل العامین تقدم احد ہما علی الاخری ام لا، اور مر اور رضعین سے مذکر اور مؤنث ہے، پس دو رضیع ایک عورت کی نہیں حلال ہے واسطے مذکر کے ان دونوں سے نکاح کرنا مؤنث سے؟ جہاں کہیں ان دونوں سے رضاع دوسرے کی عمر کے اندر ہو، ایک وہ میں سے دودھ پینے میں مقدم ہو یا نہیں تمہیں میں ہے ولا حل بین رضیعی ثدی لانہما اخوان من الرضاع، یعنی نہیں حلال ہے نکاح دو رضیع کا کہ

دودھ پیا ہوا اس

ایک عورت کا دونوں نے

واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں واللہ تعالیٰ اعظم بالصواب۔

۲۴ رمضان المبارک یوم چار شنبہ ۱۳۲۳ھ

کتبہ عبدہ الذئب غلام محمد الہماری

عفی عنہ بمحمد بن المصطفیٰ ﷺ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

خوشد امن اور زوجہ ایک جگہ سوئی ہیں، حالت شہوت میں زوجہ سمجھ کر اس کو جگیا معلوم ہوا کہ خوشد امن ہے۔ نہ امت سے  
بھاگا اب اسکی زوجہ حلال رہی یا حرام ہوگئی، کفارہ لازم آیا بینوا توجروا۔

**الجواب :- اللہم ارنا الصواب :-**

شہوت کے ساتھ خوشد امن کو چھوٹا یا چھوٹا ہوا یا عہد، مکر یا ہوا مخفیاً ہر طرح والد پر زوجہ کے لیدی حرام ہونے

کا موجب انگیری میں فرمایا: ثم لا غرق فی ثبوت الحرمة بالمس بین کوئہ عامدا اونا سیا او مکرھا  
او مخطئا اھ یعنی چھوٹنے سے حرمت کے ثبوت ہونے میں کوئی فرق نہیں کہ چھوٹنے والے نے جان بوجھ کر چھوٹا ہوا  
بھول کر یا غلطی سے یا چھوٹنے پر مجبور کیا گیا ہو، پھر مخطئا تفریع فرمائی فلوا یقظ زوجتہ لیجامعھا فو وصلت یدہ  
الی بنت منها فتر صیھا بشہوة وہی من تشنہی یظن انها امھا حرمت علیہ الام حرمة  
مؤبدہ کذا فی الفتح القدیر اھ اقول هذا لو وصلت الحرارة الی الید کما سیجی ان شاء اللہ  
و علیہ قیاس المسئلة وقال فی الخاذاۃ حرمت علیہ امرأۃ و ان کان یظن انها امرأۃ  
لوجوب دانمس عن شہوة اھ یعنی اگر اس نے اپنی بیوی کو جماع کیلئے جگیا تو اس کا ہاتھ اس کی بیوی کی لڑکی پر پڑا تو  
شہوت کیساتھ اسکی چمکی لی اور وہ تھیں مطمئنا یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں ہے تو اسکی ماں ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوگئی، ایسا  
ہی فتح القدیر میں ہے اھ میں کہتا ہوں یہ حکم اس وقت ہوگا جب اسکے ہاتھ میں گرمی محسوس ہو جیسا کہ علقربا انشاء اللہ  
آ رہا ہے، اور اتنی پر مسئلہ کا قیاس ہے، اور خامیہ میں فرمایا اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی اگرچہ اسکو اپنی بیوی گمان کرتا ہو، شہوت  
کیساتھ چھوٹنے کی وجہ سے صورت مسئلہ میں اگر زید نے اپنی خوشد امن کو صرف آواز دے کر بغیر ہاتھ لگائے یا ہاتھ لگایا مگر  
ایسا موٹا پکڑ اور میان میں داخل تھا جو اوراک و احساس حرارت کو مانع یا صرف کپڑا ہی پکڑ کر بیدار کیا کہ زید کا ہاتھ اسکی خوشد  
امن کے جسم کو نہ لگا، یا اس کے سر کے بالوں کا وہ حصہ مس کیا جو مسترسل تھا، یا وقت لمس زید کو شہوت نہ تھی، یا پہلے



سے تھی مگر اس لمس سے زائد نہ ہوئی، یا زائد ہوئی تو اتنی کہ زید کو انزال ہو گیا اور صورتوں میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں رد اختیار میں ہے ولو كان (الحائل) مانعا عن (وصول الحرارة) لا تثبت الحرمة اه: اگر حائل چیز وصول حرارت سے مانع ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی ہندیہ میں ہے الشهوة تعتبر عند المس و النظر حتى لو وجد ا بغیر شهوة ثم اشتهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة، و حد الشهوة في الرجل ان تنشر الفه او تزداد الانتشار ان كانت منتشرة كذا في التبيين وهو الصحيح كذا في جواهر الاخلاط و به يغني كذا في الخلاصة و ايضا قال لو لمس فانزل لم تثبت به حرمة المصاهرة في الصحيح لانه تبين بالانزال انه اى (المس) غير داع الى الوطى كذا في الكافي اه: وقال في در مختار وعليه افتي ابن الكمال وغيره اه: اقول لان الاصل في ثبوت الحرمت هو الوطى وامادواعيه فقد اقيمت مقامه احتياطا كما صرح به في رد المحتار وغيره من معتبرات الاسفار فلما انطفئت النائرة وانكسرت الشهوة ولم تتاد الى الغاية ولا تماد الى النهاية بطلت داعيتها وظهر انها ليست من دواعيه بخصوص صها اذا هو لا يوجد بدونها۔ یعنی شہوت کا اعتبار چھوڑنے اور دیکھنے کے وقت ہوگا، حتیٰ کہ اگر یہ دونوں بغیر شہوت کے پائے گئے پھر چھوڑنے کے بعد شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت متعلق نہیں ہوگی، اور شہوت کی حد مرد میں یہ ہے کہ اس کا عضو مخصوص منتشر ہو جائے، یا اگر پہلے سے منتشر تھا تو انتشار میں اضافہ ہو جائے ایسا ہی تبیین میں ہے اور یہی صحیح ہے، ایسا ہی جو اہر اخلاطی میں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، ایسا ہی خلاصہ میں ہے نیز انہوں نے فرمایا اگر اس نے خوشدامن کو چھوا اور انزال ہو گیا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی صحیح قول کے مطابق کیونکہ انزال سے ثابت ہو گیا کہ چھو نہ طے تک پہنچانے والا نہیں، ایسا ہی کافی میں ہے، اور رد مختار میں فرمایا کہ اسی پر ابن کمال وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے میں کہتا ہوں اس لئے کہ اصل حرمت کے ثبوت میں و طے ہے، رہے اس کے دواعی تو انکو احتیاطا اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے جیسا کہ رد المختار وغیرہ کتب معتبرہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، تو جب آگ تھیر گئی اور شہوت ختم ہو گئی اور وہ مقصد تک نہیں پہنچی اور انتہا تک اسے رسائی حاصل نہیں ہوئی تو اس کا داعی ہونا باطل ہو گیا، ظاہر ہو گیا کہ خاص کر وہ دواعی جماع سے نہیں، کیونکہ جماع اس کے بغیر نہیں پایا جاتا (مترجم) اور اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا چھوا جو نہ ہنہ تھا، یا اس پر ایسا ہار یک چیز تھا جو احساس حرارت نیست بدن کو مانع نہ تھا، یا اسکے سر کے بال مس کئے اور اس مس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے شہوت تھی تو زائد ہو گئی اور انزال



ال نہ ہو اتقان حائثوں میں اسکی بیوی ہمیشہ کیواسطے حرام ہوگئی، اب کسی طرح یہ اس کے لئے اور وہ اس کیلئے حلال نہیں ہو سکتی عالمگیریہ میں فرمایا ثم المسس انما یوجب حرمت المصا ہرۃ اذا لم یکن بینہما ثوب فان کان ضعیفا لا یجد الماس حرارة المسسوس لا تثبت حرمة المصا ہرۃ وان انتشرت آلتہ بذلك ، وان کان رقیقا بحيث تصل حرارة المسسوس الی یدہ تثبت بہ حرمة المصا ہرۃ کذا فی التہیین وقال صدق الشہیدو علیہ الفتوی وکذا فی الثمنی شرح النقایہ اہ

پھر حرمت مصاہرت چھونے سے اس وقت ثابت ہوگی جبکہ دونوں کے درمیان کوئی کپڑا نہ ہو، نہیں اگر کپڑا ایسا موٹا ہے کہ چھونے والے کو مسسوس کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی اگرچہ اس سے اس کا آگہ منتشر ہو جائے اور اگر اس کا کپڑا ایسا ہار یک ہے کہ مسسوس کی حرارت اس کے ہاتھ تک پہنچتی ہے تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی، ایسا ہی تمہیں میں ہے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے، اور ایسا ہی ثمنی شرح فقایہ میں ہے (مترجم) در مختار میں ہے ولو یشعر علی الراس بحائل لا یمنع الحرارة، اگرچہ سر کے بال چھوئے ایسے حائل کیساتھ جو مانع حرارت نہ ہو (مترجم) عالمگیریہ میں ہے لو مسس شعرا یشہوۃ ان مسس ما اتصل براسہا تثبت وان مسس ما استرسل لا تثبت و اطلق الناطنی اطلاقا من غیر ہذا التفصیل کذا فی الظہیریہ و ہکذا فی وجیز الکردری والنسراج الوہاج ولومس ظفرہا تثبت کذا فی الخلاصۃ اہ

وفی الخانیۃ ولو قبل الرجل ام امرأۃ تثبت الحرمة ما لم یشہر انہ قبلہا بغير شہوۃ وفی المسس ما لم یعلم انہ کان ان الشہوۃ لا تثبت الحرمة اقول اذا المتبادر فی التقبیل هو الشہوۃ فلا یحکم علی خلاف الظاہر الا بدلیل صارف عنہ، بخلاف المسس فانما الاصل فیہ عدم الشہوۃ فلا بد ہینامن شاہد علیہا ان لا یصح الحکم بوجودہا لمشروط بالشرط الذی وجودہ لیس بضروری الا بعد اثبات تلک الشرط بالدلیل فاذن لاسبیل الی القول بالمشروط قبل قیام البرہان علی وجود الشرط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

یعنی اگر اس کے وہاں جو سر سے متصل ہیں شہوت کیساتھ چھوئے تو حرمت ثابت اور اگر لگے ہوئے بال چھوئے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی، ناطنی نے اسکو مطلق رکھا ہے بغیر تفصیل، ایسا ہی ظہیریہ میں ہے، اور ایسا ہی وجیز کردری اور نسراج وہاج میں ہے، اور اگر شہوت کے ساتھ اسکا ٹخن کو چھو تو حرمت

ثامت ہو جائے گی اور خلاصہ اور خامیہ میں ہے اگر مرد نے اپنی بیوی کی ماں کا بوسہ لیا تو حرمت ثامت ہو جائے گی جب تک کہ یہ ثامت نہ ہو کہ اس نے بغیر شہوت کے بوسہ لیا ہے اور چھوٹے میں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے شہوت سے بوسہ لیا ہے حرمت ثامت نہیں ہوگی۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ متبادر بوسہ لینے میں شہوت ہے تو ظاہر کے خلاف حکم نہیں لگایا جائیگا بغیر کسی دلیل صارف کے مس (چھوٹے) کے برخلاف اس لئے کہ اصل اسمیں عدم شہوت ہے تو یہاں اس پر کسی شاہد کا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ ایسی شرط کے ساتھ مشروط کے وجود کا حکم لگانا جس کا وجود ضروری ہو صحیح نہیں۔ جب تک دلیل سے اس شرط کا اثبات نہ ہو جائے تو مشروط کے قول کی طرف کوئی راستہ نہیں شرط کے وجود پر دلیل قائم ہونے سے پہلے (مترجم) واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتمم وا حکم۔

کتبہ المذنب عبدہ المذنب عزیز غوث غفرلہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ :- از قبضہ آنولہ خلیعہ بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر پر اولیاء اللہ کی چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں بدینوا توجروا

**الجواب :-** واجب وہ ہے جسکو اللہ ورسول نے واجب کیا اور حرام وہ ہے جس سے اللہ ورسول نے منع فرمایا اور جس بات کو اللہ ورسول نے نہ منع کیا اور نہ اس کا حکم دیا وہ جائز ہے جو اسے منع کرے شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے، قبور اولیاء کرام پر اس نیت سے چادر ڈالنا کہ قلوب عوام میں عظمت اور ان کی نگاہوں میں وقعت پیدا ہو اور وہ تو ہیں جو عام قبور کے ساتھ کرتے ہیں اور رات دن مشاہدہ ہو رہا ہے یہاں تک کہ جو تاپنے ہوئے چلتے ہیں یہاں تک کہ قبر پر بیٹھ کر جو اٹھیلے دیکھا گیا ہے یہاں تک معاذ اللہ قبروں پر پیشاب کرنے میں بھی پاک نہیں قبور اولیاء کرام بھی اگر عام قبروں کی طرح رکھے جائیں ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذبن یعنی یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو سنائی نہ جائیں (کنز الایمان) اسکی نظیر شرع میں تخلیہ مصحف ہے یعنی قرآن مجید پر سونا چڑھانا، اس میں طلائی آیتیں سنھری چھوٹیں مٹانا کہ زمانہ سلف میں اصلاً نہ تھا، اور فقہاء نے مکروہ تک لکھا ہے تو اس وقت اس کی حاجت نہ تھی دلوں میں عظمت قرآن مجید کی ویسی ہی مستکن تھی تو یہ بے فائدہ صرف تھا مگر جب یہ قریب کا تاریک زمانہ آیا، اور نگاہ عوام میں عظمت اجلال پیدا کرنا اس ظاہری زینت کا شرع ہو گیا، لاجرم علماء نے حکم استحباب دیا، عالمگیری میں ہے : ہوان کان

احداثاً فهو بدعة حسنة وکم من شیء کان احد اثاھو بدعة حسنة وکم من شیء یختلف

باختلاف الزمان والمكن كذا فی جواهر الاخلاطی۔ وہ اگر نوا ایجاد ہو تو بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں نئی



ہوتے ہوئے بھی بدعت حسد ہوتی ہیں اور بہت ساری چیزیں زمان و مکان کے مختلف ہونے سے بدل جاتی ہیں ایسا ہی جو اہل  
 اخلاط میں ہے، **قرآن مجید :-** علامہ سید عبدالغنی عیسیٰ قدس سرہ القدسی کشف النور عن اصحاب القبور میں  
 فرماتے ہیں ان کان القصد بذالك التعظيم اعين العامة حتى لا يحتقر واصحاب هذا القبر الذي  
 وضعت عليه الثياب والعصائم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم  
 نائرة عند الحضور في التادب بين يدي اولياء الله تعالى المدفونين في تلك القبور كما ذكرنا  
 من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغي النهي عنه لان الاعمال  
 بالنيات وكل امرء مانوی۔ دونوں عبارتوں کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ اگرچہ نو پیدا ہے مگر مستحسن ہے کہ بہت سی  
 باتیں نو پیدا ہوتی ہیں مگر حسن ہوتی ہیں اور بہت باتیں زمان و مکان کے اختلاف سے بدل جاتی ہیں قبور اولیاء کرام پر چادر  
 ڈالنے سے جبکہ یہ مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں عظمت پیدا ہو، ان کے حضور خشوع و خضوع کا قل زائروں کے دل میں  
 پیدا ہو کہ ان کے دل اولیاء مدفونین کے حضور میں ثوب کیلئے کم جھکتے ہیں اور ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اولیائے کرام کی ارواح  
 طیبہ انکے قبور پاک کے پاس تشریف فرما ہوتی ہیں یہ چادر ڈالنا جائز بات ہے جس سے نئی نہ چاہیے اسلئے کہ اعمال کا مدار نیت پر  
 ہے اور ہر شخص اپنے کئے کا پھل پائیگا، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ الذنب عبد الرشید عفی عنہ

**مسئلہ :-** مرسلہ عبد الرحمن از ملک جمال ضلع بریال ڈاکخانہ دیر چڑ موضع چرکچہ :-

### فارسی

چہ می فرمایند علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید درکا بین نامہ منکوحہ خورش بعد  
 ذکر و اقرار شرائط چہنیں و چنان بدین گونہ شرط دیگر نوشتہ داد کہ من از شرائط مذکورہ  
 بیچگونہ شرط رایا جزو شرط را خلاف نکنم اگر بکنم پس اختیار کہ مرا برائے طلاق دادن مرتباً  
 حاصل است آن اختیار بتوسپردم کہ تو نفس خود را بیک ہسہ طلاق داد و بزوجیت شخص دیگر  
 داخل شدہ زندگانی خود را بسر بکنی آنکہ مرا بر تو بیچگونہ دعویٰ باقی نہ خوابد ماند ، اگر  
 بکنم شرعاً و عدلاً مقبول و مسموع نخواہد شد ، پس اگر زید یہ شرائط مذکورہ کا بین نامہ



بیچگونہ شرط را خلاف یکنند حسب شرائط تفویض زید، سرزنش را برائے ایقاع طلاق بر نفس خود شرعاً اختیار باشد یا نہ بینوا توجروا۔

## (ترجمہ)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کے اقرار نامہ میں مختلف شرطوں کے ذکر و اقرار کے بعد اس طرح کی ایک دوسری شرط بھی لکائی کہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط، یا جزو شرط کے خلاف نہیں کروں گا اگر کروں تو وہ اختیار جو مجھے تجھ کو طلاق دینے کا حاصل ہے وہ تیرے سپرد ہے کہ تو اپنے آپ کو ایک دو تین طلاق دے اور دوسرے شخص کی بیوی بخر زندگی گزارے اس وقت میرا تجھ پر کسی قسم کا دعویٰ باقی نہیں رہے گا اگر میں دعویٰ کروں تو شرعاً اور عدلیہ مقبول اور مسوع نہ ہو گا لہذا زید اگر اقرار نامہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط کے خلاف کرے تو سپردگی کی شرطوں کے مطابق اسکی عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا شرعاً اختیار حاصل ہو گیا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## فارسی

البحر :- در صورت مستفسرہ زن زید را اختیار ایقاع طلاق بر خود حاصل ست در ساعتی کہ زن را علم خلاف شرط کردن زوج اوشود بعدراں مجلس خودرا ازیک تا سه بر قدر خواهد طلاق دہد، تادو طلاق از زوجیت بیرون نخواہد شد، شوہر را اختیار رجعت در عدت بود، اگر رجعت کرد بدستور زنش ماند، ورنہ از حبالہ نکاحش بیرون خواہد شد، و آنگاہ زن را اختیار نکاح باہر کہ خواہد بدست خواہد آمد اگر سه طلاق نفس خودرا داد پس فی الحال از زوجیت برآمد واورا اختیار است کہ بعد عدت نکاح ثانی بشخصیکہ خواہد کند زیدرا اصلاً اختیار منع نبود فاما این اختیار زن را در ہماں مجلس باشد بعد تبدیل مجلس نتواند کہ خودرا طلاق دہد در مجمع الانہر ست ولو قال لها انت طالق کما شئت ما شئت طلقت ماشاءت، وواحدۃ او اکثر لان کم اسم العدر فیتناول الكل فی المجلس لابعده در اصلاح ست لمن قیل لها طلقی نفسك او امرک بیدک

واختیاری بنیة الطلاق تطلقها فی مجلس علمت به واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ غلام مصطفیٰ ابراہیم البہاری عفا عنہ الباری

بمصدق المصطفیٰ ﷺ

## (ترجمہ)

**(الجواب :-)** صورت مسئلہ میں زید کی بیوی کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہے، جس وقت کہ عورت کو شوہر کے شرط کی مخالفت کرنے کا علم ہو اسی مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے تین تک جس قدر چاہے طلاق دے، دو طلاق تک زوجیت سے خارج نہیں ہوگی، شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہوگا اگر رجعت کر لے تو بدستور اسکی بیوی باقی رہے گی ورنہ اس کے عقد نکاح سے نکل جائے گی، اور اس وقت اس کو جس سے بھی چاہے نکاح کا اختیار حاصل ہوگا اگر وہ اپنے آپ کو تین طلاق دیدے تو فی الحال زوجیت سے باہر ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے گا کہ عدت کے بعد دوسرا نکاح جس سے چاہے کرے، زید کو بالکل منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن عورت کا یہ اختیار اسی مجلس میں ہوگا، تبدیلی مجلس کے بعد وہ اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی، مجمع فلا نھر میں ہے اگر شوہر نے بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے جیسے چاہے، بھٹنی چاہے، تو جس قدر چاہے اس پر طلاق واقع ہو جائے گی ایک یا زیادہ اسلئے کہ تم اسم حد ہے تو وہ کھل کو شامل ہوگا مجلس میں بعد میں نہیں اصلاح میں ہے جس عورت سے کہا گیا اپنے آپ کو طلاق دے، یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا اپنے آپ کو اختیار کر (یہ طلاق کی نیت سے کہا) تو جس مجلس میں اسے علم ہوا اپنے آپ کو طلاق دے لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ غلام مصطفیٰ ابراہیم البہاری

عفا اللہ عنہ الباری محمد بن المصطفیٰ ﷺ

۳ شوال یوم جمعہ ۱۳۶۳ھ

مسئلہ :- ازربلی مرسلہ عبد السبحان چانگانی ۳ شوال یوم جمعہ ۱۳۶۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر آیات قرآن مجید میں کوئی لفظی غلطی ہو جائے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب :-** اصلی کلی اس باب میں تغیر معنوی فاحش ہے عام ازیں کہ تقدیم و تاخیر کلمات و حروف سے ہو یا زیادہ و

نقصان کلمہ و حروف کے باعث پس اگر معنی کا تغیر فاحش ہو گیا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے لو قدم

كلمة على كلمة او اخر كلمة عن كلمة فلم يغيرا المعنى لا تفسد یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ پر مقدم کیا یا

مؤخر اگر معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اسی میں ہے لو زاد كلمة فلم يغير المعنى لا تفسد یعنی اگر

زیادہ کیا کلمہ اور معنی میں تغیر نہ آیا تو نماز فاسد نہ ہوگی <sup>للمؤمنين</sup> خزانہ میں ہے وان ترك كلمة من آية فلم تتغير

المعنى كما لو قرأ وما تدرى نفس ماذا تكسب غدا و ترك ذالا يفسد صلاته، وان تغیر المعنى

بترك الكلمة بان قرأ فما لهم لا يؤمنون و ترك لا يفسد صلاته عند الغامة یعنی اگر چھوڑ دیا ایک کلمہ

کسی آیت سے اور معنی نہ بدلے ہوں مثلاً ما تدرى نفس ماذا تكسب غدا پڑھا اور (ذا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی

اور اگر معنی میں تغیر آگیا مثلاً فما لهم لا يؤمنون پڑھا اور (لا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حرف میں تغیر ہو

جائے تو اسکی بھی تین صورتیں ہیں کم کر دیا یا زیادہ یا ایک حرف کو دوسرے سے بدل دیا اسکی بھی وہی صورت ہے جو گزری، یعنی

اگر معنی میں تغیر فاحش ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے : ولو قدم حرفا على حرف إن تغیر

المعنى بالتقديم تفسد یعنی اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کیا اور معنی میں تغیر آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی

اسی میں ہے : اذا زاد حرفا إن كان لا تغیر المعنى لا تفسد صلاته عند عامة المشافخ رحمهم الله

تعالیٰ اگر حرف زاد ہو گیا ہو اور معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی میں ہے : نقصان حروف ان كان

لا يتغير المعنى لا تفسد صلاته بلا خلاف کم کرنے میں حرف کے اگر معنی بدل نہ جائے تو نماز فاسد نہ

ہوگی، هكذا فی غیرہا واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اکمل و احکم ۔



کتبہ عبید اللہ بنی نواب مرزا علی  
عفی اللہ عنہ محمد بن المصطفیٰ علیہ السلام

مسئلہ :- از سیکھل ضلع ہریلی مرسلہ رحمت حسین صاحب ۲۲ رتھوی الثانی یوم پنج شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ کو جبکہ اسکے دو ماہ کا حمل تھا طلاق دی اور مسماۃ نے دو روز کے بعد اپنا نکاح ثانی ہجر کے ساتھ کر لیا۔ بارہ روز مسماۃ ہندہ ہجر کے یہاں رہی بعد کو فرار ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی اب مسماۃ ہجر کے یہاں جانے پر راضی نہیں پھر اس صورت میں جب کہ مسماۃ ہندہ کو دو ماہ کا حمل تھا طلاق جائز ہوئی یا نہیں؟ اور اگر اب زید اس کو پھر اپنی زوجیت میں لینا چاہے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو کس صورت میں۔ بینوا فوجروا۔

**الجواب :-** رب زدنی علما نا فعلا وفہما کما ملا، صورت مسئلہ میں اگر زید نے ہندہ کو تین طلاق دی ہیں تو بلا تحلیل زید کیلئے حلال نہیں، اور اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی ہے تو نکاح کی ضرورت نہیں صرف زبان سے کہہ دے کہ رجوع کی میں نے اور ایک یا دو طلاق بائن دی ہے تو صرف نکاح کی ضرورت ہے حالانکہ کی ضرورت نہیں اور زید اس سے ابھی نکاح کر سکتا ہے، انتظار وضع حمل کی حاجت نہیں اور دوسرا نکاح جو ہندہ نے ہجر کے ساتھ کیا وہ محض باطل اسلئے کہ یہ نکاح قبل عدت کے ہوا کیونکہ اسکی عدت وضع حمل تھی، حمل دو ماہ کا ہو یا تین ماہ کا ہر صورت میں زید ہندہ کو طلاق دے سکتا ہے، لعدم المانع واللہ تعالیٰ اعظم۔

عبد الرضا عاصی نذیر الحق المرضا پوری الہمداری عفی عنہ

محمد بن المصطفیٰ علیہ السلام

از: سید ضیاء الحسن جیلانی حیدر آباد پاکستان

محترم شہزادہ معظم، جگر گوشہ ریحان ملت، اولاد اعلیٰ حضرت، سیدی، سندی، مرشدی، مولائی

حضرت علامہ مفتی

## محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں

دامت برکاتہم عالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ رب العالمین علی کل حال

فقیر کے دادا مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے، مفتی سید ریاض الحسن جیلانی کے دادا مفتی سید راحت علی جیلانی اور مولانا سید فیاض علی جیلانی یہ چارویں بزرگ حضور سیدی چچہ السلام کے خلفاء بھی تھے، فقیر کے بھائی اور چچا اختر الحامدی کے چچے بھی حضرت ریحان ملت کے غلام ہیں، فقیر کی اہلیہ مفتی تقدس علی خان صاحب سے بیعت ہیں، فقیر کے اور بھائی کے چچے وغیرہ علامہ توصیف رضا خان صاحب سے بیعت ہیں، الحمد للہ سلسلہ بیعت میں اتنا قریبی رشتہ اعلیٰ حضرت سے بہت کم پایا جاتا ہے مگر فقیر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ غلام رضا ہیں غلام رضا، اس مختصر تعارف کے بعد عرض گزارش یوں ہے کہ فقیر نے سال ۱۳۱۹ھ ۱۹۹۹ء کے نئے ریحان ملت کھنڈر اور جامعہ کے اشتہار عرس حامدی جیلانی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں منظر اسلام کے فارغین کی اسناد وغیرہ سے متعلق پڑھنا۔

آج میرے والد گرامی قدر مفتی زمن سید محمد ریاض الحسن جیلانی نیر الحامدی یا فقیر کے چچا محمد مرغوب احمد اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہم ہوتے یہ دونوں حضرات جو کچھ لکھتے اس کا اپنا ایک مقام ہوتا اور وہ اپنے زمانہ میں منظر اسلام کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے افسوس کہ یہ دونوں بزرگ اس دنیائے ہست و بود میں موجود نہیں ہیں۔ اختر الحامدی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سلام پاک کی تفسیم کیا خوب لکھی جو بارگاہ رضا سے قبولیت کا شرف حاصل کر کے دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو کر قبول خاص و عام ہوئی۔

والد بزرگ دار مفتی زمن نیر الحامدی کی اسناد کی کاپیاں ارسال خدمت ہیں ان کی اصل کاپیاں الحمد للہ فقیر کے پاس موجود ہیں۔ ماہ رجب ۱۴۱۲ھ میں حضور حبیبہ الاسلام نے خلافت ہمد قلمی چاروں سلاسل جدید یہ وقفہ عطا فرمائی۔

حضور مفسر اعظم ہند نے ۱۴۱۶ھ میں منظر اسلام کی سند التکمیل عطا فرمائی۔ والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ چند ماہ

منظر اسلام میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے اور پھر چونکہ شہر جو دھپور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی سخت ضرورت تھی اس غرض سے جو دھپور روانہ فرمایا یہاں مفتی ذمّن نیر الحامدی نے جامعہ اسحاقیہ جس کی بنیاد مفتی ذمّن کے بنادرویش کامل مفتی سید راحت علی جیلانی اور مفتی ذمّن کے والد مفتی سید عنایت علی جیلانی رحمۃ اللہ علیہم نے رکھی تھی خدمات انجام دیں۔ ایک اور سند حضرت سیدی مفتی اعجاز دلی صاحب نے ۳۰ ۳۱ ۳۲ء میں مفتی ذمّن کو عطا فرمائی، کاپی حاضر خدمت ہے۔

حضرت مبلغ اسلام شاہ محمد عبد العظیم صدیقی میرٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت نے اپنے لیٹر پیڈ پر ایک تحریر لکھی گویا وہ جانتے تھے کہ مفتی ذمّن نیر الحامدی حضور سیدی چچہ الاسلام کے خلیفہ مجاز تھے اس کی تصدیق فرمائی۔  
سرکار عالی مرتبت.....!

فقیر والد گرامی قدر کے وہ مضامین ارسال خدمت کر رہا ہے جو کئی برس پہلے شائع ہوئے اگر مناسب خیال فرمائیں تو صد سالہ نمبر کیلئے انتخاب فرمائیں۔ ورنہ کوئی بات نہیں۔

ہاں قارئین میں حضرت مفتی ذمّن نیر الحامدی اور حضرت علامہ اختر الحامدی کو ضرور شامل فرمائیں، مفتی ذمّن کو حضور چچہ الاسلام کے خلفاء کرام کی فہرست میں بھی شامل فرمائیں، تاکہ حضور چچہ الاسلام کے خلفاء کی تعداد کا علم ہو۔  
حضرت علامہ مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے اور اپنے خاندانی بزرگوں کے علاوہ حضور چچہ الاسلام کے بھی خلیفہ تھے۔

مفتی ذمّن کے نانا حضرت مفتی سید راحت علی جیلانی اور ان کے بھائی سید فیاض علی جیلانی بھی حضور چچہ الاسلام کے خلفاء تھے جو ہندوستان کے شہر جو دھپور میں رہائش رکھتے تھے، فقیر کے پاس اس کی تحریری سند موجود نہیں ہے یہ تینوں بزرگ جامعہ اسحاقیہ جو دھپور کے منتظمین بھی تھے، ہاں مفتی ذمّن کی کسی تحریر میں فقیر نے پڑھا تھا جو اس وقت مکان بننے کی وجہ سے کتابیں اور سامان ادھر ادھر ہوا جس کی وجہ سے وہ تحریر مل نہیں سکی ہے مگر ہمارے شجرہ سلسلہ میں ان بزرگوں کے نام درج ہیں۔

میرے سرکار عالی وقار.....!

اب آپ کی خدمت قدسیہ میں حضرت مفتی ذمّن نیر الحامدی علیہ الرحمۃ کا وہ مضمون جو ماہ طیبہ مارچ ۱۹۵۳ء میں چچہ الاسلام کے نام سے شائع ہوا تھا اس میں حضور سیدی چچہ الاسلام کی کرامت، علمی مقام اور خاص کردہ کلام ہے جو مندر



عقیدت مختصر حجۃ الاسلام جسے سرکار نے پسند فرمایا، عین حیات میں حجرہ مقدسہ میں لگائے بعد میں مزار اقدس پر آویزاں تھے کی نوٹوکافی ار سال ہے۔

میرے مرشد کریم !

جب فقیر نے یہ آج سے بیس سال قبل پڑھا تو ذہن میں مختلف خیالات نے جنم لئے کہ فریم کوئی لے گیا ہو گا کسی نے ہٹا دیا ہو گا یا کاغذ خراب ہو گیا ہو گا، فریم ٹوٹ گیا ہو گا.....؟ وغیرہ وغیرہ

اس خیال خام کے ذہن میں آتے ہی یہ خیال آیا کہ کوئی ایسی چیز ہو جو یہ جیلانی فقیر اعلیٰ حضرت سے شہر لوگان تک کیلئے تھک پیش کرے جو مزار مقدس پر تاقیامت قائم رہے میرے اور میرے والد اور خاندان جیلانیہ کے سادات کرام کیلئے صدقہ جاریہ اور بخشش کا ذریعہ بن رہا ہے اس خیال سے مبلغ اسلام سیاح الشیخ حضرت علامہ توصیف رضا خان صاحب مدظلہ عالی شریف لائے تو مزار اعلیٰ حضرت کیلئے موئے مبارک حیات النبی ﷺ الحاج شفیع محمد قادری صاحب کراچی اور دیگر کی موجودگی میں پیش کیا گیا و صولی کی رسید توصیف رضا خان صاحب کے دستخط کے ساتھ فقیر کے پاس موجود ہے اور توصیف رضا خان صاحب نے بریلی شریف سے خط بھی لکھا جس میں انہوں نے موئے مبارک حیات النبی ﷺ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ شوکیں میں رکھ کر مزار اعلیٰ حضرت کے سربانے رکھا گیا ہے، ایک ریحان ملت کینڈر میں تصویر بھی چھپی تھی جس میں وہ دنیا اور فقیر کے لیٹر پیڈ پر تحریری سند کا عکس بھی چھپا تھا وہ کینڈر بھی فقیر نے فریم کر کے اپنے فریم میں لگایا ہوا ہے۔

آج (الجمعة ۱۵ محرم ۱۴۱۸ھ) : یہ فقیر مطمئن ہے کہ یہ تحفہ نور مجسم سرکار دو عالم حیات النبی ﷺ کے موئے مقدس میرے سرکار مالی و قادر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد و رحق اور شہر لوگان کے علاوہ میرے مرشد کریم ریحان ملت مفتی ریحان رضا خان بریلوی کے دربار میں قبول ہیں، یہ موئے مبارک کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ مزار اعلیٰ حضرت پر رکھے اور غلامان اعلیٰ حضرت کے فیض حاصل کرنے کیلئے وقف کئے گئے ہیں۔

میرے مرشد کریم !

دعا فرمائیے کہ ہندوستان کبھی آتا ہو تو موئے مبارک کو بہت اچھی طرح سے سیٹ کر کے آؤ گا اس آپ فقیر کیلئے دعا فرماتے رہیں، فقیر یہاں پر زیارت گاہ موئے مبارک حیات النبی ﷺ کی تعمیر کے منصوبہ کی تکمیل میں مصروف عمل ہے جس کی تفصیل آپ کو روانہ کر رہا ہے یہ مشن جاری ہے اور جاری رہے گا دعا فرمائیں۔

مگ درگاہ موئے مبارک حیات النبی ﷺ

صاحبزادہ سید ضیاء الحسن جیلانی (ایم اے)

الساوات ۵۷ ڈی غوثیہ چوک امریکن کوارٹرز حیدر آباد فون نمبر ۷۶-۴۱۰

### حجۃ الاسلام

حضور پر نور قدوس الحسین در کسب الحدیثین والمفسرین امام الفقہاء والمحققین استاذ العلماء امام الاولیاء فی عصرہ و مرجع الامام حجتہ الاسلام مولانا مولوی مفتی شاہ الحاج حضرت اقدس محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی نوری بریلوی نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔ ماہ جمادی الاول کی ۷ تاریخ کو حضور نے محبوب حقیقی سے وصال فرمایا اللہ لو مرض کے باعث قیام کی طاقت نہ تھی لیئے ہوئے اشارے سے نماز ادا فرماتے تھے اسی طرح نماز عشاء کی نیت باندھی اور ہاتھ باندھے ہوئے اپنے رب کریم کے حضور میں تشریف لے گئے۔

میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر پھر رہا ہے جب حضور ۱۳۶۱ھ میں ہم غلاموں کی استدعا پر دوسری مرتبہ رونق افروز ہو چھوڑ ہوئے۔ غریب کدہ پر مشاقان دید کا جھوم تھا طالبان بیعت ہو رہے تھے۔ مردوں کے جد غور تول کا نمبر تھا۔ بالا خانے کے دو حصے تھے۔ جبکہ درمیان فقط ایک دروازہ تھا ایک حصہ میں حضور جلوہ فرما تھے۔ میں اور میرے برادر عزیز سید محمد مرغوب اختر الحامدی سلمہ اور عزیزان حافظ ظہور احمد سلمہ و حافظ عبدالغنی سلمہ وغیرہم حاضر خدمت تھے۔ دوسری طرف غور تول کی نشست کا انتظام تھا۔ بیعت کیلئے ایک صاف دروازہ سے گزار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ جبکہ ایک سرِ حضور کے دست اقدس میں تھا اور دوسرا طالبات کے ہاتھوں میں۔ حضور نے بیعت فرمانا شروع کیا۔ اور الفاظ بیعت زبان فیض ترجمان سے ادا فرمائے۔ دفعتاً جلال بھرے الفاظ میں ارشاد فرمایا ”مؤوب تنھو جیسے نماز میں تنھتے ہیں ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لیکن اللہ نے جلال کے استحضار کی جرات نہ ہو سکی۔ قلب میں ایک عجیب قسم کا اضطراب تھا۔ آخر دوسری سمت جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ محلے کی ایک عورت جو بیعت ہونے والیوں کے زمرے میں تھی اور جسے دو زانو بیٹھنے کی ہدایت کر دی گئی تھی چار زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اور اس کے اس طرز سے بیٹھنے ہی سے حضور نے وہ الفاظ گرامی استعمال فرمائے۔ سچ ہے اللہ والوں سے کوئی شے حجاب میں نہیں ہوتی۔

اسی زمانے میں حضور نے اس سنگ بارگاہ سے ایک بار اشارہ فرمایا کہ میری تسبیح (مبارک) کا ڈور آگے زور ہو چکا ہے اسے بدلوادیا جائے۔ میں نے جی حضور کہہ کر تسبیح لے لی لیکن رعب و جلال کے باعث تفصیل دریافت نہ کر سکا۔ باز کہ جا کر ایک دوکاندار کو تسبیح دکھائی اور کہا کہ جیسے یہ ہے ویسی ہی اسے بنا دو پھندے کیلئے اس نے زور دیشم تجویز کیا۔ لیکن میں نے کہہ دیا کہ



میں سبز رنگ کا ہی پسند لگاؤ جیسا کہ اس میں پہلے لگا ہوا تھا۔ غرض شیعہ تیار ہو گئی اور میں لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بہت ستائش فرمائی اور مسکرا کر فرمایا: زرد رنگ بہتر تھا کہ صوفیانہ تھا۔ اللہ اکبر کہاں بازار کی بات چیت اور کہاں حضور کے اپنے مقام پر تشریف رکھتے ہوئے مشاہدہ۔

میری ایک عزیزہ تھیں جنہیں بیعت کیلئے کہا گیا لیکن ان کی توجہ کسی اور جانب تھی اسلئے انہوں نے معذرت ظاہر کی۔ حضور کی روانگی کے بعد ان ٹی ٹی نے خواب میں دیکھا کہ حضور تشریف لائے اور انہیں بیعت فرمایا۔ صبح اٹھیں تو قلب کی حالت بدلی ہوئی تھی مجھ سے کہا کہ مجھے تحریری بیعت ہی کرو و چنانچہ حضور کی خدمت میں عرضہ کھنکھایا۔

میرے دو مست محمد خاں کا ایک مقدمہ چل رہا تھا حضور نے ان سے تعویذ مرحمت فرمائے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن پردہ ہائے جمال نے اتنی مسرت نہ دی کی تعویذ تیار ہو پاتا۔ مراجعت فرمائی گئی اور مقدمہ کی تاریخ آگئی پچارہ محمد خاں پریشان۔ یا اللہ کل کیا ہو گا صبح صادق کا وقت ہے ابھی یہ بستر استراحت ہی پر ہیں کہ دردِ لہو پر دستک ہوتی ہے باہر جا کر دیکھتے ہیں تو غلام فرید صاحب (جو آنکھل کر رچی میں ہیں) سلام علیک کے بعد انہوں نے تعویذ نکال کر پیش کیا محمد خاں نے حیرت و استحباب سے پوچھا یہ کیا انہوں نے بتایا کہ آج رات حضور سیدنا حبیبہ الاسلام قدس سرہ العزیز نے مجھے خواب میں تشریف لا کر حکم فرمایا کہ میں نے تمہیں جو تعویذ دیا ہے۔ وہ علی الصباح محمد خاں کو پہنچا دو۔ اللہ اللہ یہ کرم فرمائی تھی غلاموں پر جیسی لوگ پروردگار اس شمع جمال پر شاد ہوتے اور حلقہ غلامی گنگے میں ڈالتے تھے وصال اقدس کے بعد شمار کیا گیا تو دو لاکھ سے زائد صرف حضور کے دست حق پرست پر بیعت ہونے والوں کی تعداد تھی۔ الاسلام مجدد نمبر ۷۳۱۷ احاد میں شائع ہوا تھا کہ صرف پاکستان میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین و معتقدین کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ ہے حضور کا علمی فضل و کمال مرمیر کی طرح رخشاں و تاباں ہے مدینہ طیبہ میں شیخ عبدالقادر ظراہلسی سے مباحثہ اور شیعہ مجتہد سے گفتگو دو عظیم گواہ موجود ہیں۔ مجھ سے مولانا محمد اسلام صاحب سنبھلی زید مجدہم نے بیان فرمایا کہ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضور جب اجمیر اقدس تشریف لے گئے تو جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری نے زبان عربی میں حضرت سے کچھ سوالات کئے جنکا حضور نے ہر جتہ عربی اشعار میں جواب دیا اس کے بعد حضرت صدر الافاضل جیسی شخصیت نے اعتراف فرمایا کہ زبان عربی کا بہر میں نے حضرت جیسا کسی کو نہ دیکھا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ الدولۃ النبیہ اور کفیل الخفیہ الفہم کی تسمیرات بزبان عربی حضور نے قلم برداشتہ تحریر فرمائیں جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پسند آئیں سناٹیں فرمائی اور داخل رسائل فرمائے



کا اذن دیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس سے ایک ہفتہ قبل جو لوگ بیعت کیلئے حاضر ہوئے ان سے خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”حامد رضا خاں کا ہاتھ میرا ہاتھ، انکی بیعت میری بیعت اور ان کا مرید میرا مرید ہے۔ سند و خلافت میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف تحریر فرمایا کہ یہ جانشینی و خلافت قیصر و کسریٰ کی طرز پر نہیں بلکہ خلافت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منج پر ہے۔ علماء کرام کے مشورے اور استخارہ و فرمان سے حضور سیدنا ابوالحسن احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سند خلافت پر متمکن فرمایا تو جنکی خلافت صحیح خلافت راشدہ پر ان کے فضل و کمال کا اللہ اکبر کیا کہنا۔

### نذر عقیدت بحضور حجة الاسلام

اب میں حضور والا کی منقبت کے وہ اشعار پیش کرتا ہوں جو حضور کی جود چہر تشریف آوری کے وقت پیش خدمت کئے تھے جنکی مقبولیت کی الحمد للہ میں یہ دلیل پاتا ہوں کہ حضور کی حین حیات میں وہ حضور کے حجرہ مقدسہ میں رہ کر مستیز ہو گئے اور اب بعد وصال مزار اقدس آویزاں ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک۔

ذخرفنزل

آیا نظر جلوہ ترا شکر خدا حامد رضا

یاور مقدر ہو گیا صد مرحبا حامد رضا

بے مانگے سب کچھ دے دیا تجھ پر قدا حامد رضا

یہ ہے کرم جو شہ تری ہر عطا حامد رضا

تو معدن لطف و کرم صدق وصف حامد رضا

تو مخزن علم و عمل رشد و ہدئی حامد رضا

چشم کرم بر سائے عین عطا حامد رضا

سویم نگر بہر خدا بہر خدا حامد رضا

بلبل نہ گل کا نام لے ترک اسکی الفت کو کرے

گرد کیے پائے بالقیس تمکوا ترا حامد رضا

شیدا ہیں ترے خاص و عام ادنیٰ و اعلیٰ میں غلام

عالم نہ ہو سب کس طرح بردہ ترا حامد رضا

تو پر توذات نبی تو سایہ شان علی

لا ریب ہے تو منظر غوث الوری حامد رضا

اچھے میاں کا تازنیں توری میاں کا مدہ جبین

نور نگاہ حضرت احمد رضا حامد رضا

تو رونق بازار دیں چشم و چراغ علیہ میں

تو زیب بزم اولیام حق آشنا حامد رضا

تو حجت اسلام ہے تو ماہی اولیام ہے

تو جانی دین ہدی اے خوش القا حامد رضا

جس نے نہ دیکھا ہو کبھی جلوہ جناب غوث کا

وہ دیکھ لے جلوہ ترا حامد رضا

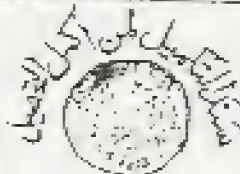
بزدل کھینے بے شعور کیا آسکیں تیرے حضور

اے نامب شیر خدا - شیر خدا حامد رضا

دامن میں دے اپنے جگہ اس خیر محضوں کو بھی

درد کی کب تک ٹھوکریں کھائے گدا حامد رضا

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ )



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیشوایان و سران

[illegible][illegible][illegible]

عکس مندر فراغت  
مفتی غلام رحمان فاضل  
صاحب دہ عہد امام  
احمد، ضیاء خان فاضل  
بیرونی علیہ الرحمہ





١٠٠  
 ١٠١  
 ١٠٢  
 ١٠٣  
 ١٠٤  
 ١٠٥  
 ١٠٦  
 ١٠٧  
 ١٠٨  
 ١٠٩  
 ١١٠  
 ١١١  
 ١١٢  
 ١١٣  
 ١١٤  
 ١١٥  
 ١١٦  
 ١١٧  
 ١١٨  
 ١١٩  
 ١٢٠  
 ١٢١  
 ١٢٢  
 ١٢٣  
 ١٢٤  
 ١٢٥  
 ١٢٦  
 ١٢٧  
 ١٢٨  
 ١٢٩  
 ١٣٠  
 ١٣١  
 ١٣٢  
 ١٣٣  
 ١٣٤  
 ١٣٥  
 ١٣٦  
 ١٣٧  
 ١٣٨  
 ١٣٩  
 ١٤٠  
 ١٤١  
 ١٤٢  
 ١٤٣  
 ١٤٤  
 ١٤٥  
 ١٤٦  
 ١٤٧  
 ١٤٨  
 ١٤٩  
 ١٥٠  
 ١٥١  
 ١٥٢  
 ١٥٣  
 ١٥٤  
 ١٥٥  
 ١٥٦  
 ١٥٧  
 ١٥٨  
 ١٥٩  
 ١٦٠  
 ١٦١  
 ١٦٢  
 ١٦٣  
 ١٦٤  
 ١٦٥  
 ١٦٦  
 ١٦٧  
 ١٦٨  
 ١٦٩  
 ١٧٠  
 ١٧١  
 ١٧٢  
 ١٧٣  
 ١٧٤  
 ١٧٥  
 ١٧٦  
 ١٧٧  
 ١٧٨  
 ١٧٩  
 ١٨٠  
 ١٨١  
 ١٨٢  
 ١٨٣  
 ١٨٤  
 ١٨٥  
 ١٨٦  
 ١٨٧  
 ١٨٨  
 ١٨٩  
 ١٩٠  
 ١٩١  
 ١٩٢  
 ١٩٣  
 ١٩٤  
 ١٩٥  
 ١٩٦  
 ١٩٧  
 ١٩٨  
 ١٩٩  
 ٢٠٠  
 ٢٠١  
 ٢٠٢  
 ٢٠٣  
 ٢٠٤  
 ٢٠٥  
 ٢٠٦  
 ٢٠٧  
 ٢٠٨  
 ٢٠٩  
 ٢١٠  
 ٢١١  
 ٢١٢  
 ٢١٣  
 ٢١٤  
 ٢١٥  
 ٢١٦  
 ٢١٧  
 ٢١٨  
 ٢١٩  
 ٢٢٠  
 ٢٢١  
 ٢٢٢  
 ٢٢٣  
 ٢٢٤  
 ٢٢٥  
 ٢٢٦  
 ٢٢٧  
 ٢٢٨  
 ٢٢٩  
 ٢٣٠  
 ٢٣١  
 ٢٣٢  
 ٢٣٣  
 ٢٣٤  
 ٢٣٥  
 ٢٣٦  
 ٢٣٧  
 ٢٣٨  
 ٢٣٩  
 ٢٤٠  
 ٢٤١  
 ٢٤٢  
 ٢٤٣  
 ٢٤٤  
 ٢٤٥  
 ٢٤٦  
 ٢٤٧  
 ٢٤٨  
 ٢٤٩  
 ٢٥٠  
 ٢٥١  
 ٢٥٢  
 ٢٥٣  
 ٢٥٤  
 ٢٥٥  
 ٢٥٦  
 ٢٥٧  
 ٢٥٨  
 ٢٥٩  
 ٢٦٠  
 ٢٦١  
 ٢٦٢  
 ٢٦٣  
 ٢٦٤  
 ٢٦٥  
 ٢٦٦  
 ٢٦٧  
 ٢٦٨  
 ٢٦٩  
 ٢٧٠  
 ٢٧١  
 ٢٧٢  
 ٢٧٣  
 ٢٧٤  
 ٢٧٥  
 ٢٧٦  
 ٢٧٧  
 ٢٧٨  
 ٢٧٩  
 ٢٨٠  
 ٢٨١  
 ٢٨٢  
 ٢٨٣  
 ٢٨٤  
 ٢٨٥  
 ٢٨٦  
 ٢٨٧  
 ٢٨٨  
 ٢٨٩  
 ٢٩٠  
 ٢٩١  
 ٢٩٢  
 ٢٩٣  
 ٢٩٤  
 ٢٩٥  
 ٢٩٦  
 ٢٩٧  
 ٢٩٨  
 ٢٩٩  
 ٣٠٠  
 ٣٠١  
 ٣٠٢  
 ٣٠٣  
 ٣٠٤  
 ٣٠٥  
 ٣٠٦  
 ٣٠٧  
 ٣٠٨  
 ٣٠٩  
 ٣١٠  
 ٣١١  
 ٣١٢  
 ٣١٣  
 ٣١٤  
 ٣١٥  
 ٣١٦  
 ٣١٧  
 ٣١٨  
 ٣١٩  
 ٣٢٠  
 ٣٢١  
 ٣٢٢  
 ٣٢٣  
 ٣٢٤  
 ٣٢٥  
 ٣٢٦  
 ٣٢٧  
 ٣٢٨  
 ٣٢٩  
 ٣٣٠  
 ٣٣١  
 ٣٣٢  
 ٣٣٣  
 ٣٣٤  
 ٣٣٥  
 ٣٣٦  
 ٣٣٧  
 ٣٣٨  
 ٣٣٩  
 ٣٤٠  
 ٣٤١  
 ٣٤٢  
 ٣٤٣  
 ٣٤٤  
 ٣٤٥  
 ٣٤٦  
 ٣٤٧  
 ٣٤٨  
 ٣٤٩  
 ٣٥٠  
 ٣٥١  
 ٣٥٢  
 ٣٥٣  
 ٣٥٤  
 ٣٥٥  
 ٣٥٦  
 ٣٥٧  
 ٣٥٨  
 ٣٥٩  
 ٣٦٠  
 ٣٦١  
 ٣٦٢  
 ٣٦٣  
 ٣٦٤  
 ٣٦٥  
 ٣٦٦  
 ٣٦٧  
 ٣٦٨  
 ٣٦٩  
 ٣٧٠  
 ٣٧١  
 ٣٧٢  
 ٣٧٣  
 ٣٧٤  
 ٣٧٥  
 ٣٧٦  
 ٣٧٧  
 ٣٧٨  
 ٣٧٩  
 ٣٨٠  
 ٣٨١  
 ٣٨٢  
 ٣٨٣  
 ٣٨٤  
 ٣٨٥  
 ٣٨٦  
 ٣٨٧  
 ٣٨٨  
 ٣٨٩  
 ٣٩٠  
 ٣٩١  
 ٣٩٢  
 ٣٩٣  
 ٣٩٤  
 ٣٩٥  
 ٣٩٦  
 ٣٩٧  
 ٣٩٨  
 ٣٩٩  
 ٤٠٠  
 ٤٠١  
 ٤٠٢  
 ٤٠٣  
 ٤٠٤  
 ٤٠٥  
 ٤٠٦  
 ٤٠٧  
 ٤٠٨  
 ٤٠٩  
 ٤١٠  
 ٤١١  
 ٤١٢  
 ٤١٣  
 ٤١٤  
 ٤١٥  
 ٤١٦  
 ٤١٧  
 ٤١٨  
 ٤١٩  
 ٤٢٠  
 ٤٢١  
 ٤٢٢  
 ٤٢٣  
 ٤٢٤  
 ٤٢٥  
 ٤٢٦  
 ٤٢٧  
 ٤٢٨  
 ٤٢٩  
 ٤٣٠  
 ٤٣١  
 ٤٣٢  
 ٤٣٣  
 ٤٣٤  
 ٤٣٥  
 ٤٣٦  
 ٤٣٧  
 ٤٣٨  
 ٤٣٩  
 ٤٤٠  
 ٤٤١  
 ٤٤٢  
 ٤٤٣  
 ٤٤٤  
 ٤٤٥  
 ٤٤٦  
 ٤٤٧  
 ٤٤٨  
 ٤٤٩  
 ٤٥٠  
 ٤٥١  
 ٤٥٢  
 ٤٥٣  
 ٤٥٤  
 ٤٥٥  
 ٤٥٦  
 ٤٥٧  
 ٤٥٨  
 ٤٥٩  
 ٤٦٠  
 ٤٦١  
 ٤٦٢  
 ٤٦٣  
 ٤٦٤  
 ٤٦٥  
 ٤٦٦  
 ٤٦٧  
 ٤٦٨  
 ٤٦٩  
 ٤٧٠  
 ٤٧١

فرضه ما بقدر الفاضل المثل كوفي هذا لا يطين دعائه

[illegible]

A collection of sketches of various stamps and seals, including a rectangular stamp with a crown, a circular seal with a crown, and a rectangular stamp with a crown.

طاهر بن ضائعان عليه السلام

عکس سند فراغت : مولانا سید محمد افضل حسنین ، مین  
میر علی حسن موضع یوڑیا خنلع مونگیر بھار : در عہد حجتہ الاول

تكملة كتاب الفوائد

الحمد لله الذي جعل في هذا الكتاب من فوائد الحسن والجمال ما لا يحصى... (The main body of the text, written in a cursive script, discussing various topics related to the 'Fayd' (benefits) of the 'Islam' (religion).

فهرس ما قرا الفاضل المذكور في هذه المكتبة سنة

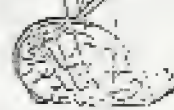
Table with 4 columns: No. (رقم), Author (المؤلف), Title (العنوان), and Location (المكان). It lists various books and their authors, such as 'شرح الوصية' by 'الشيخ الفاضل'.

عكس  
سند  
قرايت  
مولانا  
امداد  
المحسين  
ابن  
مطلوب  
حسين  
ساكن  
نور  
صانع  
دينا  
بنك  
دع  
مفسر  
اعظم  
هند  
مولانا  
ابراهيم  
رضا  
حرف  
جیلانی  
میاں  
علیہ  
الرحمہ

Handwritten notes in the bottom left corner, including a date 'سنة 1340'.

Handwritten notes in the bottom center, mentioning 'مكتبة' (library).

Handwritten notes in the bottom right corner, including a date 'سنة 1340'.





# الجامعة الرضویہ منظر اسلام

از: ----- مولانا غلام احمد ذکی، ایم، اے۔ بہادر منہج ضلع کشن خج بہار

منظر اسلام تیری عظمتوں کو سلام۔ تیری آغوش میں وہ بہادر بڑھے جو شہسوار زمانہ ثابت ہوئے تیرے صحن و آنگن میں ان نفوس قدسیہ کو تر بیت ملی جن سے ایک عالم تابناک ہوا تیرا وجود اس وقت عمل میں آیا جبکہ دشمنان اسلام گستاخان رسول ﷺ ہر چہار جانب سے شعاثر اسلام کو نشانہ بنا کر حملے کر رہے تھے۔

عظمت رسول ﷺ کے ساتھ کھلو اڑ کر نالان بد بختوں کا محبوب مشغلہ بن گیا تھا کیونکہ انگریز جیسی شاطر قوم کی پشت پناہی حاصل تھی ایسے پر فتن ماحول میں اسلام کا دفع کرنے کیلئے پروردگار عالم نے سرزمین بریلی میں ایک مجدد پیدا فرمایا جس نے حق مجددیت ادا کرتے ہوئے پچھتر غلط رسومات کو مثالیاد دشمنان اسلام نے جو بدعتیں قائم کر رکھی تھیں انکو ختم کیا اور سنتیں منائی جا رہی تھیں انکا احیاء فرماتے ہوئے بڑے بڑے سوراخوں کی خبر گیری کی اور اس بات کی قطعی پرواہ نہیں کی کہ دشمنوں کی دنیاوی حیثیت کیا ہے آپ حالات سے باخبر تھے کہ یہ ایک عظیم منظم سازش ہے دشمنوں کو کوئی بھی حربہ استعمال کرنے میں عار نہیں ہے اسلام کی تخریب کاری کرنے والے ملت بیضیاء کا شیرازہ بکھیرنے والے بظاہر اسلام کے دعویدار لیکن در پردہ نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا آلہ کار بنے ہوئے تھے اسلام کا چولا پن کر مسلمانوں کے عقائد نگار نالان کا مشن تھا اسلام کا چہرہ مسخ کیا جا رہا تھا مسائل بیان کرنے میں اتنی احتیاط برتی جاتی تھی کہ اگر سرور کون و مکان آقائے دو جہاں ﷺ کی عظمت بخشی ہو تو ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص ہوتی ہو تو ہو۔ اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی توہین ہوتی ہو تو ہو۔ لیکن کسی صورت بھی ان کے سر پرست اور آقا انگریز مگور غنٹ کی دل آزاری نہ ہونے پائے ایسی واپسی جانی دیکھ کر اسلامی درد مندوں کے دل کانپ اٹھے آنکھیں اشکبار ہو گئیں بریلی کالیہ خانوادہ جس کے بزرگوں نے اپنی بہادری کا لوہا شمشیر جہنمی کے ذریعہ میدان جنگ میں دشمنوں سے منوایا تھا آج دشمن پھر سر اٹھا رہے تھے اسلام دشمن طاقتیں تھتہ پھیل رہی تھیں امتحان کی گھڑی آئی تھی ایک غیور سپہ سالار کیلئے خاموش تماشا ٹائی مار ہونا مشکل تھا چنانچہ اپنی آبائی بہادری کے تیور دکھاتے ہوئے شیر حق عشق رسول ﷺ میں سرشار ہو کر خالص اسلامی اور ایمانی جذبہ کے ساتھ اپنے ہاتھ میں فخر لیکر صفِ ہرہ میں کود پڑا اور دشمنوں پر وار کرتے ہوئے ایسا زخم کاری لگایا کہ دشمن اسکی ٹیس بک محسوس کر رہے ہیں۔



یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

دشمنوں کے حملے کا اندازہ لگانا تھا اخلاق سوز ایمان شکن لیٹر پیکر کی اشاعت زوروں پر تھی شہسوار اسلام نے ترکی  
بزرگی جواب دیتے ہوئے حریہ کو ناکام کرنے اور ہمیشہ کیلئے دشمنان رسول ﷺ کو سرنگوں کرنے کیلئے قلم کی تلوار ہاتھ میں لی  
اور نہ صرف یہ کہ دشمنوں کے دانت کھٹنے کھٹنے ان کے غرور کو توڑ لیکن وار فقی اور عشق مصطفیٰ کی سرشاری میں یہ جوانی حملہ  
ارتداد شدید تھا کہ دشمنوں نے پھر کبھی سر نہ اٹھایا ۔

کلک رضا ہے خنجر خو نثار برق بار

اعداء سے کہند و خیر منائیں نہ شر کریں

یہ شہسوار کون تھا جو چودہ سال کی عمر میں ہی کمانڈران چیف بن گیا تھا اسلام کے دفع کیلئے آٹھائے دو جہاں ﷺ  
کی محبت میں اپنا سب کچھ بچھا کر نیا والا کون تھا؟ ہاں ہاں یہی تو ہیں مجدد اعظم جنہیں دنیا کا نئے نعمت، حاکمی سنت، ماحی  
بدعت، قاطع شرک و کفر و ضلالت، محسن اہل سنت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے نام سے جانتی پہچانتی ہے ۔

اے امام اہل سنت تاجدار علم و فن

خوب کی تجدید ملت تم نے اے سروے چمن

دین حق کی خدمت و احیائے سنت کے سبب

اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

وہ باطل طاقتیں کونسی تھیں جو اسلام کی خلاف صف آرا ہو رہی تھیں، جی ہاں یہ وہی گروہ تھے جو مختلف ناموں سے  
جانے گئے یعنی لہدی، وہابی، قادیانی، پنجری، چکڑالوی اور ان جیسے پیشداد اعداء دین کی سرکونی امام اہل سنت مجدد دین و ملت  
اپنے قلم کے تیشے سے فرما رہے تھے رزم گاہ میں جا کر عشق مصطفیٰ ﷺ کا جزورہ زبان کرتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ۔

تھا تراسیف قلم اعداء کے حق میں خوں فشاں

رزم گاہ حق و باطل میں رہا تو صف شکن

کر دیا باطل کو تو نے سرنگوں پیوند خاک شد دشمنوں میں ہاں کہاں ہے اب مجال دم زدن

باطل پھر کبھی سر نہ اٹھائے ایک پائیدار قلعہ اسلام بنایا جس میں بی شمار مردان مجاہد نے تربیت پائی جو اسلام کی عزت کو چاٹ کر کرنے اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع دلوں میں روشن کرنے کیلئے چہار داگ عالم میں حق تبلیغ اور فرمانے لگے۔ سنی دین کی دھڑکن اہل سنت کامرکز علوم و فنون کا گوارہ تحقیق و تفتیش کا سینٹر دارالعلوم اہل سنت الجامعة الرضویہ منظر اسلام قائم کیا جس درسگاہ میں شامل ہونے والے حضور حجتہ الاسلام، حضور مفتی اعظم عالم، حضور صدر الشریعہ، حضور محدث اعظم ہند، حضور ملک العلماء، حضور مفسر اعظم ہند علیم الرحمہ یہ وہ اکابر ہیں جنہوں نے حیات اعلیٰ حضرت میں اس بارغ کے جہول پہنے ہر کئی گھر میں اس کی خوشبو بکھیری اس کے قیام کو سو سال پورے ہو چکے ہیں اس سو سالہ مدت میں لاکھوں تشنگانِ حرم اس چشمہ سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور مایہ ناز نجم بن کرافق عالم پر چھا گئے ہیں جن سے تاریک دل منور ہو رہے ہیں۔

اس خانوادہ کے افراد نے اس کی قضاء کیلئے قربانی دی ہے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا ہے حضور رحمانِ امت کے عہدہ انتظام و انصرام سے کون واقف نہیں چٹکے دورِ اہتمام میں بی شمار ترقیاتی کام ہوئے اور اب فضیلت مآب قائد اہل سنت نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ رحمان ملت گل گلزار رضویت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم القدسیہ کی بہترین کارکردگی جامعہ کی ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش باصلاحیت مدرسین کا انتظام، درسگاہ کا بہترین نظام، عمدہ تعلیمی معیار اور طلباء کی سہولت کا بہترین نظام اس بات کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے گا جہاں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اور منطق و فلسفہ اور تجوید و قراءت کا درس نہایت کروفر کیساتھ جاری تھا اور ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا۔ جشن صد سالہ (گوڈن جلی) کا یہ حسین موقع (اور کیوں نہ حسین ہو کہ ایک صدی کے بعد یہ موقع آیا ہے) ہر سنی بریلوی عاشقِ اعلیٰ حضرت خصوصاً فارغین جامعہ رضویہ منظر اسلام کیلئے باعثِ مسرت ہے۔

پروردگار عالم حضور صاحبِ سجادہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کو جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ رضویہ اور رضا مسجد کے بہتر انتظام و اہتمام و انصرام کا دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے اور صاحبِ سجادہ دامت برکاتہم العالیہ

کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔ ع

ابنِ دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے : جیسا اسکا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

(انصاری میاں)



# جامعہ منظر اسلام تجہ کو میر اسلام

از: ----- مولانا قاری سخاوت حسین مراد آبادی

جامعہ منظر اسلام سے پہلے بھی ہندوستان کے مختلف شہروں۔ اجیر، دہلی، جوپور، لکھنؤ، پٹنہ، بھیت اور پراہوں وغیرہ میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن جو نام اور دوام منظر اسلام کو ملا اور جیسے مشاہیر فضلاء اس جامعہ سے نکلے وہ کسی اور مدرسہ یا دارالعلوم کو میسر نہ ہوئے اور الحمد للہ منظر اسلام کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو دراصل ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہے جس سے بہت سارے دینی تعلیمی ادارے منتقل نظر آتے ہیں اور وہاں کے طلباء جامعہ منظر اسلام سے امتحان دیکر کامیابی حاصل کرنے کے بعد عالم، فاضل، حافظ اور قاری کی اسناد اور فضیلت کی دستار سے آراستہ ہو کر میدان عمل میں اترتے ہیں ہر سال اس جامعہ سے ہیکڑوں فضلاء و حفاظ اور قراء بنا سنوار کر دین و ملت کی خدمت کیلئے نکالے جاتے ہیں جن کی عملی و دینی اصلاحی اور تبلیغی خدمات سے اس دور انحطاط اور عہدے عملی میں بھی تب و تاب اور توانائی پھیلی ہوئی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کی جو سند یہاں کے فارغین پاتے ہیں وہ صرف ان کے امتحان پاس ہونے کی ہی سند نہیں ہوتی بلکہ ان فارغین کے عقیدہ و کردار و عملی استعداد کی بھی سند ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بریلی شریف کی سند ہوتی ہے یا دو گار اعلیٰ حضرت کی سند ہوتی ہے اور اس سند پر دنیا کے کسی بھی خوش عقیدہ مسلمان کو شک و شبہ یا تاثر کی مجال نہیں یہاں کا فارغ کسی بھی مدرسہ یا مسجد میں مدرس یا امامت کا منصب بے جھجک حاصل کر لیتا ہے۔

اللہ اکبر! یہ اعلیٰ حضرات کے یہاں کی سند ہے جو ہر اعتبار سے اعلیٰ ہی اعلیٰ ہے اعلیٰ حضرت نے جہاں اپنی علمی تحقیقی فقہی ادبی اصلاحی دینی اور تجدیدی کارناموں سے دین و سنت کا منہ اجالا کیا ہے دنیا کے علم و فضل و فن کو پیش ہر اترانہ عطا کیا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد و ایمان کی حفاظت کی ہے اور اس طرح قوم و ملت پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ وہاں جامعہ منظر اسلام قائم فرما کر ایک اور احسان کیا ہے اور عالم اسلام کو علماء فضلاء حفاظ و قراء کو عطا کر کے ظہیر اسلام کا ایک اور اہم عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو جہاں دیگر مدارس پر یہ برائی حاصل ہے کہ اس کے بانی چودہویں صدی کے مجدد اسلام ہیں۔ اس کے تلمیذین میں چچہ الاسلام علامہ حامد رضا خان مفسر اعظم علامہ ابوالہیثم رضا خان ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان



محمد اللہ علیہ السلام جیسے ناموار ان زمانہ رہے ہیں اور آج بھی خانوادہ اعلیٰ حضرت کے ایک شہزادے صاحبزادہ ریحان ملت حضرت  
 صاحبزادہ سبحان رضا خان سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ اس جامعہ کے ناظم اعلیٰ اور سربراہ ہیں جہاں اس جامعہ میں  
 صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، محدث احسان علی، مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ  
 جیسے علم و فضل کے کوہ گراں اساتذہ اور فاضلین رہے ہیں۔ وہیں مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان، ملک العلماء علامہ  
 اختر الدین بہاری، حافظ ملت علامہ عبد العزیز بابی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد، شیریشہ اہل  
 سنت علامہ شمس علی خان، شمس العلماء علامہ شمس الدین جوہوری جیسے علم و عمل کے وحشی اور بانیاں مدارس آج نہ  
 صرف برصغیر ہندوپاک بلکہ مغرب میں بھی ان کے علمی فیضان کی شمعیں فروزاں ہیں۔ اور پوری دنیائے سنیت میں  
 جگہ پناہ ہے۔

بیسویں صدی کے ناموروں نے جن لوگوں کا قیام فرمایا ان سب میں منظر اسلام ہی کی توانائی دوڑ رہی ہے منظر  
 اسلام ہی کا جوہر کار فرما ہے۔ علم و فضل کی ان شمعوں کو منظر اسلام ہی نے روشن کیا ہے اسی چراغ سے یہ سارے چراغ جلتے ہیں۔  
 مجھے ان تنگ نظروں کی عقلوں پر دونا آتا ہے جو صرف کیت کے قائل ہیں اور کیفیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ صرف حجم  
 ہی حجم ہو، وزن نہ ہو تو ایسے پھیلاؤ سے کیا حاصل؟ ہاں اگر کیت اور کیفیت کا توازن ہو تو لائق ستائش ہے۔

منظر اسلام ایک گل ہے اور پھول گھر کے گھر اور پورے ماحول کو معطر کر دیتا ہے۔ اب کیفیت کا کمال دیکھنے کے  
 لئے سے بڑا قرب، بڑے سے بڑا علاقہ ایک پھول سے ملکہ رہا ہے، ماحول کی ساری مسومیت ختم ہو چکی ہے اور ہر سمت  
 بہار ہی بہار ہے۔ بس دنیائے سنیت کو اس طرح منظر اسلام بھی مہکا رہا ہے، بدعتیہ کی بے عملی و خیرہ کی ماحولیاتی آلودگی  
 ناپ، عقیدہ اور عقیدت اور علم و عمل کی بہار ہے۔

منظر اسلام میں کیا نہیں ہے؟ پڑھائی کے کمرے ہیں، لائبریری، مہج، ہوٹل ہے، دارالافتاء ہے۔ لائق وفاقی  
 مدرسین و اساتذہ ہیں۔ طلبہ کی کثیر تعداد ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خانقاہ عالیہ رضویہ کا قرب ہے، اس کی پاسبانی ہے،  
 اعلیٰ حضرت، بیچہ الاسلام، مفتی اعظم، مفسر اعظم اور ریحان ملت قدس سرہم کی روحانیت اور ان کے فیوض و برکات کی  
 گھٹائیں ہیں۔

منظر اسلام کے ہر مستم نے اپنے اپنے دور میں اس کی ہمہ جہت ترقی کیلئے اپنا اپنا کردار نبھایا ہے۔۔۔ مفسر اعظم  
 ہند نور اللہ مرقدہ نے تو اپنا ٹی سرما یہ لگا کر اساتذہ کی تحفہاں دیں، طلباء کی کفالت فرمائی، ریحان ملت قدس سرہ نے نئی

بلڈنگوں کی تعمیر کرائی، اور الحمد للہ موجودہ مہتمم ذیشان حضرت مولانا سبحان رضا خان نے جامعہ کو ہر اعتبار سے وسعت بخشی، تعلیمی معیار مزید بلند ہوا، قابل اہمات و بالخصوص شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی کی تقرری نیز دوسرے تازہ دم استعداد و لیاقت والے مدرسین کا اضافہ فرمایا۔ فارغین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ عمارت کی تزئین و آرائش ہوئی۔ خانقاہ رضویہ کی تعمیر نو اس کی وسعت و آرائش انہیں قبلہ مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کا کارنامہ ہے۔

مفسر اعظم، ریجان ملت رحمۃ اللہ علیہا کے عہد اہتمام نیز قبلہ سبحانی میاں کے موجودہ عہد تک افریقہ و ماریشس کے کئی طلباء منظر اسلام سے علم حاصل کر کے کامیاب و کامران نکلے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک کے غیر مسلم اسکالرس نے بھی اپنی کتابوں اور مقالات میں منظر اسلام کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا ہے متعدد انگریزی تصانیف میں اعلیٰ حضرت کے ذکر کے ساتھ جامعہ منظر اسلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ ایک عظیم تر عالم، ایک عبقری شخصیت نے علم و فضل کی ایک ایسی یادگار قائم فرمائی کہ پوری ایک صدی سے زمانہ اس سے فیضیاب ہو رہا ہے۔

آج پوری دنیا میں کوئی دارالعلوم یا جامعہ رقبہ اور کیت کے اعتبار سے کتنا ہیہ اور وسیع کیوں نہ ہو جائے۔ اگر اس پر رضویت یا رضا کارنگ نہ چڑھا ہو یا منظر اسلام کا منظر اس میں نظر نہ آتا ہو تو اسے عقیدہ و علم کے اعتبار سے وقار اور مستند اعتبار حاصل نہیں ہو سکتا۔

۱۹ صدی کے نصف آخر سے لیکر پچیسویں صدی تک جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ایک پاکیزہ انقلاب برپا کیا ہے وہیں ان کا یادگار جامعہ نے بھی علم و فکر، بصیرت و نظر اور سماج میں ایک اسلامی انقلاب برپا کیا ہے۔

علم و دانش کی دنیا میں جب جب دنیا کے مانے ہوئے جامعات یونیورسٹیوں کو یاد کیا جائیگا انشاء اللہ یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام کو بھی یاد کیا جائے گا اور تسلیں اس کے فیوض و برکات، اس کی ہولائی اور بھلائی اور پھیلاتی ہوئی سچائی پر فخر کریں گی۔

انہیں خصوصیات کی بناء پر ہم جامعہ منظر اسلام کو پل پل سلام پیش کرتے ہیں۔ منظر اسلام کے ناظمین کو سلام، فارغین کو سلام، معلمین کو سلام، متعلمین کو سلام، منتظمین کو سلام، معاونین کو سلام، منظر اسلام جو کہ سنیت کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ منظر اسلام کا تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کا موجب ہے، منظر اسلام کی تعمیر ملت کی تعمیر کا سبب ہے، منظر اسلام کا حسن حسن بریلویت ہے، منظر اسلام کا وقار وقار قوم ہے، منظر اسلام کی بیمار بیمار عقیدہ و عقیدت ہے منظر اسلام کا قرار قرار اہل عقیدت ہے، منظر اسلام! تجھے اہل عقیدت کا سلام۔

خداوند قدوس موجود صاحب سجادہ اور جامعہ کے مستم اور سربراہ اعلیٰ نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد رضا خان  
سجانی میاں کو تادیر سلامت رکھے اور جامعہ کو ان کے ذریعہ ترقی کی نئی نئی منزلیں طے کرائے آمین آمین بجاہ سید  
المرسلین علیہ افضل الصلوة و التسلیم

### منقبت در شان ریحان ملت

از: طوطی ہند حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی قادری ناتپاروی قدس سرہ  
کاش خوش ریحان ملت مرحبا صد مرحبا  
ہے مثال اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
وہ گل خوش رنگ ملت مرحبا صد مرحبا  
تھے بہار اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
آپ نے تبلیغ دین کا کام کیا اچھا کیا  
خوش ہیں جس سے اہل سنت مرحبا صد مرحبا  
مفتی اعظم کی خدمت کا ما اچھا صد  
ہوئی ہر سنت شریعت مرحبا صد مرحبا  
ہند پیروں ملک ہند ہو تم نے شا  
کی ہے مسلک کی اشاعت مرحبا صد مرحبا  
میرے حالی آپ ہی تھے مفتی اعظم کے بعد  
آپ سے تھی دل کو راحت مرحبا صد مرحبا  
آپ کی قسمت کی خوبی بعد رحلت آپ نے  
پلایا قرب اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا  
اک طرف تاتا کا جلوہ ایک طرف جنت کریم  
جنت میں ہیں اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا  
ان بزرگان گرامی عزت کے درمیان  
آپ کی پاکیزہ تربیت مرحبا صد مرحبا  
جائے والوں پر ہمیشہ ہے رہب آمیں کھو  
ہو خدا کی خاص رحمت مرحبا صد مرحبا



# منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

از قلم : ----- محمد حبیب الرحمن پرنسپل مدرسہ اہل سنت انوار العلوم بنارس

رضا گنگر محمد سوداگر ان بریلی شریف میں جامعہ رضویہ منظر اسلام مجددین و ملت آقائے نعت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا قائم کردہ وہ عظیم قدیم دینی و مرکزی ادارہ ہے جس میں آپ نے ہنسن نفیس اپنی زبان فیض ترجمان سے علوم و فنون کے گہر بکھیرے ہیں۔ حالانکہ آپ کا زیادہ تر وقت فتاویٰ نویسی تصنیف و تالیف اور دوسرے دینی کاموں میں صرف ہوتا تھا آپ جیسی مصروف ترین اور ہمہ گیر شخصیت کا ہذا خود درس دینا منظر اسلام کی تاریخ میں اسکی عظمت و شوکت اور مرکز اہل سنت کی تابندہ و دور بخشدہ مثال ہے۔ یہی وہ سرچشمہ علم و حکمت ہے جس سے بے شمار گہوار جاری ہوتے ہیں یہی وہ گہوارہ علم و ادب ہے جہاں سے علم و فن کے آفتاب و متاب جگمگاتے ہیں یہیں سے حضور جتہ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ (مصنف بیہار شریعت)، حضور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، استاذ من مولانا حسن رضا خان صاحب، حضور شیرچشمہ اہل سنت، حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میر تقی علیم الرحمۃ الرحمن نے علمی و تحقیقی دور فرمائی اور زمانہ میں ممتاز ہو کر چمکے یہ وہ اکابر و ائمہ طہین ملت ہیں جن پر دنیا سے نسبت ناز کرتی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کے ان سپہ سالاروں کے نام اب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں ان کے علاوہ جامعہ کے پروردہ لائقہ اہل علم کرام و فضلاء اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں ماہ و نجوم کی شکل میں چمک رہے ہیں جن کے فیوض و برکات سے دنیا صبح قیامت تک فیضیاب ہوتی رہے گی آج بھی ہندو ویر و ن ہند کے کثیر طلباء اس سرچشمہ علم و حکمت سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور علمی انحطاط کے اس نازک دور میں بھی ہر سال علماء دین کی ایک کثیر فوج علم و فن اور معرفت و حکمت سے لیس ہو کر ہر وقت و شہان دین کی سرکوبی اور قوم و ملت کی خدمت کیلئے اکثاف عالم میں سرگرم عمل ہے۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی یہ ایک عظیم خصوصیت ہے کہ ہندو ویر و ن ہند کے اکثر طلباء اس جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اور دوسرے مدارس کے فارغین بھی یہاں سے سند حاصل کرنا باعث برکت

اور اپنے لئے خوش نفسی تصویر کرتے ہیں۔ گویا جامعہ رضویہ منظر اسلام روز اول سے لے کر اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ  
فرائض کی انجام دہی میں خوش آئند مستقبل کی طرف رواں دواں ہے۔

یادگار اعلیٰ حضرت در سگاہ علم و فن

منظر اسلام کہتے ہیں جسے اہل سنن

## جذبات عقیدت

از:- قاری محمد یونس رضا خاں قادری ڈوئٹھ بزرگ

یادِ خدا بیدار رہے منظر اسلام  
ہر وقت جلوہ ہار رہے منظر اسلام  
علم و ادب کا تجھ کو بیٹا رہے کہے جہاں  
قائم تر و دھار رہے منظر اسلام  
خوشبو سے تیری مٹکے زمانہ خدا کرے  
ہر سو تری بیدار رہے منظر اسلام  
فیضانِ غوثِ پاک سے شام و سحر یوں ہی  
نورانی یہ بیدار رہے منظر اسلام  
اس کو ملا ہے گلشنِ نوری میاں کا فیض  
پھر کیوں نہ لالہ زار رہے منظر اسلام  
ایسی پیادے باوہ عرفاں ہر ایک کو  
تا حشر جو خدا رہے منظر اسلام  
یوتھ کی اس دعا کو اُچی قبول کر  
بر دل میں باوقار رہے منظر اسلام

# منظر اسلام اور جشن صد سالہ

از: علامہ محمد سلطان اشرف صاحب رضوی بیہوشی بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دینی و دنیاوی تعلیمات سب سے پہلی اسلامی درگاہ تاریخ کے زرین صفحات پر مدینہ شریف میں دکھائی دیتی ہے۔ جہاں جناب رسالت مآب ﷺ کو حیدر رسالت، عبادت و اطاعت، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، حقوق اللہ، حقوق العباد، تجارت و زراعت، صلح و جہاد، سیاست و معاشیات و اقتصادیات ارضیات و فلکیات۔ غرض کہ کائنات کے ہر علم و فن کی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں۔ اس درگاہ کے تلامذہ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن زبیر ہیں۔ حضرت خالد بن ولید ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عمرو بن عاص، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام اس درگاہ سے فیضیاب ہوئے۔ اور آسمان ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور قیامت تک چمکتے رہیں گے۔

مدینہ شریف کی اس درگاہ سے تعلیم حاصل کر کے نکلنے والے صحابہ کرام و عقلائے روزگار اسرار فطرت کے معجزہ۔ دنیا کے فرمانروا ہیں۔ جنہوں نے مشرق و مغرب تک افریقہ سے ہندوستان کی سرحد تک فرمانروائی کی اور ایسی فرمانروائی کی جو دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہوں کی سیاست و تدبیر اور نظم و نسق کے کارناموں کو منسوخ کر دیتی ہے۔ جنہوں نے عقل و دانش کے علم و حکمت کے ہر میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے اور فتح و کامرانی کے علم نصب فرما دیے۔ اور بڑے بڑے شہنشاہوں کے تاج اتار کر اسلام کے قدموں میں ڈال دیے یہ وہ حضرات ہیں جنکی قابلیتوں کو دنیا نے تسلیم کیا اور تاریخ نے انکی بزرگی کی شہادت دی ہے۔

لیکن تمام تعلیمات کی بنیاد سرور کائنات ﷺ کا دیا ہوا وہ درس ہے جو تاحیات نگاہری اس درگاہ سے فیضیاب ہونے والوں کے پیش نظر رہا وہ درس یہ ہے۔ لایو من احد کم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و الدہ و الناس اجمعین یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے



اسی بنیادی و اساسی سبق کی تعلیم صحابہ کرام و نیا کے مختلف مقامات پر دیتے رہے۔ پھر تاریخ ہمیں کربلا شریف کے متعلق بتاتے ہوئے رنجزار پر ایک دل تراش اور جگر سوز منظر دکھاتی ہے جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا، اپنی اولاد کا، اپنے متعلقین کا خون دیکر قیامت تک کی انبیاء و مسلم نسلوں کو تعلیم دی تھی کہ عشق و محبت رسول سے سرشار غلامان و فاضلہا سر نہا سکتے ہیں لیکن جان رحمت ﷺ کے فرمان کا ایک حرف کٹ جائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر تاریخ نے دیکھا کہ جانی قربان ہو گئیں۔ خون بہ گیا لیکن شریعت اسلامیہ کا ایک حرف کاٹا نہیں جاسکا۔ اور دنیا پکارا اٹھی۔

قتل حسین اصل میں مرگِ بڑی ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک درگاہ بغداد شریف کی سر زمین پر نظر آئی جہاں سردار اولیاء حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق و محبت رسول کا درس دیتے نظر آتے ہیں فرماتے ہیں۔

سقانی الحب کاسات الوصال لما غفلت لخصرتی نحوی تعالیٰ

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے جز میں نے شراب عشق و محبت سے کہا اور میری طرف آ

اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مناسب عظیمہ حاصل ہوئے کہ خود فرماتے ہیں۔

وقلت لسانرا الا قطاب لمؤمل بحالی و ادخلوا انتم رجال

میں نے سارے اقطاب سے کہا ملو کو میرے سلسلے میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم میرے رفقاء ہو

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی پیغام تھا جسے سکرو نے زمین کے تمام اولیاء کرام نے اپنے سر جھکا دیے اسی پیغام

کا فیضان تھا جس سے اقطاب عراق و خارا اصحاب چشت و اجیر، مشائخ و مرید۔ اور دنیا کے تمام ارباب ظاہر و باطن مستفیض ہوئے۔

آج ہر مقام پر یہی فیضان قادری کا رہا نظر آتا ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کس گلستاں کو نہیں فصل بیماری سے نیاز جز کو نہ سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا

مزدع چشت و خارا و عراق و اجیر ہل کو نہی کشت یہ برسا نہیں جھالا تیرا

پھر ایک دور وہ بھی آتا ہے جب خود کو مسلمان ظاہر کر نیوالے۔ جو انگریزوں کے زور پر غلام تھے۔ اپنے آقاؤں

کا حق تک ادا کرنے کیلئے اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ تو ربی شریف کی سر زمین

مجدد اسلام، امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سے زائد کتبیں لکھ کر دنیا کے سامنے پیش

کرنے کیلئے ایک درسگاہ قائم فرمائی اور اعلان فرمایا۔

مومن وہ ہے جو انکی عزت پہ مرے دل سے  
تعظیم بھی کرتا ہے بخدائی تو مرے دل سے  
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا  
جس کو ہر دور کا مزد ناز دلا اٹھائے کیوں

عشق و محبت رسول کا درس دینے والی اس عظیم درسگاہ کا نام ہے منظر اسلام آج جس کا جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔

یہاں ایک پر لطف بات یہ ہے کہ درس گاہوں کا یہ سلسلہ مدینہ شریف سے شروع ہوتا ہے۔ اور لفظ مدینہ شریف نو حروف کا مرکب ہے۔ کہ بلا شریف بھی نو حروف پر مشتمل ہے۔ بغداد شریف اور اجیر شریف میں بھی نو نو حروف پائے جاتے ہیں۔ لفظ اعلیٰ حضرت میں بھی نو حروف ہیں۔ بریلی شریف میں بھی نو حروف ہیں۔ منظر اسلام میں بھی نو حروف کی ترکیب ہے اور جشن صد سالہ بھی نو حروف کا مجموعہ ہے۔ اور نو کا ہندسہ آخری ہندسہ ہے اس کے بعد چھتے ہندسے بنتے ہیں اسی سے یا اس سے پہلے کے ہندسوں کا مرکب ہوتے ہیں۔

لہذا یوں سمجھ لیجئے کہ عشق و محبت رسول کا جو پیغام مدینہ شریف کی درسگاہ میں دیا گیا تھا کہ بلا شریف کے میدان میں اسی پر عمل کیا گیا۔ اسی پیغام کی آواز بغداد شریف و اجیر شریف سے اٹھی۔ اسی پیغام کی صدا ایں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریلی شریف میں منظر اسلام کے ذریعے بلند فرمائیں۔ وہی صدا ایں آج بھی بلند ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ بلند ہوتی رہیں گی۔

یوں تو منظر اسلام کا اہتمام و انتظام ہر دور میں وقت کی عظیم ہستیوں کے مبارک ہاتھوں میں رہا۔ اور دور کے قابل ترین اساتذہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ لیکن دور حاضر میں صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا الحاج سبحانی میاں بواست برکاتہم العالیہ منظر اسلام کا اہتمام و انتظام جس حسن کارکردگی، لائق تحسین کوششوں اور کاوشوں سے انجام دے رہے ہیں وہ لائق صد تحسین ہے اور دنیا سنیت پر ان کا احسان عظیم ہے آج منظر اسلام کو وقت کے لائق ترین اصحاب صلاحیت اساتذہ و مفتیان کرام و دیگر متعلقین کی خدمات حاصل ہیں اور یہ سب حضرات لائق صد مبارکباد ہیں کہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ ان حضرات کے حصے میں آیا۔ بریلی شریف میں منظر اسلام، جامعہ نوریہ۔ یادنیہ کے کسی بھی گوشے میں اہل سنت و جماعت کی کوئی درسگاہ ہے یہ سب اسی نور کے جلوے ہیں اسی شمع کی روشنی اسی جس کی آوازیں ہیں۔

جتنا ہے آج علم کا جو ساز دوستو جتنا یہ بھی اسی جس کی ہے آواز دوستو

# معائنہ جات

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ الحمد للمولیٰ الکریم والصلوة والسلام علی سیدنا  
 ومولانا محبوبہ الرؤف الرحیم وآلہ واصحابہ اولیٰ الفیضان العظیم۔ اما بعد  
 آج یکم ذوالقعدہ ۱۳۵۵ھ یہ منورہ کو اپنے گلستانِ علم و فضل ہر چشمہ علوم و حکم جامعہ عالیہ رضویہ منظر اسلام میں  
 حمد و عزوجل باریاں ہوئی الحمد للہ تعالیٰ جامعہ مبارکہ کے حسن انتظام حضرات مدرسین کرام کے پر خلوص مساعی طلبہ کرام  
 کی کثرت اور تحصیل علم میں ان کی جہد بلیغ کو دیکھ کر روحی سرے حاصل ہونے والی واقعہ جامعہ کے محاسن حضرت مخدومی عالی  
 جناب مولانا شاہ جیلانی میاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم اور حضرت بہار کست مخدومی م مولانا مفتی شاہ سید محمد افضل حسین  
 بھاری عم فیوضہ الباری کے حسن تدبیر اور خوبی نظم کے نتائج ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سرور عالم ﷺ کے طفیل اس چمنستان  
 علوم اسلامیہ کو ہمیشہ شاداب رکھے۔

احقر محمد مر علی القادری غفرلہ

یکم ذوالقعدہ ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم  
 (الحمد للہ! آج بتاریخ یکم ذوالقعدہ ۱۳۵۵ھ ہجریہ نبویہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام بدعیت سید کی حضرت  
 مولانا الحاج الشاہ ابراہیم رضا خان صاحب مدظلہ جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کے حضرات علماء کرام و طلباء  
 ذوی الاحترام کی زیارت کا موقع ملا۔

(الحمد للہ ادارہ العلوم کی ظاہری و باطنی کامیابیاں دیکھ کر محظوظ ہوا۔ طلباء کا شوق اساتذہ کی توجہ قابل تحسین و  
 مبارکباد ہے اس آستانہ کو جو مرکزیت حاصل ہے میں حقیقی طور پر پر امید ہوں کہ مستقبل قریب میں اس ادارہ العلوم کو بھی



حقیقی مرکزیت حاصل ہو جائے اس کی راہ میں مافی الشعائر کا حجاب الیاب خیر کی نگاہ توجہ سے بہت جلد دور ہو سکتا ہے جو نہایت ضروری و لازم ہے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جہاں حبیب ﷺ اس گلشن دین کو بار آور اور ہمیشگی کیلئے تربیت و شادمانی عطا فرمائے فقط

فقیر رفاقت حسین غفرلہ

کیم ذوالقعدۃ الحرام ۵۳۱ھ

۷۸۶/۹۲

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم! وعلی ذویہ وصحبہ ابنا الدبور وکرما

فقیر سنگ قادری رضوی غفرلہ دعا کرتا ہے کہ جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت محلہ سوداگرن پور علی شریف کو خدا و رسول، جل جلالہ و ﷺ جلد پھر اسی بام ترقی پر پہنچا دیں جس پر حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات ظاہری میں تھا جامعہ رضویہ کے موجودہ انتظامات و اصلاحات کی خوبیوں پر نظر کرتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ بھونہ تعالیٰ و ہون حبیب ﷺ مستقبل قریب ہی میں اس دنیا کی قبولیت ظاہر ہو اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ اس جامعہ رضویہ مقدسہ کے طلباء کو حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب بہاری ادام فیہ شہم الباری و حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں دامت ارشاد اجمع السبار کہ وہ دیگر اساتذہ کرام کے ذریعہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار برکات و فیوض سے مالا مال فرمائیں اور اس کے معاونین کو برکات و اریز سے نوازیں آمین ہر مت سیدنا القوت الاعظم و ہر کت سیدنا الامام الاعظم و بتصدیق مرشدنا مجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضائهم عنا و رضی عنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین فقیر بو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان غفرلہ

۸ ذی الحجۃ الحرام ۵۳۱ھ سے شنبہ ۷ جولائی ۱۹۵۶ء

۷۸۶/۹۲

فقیر حضرت شیریںہ سنت و امت برکاتہم العالیہ کی دعائے مبارکہ پر آمین عرض کرتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت شیریںہ سنت کی دعا کو قبولیت کا بار عطا فرمائے آمین فقیر ابو الوہاب عبید الہیاء محمد و حبیب الدین قادری رضوی غفرلہ خادم آستانہ عالیہ ضیائیہ پہلی بحیثیت

۷۸۶/۹۲

نحمدہ وتصلی علی رسولہ الکریم

آج میں نے مدرسہ منظر اسلام سو اگرن کا معائنہ کیا مدرسہ کی عمارت اپنی ہے جو سال گذشتہ کچھ منہدم ہو گئی تھی  
 محمد و تعالیٰ اس سال کارکنان نے اسے از سر نو تعمیر کر لیا ہے مدرسین کی تعداد چھ ہے جس کی ماہانہ تنخواہ کاٹر ۸۹۰۰۰ ۳۹۹ طلباء کی  
 تعداد محمد و تعالیٰ بہت اچھی ہے صرف دورے میں ۳۰ طالب علم ہیں دیگر عربی درجات میں ۵ طالب علم ہیں بوقت  
 معائنہ ۵۴ طلباء حاضر تھے معیار تعلیم بہت اچھا ہے معقولات و مقولات کی اعلیٰ کتابیں پوری ہیں علاوہ دورہ کی کتابیں ایک  
 مصری عالم سفارت خانہ مصری کی جانب سے عربی کی تعلیم کیلئے منتخب ہے۔ حسب نحوئی مدرسہ کی حالت بہت اچھی ہے۔  
 فالحمد لله علی احسانہ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین Md . Abdur Rahman.

Inspector Arabia Madaris. 28.06 . 1962

۷۸۶/۹۲

میں نے آج ۳۰ جون کو دارالعلوم منظر اسلام سو اگرن کا معائنہ کیا مدرسہ میں آٹھ مدرسین کا مملہ ہے جس میں ایک  
 ڈائریکٹر تفسیر و حدیث منہاج حکومت مصر ہیں مدرسہ کی درجہ تعداد مندرجہ اور حاضری بوقت معائنہ ذیل میں درج ہے

نام درجہ ..... تعداد مندرجہ ..... حاضری بوقت معائنہ

دورہ کھدیث ..... ۳۹ ..... ۳۲

دیگر درجات ..... ۶۷ ..... ۳۸

میزان ..... ۱۰۶ ..... ۸۰

گذشتہ سال عالم میں چار طلباء کامیاب ہوئے اور مولوی میں تین اس سال عالم میں تو طلباء شریک امتحان ہوتے  
 جاتے ہیں اور مولوی میں صرف ایک مدرسہ کو گورنمنٹ کی جانب سے ۸۶۰ سالانہ امداد مل رہی ہے اور بقیہ مصارف پبلک  
 کے چندہ سے ادا ہوتے ہیں مدرسہ ہذا کے منیجر مولوی طفیل احمد صاحب ہیں جنکی زیر نگرانی مدرسہ کافی اسلامی خدمت  
 کر رہا ہے مدرسہ کے پاس عمارت اپنی ہے جو صاف ستھری حالت میں پائی گئی اور ضرورت کیلئے کافی ہے اساتذہ اپنے فرائض  
 متعین خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے ہوئے پائے گئے۔ محمد ظفر بیگ چغتائی

۳۰ جون ۱۹۶۳ء کو پٹی انسپکٹر اسلامیہ روہیل کھنڈ کما یوں رجن پٹی

میں آج بتاریخ ۲۴ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۷ جولائی کو دارالعلوم مظہر اسلام محلہ سوداگران بریلی کا معائنہ کیا جس میں اس وقت آٹھ مدرسین ذی استعداد و قابل مشغول درس ہیں انہیں میں ایک صاحبِ مکتبہ مصر کی جانب سے درس دیر ہے ہیں ظاہر ہے کہ جب اس قدر کثیر مدرسین تدریسی سے درسی خدمات انجام دے رہے ہیں تو اس دارالعلوم کی تعلیمی حالت بہتر، عمدہ ہوئی چاہیے اور ہر فن و علم کا درس اعلیٰ ہونا چاہئے بلکہ اس دارالعلوم کا تعلیمی معیار اعلیٰ ہونے کی روشنی و دلیل طلباء کی اس قدر کثیر تعداد شاہد ہے کہ کل تعداد طلباء ایک سو اٹھائیس اور صرف درجہ حدیث میں ۴۱ طلباء ہیں تو یہ خصوصیت و امتیازی شکل دوسرے مدارس عربیہ میں پائی جاتی مشکل ہے اگرچہ اس دارالعلوم میں ذاتی عمارت موجود ہے لیکن اسے طلباء اور فقیہوں کے درس کیلئے کم معلوم ہوتے ہیں لہذا ان حالات کی بناء پر ایک وسیع عمارت کی سخت ضرورت ہے بالکل یہ مدرسین دارالعلوم اور مستقیم و سرپرست دارالعلوم از حد قابل تحسین شکر یہ کے مستحق ہیں کہ ان کے مساعی جمیلہ سے عمدہ تعلیم اور اعلیٰ درس ہو رہا ہے مولیٰ تعالیٰ اہل اسلام کو اس دارالعلوم کی مزید خدمات کرنے کی توفیق دے۔

خادم العلماء

محمد اجمل ناظم اعلیٰ

مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مرہٹا

۷ جولائی ۱۹۶۳ء

### مہمسلا و حامدا و مصليا و مسلما

آج مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۳ء کو موقعہ عرس قادری رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں بھی میری حاضری ہوئی۔ ہندوستان کے سنی مسلمانوں کا یہ مرکزی ادارہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ چونکہ اس کے فیوض و برکات ملک کے ہر حصہ میں ظاہر و نمایاں ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی یادگار ہے جس کی جانب جملہ اہل سنت و جماعت کو پوری پوری توجہ دینی چاہئے لیکن افسوس کیسا تھ یہ لکھا جا رہا ہے کہ ۶۱ سال کی عمر میں اس مرکزی ادارے کو جس منزل پر ہونا چاہیے تقاعد ہو سکا جس کا واحد سبب ہماری بے توجہی ہے تاہم یہ ادارہ اتنے عرصے میں اہم ترین دینی خدمات قوم و ملک کیسے پیش کر چکا ہے جس کا انکار امر بدیہی کا انکار ہو گا۔ اس ادارہ کا نظم و نسق بہت خوب اور نہایت اچھا ہے اسی بناء پر ملک کے ہر حصہ سے علوم و دینیہ کے شائقین یہاں داخل ہو کر اپنی مراویں پاتے اور اس ادارہ سے فیضیاب ہوتے ہیں یہاں کے ناظم و اساتذہ کرام سے میں واقف ہوں ان کے عمل



وگروار سے دوبارہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن ہے مولیٰ تعالیٰ اس ادارہ کو سب سے بڑا ترقی عطا فرمائے اور قلوب قوم مسلم خصوصاً سنی حضرات کو اس کی امداد و اعانت کی توفیق مرحمت فرمائے ۱۲

فقیر محمد حبیب اللہ غفرلہ اشرفی نعیمی

صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مراد آباد

اہل سنت کا اولین فرض ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کی ترقی کیلئے دانے درے قدمے سختی ہر ممکن طریقہ اختیار کریں دور حاضر کے حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اب اصلاً تساہل جائز نہیں وما علینا الا البلاغ فقیر غلام جیلانی میرٹھی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

شب پنجشنبہ ۲۵/۲/۸۳ھ

دارالعلوم منظر اسلام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ ہے ہزار ہا حضرات نے اس چرخۂ فیض سے میرا فی حاصل کیا اب تک بفضلہ اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اساتذہ کرام بہت قابل اور مدرسہ کے خیر خواہ ہیں اس کا نظم و نسق قابل اطمینان ہے اور بہت اچھا ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ عزیز کے نمبرہ حضرت عالی جناب جیلانی میاں صاحب قبلہ اس کے سرپرست ہیں جن کی خصوصی توجہ اور وقار سے مدرسہ عمن و غوفی چل رہا ہے اور خدمات تعلیم دین انجام دے رہا ہے مولائے کریم اس کی ترقی فرمائے۔

محمد حسین غفرلہ

مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد

۲۵/صفر ۱۲۸۳ھ

حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے جو کلمات دارالعلوم کیلئے لکھے صحیح ہیں مسلمانوں کو دارالعلوم کی طرف توجہ کرنی چاہیے

اسلام الدین

۷۸۶/۹۲

مدرسہ منظر اسلام ہریلی شریف محلہ سوداگران کا نظام تعلیم اور نظم و ضبط کی کمیٹی قابل ستائش ہے اس پر فتنہ دور میں

مرد و ایات قدیمہ کو برقرار رکھنے میں پوری پوری جدوجہد کے ساتھ سرگرم ہے میں نے بہت گہرائی سے اس مدرسہ کا

مطالعہ کیا ہے اس کیلئے ابتدا کی جملے چسخت میرے قلم سے قلمبند ہوئے ہر عام و خاص سے سیری پر زور اچیل ہے کہ محض  
مچھوٹ کیٹی کے نظم و نسق پر اعتاد کر کے داسے درے قدمے نچے اس کی امداد کریں۔

ابوالوفاء فصیحی غازی پوری نائب صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت

۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کیلئے اتنا کمنا اور لکھنا کافی ہے کہ دارالعلوم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و  
ملت کا قائم کردہ دارالعلوم اور انکی یادگار ہے جس کی ضمانت کیلئے یہ بات کافی سے زیادہ ہے کہ نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت  
جیلانی صاحب قبلہ مدظلہم اسکے سرپرست ہیں ہر سنی مسلمان جس کے سینے میں سنیت کا تھوڑا سا بھی درد ہے اسکا مذہبی  
فرض ہے کہ اس دارالعلوم کی طرف توجہ کرے اور اس کی بقا و استحکام کیلئے پوری پوری کوشش کرے فقط  
فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہ

خادم دارالعلوم اشرفیہ احسن المدارس کانپور

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی ترقی دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی باوجود مستم صاحب کی علالت کا سلسلہ جاری  
رہے دارالعلوم کی ترقی میں کوئی کمی نہیں یہ سب مستم صاحب کی خلوص نیتی کا نتیجہ ہے دارالعلوم کی مرمت  
اور چاروں طرف بارش سے چنے کیلئے ٹین سائیکل لگایا ہے اس لئے عمارت محفوظ ہو گئی اور نہ بارش کاپانی دروں کے اندر آتا  
تھا اس دارالعلوم کی جس قدر تعریف اور مستم صاحب کے کارناموں کو بیان کیا جائے کم ہے اللہ پاک صدقے میں اپنے  
محبوب علیہ السلام کے اس دارالعلوم کو مزید ترقی دے آمین۔

فقیر عبدالحمید صدیقی

ناظم رضوی کتب خانہ کانپور

۲۵ صفر ۱۴۰۲ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مدرسہ منظر اسلام کو ہر ماہ تقریباً ادا چالیس سال دیکھتے ہوئے ہو گئے یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا قائم کردہ  
ہے۔ اس نے جو دین کی خدمت کی ہزار ہا علماء و فضلاء پیدا کئے جو ملک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن اس نازک  
دور میں جو اس نے نمایاں ترقی کی ہے وہ اعظم من النعم ہے طلباء میں مذہبی ذوق بدرستی کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ ہے اور

اگر کہیں کی فکر کو شش اس کو بام عروج پر پہنچائے ہوئے ہے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید کوشش کی توفیق دے۔

محمد یونس نعیمی اشرفی۔ مستم جامعہ نعیمیہ مراد آباد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۷۸۶/۹۲

نحمد الله العلی العظیم ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم -

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ کو مسلسل عرس سرایا قدس اعلیٰ حضرت رختی اللہ عنہ بریلی شریف حاضر ہوا اور مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوا مدرسہ کے طلبہ اور نظم و نسق دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے مدرسہ ہذا کی علمی اور دینی خدمات کا تو اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس درس گاہ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء و فضلاء فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور مشاہیر میں شمار ہوئے الحمد للہ کہ اس وقت بھی ایک سو سے زائد طلبہ حدیث، تفسیر، فقہ اصول اور دیگر فنون حاصل کرنے میں مشغول ہیں آٹھ یا دس مدرسین تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں عرفی اوب کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایک مصری مدرس اوب پرچھانے کیلئے مقرر ہیں یہ سب اراکین مدرسہ اور حضرات مدرسین کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کی جدوجہد اور عملی کوششوں کی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور درس گاہ کو یونانیوں سے نوازے آمین جواد النبی الامین ﷺ و الحمد للہ رب العلمین۔ حررہ ابو البجیل محمد رضوان الرحمن الفاروقی سہوانی، مفتی مالوہ (اندور)

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۷۸۶/۹۲

الحمد لله والنصلاة والسلام على رسول الله وعلى المرسلين والانباء وعلى آله واصحابه اجمعين

فقیر حقیر نے دارالعلوم منظر اسلام کا معائنہ کیا الحمد للہ تعالیٰ نظم و نسق اور تعلیم بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر ہے اس کے بارے انتظامات بہت ہی اچھے ہیں دیکھ کر بہت ہی دل خوش ہوا مولیٰ تعالیٰ اس دارالعلوم کو قیامت تک قائم رکھے اور اس کے منتظمین و مدرسین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری رضوی دانا پوری غفرلہ مفتی چاورہ ضلع رحلہ ایم بی ۲۵ صفر ۱۳۸۳ھ



۷۸۶/۹۲

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید المرسلین -

فقیر بریلی شریف حاضر ہوا یہ معلوم ہو کر بہت مسرور ہوا کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت قاضی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ کے مدرسے میں چالیس طلباء محمدہ تعالیٰ صرف دورہ حدیث پڑھ رہے ہیں خداوند کریم اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور زیادہ ترقی دے اور حضور جیلانی میاں صاحب کے سایہ مبارکہ کو ہمارے سروں پر مدت مدیدہ تک قائم و دائم رکھے آمین آمین تم ہمارے سنی بھائیوں کو چاہئے کہ اس ادارے کی طرف خاص توجہ دیں۔

فقیر ابو النور قدام الرضا محمد خمس اللہ صدیقی بستوی ثم جلی بھیتنی پنجشنبہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم -

آج فقیر نے دارالعلوم منظر اسلام پر اجمالی نظر ڈالی ماشاء اللہ تعالیٰ تعلیمی و انتظامی حالت میں اچھا پایا خاص بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب مدظلہ العالی کی صدر مدرس سے طلبہ کی تعداد میں کافی اضافہ ہے اور روز افزوں ترقی کر رہا ہے اسلاف مدرسین کا بھی کافی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ قوم کو جس قدر کی نگاہ سے اسے دیکھنا چاہئے نہیں دیکھ رہی ہے۔ اس لئے کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت مدرسین، طلبہ کیلئے ناکافی ہے اس میں اضافہ کی سخت ضرورت ہے قوم کو چاہئے کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی اس یادگار اور مرکزی مدرسہ کی دل کھول کر خدمت و امداد کرے۔ فقط  
احقر محمد آل حسن سنہجلی اثر فی نعیمی غفرلہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ المطہرین  
واصحابہ المعظمین الی یوم الدین

فقیر سگ آستانہ عالیہ رضویہ تمام مسلمانان اہل سنت خصوصاً رضوی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اسلام و سنیت کی اشاعت و ترقی اور وہابیوں دیوبندیوں اور تمام مبینوں کے حملوں سے عوام و خواص اہل سنت کو محفوظ رکھنے کیلئے اسلامی ایمانی جذبہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دارالعلوم کی دوائے درہے قدم ہر طرح کی ہر امکانی سعی سے خدمت انجام دیکر دارین کے بے شمار برکات کے مستحق بنیں آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلی آلہ  
والصلوۃ والسلام

خادم آستانہ عالیہ رضویہ مشاہد رضا حشمتی

مورخہ ۲۵ صفر المظفر یوم پنجشنبہ ۱۳۸۳ھ / ۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء

۷۸۶/۹۲

### نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دارالعلوم منظر اسلام کی خدمت کرنا دور موجودہ کے ماحول میں انتہائی ضروری ہے یہ ایسا مدرسہ ہے جو امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی صحیح تعلیم سے طلباء کو چار کر رہا ہے۔ اس سال بھی تقریباً آٹھ لاکھ طلباء دور و حدیث میں ہیں معائنہ تک میں علماء نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے ہر سنی کو اتفاق کرنا لازمی ہے۔

سید انوار حسین رضوی عنہ شاہجہانپوری

۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

### نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالعلوم منظر اسلام کی خدمات ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج یہ دارالعلوم ساری سنیت کا مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ تعلیم و تربیت ہر چیز معیاری ہے۔ طلباء کی کثرت اس کے علمی معیار کی نشاندہی کر رہی ہے۔ تمام اہل اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ اس مرکزی دارالعلوم کا اسکی دن و نئی رات چو گئی ترقی کیلئے داسے، درے، قدے، منجھے، ہر حیثیت سے ساتھ دیتے رہیں۔ اسکی ہمتا ہمارے دین کی ہمتا ہے۔ اور دین کی ترقی ہے۔ اور دین کی ترقی ہی ہمارا سرمایہ حیات ہے۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے میں مسلمانوں کو اپنے دین و مذہب سے محبت عطا فرمائے جس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ ایسے مرکزی ادارے کو ہمیشہ اپنا مرکز نگاہ بنائے رہے گا۔ اور کبھی غفلت کا شکار نہ ہونے دے گا فقط والسلام۔

فقیر سید محمد منی اشرفی غفرلہ

۱۸ جولائی ۱۳۸۳ھ

### نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج فقیر سمجھنے مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ کیا ماشاء اللہ پورا اشاف قابل تحسین ہے۔ طلباء ہمیشہ تعداد میں مدرسین

بہت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ طلباء کی زیادتی کے لحاظ سے مدرسہ کی عمارت بہت کم ہے فقیر تھامی دنیائے سنیت سے انجیل کرتا ہے کہ اسکی جانب جلد توجہ دے <sup>حقیقی معنی میں</sup> جو کام ہو رہا ہے اس لحاظ سے اسکو <sup>عین</sup> کو نیورسٹی کرنا چاہیے۔ فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں اس کو ترقی عطا فرمائے فقط۔

فقیر سید مجتبیٰ اشرف اشرفی پکھو پھوی

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

دارالعلوم منظر اسلام بریلی دنیائے سنیت کا عظیم دینی مرکز ہے جہاں سے سارا عالم اسلام ہر طرح فیضیاب ہو رہا ہے مسلمانوں کا یہ پیش رہا سرمایہ دین کی یہ قیمتی لمانت جس کی گہرائی سید الکریم حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ وامت برکاتہم القدر سید اپنی انتہائی جانی و مالی قربانیوں سے فرما رہے ہیں سارے ہندوستان کی توجہات کا مقصد ہی ہے۔ عام مسلمان ہو یا خاص اصحاب خاتما ہوں یا درباب مدارس سرمایہ دار ہوں یا مفلس، یہ خوب سمجھ لیں کہ حقوق دینیہ میں وہ اپنے مرکز کی حفاظت سے کسی وقت مستغنی نہیں ہو سکتے۔ انہیں اپنے دین و عاقبت کی حیانت اور آئندہ نسل کی حفاظت کیلئے شدید ضرورت ہے کہ بہت جلد پوری قوت سے اس طرف متوجہ ہو جائیں اور عظیم مرکز کو مضبوط تر بنادیں فقط۔

غلام محمد خاں رضوی جامعہ اسلامیہ ناگپور، نزیل بریلی

۲۲ جولائی ۱۹۶۳ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ وصحبہ ہذہ الذین القویم  
مصر میں تین سال قیام کرنے کے بعد حمد للہ وطن واپس ہوا مدرسہ دفتر اعلیٰ حضرت کلمہ جاری کرنے کے بعد ان کی بڑھتی ہوئی ترقی و کچھ کرپڑی خوشی ہے۔ حقیقت میں یہ ترقی دفتر و مدرسہ کے اشاف کی نیک نیتی و اخلاص پر دلالت کرتی ہے خدائے پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مدرسہ اور اس دفتر کو بہتر سے بہتر بنائے اور ان سے جو دین کی خدمت ہو رہی ہے وہ یوں ہی ہمیشہ ہوتی رہے اور خدائے تعالیٰ ان کے اشاف کو اجر جزیل عطا فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین  
اختر رضا خاں غفرلہ

۱۳ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء (بقیہ صفحہ ۳۵۳)



## الحمد للہ :- مجھ کو بھی ہے نسبت اس دارالعلوم سے

از..... مولانا علامہ الحاج محمد صادق صاحب رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان (گوجرانوالہ)  
بفضلہ تعالیٰ صد سالہ جشن مرکزی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے سلسلہ میں تجدیدِ نعمت کے طور  
پر عرض گزار ہوں کہ الحمد للہ دارالعلوم کے اصغر طلباء کی فہرست میں میرا بھی نام شامل ہے۔ خدائے تعالیٰ قبول فرمائے  
اور اکابر کی معیت میں حشر نصیب فرمائے۔ (آمین)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۹۴۱ء میں والد صاحب مرحوم کا سلسلہ ملازمت بریلی شریف چالو ہوا تو وہ ہمیں بھی ساتھ  
لے گئے اور خوش قسمتی سے مجھے دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کے شعبہ حفظ میں چھوٹے طلباء میں داخل  
کرا دیا۔ اس وقت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے بالمقابل ایک بڑے  
کمرے میں پڑھائی ہوتی تھی اور سفید ریش قادری یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک حفظ کراتے تھے اور طلباء پر  
بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بہت چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے وہاں کے تفصیلی حالات تو معلوم نہیں اور نہ ہی حضور مفتی  
اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سرور احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) کی  
زیارت کے متعلق کچھ یاد ہے۔ البتہ اعلیٰ حضرت کے شہزادہ اکبر رحمۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ) کی  
زیارت کی جھلک سفید ریش مبارک اور بہت نورانی صورت کے ساتھ آنکھوں میں گھومتی ہے اور غالباً عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ  
اللہ علیہ کے موقع پر حضور صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت باریب شخصیت کی  
زیارت و آپ کا عطا و خطاب سننا بھی یاد پڑتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کے اندرونی منظر کی جھلک  
بھی آنکھوں میں محسوس ہوتی ہے۔

بریلی شریف میں بالکل نو عمری میں اگرچہ صرف چھ ماہ کی مختصر حاضری نصیب ہوئی لیکن بھول شاعر

لگادی ہے مرے محبوب نے ایسی لگن مجھ میں

گزاروں گا اسی لذت میں باقی زندگی اپنی

(الحمد للہ: دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے ماحول کی دل میں جو لگن لگ گئی۔ اس کی بدولت مذہب اہل

سنت سے محبت بندہ ہیوں سے نفرت علماء و مشائخ اہل سنت کی عقیدت اور ان کی مجالس و محافل میں حاضری کا ذوق دل میں پیدا ہو گیا۔ مزید برآں والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت و نصیحت نے ”سوئے پر سہاگے“ کا اثر دکھایا۔ اور بریلی شریف سے وطن مالوف کو ٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ واپسی پر کچھ عرصہ بعد بفضلہ تعالیٰ سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب کو ٹلوی مدظلہ کے والد ماجد فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کو ٹلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ہو گئی اور کچھ عرصہ آپ کے یہاں حاضری و کدورت کے بعد بالآخر ”صرف و نحو“ وغیرہ کا سبق پڑھنا شروع کر دیا اور پھر جلد ہی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خاص شفقت فرماتے ہوئے باقاعدہ مدرسہ کی تعلیم کیلئے مدرسہ جماعتیہ علی پور شریف داخل کرانے کیلئے خود ساتھ لے جا کر حضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر مدرسہ ہذا میں تعلیمی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت استاذ العلماء مولانا آل حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ وہاں مدرسہ تھے جو چند دن بعد وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور انکی جگہ استاذ العلماء مولانا محمد عبدالرشید دھنڈوی مدظلہ (فاضل بریلی شریف) تشریف لائے۔ چنانچہ پھر آپ ہی سے جملہ فارسی عربی کتب پڑھیں۔ فیصل آباد: اور جب حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (سابق لائل پور) تشریف لائے اور بے سروسامانی کے عالم میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آغاز فرمایا تو الحمد للہ فوراً ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ماشاء اللہ سال کے پہلے ہی دورہ حدیث شریف میں داخل و شامل ہو کر دورہ حدیث شریف کی تکمیل کا شرف اور سند فراغت و دستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔

جس علی روحانی مسکنی بنیاد کی ابتدا ہوئی تھی، دارالعلوم منظر اسلام فیصل آباد میں اسکی تکمیل ہوئی

فالحمد لله رب العلمین اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام

## صاحب سجادہ کے نام

اندر محمد مظفر قبال مصطفوی سے اپنے مفتی محمد رفیع الرحمن سے قادری رضوی

پاکستان

الحضرت المکرم سبحان رضا خاں صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ

بریلی شریف

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته .



مزاج گرامی !

حضرت مولانا سید شاکر علی صاحب رضوی مدرس منظر اسلام بریلی شریف لاہور تشریف لائے تھے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے سلسلہ میں کچھ نوادرات کی فوٹو اسٹیٹ وہ مجھ سے لے گئے اور فرما گئے کہ منظر اسلام کے حوالہ سے کوئی اور مواد ملے تو بریلی شریف روانہ کر دینا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان کی صاحبزادی پچھلے ماہ انتقال کر گئیں وہ استاذی المکرم مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی کے عقد میں تھیں۔ تعزیت کے موقع پر میں نے قبلہ استاذ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ بریلی شریف کے حوالے سے کوئی بیات ہو تو صد سالہ جشن منظر اسلام کیلئے عنایت فرمائیں۔ انہوں نے بریلی شریف میں چند روزہ جو قیام کیا اسکی مختصر سی روکدلو میں نے قلبند کی ہے حاضر خدمت کر رہا ہوں صد سالہ جشن کے ”نمبر“ کے صفحات میں جگہ ہو اور مناسب سمجھیں تو شائع فرمادیں جشن صد سالہ کے اشتہارات ضرور ارسال فرمائیں۔ مختصر روکدلو لطف ہوا ہے۔

**بظنہ** نے ایک بار اپنے احباب کے ساتھ حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ کی جاضری کے موقع پر آپکی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

بعدہ اور تمام احباب اہل سنت کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام مع الاکرام



جامع معقول و معقول شیخ الحدیث علامہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی شارح صحیح بخاری۔

بانی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ سائق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد (لاکل پور) مہتمم جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد علماء اہل سنت میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

جامعہ فقہیہ اچھرہ لاہور میں معقولات و منقولات کے ماہر استاذ الاسلام حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فون کی تکمیل کے بعد۔ حصول علم حدیث کیلئے پنجاب کی کئی درسگاہوں میں گئے لیکن اطمینان نہ ہوا اسی کشکش میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔

ایام تعطیلات گزارنے آپ اپنے وطن مالوف ضلع امرتسر چلے گئے اسی دوران حضرت محدث اعظم پاکستان



مولانا سر دار احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف سے اپنے گھر ضلع سرگودھا میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت محدث اعظم نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اس سال ماہ رمضان مبارک کے ایام بریلی شریف میں گزاروں اور ازراہ شفقت فرمایا کہ تمہارا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے تائید نہیں اور باعث خوش قسمتی و تقیست سمجھا کہ اس بحر العلوم کے زیر سایہ رہ کر مجھے علمی استفادہ کا زریں موقع مل رہا ہے۔ اس لئے آپ نے آپ کے ہمراہ بریلی شریف جانے کے عزم بالجزم کا اظہار کر دیا۔

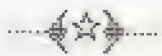
حضرت محدث اعظم پاکستان نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں فلاں تاریخ کو بریلی شریف جانے کیلئے امرتسر اسٹیشن پر آؤں گا تم بھی وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر جب آپ امرتسر اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت محدث اعظم وہاں تشریف فرما تھے۔ اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب مع اپنے حلاۃ کے بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت محدث اعظم کی قیادت میں بریلی شریف کے سفر کا آغاز ہوا۔ اگلے روز ہم اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا کے شہر بریلی شریف پہنچے، آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضری دی قلب کو فرحت و سکون میسر ہوا۔ وہاں پہلی بار شہزادہ الام احمد رضا حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا، قدم بوسی نصیب ہوئی۔ آپ انتہائی شفقت سے پیش آئے۔

مولانا غلام رسول صاحب رضوی کا جتنا غرضہ بھی بریلی شریف میں قیام رہا پانچ روزانہ حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب سے علم حدیث کا درس لیا۔ علمی خوش چینی کی بہت سے مسائل پر بحث و تمحیص سے عقدہ کشائی ہوئی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی فرماتے ہیں کہ: میں نے دوران استفادہ حضرت محدث اعظم کو علم حدیث علم کلام اور معقولات میں تحقیق کا بحر ذخار پایا۔ جس مسئلہ پر بھی گفتگو کی پوری پوری تسلی و تقفی ہوئی۔ فراغت کے بعد محدث اعظم مولانا سر دار احمد کی وساطت سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے اپنے دست اقدس سے سند مبارک پر کر کے عنایت فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ الحمد للہ کہ یہ تبرک آپ کے پاس محفوظ ہے۔

مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی تالیف و تصنیف تدریس و افتاء میں بد طولی رکھتے ہیں۔ آپ کے سیکڑوں شاگرد ملک دیر و ن ملک خدمت دین میں مصروف ہیں۔

اللہ جل مجدہ! اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین



(۱)

محترم القام جناب مستم صاحب السلام علیکم

مجلد صد سالہ کیلئے اپنا ایک تاثراتی خط ارسال ہے ۸۷ دن قبل تین مقالات از محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ارسال کئے امید کہ مل گئے ہوں گے۔ مقالات خصوصاً آپ کے مجلہ کیلئے لکھے ہیں۔

محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری صاحب نے میری درخواست پر علالت کے باوجود ۲۲ مقالات ۲۹+۱۰+۱۹ صفحات لکھ کر دیئے جو آپ کو روانہ کر چکا ہوں۔ موصوف اہل سنت کے تاریخی کتب کے مرتب ہیں۔ محقق اہل سنت کے مضامین مجلہ صد سالہ میں شائع فرمائیں مجلہ صد سالہ کو خوب معیاری تاریخی مآئیں محنت سے شائع کریں۔ تحقیقی مقالات لکھوائیں گویا مظہر اسلام کی ۱۰۰ سالہ تاریخ ہو۔ تاریخی دستاویز ہوگی، آئندہ کے مورخین کیلئے مواد ہوگی۔

کیونکہ اکثر لکھنے والوں نے معذرت کی کہ دہر العلوم مظہر اسلام کے متعلق مواد نہیں ہے لہذا لکھ نہیں سکتے بہر حال مولانا جلال الدین قادری مدظلہ نے ۲۲ مقالات لکھ کر دیئے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں تجاویز لکھتا رہوں گا۔ آپ بھی مجلہ صد سالہ کو تحقیقی، معیاری مقالات کے اعتبار سے مآئیں جملہ احباب کو سلام عرض ہو۔

**نوٹ :-** میں نے مقالات کے ہمراہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر Ph. d کرنیوالوں کی جو فہرست بھیجی ہے وہ نامکمل ہے۔ لہذا آپ مکمل فہرست Ph. d والی اعلیٰ حضرت کے متعلق ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پوسٹ بکس نمبر ۳۸۹ ر کراچی سے منگوا کر اپنے صد سالہ مجلہ میں شائع فرمائیں۔ میری بھیجی ہوئی فہرست نامکمل ہے اسے شائع کرنے کی ضرورت نہ ہے مکمل فہرست ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے دستیاب ہوگی۔ رابطہ کر کے منگوائیں۔ Ph. d مکمل کی فہرست فی الحال میرے پاس نہیں ہے ورنہ بھیج دیتا۔ والسلام۔ (محمد طاہر رضوی)

(۲)

واجب صدا احترام جناب مستم جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف

السلام علیکم: امید کہ مزاج گراں خیر ہوں گے۔

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ یادگار اعلیٰ حضرت مظہر اسلام اپنے قیام کے سو سال گزار کر چکا ہے اور صد سالہ



تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے۔ دارالعلوم اپنی شاندار تاریخ رکھتا ہے دارالعلوم نے اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔ اس دور میں وہابیت کی آمدھی گلشن اسلام کے پتوں کو زرد کر رہی تھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجددانہ کردار ادا کرتے ہوئے حسام الحرمین لکھ کر ایسی باڑ لگائی کہ اس باغ کے پتوں کو پھر آندھی کے زہریلے اثرات کا خطرہ نہ رہا۔ دوسری طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں ایک مرکزی ادارہ منظر اسلام قائم فرمایا جو ایک ادارہ ہی نہیں عشق رسول ﷺ کی ایک تحریک بھی تھا جہاں سے فارغ التحصیل ہونیوالے علماء نے معاشرے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک جانب تو ان علماء حق نے دین میں پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کیا دوسری جانب ان علماء نے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کرتے ہوئے آل انڈیائی کانفرنس، سارس کا انعقاد کر کے تاریخ میں نئے باب کا آغاز کیا۔

علماء حق میں پائی جانے والی جملہ خوبیوں اخلاص، تواضع، تقویٰ، طہارت، حق گوئی و بے باکی دارالعلوم کے بورگوں میں پائی جاتی ہے۔ جو علماء حق کا ہمیشہ طرہ امتیاز رہی ہے دارالعلوم منظر اسلام کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر تشنگان دارالعلوم اور عقیدت مند ان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ جن اکابرین کے نام تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ ان کا مشن کیا تھا؟ انہوں نے کیا کیا قربانیاں دیں؟ ان کی زندگیاں کیسی تھیں؟ انہوں نے دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک کیسے پہنچایا؟ آج ہماری اور اکابر کی زندگیوں میں کیا فرق ہے؟ اور یہ فرق کیسے دور ہو سکتا ہے کج ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ہم ان ذمہ داریوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں دارالعلوم کن مقاصد کے تحت قائم کیا گیا۔ (یادگار اعلیٰ حضرت) کی ترقی میں ہم نے کیا کردار ادا کیا۔ ہم دارالعلوم کے پیغام کو پھیلانے (بھلانے) میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں کج ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہے اور عہد کرنا ہے کہ دارالعلوم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ امت مسلمہ کی اصلاح کرنی ہے اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور مصطفیٰ ﷺ شافع ہوں۔ یادگار اعلیٰ حضرت (دارالعلوم منظر اسلام) کی ترقی کیلئے دعا گو ہوں اللہ دن دوئی رات چو گئی ترقی عطا فرمائے آمین۔

راجہ (محمد طاہر رضوی) ایڈوکیٹ ہائی کورٹ جھیلیم پاکستان



۷۸۶/۹۲

مکرمی و محترمی سیدی و سندی زیب سجادہ نشین صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
حمدہ تعالیٰ طالب خیر مع الخیر ہے گرامی نامہ موصول ہوا ممنون و مشکور ہوں فقیر نے جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر



اسلام مدلی شریف میں تعلیم حاصل کی ہے وہ مبارک دور تھا حضرت ملک العلماء مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری، حضرت مولانا مولوی عبد العزیز محدث صاحب، حضرت مولانا مولوی احسان علی صاحب بہاری، حضرت مولانا مولوی ابدار حسن صاحب صدیقی، حضرت مولانا مولوی سردار علی خاں عرف عزومیہ صاحب، حضرت مولانا مولوی اعجاز ولی خاں صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء کرام تھے۔ سند فراغت کے بعد حضرت صدر العلماء امام النجہ مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب میرٹھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا گیا۔ درجہ شیخ الحدیث کیلئے حضرت نے اور حضرت مولانا مولوی نعیم اللہ خاں صاحب صدر المدرسین و حضرت مولانا مولوی مفتی محمد فاروق صاحب نے یاد فرمایا مگر اپنے جسمانی ضعف کی بنا پر حاضر نہ ہو سکا اور سالانہ امتحان دارالعلوم منظر اسلام کیلئے ایک عرصہ دراز سے حاضر ہوتا ہوں شرف بیعت حضرت حمید الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اور خلافت حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہے۔ فقط والسلام

چراغ عالم عفی عنہ

صدر المدرسین مدرسہ اہل سنت اشرافیہ ضمیر العلوم سنبھل۔

۷۸۶/۹۲

ذوالعالیٰ نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ ریحان ملت حضرت سبحانی میاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ ”عرس رضوی“ کے پرہیزار موقعہ پر مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا صد سالہ (جشن زرین) انتہائی ترک و احتشام کے ساتھ منارہے ہیں۔ اس حسین موقع پر آپ کو خلوص دل سے ہدیہ تحریک پیش کرتا ہوں ہم لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی محبت و رش میں ملی کیوں کہ والد گرامی حضرت قبلہ سید محمد منظور علی عرف چھوٹے میاں بشیری صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ ہذا کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ سے از حد محبت تھی اور تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کے خاموش مبلغ رہے۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی سدا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے اور اپنے جنازہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کا تحریر کردہ ”درد کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروں درود“ پڑھنے کی تحریری وصیت فرمائی اسی لئے ہمارے گھر کے بچے بچے کے دل میں اعلیٰ حضرت کی محبت ہے۔ اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایہ اہل سنن پر تاویر قائم رکھے جامعہ رضویہ منظر اسلام ہمیشہ لعلنا رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت اور خاندان اعلیٰ حضرت سلامت رہے۔

نیاز مند نوری میاں لکن حضرت سید منظور علی عرف چھوٹے میاں علیہ الرحمہ



خادم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم، محلہ شیخوپورہ، بہیڑی ضلع بریلی

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزارِ گرامی خیر باد! حسبِ الحکم چند سطور تحریر ہیں اگر کسی قسم کی کوئی نقص و کمی نظر آئے تو اپنے قلم سے درست فرمادیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پابندہ۔ بادِ خاندانِ اعلیٰ حضرت زندہ باد، جامعہ رضویہ منظر اسلام تائبہ باد۔ میں مجددِ دینِ ملتِ امامِ اہل سنتِ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اوارہ منظر اسلام کے جشِ صد سالہ منعقد کرنے والوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور لائقِ صد تحسین ہیں وہ احبابِ اہل سنت، علماء و فضلاء و مفکرینِ دین و ملت جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنی اپنی گراں قدر تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و جامعہ رضویہ منظر اسلام کی عظیم خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے، خادم صرف فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر ہی اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

خادم العلماء والفقراء

سید محمد شاہد علی میاں تقویٰ بشیری نعیمی

مہتمم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بہیڑی شیخوپورہ بہیڑی ضلع بریلی شریف

## اعْلَان

۱:- جن حضرات کے مضامین ”بریلئے عجالت“ اس نمبر میں شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ آئندہ

شامل کئے جائیں گے۔

۲:- مضامین نگار حضرات مضامین اس سال فرما کر اپنے قلمی تعاون سے نوازیں۔ ”ادارہ“



مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام  
کی سہ منزلہ عمارت بنام  
حامدی منزل کا پرکھ منظر

